

عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتہ کے واسطے نہایت ضروری اور مفید کتابیں
 (۱) مجموعہ تذکرۃ القرآن مشتمل علی مجلد حسین مفصلہ ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب
 و غریب بحث ہے (۱) دلائل بریتی باری تعالیٰ (۲) اسمائے باری تعالیٰ کی حقیقت
 اور کئے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر (۴) دعا کی حقیقت اور الغامات الہی
 کا ذکر (۵) کون لوگ غضبِ الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶) معاشرت
 یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح پر ہوتے ہیں (۷) اسلامی حفظِ صحت
 (۸) غفلت کے خطرناک نتائج اور اونکا کامل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت اور اسکے
 نتائج اور اول طاقتوں کو زایل کرنے کی خرابیاں قیمت مع محصول ڈاک دو پیسہ
مِفْتَاحُ الْقُرْآن - اسکو معمولی اردو حواں ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ ہزار لغتوں
 اور ایک لاکھ سولہ ہزار صیغوں پر ایسا حاوی اور صرف و نحو میں ایسا شاق ہو جاتا ہے
 کہ قرآن مجید با ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے بھی اسکو چار پانچ مہینے میں یاد
 کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابردت میں ختم کر سکتے
 ہیں پس تمام بچوں جو انون اور بورٹھوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور پڑھیں پھر تمام
 عمر قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت کرنے میں ایسی عجیب خدا داد لغت کی طرف سے
 غفلت بخیر اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی
 محنت سے قرآن مجید با ترجمہ آتا ہے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی قرآن
 پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر با ترجمہ پڑھایا کریں کیونکہ انھوں کے
 ہوتے اندھا ہو کر چلنا سخت نادانی ہے اگر ایسا ہی کریں گے تو ان شامند اجیر
 و آئی اتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام وہایت غریب گندہ
 شعر اور چھوٹے قصے جھٹوں نے ہمارے دین و دنیا کو برباد کر رکھا ہے کلیتہً
 ہوا ہو جا دین کے اسی قاعدہ اردو فارسی کے ہزار بالغت آجائیں گے جنکو سر کی

تذکرہ القرآن

بابت جنوری ۱۹۰۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

نمبر

جلد

تذکرہ فکر

سلسلہ کوہِ علم دیکھو جلدِ انبیا
وَإِذْ كَرَّمَكَ رَبُّكَ كَثُرَ أَوْسَاطُكَ بِالْعَشِيِّ وَالْأَبْكَارِ
کثرت سے اپنے رب کا ذکر اور تمام وسیع اور وسیع کر تیار
وَإِذْ كَرَّمَكَ رَبُّكَ فِي نَفْسِكَ لَقَرُّوْا وَجِيفَةً وَدُونَ الْجِيفِ
اپنے جی میں اپنے رب کو تضرع اور غم کے ساتھ وہی آواز
مِنْ الْقَوْلِ بِالْعُدُوِّ وَالْأَصْوَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ
صبح اور شام یاد کرتا رہے اور مست ہو غافلوں میں سے

انسان کا نفس کسی وقت بیکار نہیں رہ سکتا۔ جسوقت ظاہری شغلوں کو فارغ ہوتا ہے اسوقت اندر ہی اندر طرح طرح کے خیالات میں مصروف ہو جاتا ہے بعضوں کے نفس عشقیہ مضامین کی طرف دوڑتے ہیں۔ بعضوں کے دنیاوی تروٹ و تفکرات کی طرف۔ بعضوں کے مخالفانہ تجویزوں اور مضبوطیوں کی طرف۔ شاعروں کے نفس شاعرانہ مضامین کی طرف فسانہ گوئیوں کے نفس قصبات کی طرف تخیلیوں کے نفس اپنے اپنے جھگڑوں کی طرف عاشقوں کے نفس اپنے اپنے مطلوب کی

طرف الخوض ہر شخص اپنی اپنی حالت کے خیالات میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اسوجہ
 سے اوقات بیکاری کے واسطے ہزار ماقم کے شغل ایجاد کئے گئے ہیں مارتو غیر
 سازگاری۔ ڈھول اور ڈفرا اسی نفسانی اقتضا کا ایجاد ہیں۔ طاش شطرنج مرغ۔ بیئر
 راک۔ ناچ۔ اسی نفسانی عادت کا اظہار ہیں۔ اینون۔ شراب۔ تھنگ۔ چرس
 حقہ۔ سلف تمام اسی اندرونی کیفیت کا نتیجہ ہیں۔ چھوٹا بچہ جبکہ اندرونی نفس ابھی تک
 طاقت پر نہیں آیا۔ وہ اپنی حالت کے مطابق طرح طرح کے کھیل یا شغل ایجاد کرتا رہتا
 ہے اور ایک منٹ کے واسطے بیکار نہیں رہتا اس طرح جب نفس نا طاقہ بڑھ جاتا ہو
 وہ خیالات کے بغیر ایک منٹ نہیں رہ سکتا یہ تمام شغل ایک قسم کی آوارگی اور لہو
 و لعب میں شامل ہیں نفس نا طاقہ کے واسطے مناسب شغل جو حقیقی طور پر اُسکے واسطے
 ضروری اور مفید ہے اپنے رب کا ذکر ہے۔ اینون۔ شراب۔ تھنگ اور چرس
 سے طرب انجنز خیالات پیدا ہوتے اور دھوپ کا نظارہ نظر آتے ہیں یہ ایک عارضی
 سرور ہوتا ہے جبکہ نتیجہ پریشانی دماغ کے سوائے اور کچھ نہیں مگر ذکر الہی کا جو سرور
 ہے وہ انسان کے دماغ کو پاک صاف بنانے والا اور اس کے خلاق کو سنوارنے والا اسکو
 قولے عقلمند کو تیز کرنے والا اور اسکو سچی تسلی اور سعادت بخشنے والا ہوتا ہے۔ راک
 ناچ۔ اور باجہ کا شغل عارضی طور پر دل کو مہلاتا مگر قولے عقلمند کو خراب
 کرتا ہے مگر ذکر الہی کا شغل دائمی نتائج پیدا کرتا اور عقل و اخلاق کو درست کرتا ہے
 طاش بازی۔ شطرنج بازی۔ مرغ بازی۔ بیئر بازی وغیرہ سراسر لہو و لعب اور
 انسان کی دین و دنیا کو تباہ کرنے والے ہیں مگر ذکر الہی کا شغل انسان کے واسطے
 دینی و دنیاوی عروج کا باعث بنتا ہے۔ ذکر الہی کا شغل ایک طرف اور لہو و لعب
 راک ناچ۔ باجہ اور سرکرات کا شغل ایک طرف آپس میں متضاد ہیں جو شخص ذکر
 الہی کا عادی ہے وہ لہو و لعب اور راک و باجہ وغیرہ سے کوئی خط نہیں اٹھا سکتا

برعکس اسکے جو شخص لہو و لب۔ یا راگ۔ باجہ۔ یا شراب یا تھنگ پتھر وغیرہ کا۔ عادی ہے وہ ذکر الہی سے غفلت نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ شارع اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام سکرات حرام فرمائے۔ راگ ناچ اور باجہ کی اجازت نہیں دی اور لہو و لب سے منع فرما دیا ہے اور ذکر الہی کی نسبت کیوں پُر اسرار الفاظ میں تعلیم ہے وَأَذْكُرْ تِلْكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدِّ وَالْأَصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ اپنے رب کو اپنے نفس میں تضرع اور خوف کے ساتھ اور وہی آواز سے صبح و شام یاد کر اور غافلین میں سے مت ہو جا۔ جناب الہی میں تضرع اور خوف کے ساتھ پیش ہونے سے جو حظ نفس حاصل ہوتا ہے اور حکا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس میدان میں تجربہ کار ہیں اس حکم میں تو ہم لہو و لب اور راگ باجہ اور ناچنے کو دے کے طریق رہے ہوئے پھر فرمایا ہے کہ ادبھی آواز سے نہیں بلکہ وہی آواز سے اپنے رب کو یاد کر۔ اگر انسان آواز کے ساتھ یاد کرے یا غزل و اشعار میں اسکی حمد گائے تو نفس ایسا کامل طور پر متوجہ نہیں ہو سکتا کیونکہ نفس کا اصلی شغل فکر اور خیال ہے نہ کہ گانا بجانا۔ یا اوچھلنا۔ گودنا۔ ایسوج سے یہ حکم ہے کہ اپنے رب کو اپنے جی ہی جی میں وہی آواز سے یاد کر ادبھی آواز سے نہیں اسیں غزل خوانی۔ قوالی اور ڈھول۔ سازنگی کا رہی صبح و شام عموماً انسان کے واسطے فراغت کا وقت ہیں انکے درمیانی وقوت میں اور اور شغلوں میں مصروف ہو جاتا ہے اگلے ان اوقات کو خاص کر بیان فرمایا اور وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ میں اور اوقات بھی شامل ہیں کہ خدا کی اطاعت اور اسکی مٹجوئی اور اسکے ذکر سے کسی وقت غافل نہو آہ ہم اس حکم الہی اور موجودہ مسلمانوں کی عملی حالت کا مقابلہ کر کے دیکھتے

ہیں کہ عموماً اس حکم کے مطابق ہے یا خلاف۔ سرسری نظر سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عموماً خلاف ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں بیش قیمت زندگی کا فارغ وقت عموماً واہیات شغلوں پر قربان کیا جاتا ہے۔ کہیں حقہ کی مجلس گرم رہتی ہے کہ فراغت کے وقت لوگ دہاں پر جمع ہو کر ادھر ادھر کی زلیلات مانگتے اور بیہودہ ہنسی اور غول میں اپنی عمر برباد کرتے ہیں۔ کہیں طاش بازی ہو کہیں شطرنج بازی۔ کہیں مرغ بازی۔ کہیں کبوتر بازی۔ کوئی ہارمونیوم اور سارنگی پرست ہو رہا ہے۔ کوئی راگ اور قوالی پر۔ کوئی دیوانوں پر دیوانہ ہو رہا ہے کوئی فساد جات پر۔ کوئی گلی کو چوں میں اوارہ پھر رہا ہے اور کتوں کی طرح گھر گھر کی بوڑھی ننگھنے کا عادی ہے۔ کوئی بھنگ چرس اور افیون کے نشہ میں رہتا ہے کوئی لاف گزاف اور افترا پردازی میں۔ کوئی جھوٹی افتا پردازی کا متوالا ہے۔ کوئی واہیات شاعری کا۔ الغرض اس قسم کے ظاہری شغل اور عادات ہیں جب اکیلے فارغ ہو کر بیٹھتے یا لیٹتے ہیں اس وقت بھی واہیات نظارہ یکے بعد دیگرے پیش آتے ہیں پھر خدا کا ذکر و فکر کہاں۔ ہائے افسوس اس بیش قیمت اور فطرتی طاقت کو جو انسانی ترقیات اور اصلاح نفس کے واسطے ایک اعلیٰ درجہ کا اجن ہے کس کس طرح سے بیہودہ طور پر خراب کیا جاتا ہے مگر کسی کو کچھ عبرت نہیں۔ کوئی ایک منٹ کے واسطے بھی سوچا سمجھتا نہیں۔ کس کس طریق پر احکام الہی کے خلاف اور اپنے آپ کو برباد کیا جاتا ہے کیا **وَ اذْکُذِّبْتَ فِیْ لَفْیَکَ** بھی فرماتا ہے کہ خدا کا ذکر مت کرو بلکہ قوم کی قوم۔ جتنے بازی بیہودہ ہنسی محو مرغ بازی۔ شطرنج بازی اور راگ باجہ میں سرگرمی کے ساتھ مشغول رہو اپنی اوقات عزیز اور جان و مال کو ایسی میں صرف کرو اور خوب دل گھول کر

صرف کرو دینی احکام کے وقت کانوں میں روٹی دے لیا کرو اور خدا کے
 راستہ میں تگدل اور بخل نہ رہو کیا وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ کا یہی عمل ہے
 کہ وہایات شغلوں اور لہو و لعب میں بدست نہ رہو اور کبھی الہی احکام کی
 طرف نظر نہ کرو۔ کیا وَ اذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا کی یہی تعبیر ہے کہ وہایات قصوں
 کہانیوں میں مشغول اور راگ۔ باجمہ میں شغوف۔ یا بھنگ۔ چرس۔ فیوٹ میں
 بدست رہو اور خدا کا ذکر لینا تو درکنار ذکر کرنے والوں کے پاس بھی نہ بیٹھو
 اور نہ اونچی کوئی بات سنو۔ کیا سَبَّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا کی یہی اطاعت ہے
 کہ بدعادت۔ بدشغل۔ اور بدخیالات میں اپنی تمام عمر تمام طاقتیں اور مال
 صرف کرتے چلے جاؤ اور اللہ کریم کے ذکر سے بھاسمتے رہو یہ تو اون
 مسلمانوں کا حال ہے جو دین کی طرف سے سراسر غافل اور بدعمل ہیں۔ اب
 اول کا بھی حال دیکھو جو نمازی پستہ کار۔ اور دیندار کہلاتے ہیں اون
 میں بھی شاذ و نادر ایسے پلٹے جو وَ اذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرَّعًا
 وَ خَيْفَةً وَ دُؤُنَ الْحُجُوْمِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْعُدُوِّ وَاْلَاَصَالِ وَلَا تَكُنْ
 مِنَ الْغَافِلِيْنَ اور سَبَّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا کا مصداق ہوں۔ قرب
 الہی اور معرفت حاصل کرنے کا یہ کیا آسان طریق ہے حظ نفس اور دل
 چسپی کا یہ کیا عمدہ شغل ہے مگر افسوس اس حقیقی شغل کو چھوڑ کر کیسے بخیر
 اور نادان بن گئے ہزار ہا وہایات شغل اسکے خلاف ایجاد کر لئے جنہوں
 نے ذکر اور فکر کا تخم ہی دلوں سے اٹھا دیا اور اَسْتَحُوْذُ عَلَيْهِمُ
 الشَّيْطَانُ فَاسْتَنَامُ ذِكْرُ اللّٰهِ اُوْلٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ کا پورا پورا
 مصداق بن گئے اور اُوْلٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ میں بخوشی خاطر غافل ہو گئے
 اور اب اوس طرف سے کچھ ذکر الہی کی طرف اوس کا میل کرنا محال ہو گیا۔

اَلا مَا شَاءَ اللّٰهُ بَلِ كَافِرًا يَّكْفُرُ بِالْاٰیٰتِ وَالْاٰمْرِ يَاسِرًا يَّخْلُقُ مَا يَشَاءُ لَیْسَ لَهُ حِصْحَمٌ اَنْ یَّضِلَّ سَبْعَ مِیْآتِ سَنَیْنٍ اَوْ یَّحْیِیْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْحَقِّ اِنَّهٗ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ
 کسی شیطانی باز۔ یا مریع باز۔ یا قمار باز سے ذکر کر کے دیکھو کہ ان واہیات
 شنلوں کو چھوڑ کر خدا کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ۔ پھر وہ کیا اس حکم کو مانتا
 اور کیسی قدر کرتا ہے۔ جو شخص حقہ کی محفلیں گرم رکھتا ہو اور ادھر ادھر
 کی زلیلات میں وقت لگاتا ہے اور کونسا دو وَاَذْکُرْ رَبَّكَ کَیْثًا وَّ
 وَ سَیْجُوْهُ بِکِسْرَةٍ وَّ اَصْبَلًا تو پھر دیکھو کس وقت کی نظر سے اس کو
 دیکھتا اور کس قدر اس کی تعمیل کرتا ہے ایک تماش میں شہوت پرست انہی
 جنہی۔ چرتی کو حکم خدا کو کہ اللہ کریم کا بہت ذکر کیا کر ذکر الہی کا سرور حاصل
 سرور ہے باقی تمام واہیات دیکھو پھر اس حکم کو کیا لگت بنا تا ہے ایک
 افارہ گرد بیکار شخص سے کہو کہ کیوں یہودہ طور پر عمر عزیز کو برباد کرنا
 ہے پھر دیکھو کیا وہ اس حکم کو قبول کرتا ہے۔ افسوس کہ سب کچھ
 سمجھتا ہے پر کوئی سمجھتا نہیں تذکرۃ القرآن نے اردو زبان میں ان
 احکام کو صاف صاف بیان کرنا اور موجودہ تمثیلات سے سمجھنا شروع
 کر دیا ہے مگر کوئی دیکھتا اور مانتا نہیں بلکہ جیسا کہ قرآنی ترجمہ سے بھاگتے
 ہیں ویسا ہی تذکرۃ القرآن سے جیسا کہ قرآن مجید یا معنی پڑھنے کو فضول
 اور غیر ضروری خیال کرتے ہیں ویسا ہی تذکرۃ القرآن کو وَاللّٰهُ مَتِّمٌ لِّذٰلِکَ
 ذَکُوْرَہُ الْمُنۢشَرِّ کُوْنٌ اور اللہ تو اپنے نور کو پورا ہی کر کے چھوڑے گا
 خواہ مشرک لوگ کراہت ہی کرتے رہیں۔ سننے والے ضرور سنیں گے۔ اور
 ماننے والے ضرور مانیں گے پر غافلوں اور بدکاروں اور نادانوں پر قطع
 حجت کے سوا اور کچھ نتیجہ نہیں ہوتا۔

۴۔ یہ سخت نادانی اور بد فہمی ہے کہ تعلیمی معیشتی اور رسم پرستی کو کافی سمجھ کر ترقی

کے واسطے کوئی آرزو اور کوئی کوشش نہ کیا وے نہ اصل حقیقت کی طرف بچھ
 نظر ہو اور نہ نتائج کی طرف غور کیا جاوے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے
 هَلْ لَيْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرَ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ کیا اندھا اور سونکھا
 برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے۔ عادات اور ذرا بھی دل کو
 سنور کرنے والے صدر انسانی کو انشراح بخشنے والے۔ خیالات کو وسیع اور
 بلند کرنے والے تمام نقیصات اور توہمات کو دور کرنے والے تمام غلطیوں
 اور بد عملیوں کی اصلاح کرنے والے غفلت اور جہالت کو دور کر کے نیت
 اور تقویٰ پیدا کرنے والے اور انسان کو تمام خوف و حزن سے نجات دینے
 والے ہیں عبادت اور ذکر کا مدعا یہی ہے کہ انسان کا دل روشن اور سینہ
 فراخ ہو جائے خیالات وسیع اور بلند ہو جائیں تمام نقیصات اور توہمات
 دور ہوں تمام غلطیوں اور بد عادات کی اصلاح ہو جاوے غفلت اور جہالت
 کے پردہ دور ہو جائیں خدا کا خوف پیدا ہو کر رخصت و سعادت حاصل ہو اور تمام
 خوف و حزن سے نجات ملے حاصل ہو جائے مگر افسوس جب قدر نادانی بظہری ہے
 علمی بے عقلی اور رسم پرستی سے دین میں کام لیا جاتا ہے کسی دینا دی کام میں
 نہیں لیا جاتا۔ ایک رسمی طور پر بے سوچے سمجھے نماز ادا کر لینا یا چند دعائیں اور
 تبعیجات لے کر پوری کر لینا کافی سمجھ لیا جاتا ہے مگر یہ جہالت کبھی نہیں آتا
 کہ ہمارے خیال اور اعمال میں بھی کچھ اصلاح ہوتی ہے یا نہیں قربت محبت
 اور معرفت الہی کے کوئی آثار جو سچی عبادت کا لازمی نتیجہ ہے پیدا ہوتے
 ہیں یا نہیں ہمیں کوئی خاص طور پر اور خاص طاقتیں حاصل ہوتی ہیں نہیں
 جن انعامات اور امضات الہی کے واسطے اور جس ہدایت ربانی کے واسطے
 اور جس مدد الہی کے واسطے شب و روز اِيَّاكَ لَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْذُ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں دعا مانگی جاتی
 ہے اور سبکی قبولیت کے کوئی آثار نمایاں ہوتے ہیں یا نہیں اور نہ کبھی یہ آرزو
 ہوتی ہے کہ مدد آئی انعامات ربانی اور ہدایات رحمانی کے آثار پیدا ہوں
 اور کبھی اونکے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نہ کبھی اصل حقیقت کی
 طرف نظر کرتے ہیں کیونکہ دعا کے مومن اور دعائے مضطر کے جواب اور
 قبولیت کا قرآن مجید وعدہ فرماتا ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے اُجِيبْ دَعْوَتَ
 الدَّاعِ اِذَا دَعَاۤنَی میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ
 مجھے پکارتا ہے پھر فرماتا ہے اَمِّنْ یٰحَبِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاۤہُ بِجَلٍّ مضطر
 کو کوں جواب دیتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے برعکس اس کے دعائے غیر
 سموع اور غیر مقبول کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ وہ کافروں کی دعا ہوتی
 ہے وَمَا دَعَاۤءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ هٰتِلٍ کافروں کی دعا تو بس بھسکتی
 ہی رہتی ہے پھر یہ کوئی نہیں سوچتا کہ ہمارے دعا مومن بندوں کے بتا
 ہے یا کافروں کے مشابہ۔ کوئی نہیں سمجھتا اور کوئی نہیں غور کرتا۔ کس کس
 طور پر قرآن کریم انسان کو عبرت دلاتا اور سبکی آنکھیں کھولتا اور اوسکی غفلت
 اور جہالت کو دور کرنا چاہتا ہے مگر افسوس اوسیکو پس پشت ڈال دیا اور
 اوسکو بامعنی پڑھنا غور کرنا اور اس سے عبرت بچھڑنا چھوڑ دیا۔ غیر عربی
 دالوں کو عذر تھا کہ ہم قرآن کریم کو نہیں سمجھ سکتے تذکرۃ القرآن نے آیات
 بینات کو صاف صاف اردو میں بیاں کرنا شروع کر دیا مگر قلیل اذما تذکرۃ
 بہت تکمیل سمجھتے ہیں۔ ظاہری قیام و قعود و سجود اور قرات کو کافی سمجھ کر لاہور
 بنے بیٹھے ہیں حالانکہ عبادت کا خاص تعلق دل سے اور اصل قیام و قعود
 و سجود ہی ہے جو دل کے برجوش ارا وہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ

ہو جس میں دل کی غفلت جہالت استغنا اور استکبار دو بڑے گناہ عجز و نیاز
 پیدا ہوا اصل تسبیح - تحمید - تحمیل - توبہ و دعا وہ ہے جو دل کی تہوں میں سے
 خارج ہو نہ وہ جو زباں اور حجرہ سے اوپر ہی اوپر پیدا ہوا اور دل تک
 نہ پہنچے۔ زبان اور ماتھ پاؤں اور جسم سے عجز و نیاز ظاہر کرنا دلی حالت
 کا اظہار ہوتا ہے اگر دلیں کچھ نہیں بلکہ دل غائب اور واہیات خیالات
 میں میخیز اور اتوارہ ہو رہا ہے تو جسمانی اظہار ایک قسم کا ریا اور تقنع اور ہم
 پرستی ہے ہی تو وجہ ہے کہ نمازوں میں دل نہیں لگتا نمازیوں کے
 خیالات میں وسعت اور بلندی پیدا نہیں ہوتی ابھی محبت رحمت ہدایت
 اور محبت کے آثار پائے نہیں جاتے دعاؤں میں قبولیت کے آثار نہیں رہے
 کیا ہی سچ فرمایا ہے لَا صَلَوةَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ کوئی نماز نماز نہیں
 جب تک قلب حاضر نہ ہو۔ قرآن کریم صاف نمازیوں پر افسوس کرتا ہے
 چنانچہ فرماتا ہے وَیْلٌ لِلصَّالِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَوةِهِمْ سَاهُونَ
 ایسے نمازیوں پر افسوس جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔ پھر ایک
 جگہ یہ فرماتا ہے لَا تَعْلَمُ الْاَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْلَمُ الْقُلُوبُ الْکَلِیْمَةُ
 یہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتی بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو صدر متغافل
 میں ہیں۔ مجھے زیادہ تر افسوس اون مولویوں پر ہے جو اپنے آپ کو
 فارغ التحصیل بتلاتے مگر قرآن کے معنی سے نا آشنا اور متنفر ہیں اسکو
 مجمل ہم اور غیر ضروری سمجھ کر ہمیشہ بے معنی تلاوت کرتے ہیں وہ بھی اپنی
 دعاؤں کو غیر سموغ و غیر مقبول دیکھ کر اور اپنے آپ کو محبت ہدایت رحمت
 اور نصرت الہی کے آثاروں سے دور پا کر انھیں نہیں کھوٹتے اور کچھ
 نہیں سمجھتے اور کچھ عبرت نہیں پکڑتے اور کچھ خوف نہیں کھاتے بلکہ سچی

طور پر نماز و تسبیح پورا کر لینے کو کافی سمجھ لیتے ہیں اور کبھی حقیقی بصارت
 اور رشد حاصل کرنے کی آرزو و کوشش نہیں کرتے بلکہ اپنے علم اور اپنی
 سمجھ کو کافی سمجھ کر ربانی ہدایت و معیت سے مستغنی و تکبر بنے رہتے ہیں
 کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہیں کیا اندھا اور سونکھا برابر ہیں کیا بھینسا
 اور نہ بھینسا برابر ہیں **هَلْ لِّسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرَ أَلَا تَتَفَكَّرُونَ**
 کیا اندھا اور سونکھا برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو۔ اور
 یہ بھی یاد رکھو جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا رہیگا
وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَسْمَىٰ فَتُوَ فِي الْأُخْرَىٰ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا جو
 اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا اور بہت بُرا
 گویا کہ ضلالت کی بھرپور بڑی پہچان ہے کہ انسان انوارِ باطنی اور رشدِ الہی
 سے بے بہرہ رہے مگر کوئی نہیں دیکھتا کہ ہماری دعائیں تو شب و روز
 یہ ہیں کہ خداوند کریم تو ہم کو مغضوب اور ضال لوگوں کے راستہ سے
 بچا مگر ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم میں آثارِ ان لوگوں کے پائے جاتے
 ہیں **يَا عِبْرَةَ الْمُغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الْفُتٰلِكِينَ** کے اور جب تک
 کوئی سمجھے نہیں عبرت کیسے بچ سکتا ہے غضبِ الہی کے آثار میں
 دنیاوی ذلت اور رسوائی بھی ہے جو لہو و لب کے حالات میں بار بار
 ظاہر فرمائی گئی ہے وہی ذلت اور رسوائی مسلمانوں کی دانگیگر ہوتی
 جا رہی ہے مگر کچھ عبرت نہیں۔ بے علموں بے ہنروں اور حسرا ایم
 پیشہ کی تعداد مسلمانوں میں بہت بڑھتی جا رہی ہے مگر کچھ خیال نہیں
 اور خیال ہو کیسے جب تک کہ قرآن کریم کو با معنی نہ پڑھیں اور اس پر
 غور و فکر کرنے کی عادت نہ ڈالیں تو کیسے یہ قوانینِ رحمانی سمجھ میں۔

آسکتے ہیں۔ قرآن کو چھوڑ دیا اسلئے واہیات تنازعات پیش آگئے
 جنہوں نے دینی عقل اور فہم کو برباد کر دیا ضروری اور اہم سائل کو
 غیر ضروری اور خفیف بنا دیا اور برعکس اوس کے غیر ضروری اور خفیف
 باتوں کو ضروری اور اہم کر دکھایا پس واہیات جھگڑوں میں مسلمانوں
 کو بھینسا دیا یہی وجہ ہے کہ جن مسائل کی قرآن کریم شد و مد اور تکرار کے
 ساتھ صاف صاف الفاظ میں طرح طرح سے تعلیم و تحقیق کرتا ہے اور نکلا
 کہیں ذکر نہیں اونپر کہیں بحث نہیں اور جنکی طرف اشارہ تاک نہیں اور
 حدیث شریف میں صاف فیصلہ نہیں اوں پر دس رات بحثیں اور جھگڑی
 کئے جاتے ہیں اگر معمولی مکاتبات کی کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب
 چھوڑ دی جاوے تو اونس کے ہزار نقص اور جزا بیاں منتلائی جاتی
 ہیں اور قرآن کوئی نہ پڑھے تو کچھ ذکر نہیں مانے افسوس قرآن
 ایسا غیر ضروری اور باقی سب کتابیں ایسی ضروری۔ بہار دلانش
 کے بغیر کام نہیں چل سکتا مگر قرآن کا کوئی نام نہیں۔ افسوس افسوس

۵۔ بے سمجھی کا کام محض حیوانی فعل ہوتا ہے اوس سے انسانی قلب
 کچھ روشنی حاصل نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید مثال کے طور پر فرماتا ہے
 اِنَّ الَّذِیْنَ حَمَلُوا التَّوْرٰتَ ثُمَّ کَفَرُوْا بِهَا کُنٰلِ الْجِمَارِ یُحْمَلُوْنَ
 اسنفاد تحقیق جب لوگوں سے توریت اٹھوائی گئی پراوھوں نے
 اوسکو نہیں اٹھایا وہ اوس گدھے کی مثال ہیں جو کتابیں اٹھاتا
 ہو صاف ظاہر ہے کہ کتابوں کا اٹھانا جیسی کار آمد اور صلیح انسان تہا
 جسکے اوں کو سمجھا جاوے اوں میں عجز و فک کر کیا جاوے اور اونچی

منشا کے مطابق اپنے خیالات اور ارادات اور اعمال کو درست کیا جاوے
 کیونکہ کتاب کا انسان سے یہی تعلق ہے کہ انسان اون کو سمجھ کر بصیحت
 پکڑے اور اپنی اصلاح کرے ورنہ وہ ایک محال الکتاب گدھا ہے
 جیسا کہ گدھے کو کتابوں کا بوجھ اٹھانے سے کوئی ثواب نہیں ملتا نہ
 کوئی تزکیہ نفس یا نور باطن یا سمیت الہی یا ہدایت غیبی حاصل کر سکتا ہے
 ایسا ہی وہ انسان جو آسمانی کتابوں پر غور و فکر کر کے اپنی اصلاح
 نہیں کرتا وہ بھی کچھ ثواب حاصل نہیں کرتا نہ کوئی تزکیہ نفس یا نور باطن
 یا سمیت الہی یا ہدایت غیبی حاصل کر سکتا ہے چنانچہ ہر شخص کا تجربہ شاہد
 ہے۔

۶ ذکر الہی سے غافل ہونا شیطان کے پنجے میں پھنسنا ہے پس جب غفلت
 طاری ہو یا بد صحبت سے ہم وہ باتوں میں لگ جائے تو چاہئے کہ فوراً توبہ
 کرے اور غافلوں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائے یہی
 تقویٰ کی حقیقت اور یہی اس کا تقاضا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے
 اِمَّا يَنْظُرُ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدُوا لَكَ كُنْ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ
 اِنَّ الَّذِيْنَ الْقُوَاذِ اَمْسَهُمْ لَيَمْلِكُنَّ مِنَ الشَّيْطَانِ نَذْرًا فَاِذَا هُمْ
 مُبْصِرُونَ اِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنََ الْغَيْبِ
 فَغُفِرَ لَهُ مِغْفِرَةٌ وَّاجْزُكُوْهُمُ اور اگر شیطان تجھ کو غافل کر دے پس
 یاد آنے کے بعد بد عمل لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ تحقیق متقی لوگ تو
 وہ ہیں کہ جب اونکو شیطانی وسوسہ مس کرے تو فوراً متنبہ ہو جائیں
 اور اسی دم دیکھنے لگیں۔ تو بھی تو اوسیکو سمجھا جاسکتا ہے جو بصیحت
 پر چلے اور پروردہ رحمن سے ڈرتا رہے پس ایسے شخص کو مغفرت اور

اجر کریم کی خوشخبری سنا چنانچہ ان آیات کی واقعی مثالیں ہم شب روز
ملاحظہ کرتے ہیں کہ جو شخص ذکر الہی سے غفلت کرتا ہے تو وہ طرح طرح کے
واہیات شغل ضرور اختیار کر لیتا ہے کیونکہ نفس نامطقہ بیکار تو رہ نہیں سکتا
اسلئے جب اوسکی قوت ذکر و فکر اللہ کریم کی طرف مشغول نہ ہو تو وہ واہیات
جھگڑوں - بیہودہ قصوں - عشقیہ مضامین اور کذابانہ افتراؤں کی طرف منہرو
دوڑتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب قدر قرآن کا سمجھنا اور ذکر و فکر کا اوس میں
مصرف کرنا ترک ہوتا گیا اسی قدر نفس آوارہ ہو کر جھوٹی کتابوں اور
منو شاعری کا موجب بنتا گیا اور اپنی مصروفیت کے واسطے - شطرنج - قمار
افیوں - شراب - حقہ - راگ - ناچ - باجہ وغیرہ ہزار نام واہیات شغل اختیار
کرئے یہاں تک کہ درجات حقہ بجانا ادھر ادھر کی نرٹیلیات مانگنا شطرنج
کھیلنا مرغ لڑانا - راگ باجہ سنا سنا ناچ و بچھٹا آفیوں اور شراب میں مست رہنا
تو دیکھیں کی باتیں اور ضروری شغلہ مہ لگے اللہ کا ذکر اور دینی امور منو
بے معنی اور غیر ضروری معلوم ہونے لگ گئے پس اسے مسلمانوں اگر دینا
و ایمان کا بحال ہونا چاہتے ہو تو توبہ کرو تمام واہیات صحبتوں اور بیہودہ
مشغلوں کو چھوڑ دو اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ فَلَا تَعْبُدُوا
الَّذِينَ كُفِّرُوا عَنْكُمْ لَكُمْ وَأَنْتُمْ كَاذِبُونَ اور کو تَوَلَّوْا مَعَ
الْمُتَّعِدِينَ پر عمل کرو اور کو تَوَلَّوْا مَعَ الْمُتَّعِدِينَ
کے پابند ہو جاؤ اور ضرور ہے کہ ہمیشہ کی عادتیں بار بار متبیین آوارہ اور
حزاب کرنا چاہیں مگر اوس آیت کو زیر نظر کھوجو زمانی ہے اِذَا هُمْ
طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَكَوُّفًا ذَاهِمٌ مِّنْهُمْ مِّنْ جِبِ
وسوسہ مس کرے تو فوراً متنبہ ہو جاتے اور اوس وقت دیکھنے لگتے ہیں
پس فوراً توبہ کرو اور اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اور اوسکو بہت یاد کرو

یہاں تک کہ لغو خیالات اور شیطانی وساوس دور ہو کر خدا کے ذکر سے
سرشار اور سرور ہو جاؤ

۷۔ مومن کو ایک روحانی عقل عطا ہوتی ہے جس سے وہ ہر فعل کی حقیقت
اور اس کے انجام کو خوب دیکھتا ہے چنانچہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے فرماتا ہے عَلٰی بَصِيرَةٍ اَنَا وَهِنَ الْاَشْبَعَيْنِ تیس اور میرے
تابعین ایک بصیرت کے راستہ پر ہیں یہی تو بصیرت ہے جو مومن کو دینی
اور دنیاوی امور میں رہنمائی کرتی بری اور بھلی بات کی تمیز پیدا کرتی
اور دھوکے سے بچاتی ہے یہی بصیرت تھی جسے انبیاء علیہم السلام اور
ان کے تابعین کو دنیا کے مقابلہ میں صراطِ مستقیم پر ثابت رکھا تمام لوگ
اوتھو بہکا ہوا اور پاگل کہتے رہے مگر اوتھو اندرونی بصارت نے
کبھی شبہہ ہونے نہیں دیا جس بات کو انسان اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے
اوسکو کبھی جھوٹ اور غیر واقعی خیال نہیں کر سکتا اسطر جبر رسولوں اور
ان کے تابعین کا یہ حال ہوتا تھا کہ دینی امور ان کی آنکھوں دیکھے معاملات
تھے اسلئے دنیا کی تخریب اور مخالفت ان کے ایمان میں کوئی شبہہ نہیں ڈال
سکتی تھی۔ ہزار مخالفت ہو مگر اپنے چشم دید معاملات کی انسان کب تکذیب
کرتا ہے بلکہ تمام کذب اور مخالفت ان کی نظر و بینش جھوٹے اور بیوقوف
ٹھہرتے ہیں مگر افسوس۔ قرآن مجید کے نہ سمجھنے اور جاہلیات شغلوں میں
پڑ جانے سے یہ تمام بصیرت حاتی رہی ذکر الہی فضول اور مکروہ معلوم ہوتی
اور اس کے مخالف تمام شغل و بچپ دلفریب اور دلربا معلوم ہونے لگ گئی
سنائے سے نہیں سنتے سمجھائے سے نہیں سمجھتے قرآنی آیات سے صاف
صاف طور پر بتلایا جاتا ہے مگر نہیں مانتے اور طرح طرح کے بیہودہ عذر

کے ساتھ قرآن کی تحذیب اور مخالفت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ
وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

۸ ذکرِ اکہی سے دل مطمئن ہوتے بلائیں دور ہوئیں اور کتابش کی راہیں
کھلتی ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ نَظْمًا مِّنَ الْقُلُوبِ
اَگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں اَمِّنٌ يُخَبِّرُ الْمُنَظَّرَ
اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ اَلْاَرْضِ ؕ اِنَّ
مَعَ اللّٰهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ بھلا وہ کون ہے جو مضطر کو اس کی
پکار کے وقت جواب دیتا اور اس کی مشکل آسان کر دیتا ہے اور کون ہے
جو تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے مگر
تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو! اِن اٰیٰتِ بَنٰیٓتٍ مِّنَ اللّٰهِ کَرِیْمٍ وَّ سَاوِسٍ
اور عزرات کی ترویج فرماتا ہے جو اوارہ گرد و غول پسند تائبین لوگ
اپنی عادت کی موافقت میں پیش کیا کرتے ہیں کہ خالی پھر نے طاش
کھیلنے حقہ بجانے زلیات ہانکنے اور تماشہ دیکھنے میں کسی کا کوئی نقصان
ہنیں محض اپنی دل لگی اور وقت گزاری ہے اس میں دل بہلا رہتا ہے
اللہ کریم فرماتا ہے اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ نَظْمًا مِّنَ الْقُلُوبِ اَگاہ ہو کہ اللہ کے
ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں اور واقعی ہے بھی اسی طرح مگر جن کے
قلوب اندھے اور مردار ہو چکے وہ اس خطا اور اطمینان کو محسوس نہیں
کر سکتے جو ایک زندہ دل انسان کو ذکرِ اکہی میں حاصل ہوتا ہے ایسا جو
سے وہ اس سمت کی لذات سے مایوس ہو کر وہیاتِ عملوں میں مشغول
ہو جاتے ہیں ایک اندھا خوش نماچین کے نظارہ سے کوئی خط نہیں
اوٹھا سکتا ایسی طرح قلب کا اندھا انوارِ باطنی کے سرور سے محروم رہ جاتا ہے

میں جب ایسا دیکھو کہ ہمارا دل ذکرِ الہی سے خوش نہیں ہوتا بلکہ اس سے
 بھاگتا ہے تو فوراً خائف اور محبت رزہ ہو کر اپنی اصلاح کر کیونچہ بھی
 منتی ہونے کی ایک علامت ہے۔ پھر اس کے خلاف غل خانہ۔ مریضہ خوبی
 قوالی۔ تماشینی اور ناچ راگ میں مشغول ہونا اس لغت کو اور زیادہ ظہیم
 کرتا ہے۔ ہمارا تو مشغل قرآن ہمارا ذکر قرآن ہمارا مطلوب قرآن اور ہماری
 دل لگی قرآن ہونا چاہئے اگر ایسا نہیں تو سمجھو کہ نہایت ہی خطرناک
 حالت ہے فاعْبُدُوا آلَ اُولٰٓئِہٖ اِلَّا بَعْدَ بَعْضِہٖ اِنَّا کُنَّا لَمِّنْہٖ
 دینا وی غموں اور فکروں کے دور کرنے کے واسطے یہ مشغل ہیں نیز ایسے
 ذریعوں سے امر کے ساتھ واسطہ بنا رہا ہے اور ہمارے بہت سے کام غل
 آتے ہیں ان وساوس کی تردید قرآن مجید اسطر چہرہ دہاتا ہے کہ مشکلات
 کا آسان کرنا اللہ کا کام ہے اور یقیناً کئی بچار کو سننا اور سکا شیوہ ہے پھر
 یہ کیا یہود و عذر تراشتے ہو۔ اطمینان چاہئے تو خدا کا ذکر کُل مشکلات چاکر
 ہو تو خدا کو پکارو کیا تم قدرتِ الہی کا نظارہ و نزات نہیں دیکھتے ہو کہ
 اوسے ملکو زمین کا بادشاہ بنا رکھا ہے تمام حیوانات انسان کے تابع
 تمام عناصر انسان کے خادم۔ چاند سورج ستارہ انسان کے خدمت گزار
 آب و ہوا و رخت پھل پھول تمام انسان کے کارآمد پھر سوچو تو سہی
 جس نے تمام مخلوقات کو تمہارا خادم بنا رکھا ہے تو کیا جردی ضرورت
 میں وہ ذات مدد نہیں کر سکتی ہے افسوس اوس سمجھو پر جو منجھر دینا پرست
 اور بیدیں امر کی خاطر الہی احکام کو پس پشت ڈالے اور بد عادات
 میں اونگھا ساتھ دے۔ بے ایمانوں کا نہ بیان بہلا ہوتا ہے اور نہ
 وٹان ہوگا۔

۹ جو شخص یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا رہیگا چنانچہ قرآن کریم
 فرماتا ہے وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ اَعْمٰی فَمَوْفٰی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَصْحٰلُ
 السَّیِّئٰتِ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہی آخرت میں اندھا ہوگا
 اور بہت بے راہ۔ پس دیکھنا چاہئے کہ ہماری ایمانی آنکھیں کھل گئی یا نہیں
 تمکو انوار الہی نظر آتے ہیں یا نہیں ہدایت اور معیت الہی ہمارے شامل
 حال ہے یا نہیں وہ بصیرت جو انبیا علیہم السلام اور اہل کے تابعین
 کو حاصل ہوتی تھی تمکو نصیب ہو گئی یا نہیں ہم اپنے تمام خیال ارادہ اعمال
 اور شغل اس بصیرت کے مطابق درست کرتے ہیں یا نہیں تمکو ذکر
 الہی اور دینی خدمات میں خاص دلچسپی اور استقامت حاصل ہے یا نہیں
 اور اس کے خلاف غفلت اور لگی لہو و لعب اور تماشینی سے تمکو دوری
 اور نفرت ہے یا نہیں اگر ہے تو کس مراد حاصل ہے اور فَلَاحٌ وَخَوْفٌ
 عَلَیْہُمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ میں ہم داخل ہیں اور اگر نہیں تو موصیٰ چاہتا ہے
 کہ کچھ خرابی ہے اور وہ کیا ہے پس اس کے اصلاح کرنی چاہئے ورنہ
 تباہ ہو چکے اور اس کے نتائج بہت کچھ دیکھ چکے اور آئندہ دیکھنے اور
 ضرور دیکھنے مَن لَیْسَ لَہٗ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرٰہُ وَمَن لَّیْسَ لَہٗ
 ذَرَّةٌ شَرًّا يَّرٰہُ پس جسے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسکو دیکھ لیگا اور
 جس نے ذرہ برابر بدی کی وہ اسکو دیکھ لیگا۔ میں نے جہانگیر ان تمام
 خرابیوں پر غور کیا مجھ کو یہی معلوم ہوا کہ قرآن میں لوگوں نے غور و
 فکر کرنا اور اس کے تذکروں سے دل کو صاف اور مشہور کرنا چھوڑ دیا
 اسلئے میں بار بار یہی علاج پیش کرتا ہوں کہ قرآن مجید کو باسعی پڑھنا
 اور سمجھنا شروع کرو اسی کے مطابق اپنے خیالات اور عادات بنالو اور

اور اوسیکے تذکروں سے اپنی خلوت اور جلوت کو رونق و تمام شغلہ جو
مخالفت میں کچھ تسلیم چھوڑ دواسی بنا پر میں نے تذکرۃ القرآن جاری کیا ہے
اور اللہ کریم نے اپنے فضل کرم سے مفتاح القرآن میری قلم سے
نکلا دیا جسکو معمولی اردو خواں ایک دو مہینہ میں پڑھ کر قرآن مجید با ترجمہ
باتسانی بڑا سستا ہے محض بھٹوڑی سی توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔ جاگو
اٹھو اور کوشش کرو زیادہ عقلت اور آوارگی ابھی نہیں

۱۰۔ افسوس مسلمانوں نے قرآن کو ذکر اور فکر کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ ایک
زبان کی بجواس بنالیا۔ مائے کیا ہو گیا۔ کیوں قرآن پر تدبیر نہیں کرتے
کیا دلوں پر قفل لگ گئے کہا وہ گد ہے ہیں کہ ذکر و فکر کا اومیں مادہ
ہی نہیں رہا اور وہ جانتے ہی نہیں کہ ذکر و فکر کیا ہوتا ہے۔ کیا
قرآن بھاڑ کھانے والا شیر ہے کہ اس سے ہر آساں ہو کر بھاگے ہیں
قرآن مجید فرماتا ہے وَقَالَ السُّؤْلُ يَا دَبَّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا
هَذَا الْقُرْآنَ مَلْهُوًّا اور رسول نے کہا اے میرے رب میری
قوم نے اس قرآن کو بجواس بنالیا اخلاقت تدبیر و القرآن
أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا کیا قرآن میں عجز و فکری نہیں کرتے
یاد لوں پر قفل لگ گئے (جسکی وجہ سے وہ عجز و فکری کی قابل نہیں
ہے) كَمَا لَمْ يَكُنِ التَّذْكَرَةُ مَعْرُوضًا كَمَا نَهَضَ حُمْرٌ مُسْتَقْرَّةٌ
قَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ پس انہیں کیا ہو گیا کہ تذکرہ قرآنی سے منہ پھیر
ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گد ہے ہیں کہ شیر سے بھاگ
جانے ہیں۔ ماں اے میرے مولا تیرے سب فرمان سچ ہیں۔

بد صحبتوں۔ بد عادتوں۔ اور فہیات شغلوں کی وجہ سے دلوں

پر ایسے قفل لگ گئے ہیں کہ وہ کھلنے میں نہیں آتے اور مدتوں کی
 بے سمجھی سے غور و فکر کی طاقتیں ایسی ماری گئی کہ سچ مچ گدھے بن گئے
 ہاں اسے میرے مالک اور میرے آقا اپنی بد عملیوں اور بد عادتوں
 کی وجہ سے ایسا حال ہو گیا کہ قرآن کے معنوں سے خوف آتا ہے اور
 دل کا ہنسا ہے جیسے چور ڈاکو اور خونی کا دل اُن جرایم کی سزائیں
 سن کر خوف کھایا کرتا ہے اور ایسی باتوں کو وہ سننا ہی نہیں چاہتا
 بھی ہمارا حال قرآنی تنذیر و تبشیر کے مقابلہ پر ہو گیا ہے ہم اپنی تباہی
 اور بربادی کے حال پھر اشد العذاب کے ڈر کیسے سن سکتے ہیں۔
 اے خداوند تو جسکو چاہے ہدایت کرے اور جسکو چاہے گمراہ کر دے
 ہمارے اعمال بہت خراب اور ہماری حالتیں بہت ہی خراب ہیں۔
 اے خداوند تو ہی اپنے فضل سے ہمارے گمراہی سے اور اپنے رحم سے
 ہماری دستگیری فرما۔ اے خداوند تو رحم کر۔ اے خداوند تو رحم کر
 اے خداوند تو رحم کر۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تذکرۃ القراءین کا پہلا سال

ا وہ کوں سے محرکات تھے جنہوں نے تذکرۃ القرآن کی اشاعت پر
 ہمیں آمادہ کیا اول ظاہری محرکات قرآن کا با معنی پڑھنا اور
 پڑھنا متروک ہو جانا۔ تعلیم عربی کا سلسلہ اس ترتیب پر ہونا
 کہ اور کتابیں خوب سمجھ اور مذاق کے ساتھ پڑھی اور پڑھائی جاتی
 ہیں مگر قرآن کی وہ نوبت کبھی نہیں آتی۔ وعظموں میں مبالغہ آمیز غیر

معتبر اور جھوٹے قصوں کا کثرت سے رواج ہو جانا قرآن کی سچی سچی اور پرستنی داستانوں سے مذاق بزنا و ابیات قصوں عشقیہ فنانوں زلیلات غزلیات۔ اور آہ گری فضول گوئی اور تماشینی کا اس کثرت سے رواج ہونا کہ قرآنی اذکار اور دینی شعار معدوم ہو گئے یا محض رسم کے طور پر رہ گئے۔ قرآن کی نسبت عام طور پر یہ ایمان ہونا کہ یہ مجمل اور مبہل اور غیر ضروری ہے اور اور ہی کتابوں سے تمام کام چلتا ہے اور اسی ایمان کے مطابق تمام اعمال اور عادات ہو جانا تاریخ۔ جغرافیہ۔ علم طبیات۔ کیمیا وغیرہ میں مجید ترقیات ہونا اور مخالفین کا الفاظ تفاسیر کو پچوا کر قرآن کو محل اعتراضات بنانا حالانکہ کسی مفسر کی ایسی رائے ہے جو اس کے اپنے خیال یا اپنے علم پر مبنی ہو قرآن پر اعتراض وارد کرنا نادانی ہے جو کچھ تفاسیر میں لوگوں نے اس زمانہ کے جغرافیہ یا علوم اور فنون کے مطابق درج کیا اور ان کی غلطیوں کا اعتراض اس زمانہ کے جغرافیہ اور علوم و فنون پر ہو سکتا ہے نہ کہ قرآن مجید پر۔ جھوٹے قصوں و ابیات غزلوں اور بیہودہ دیوانوں کا لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں شائع ہونا اور دینی تذکروں کا مفقود ہو جانا عام طور پر مسلمانوں کو قرآنی تذکروں اور قرآنی محضوں سے منہارت منفر اور مخالفت ہونا ترک قرآن کی وجہ سے مسلمانوں کا یونانیو ماپست اور ذلیل ہوتے جانا مفلسوں اور بدکاروں اور جرایم بشیو مینس اونچی تعداد میں زیادہ ہوتی جانا شرک رسم پرستی۔ قبر پرستی اور دنیا پرستی حد سے بڑھ جانا دوام باطنی محرکات وہ قوانین رحمانی ہیں جو خشک سالیوں کے

عبد پانی برساتے مردہ زمیں کو از سر نو زندہ اور فاضل بد عمل قوموں
میں دینی روح پھونکتے ہیں جبکہ دنیاوی علوم و فنون میں بجز ترقیات
سورہی ہیں تو ضرور تھا کہ قرآن بھی اپنا عروج اور جلوہ دکھائے
جبکہ دنیا پرستی حد و وجہ کو بڑھیلی ہے تو ضرور ہے قرآن مجید ہی
اپنا زندہ معجزہ دکھلا کر نفع ارواح کرے جبکہ انسانوں کے دل عموماً
دین کی طرف سے مردہ ہو گئے تو ضرور ہے کہ قرآن کریم جہیز مانا اور
ہر قوم کی ہدایت کا ذریعہ داری جاں آنے کے اسباب پیدا کرے
۲ تذکرۃ القرآن کے کیا مقاصد میں اور کس کس طرح پر اسنے ان کو پورا
کیا ہے۔

مقصد اول قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری و ماموئی صورت میں
شائع کرنا اور ایسی تجاویز اور تدبیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج
ہوا۔ چنانچہ دلائل سہتی بار بیتعالیٰ و اسمائے الہی و تقدیر و معاشرت
و حفظ صحت کے مضامین قرآن مجید سے ایک عجیب طریق پر شائع کئے
گئے اور قرآنی علوم کے رواج کے واسطے تجاویز و تدابیر ذیل پیش کی
سفاح القرآن شائع کیا جسکو معمولی اردو حواں ایک دو مہینہ میں اور
مبتدی چھ سات مہینہ میں پڑھ کر قرآن مجید با ترجمہ باسانی پڑھ سکتا ہے
اوسکے بعد قرآن مجید با ترجمہ پڑھ کر دوسرے علوم شروع کرنے چاہئیں
اور ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت با ترجمہ کرنی چاہئے۔

مقصد دوم قرآن کی کاملیت اور تفصیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا چنانچہ
وہیات میں سب سے مقدم اور سب سے اعلیٰ درجہ کا مضمون دلائل بر
سہتی باری تعالیٰ ہے سوا اوسکو کیسے واضح اور بین طور پر قرآن مجید سے

بیان کیا ممکن نہیں کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی آسمانی کتابوں سے اس کا مقابلہ کر سکے پھر دوم درجہ پر اسمائے الہی کی تشریف اور ان کے عمل اور خواص ہیں اونکو بھی صاف صاف طور پر قرآن مجید سے بیان کیا گیا سوم درجہ پر مسئلہ تقدیر جو تمام انسانی ترقیات کی بنیاد ہے اسکو قرآن کریم سے کامل طور پر بیان کیا

مقصد سوم مخالفین کے اعتراضات کا جوابات نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے دینا چنانچہ ربیع زیادہ ضروری اختلافات اور اعتراضات توجہ و صفات ماری تعالیٰ و مسئلہ تقدیر اور قرآنی قابلیت و صداقت پر ہیں اور تمام اختلافات و اعتراضات کو ایسے طریق پر صاف کیا ہے کہ مخالف کو بھی سوائے تسلیم اور خموشی کے کچھ نہیں بڑتا قرآنی قابلیت اور صداقت کا ثبوت اس سے بڑھکا اور کیا ہو سکتا ہے کہ ادق سے ادق دینی مسئلوں کی نسبت ثابت کر دیا کہ قرآن مجید نے اور مسائل کو ایسے حل اور ایسے تدلل اور ایسے واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور نہ اوپر زیادتی ممکن ہے بلکہ ہر مسئلہ کی نسبت قرآن کریم ایک بجزنا پیدا کن کی طرح ہے کہ حقدور زیادہ غور کیا جاوے اسقدر نئے نئے دلائل پیدا ہو جانے والے ہیں مقصد چہام مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا چونکہ مخالفت کی وجہ قرآن مجید کا ترک ہونا اور غفلت سے بے علمی اور بد فہمی کا بڑھانا ہے اسلئے ہم نے ہر مسئلہ میں قرآن مجید کو مقدم کر لیا ہے جیسا کہ اسکا حق ہے جب قرآن مجید تمام کتابوں پر علم مقدم ہو گیا اور **وَاَعْلَمُكُمْ بِحُجُبِ اللَّهِ جَمِيعًا** پر عمل ہو گیا تو ضرور ہے کہ حزوی اختلافات جاتے رہیں اور انشراح صدر ہو کر خفیف باتوں کے جھگڑے اور باہمی

نقصیات دور ہو جاویں یہی علاج رفع اختلافات کا قرآن کریم کو بنیاد بنا دیا۔
۳ کیا قرآن کریم کے ترجمہ ان مقاصد کے واسطے کافی نہ تھے۔

تمام کام تو قرآنی ترجمہ ہی سے نکلتا ہے قرآن کریم تو دینیات کا ایک مستقل
ابدی قانون ہے تذکرۃ القرآن کا محض یہ کام ہے کہ پیش آمد ضرورتوں کو
مطابق صاف اردو میں ادبی اشاعت کرے موجودہ تو نو کجی اعتراضات دفع کرے
موجودہ خرابیوں کے علاج قرآن مجید سے پیش کرے قرآن مجید کو ایک زندہ
مصلح ثابت کرے اور دنیا کو دکھائے کہ اس زمانہ کی تمام اخلاقی اور روحانی
فسادات کا کامل علاج قرآن مجید میں موجود ہے، ایسا ہی ابد الابد تک ہر زمانہ
کے واسطے یہ کامل علاج ثابت ہوگا جیسا کہ قانون اؤرمنٹ اور قانونی مجمع بنائی
خود ہیں اور اخبارات محض موجودہ ضرورتوں کو پیش کرتے کرتے ہوتے ہیں
اسی طرح قانون قرآنی کا یہ ایک ہمیشہ گزار ہے۔ یا یوں کہو کہ اس کے منشاء
اور مفہوم اور موجودہ زمانہ کی اصلاحوں کا اردو ترجمان ہے۔

۴ تذکرۃ القرآن کا نام تفسیر القرآن کیوں رکھا گیا کیونکہ فی حقیقت یہ ایک
تفسیر ہے۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ایک آیت کی تفسیر دوسری آیات قرآنی سے کیجاتی
ہے اور بار بار ضروری سبیل اور آیات قرآنی کو یاد دلایا جاتا ہے تاکہ ذہن میں
ہو جائیں اسلئے اسکا نام تذکرۃ القرآن رکھا گیا ہے اور یہ بھی فضل رب العالمین
سے امید ہے کہ یہ ایک تفسیر کا پیش خیمہ بنے جو تفسیر القرآن بالقرآن ہو مگر
اسوقت زیادہ تر اسکا یہ مقصود ہے کہ جیسے لاکھوں کروڑوں آیات فضول
غزلوں اور افتراؤں نے دلوں میں گھر کر لیا اور بچوں اور جوانوں اور بڑوں
کے چال چلن کو افترا طلب لغو پسند اور آوارہ بنا دیا ہے اسے اس طرح قرآنی ادکار کا

عام رواج ہو کر دینی مسائل دل نشین اور تمام لغو و کذب دور ہو کر خلوص و صدق
اونکے بجائے جائزین ہو جائیں موجودہ حالت میں اسکا نام مذکرہ القراں کھا گیا؟
۵۔ اسکے ماسواہی شایع کرنے کی کیا ضرورت ہے ایک ہی دفعہ تفسیر کی صورتوں
میں کیوں شایع نہ کر دیا جاوے۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ بڑی کتاب کا ہر وقت ماتھے میں رکھنا عموماً ناگوار ہوتا ہے
دوسرے بڑی کتاب کو عام طور پر دکھلانا اور سنانا مشکل ہوتا ہے مگر چھوٹے
رسالہ کو ہر شخص تھوڑی دیر میں ختم کر سکتا خود دیکھ کر دوسرے کو مطالعہ کے
واسطے اور دوسرا تیسرے کو دے سکتا ہے اسبطرحہ اسکا فیض متعدد ہی ہوتا ہے
نیز ایک رسالہ میں ایک مضمون مسلسل مذکور ہونے سے پوری بات ایک جگہ جمع
ہو جاتی ہے اسکا نتیجہ دیندار لوگ تذکرہ کر سکتے ہیں ایک رسالہ کو مہینہ میں
سیکڑوں اشخاص مطالعہ کر کے دوسرے کے شوق میں منتظر رہ سکتے ہیں پھر جب
دوسرے مہینہ کا رسالہ پہنچے اسکو بھی دست بدست لیکر یکے بعد دیگرے مطالعہ
کر سکتے ہیں اسکا بعینہ مثال اخبارات کی ہے جسکے چند اوراق ہونیکی وجہ سے
ہر شخص مطالعہ کر سکتے ہے اگر چار سال کے اخبارات کو ایک جگہ جمع کر کے
مخبر کتاب بنا دی جائے تو کوئی بھی اونکو نہیں دیکھ سکتا یہی وجہ ہے کہ عام
طور پر تفسیر کا مطالعہ متروک ہو گیا ہے فی الحقیقت تذکرۃ القراں جیسے ماسواہ
رسالہ کی نہایت ہی سخت ضرورت ہے۔ صرف بھی محض ڈھالی آنہ ماسواہ
کے قریب بیٹھتا ہے جو حقہ نوشی کے مصارف سے کہیں کم ہے مگر افسوس
حقہ کی یہ وقعت و غرت کہ جو کچھ صرف ہو کھلے دے کیا جاوے مگر تذکرہ
قرآنی کی یہ وقعت کہ اسکا ایک جز و صرف کرنے ہوئے بھی شاق معلوم ہو
فی الحقیقت جن لوگوں کو وہاں ہاتھ مصارف ضروری معلوم ہوتے ہیں اسکے

کب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں اور جو دین کو مقدم سمجھتے ہیں ان کے کب بھی نیک اور صرف بھی نیک ہوتے ہیں کیا ہی سچ ہے اَلْخَطَرُ تَوَدُّنَیْسُ لِلنَّیْسِ فرمایا ہے کہ ہم اوسکے واسطے دین کے راستہ آسان کرتے ہیں دوسری طرف فرمایا ہے وَنَیْسُ لَکُمُ الْخَیْرُ کہ ہم اوسکے واسطے خرابی کے راستہ آسان کرتے ہیں فاعقبوا اولی الْاَشْیَارِ

۶ اسکی اشاعت کس قدر ہوئی اور مصارف وائد کا کیا حال رہا اسکا جواب نقشہ ذیل میں مفصل درج ہے۔

نقشہ اشاعت و آمد و خرچ تذکرۃ القرآن سال اول

نام ماہ و	نام سال و تاریخ	تعداد اشاعت	مصنف	آمد	کیسٹ
نومبر ۱۸۹۸	اعلان تذکرۃ القرآن	۴۰۰۰	نامہ	۰	ملاحظہ نقشہ پھر اسے ظاہر ہے کہ ہم کسی اشاعت شروع ہوئی بیگنوں کی دہی اور انکا دی مخطوط سے کم ہونے سے
دسمبر ۱۸۹۸	تذکرۃ القرآن نمبر ۱	۱۳۰۰	نامہ	۰	تعداد اشاعت دوسوا نوے کچھ مضامین
جنوری ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۲	۱۱۱۴	نامہ	۰	بلغ ایک سو چوبیس سو ستر ہزار اور آمد
فروری ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۳	۹۸۹	نامہ	۰	بلغ تین سو بارہ سو چوبیس سو
مارچ ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۴	۹۳۲	نامہ	۰	بلغ ایک ہزار تین سو بارہ سو چوبیس سو
اپریل ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۵	۹۳۲	نامہ	۰	یہ اس باب کا چنانچہ ہے کہ مسلمانوں میں قرآنی اذکار سے کس قدر محبت ہے۔
مئی ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۶	۷۸۵	نامہ	۰	اسے اور کس قدر محبت ہے۔ دوسری اور مخالف خداوند عالم کا شکر جو کلام کو مکمل طور پر خاص فضل سے قرآنی شوق عطا فرما کر ایک ایسا مین الاچھو کر لیا ہوا ہے جس کو ہر مسلمان اور مقلع رہا اور دنیا کی سب سے بڑی
جون ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۷	۷۷۵	نامہ	۰	
جولائی ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۸	۷۷۵	نامہ	۰	
اگست ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۹	۴۵۳	نامہ	۰	
ستمبر ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۱۰	۴۵۳	نامہ	۰	
اکتوبر ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۱۱	۴۵۳	نامہ	۰	
نومبر ۱۸۹۹	تذکرۃ القرآن نمبر ۱۲	۴۵۳	نامہ	۰	

ملاحظہ فرمائیے کہ ہر ماہ کی اشاعت کا نام مختلف ہے اور ہر ماہ کی اشاعت کا نام مختلف ہے اور ہر ماہ کی اشاعت کا نام مختلف ہے

۷۔ نقد اور خریداراں میں اسقدر کمی رہنے کی کیا وجوہات ثابت ہوئی۔
 وہی جوہات جنہوں نے قرآنی تراجم کا رواج معدوم کر دیا جنہوں نے قرآنی
 اذکار سے متاثرات اور تفسیر پیدا کر کے لغویات، تزیینات، مفرحات اور
 افتراؤں کو دلپسند بنا دیا جنہوں نے صدق اور خلوص دور کر کے اونٹنے
 بجائے کذب اور ریادلوں میں بھر دیا جنہوں نے پیغام عاشق۔ نوائی عاشق
 جاں نداد سجاں سوز۔ دلبر۔ پنج زلمی۔ وغیرہ ہزار ناخوشیہ اور کذابانہ پرچوں
 کے کروڑوں طالب اور لاکھوں خریدار پیدا کر دیئے جنہوں نے کروڑ در کروڑ
 نانوں سے دکانوں۔ کتب خانوں اور انسانی دماغوں کو پر کر دیا اور جھوٹ
 و افترا کا ایسا عادی اور مفتون بنادیا کہ قرآنی تذکرہ لغو ٹھہر گئے۔ تماشینی جھوٹ
 مقصد و اہیات کر لیں دھبھی کی باتیں سنگی اور قرآنی اذکار وحشت اور نفرت
 کے سامان بیچ گئے۔

بعضوں کا یہ خیال ہے کہ تفاسیر کافی ہیں اسلئے تذکرۃ القرآن کو خریدنا نہیں
 چاہئے مگر تفاسیر بحالے خود ہیں جب تک تذکرۃ القرآن جیسا مناد و رہبر لوگوں
 کو بیدار کرتا نہ بھرے اسوقت تک کذب فحش اور لغویات کا فساد جس نے دین
 عالمگیر کی طرح لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے کیسے رفع ہو سکتا ہے۔ اس کا کام
 بابر بار ضروری احکام کو یاد دلانا سوتے ہووں کو جگانا غافلوں کو ہشیار
 کرنا اور شیطانی تذکروں کا جو عام طور پر دماغوں میں جانشین ہو گئے ہیں
 مقابلہ کرنا ہے۔ مان جن کثرت سے شیطانی تذکرہ و نشین ہوے ہیں جب
 تک اسی کثرت سے تذکرۃ القرآن نہ ہو جائیں تب تک قرآن کریم کا کوئی
 مذاق اور کوئی شوق پیدا نہیں ہو سکتا جیسے دنیاوی اور نفسانی معاملات
 کے ہزاروں اخبار اور ہزاروں پرچے شائع ہوتے ہیں اسی طرح تذکرۃ القرآن

دینی مسائل کی اشاعت چاہتا ہے۔

۸ عام اتھاسیر سے اس میں کیا خصوصیت ہو
 اولیٰ یہ کہ مختلفہ فیہ اور متشابہ آیات میں بحث کرنا نہیں چاہتا۔
 دوم یہ کہ قصص کو محض اوس قدر بیان کرتا ہے جس قدر کہ قرآن سے ثابت
 ہوتے ہیں۔

تیسرہ یہ کہ ہر مسئلہ قرآنی کی تفسیر بھی قرآن سے یا۔ و زمرہ کے مشاہدوں
 اور واقعات سے یا کارخانہ عالم کے نظام سے یا انسان کے فطرتی
 علوم و معارف سے یا علوم و فنون کے واقعی اور یقینی مسائل سے کرتا ہے
 اور ثابت کرتا ہے کہ وہی تفسیر قرآن مجید نے بھی کی ہے۔

چہنامہ یہ کہ قرآن مجید کو نظام عالم و حکومت اسلامی کا ابدی قانون اور
 ہر زمانہ میں ایک زندہ معجزہ ثابت کرنا چاہتا ہے چنانچہ آج تک جس قدر
 مضامین بیاں ہوئے اوں تمام میں دکھایا گیا ہے کہ قرآن مجید
 کی ہر ایک آیت بنیہ کے مصداق اس زمانہ میں موجود ہیں کوئی آیت
 بنیہ ایسی نہیں جس کا مصداق اس وقت موجود نہ ہو یا جسکی صداقت
 و ضرورت پر تاریخ عالم شہادت مذہبی ہو یا جسکو فطرت صحیحہ خود بخود
 نہ ماننی ہو۔

پنجم یہ زمانہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا کامل علاج قرآن کریم سے
 ثابت کرنا چاہتا ہے۔

ششم یہ کہ اس زمانہ میں جو جو اسلحا میں ضروری ہیں اونکی بار بار یاد
 دہانی کرتا اور ثابت کرتا ہے کہ پیش بندی کے طور پر قرآن کریم نے
 اونکو تمام کامل طور پر بیاں فرمایا ہے۔

۹ قرآن کی افضلیت اور کمالیت اسے خاص طور پر کیسے بیان کی
آپ اسطرچہ کہ ہر ایک دینی مسئلہ تو حید و صفات باری تعالیٰ و تقدیر و
معاشرت وغیرہ کے متعلق ثابت کیا کہ قرآن مجید میں اعلیٰ اور افضل طور
پر مذکور ہے نیز اسکی تفصیل بھی

دعیم اسطرچہ کہ ہر ایک آیت بینہ ایک زندہ نشان اور نفس انسان یا
کارخانہ عالم میں ایک واقعہ یا ایک حصہ ہو جسکی جو اپنے نفس میں کچھ لویا
سو اسطرچہ پر کہ دینی ضروریات پر قرآن کامل طور سے حاوی اور
ان تمام علمی غلطیوں سے بالکل پاک و صاف ہو جو اس زمانہ کی
کتابوں میں عام طور پر پائی جاتی ہیں۔ اور جنہر نادان بے علم
مولوی ابھی تک اڑے ہوئے ہیں۔

چہنام اسطرچہ کہ تمام مسائل باطلہ کی تردید اور تمام مسائل حق کی تحقیق بتدقیق
ہمیں موجود ہے جسکے ایک جز کا بھی کوئی کتاب مقابلہ نہیں کر سکتی اگر
کوئی ایسی کامل کتاب بالمقابل ہے تو جائے کہ اسکے ماننے والے
کسی ایسے مضمون پر اسکی بحث پیش کر کے دکھلائیں جیسا کہ تذکرۃ الفرائد
میں پیش کی گئی مقابلہ سے افضلیت صاف ظاہر ہو جائیگی **وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا**
وَكُنْ لَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ **وَقَدْ هَمَّتْ النَّاسُ وَالْجِبَادُ أَعْدَتْ**
لِلْكَافِرِينَ

۱۰ اجتہاد ہمیں کیا کیا مضامین شائع ہوئے (۱) دلائل برہنی باری تعالیٰ (۲)
اسمائے باریتعالیٰ کی حقیقت اور مکمل عمل اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر (۴) دعا
کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ
(۶) معاشرت (۷) حفظ صحت (۸) غفلت کے خطرناک نتائج اور نکاح کامل علاج

کارخانہ عالم

نقشہ
۱۹۱۲ء کو دہلی کی حقیقت اسکے نتائج اور اسکی حقیقت کی کتابیں

تیم میں ہی بڑی مدد ملیگی اور نڈل کا امتحان بجائے چھ سال کے چار سال میں ہی
ایک انشا اللہ تبارک۔ قیمت ۶

مفتاح العرب اسکے ذریعہ سے معمولی اردو خوان تمام صرف و نحو عرب پر دو مہینہ میں
ایسا مادی اور شاق ہو جاتا ہے کہ میزان مشب صرف میر۔ دستور البندی حصول الکبریٰ
نحو میر۔ ہدایت النحو۔ کا قیہ بشرح مالمو مراح الارواح وغیرہ دو سال میں نہیں ہو سکتا جو حصہ
مفتاح القرآن کے بعد اسکے پڑھنا چاہیں وہ ایک مہینہ میں ہی ختم کر سکتے ہیں اگر کوئی کسی
دوسری کتاب صرفی یا نحوی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ قیمت ۱۰

مفید عام عرف معینی حکم یہ ایک لغات ادویہ و علاج ہو ہر مرض اور دوا کا نام اردو
انگریزی فارسی عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے جس میں مادی و کا حال
معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طور پر اس میں نکالو اور دیکھو خواہ اس کا نام انگریزی اور زبان میں
آتا ہو یا فارسی یا عربی یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کمال طور پر علاج کر سکتے ہو یا علم
کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جانچ پڑتال اور قابل اخضا امراض میں جب چاہو کمال رائے حاصل
کر سکتے ہو ہر مرض کے علاج میں انگریزی و یونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں
کئے گئے ہیں یہاں الوصول اور ویسی ادویہ کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے
شہرہ و ہیات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر قسم و دنی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت
میں فنیق جانفزا اور ایام مصیبت میں امن و غماز ہوگی اسکے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا
علاج اور مفید اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اس کی نظر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں
دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد پچیس روپے جلد سولہ کمانڈروں
طالعوں اور عزیز علم دوست انخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں ہیڈ ماسٹروں اور سرزعمہ داروں
نصف قیمت پر دی جاسکتی ہے سالانہ اخضا مخصوصہ میں تمام امراض مخصوصہ نمائشک و اس
وجہ یان و نامردی مغرات جلق عقر نہرت انزال۔ خلام عسرت لطث۔ انفاط وغیرہ کا علاج جامع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَنْ آخِرَ صَعْنٍ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا میں تمہیں اُس کے دہانہ لہران ننگ ہوگی اور قیامت کو دن میں اُس کو اندھا ٹھیکر

جلد نمبر ۲ تذکرۃ القلم ان ماہ فیبروری ۱۹۱۷ء

یہ ایک ماہواری رسالہ ہے جو غرض قیل پر چھپ کر شائع ہوتا ہے
اول قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا قرآن مجید
کو تمام بنی نوع کے واسطے کامل واعظ اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا اور ایسی تجاویز
و تعابیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔
دو قرآن کی کایت و افضلیت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہر وہ فہم
اور تعصب کو دور کر دینا جو کسی قوم یا مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن
بنانا کہہ رہے ہیں اور رہتا ہی کو کھو دیا اور تمام اقوام کو باہم عمومی صلاحیت و
سادت کے محروم کر دیا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کے بجائے اذبحہ و یسوت
کا پرستار بنا دیا ہے

سوم مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے
دینا خدا اور تعصب کی رو سے کسی قوم یا کسی بشر کے دل آزادی بخشنا بلکہ سچی ہمدردی
اور سچی خیر خواہی کا طور پر جس طریق سے تمام بد اخلاقی بے دینی اور ایمانی کو دور کر دینا
چنانچہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع معمول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آنی ضرور ہے

درمطبع خیرینری مقام تراوڑی ضلع کرنا اٹل پٹنا

(دکان جلال شاہی سادات میں گاہی لکھنؤ میں بھی ملے گی)

جن صاحبان کو قیمت سالانہ درمطبع خیرینری مقام تراوڑی ضلع کرنا اٹل پٹنا

عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتہ کے واسطے نہایت ضروری اور مفید کتابیں
 (۱) مجموعہ تذکرۃ القرآن ۱۰ جلدیں مضمون ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب
 و غریب بحث ہے (۱) دلائل حجتی باری تعالیٰ (۲) اسماء باری تعالیٰ کی حقیقت
 اور کئے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر (۴) دعا کی حقیقت اور انعامات الہی
 کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶) معاشرت
 یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح پر ہوتے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت
 (۸) غفلت کے خطرناک نتائج اور اونکا کامل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت اور کئے
 نتائج اور اوں طاقتوں کو زایل کرنے کی خرابیاں سمیت مع حصول ڈاک دو پیرچہ
مِفْتَاحُ الْقُرْآن - اسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ میں یاد کر کے بانچہ ارغنون
 اور ایک لاکھ سولہ ہزار صیغوں پر ایسا حاوی اور صرف و نحو میں ایسا شاق ہو جائے گا
 کہ قرآن مجید با ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے بھی اسکو چار پانچ مہینے میں یاد
 کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابردت میں ختم کر سکتے
 ہیں پس تمام بچوں جو انون اور بورٹھوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور پڑھیں پھر تمام
 عمر قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت کرتے رہیں ایسی عجیب خدا داد نعمت کی طرف سے
 غفلت بخیر اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ نصف چند ماہ کی معمولی
 محنت سے قرآن مجید با ترجمہ آتا ہے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی قرآن
 پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر با ترجمہ پڑھایا کریں کیونکہ انہوں کے
 ہوتے اندھا ہو کر چلنا سخت نادانی ہے اگر ایسا ہی کریں گے تو ان شاراند اجرت
 و آئی آتیوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام وہابیات غزلیں گزریں
 شعر اور چھوٹے قصے جنہوں نے ہمارے دین و دنیا کو برباد کر رکھا ہے کلینہ
 ہوا ہو جا دین کے اسی قاعدہ اردو فارسی کے ہزار بالغت آجائیں گے جنو سڑکی

کیا یہ آیات آپ کی نظروں میں سرسری اور لغو ہیں

۲ غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کر سکتا بلکہ بخیر بدست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقْرَبِ
 لِلنَّاسِ حَسْبًا لَّهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ لوگوں کے واسطے اون کا جسا
 قریب ہو گیا پروہ غفلت میں مغمی پھیرے ہوئے ہیں یا وَلَیْكَذَا قَدْ كُنَّا فِي
 غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا اَبْلُ كُنَّا ظَالِمِیْنَ مانے ہماری کبھتی کہ ہم تو حقیقت
 اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے پس اے مسلمانوں کب تک
 غفلت میں بیخیر اور بدست بنے رہو گے اور اذکار قرآنی کی طرف رجوع نحو و
 ۳ غفلت سے انسان حیوان لائیتل بنجاتا اور ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ
 اسکی اصلاح غیر ممکن ہو جاتی اور سمجھ اور صلاحیت کے قوے مارے جاتے ہیں
 بلکہ نصیحت کی بات اور فکر الہی سے بدگنا اور متنفر رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا
 ہے كَذٰلِكَ يَتَخَصَّبُ عَنْهُ الرَّاٰیةُ اُولٰٓئِكَ لَمْ یَصْلَحْ لَهُمْ اَلٰهٌ وَّكَیْلًا
 اَمْ یَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ سَمِیْعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَاكِلَا
 نَعَامٍ بَلْ هُمْ اَصْحٰلُ سُبُیْلٍ کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جسے اپنی خواہش
 کو اپنا سہو بنالیا کیا تو اوسکی وکالت کرتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر
 اوس میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں۔ نہیں نہیں وہ تو چوپایوں کے مشابہ ہیں بلکہ
 اوسنے بھی نیا وہ بے راہ فٹا کھم عَنِ التَّذٰكِرَةِ مُعْرِضِیْنَ كَاۡلُھُمْ مُّحْمَرٌ
 مِّمَّنْ خَلَقْنَا فَرَاتٍ مِّنْ فَسُوْرَةٍۢ ۚ پس اونکو کیا ہوا کہ مذکرہ قرآنی سے منہ
 پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بہاگ جانے والے گدھے ہیں کہ شیر سے بہاگ
 جاتے ہیں پس کب تک قرآنی اذکار سے دور اور متنفر ہو کر اسد کریم
 کے ان قوانین سے بے خوف بنے رہو گے کیا غفلت کی کوئی انتہا باقی

ہے یا الفاظ ربانی میں کوئی مبالغہ یا لغو ہے جس کو سرسری سمجھتے رہو گے
 ۴ غفلت بد نہیں ہے ایمانی دنیا پرستی اور استغناء عن اللہ کا نتیجہ ہے جیسا کہ
 قرآن مجید فرماتا ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِينَ لَعِمُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ لَا نُصِيقُنَا
 كَيْدًا بَعْدَ كُرْهِهِمْ كَمَا يَكْفُرُونَ اَلَّذِينَ كَفَرُوا اَلَّذِينَ كَفَرُوا اَلَّذِينَ كَفَرُوا
 اَلَّذِينَ كَفَرُوا اَلَّذِينَ كَفَرُوا اَلَّذِينَ كَفَرُوا اَلَّذِينَ كَفَرُوا اَلَّذِينَ كَفَرُوا
 یہ سیرتے ہیں۔ پس کہاں تک غفلت کو اختیار کرو گے اور اس سے باہر تیری
 کوشش بخرو گے

۵ غفلت میں انسان کا دل غیر مستقل رہتا اور آخر کار دینی دنیاوی خرابیوں کا
 باعث بن جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْبِدُ اللَّهَ
 عَلَى حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ قَالَ اِطْعَمْتُ بِهِ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ قَالَ
 انْقَلَبْتُ عَلَى وَجْهِهِ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ ذَلِكَ هُوَ الْخَسِرَانِ
 اَلْمُتَّبِعِينَ لَوُكُلٍ مِّنْ سَعْيٍ اَلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَأْسِهِمْ اَلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَأْسِهِمْ
 پس اگر بھلائی او کو پہنچے تو اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر کوئی فتنہ پہنچے
 تو بدبر سے آیا تھا اولٹا او دھر کو ہی لوٹ جاتا ہے دنیا کا بھی خسارہ اور
 آخرت کا بھی۔ یہی تو صریح بربادی ہے پس کیا اس واسطے غافل ہو کہ خیر الدنیا
 و الآخرة میں بھٹے رہو کیا یہ الفاظ خداوندی سرسری ہیں اور قابل توجہ
 نہیں ہیں۔

۶ وہابیات فقہ انسان کو نامعلوم طور پر ایسا بدین بنا دیتے ہیں کہ وہ
 آیات الہی کو سنہنی سمجھنے لگتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ
 مَن يُتْرَكُ لَعَدْوَىٰ لِّمَن يَخْتَرِ اللَّهُ بَيْنَ عِلْمٍ وَتَحْذَرًا
 هَذَا اُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ اُولَٰئِكَ لَعَدْوَىٰ لِّمَن يَخْتَرِ اللَّهُ بَيْنَ عِلْمٍ وَتَحْذَرًا
 ہر ذرا اُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ اُولَٰئِكَ لَعَدْوَىٰ لِّمَن يَخْتَرِ اللَّهُ بَيْنَ عِلْمٍ وَتَحْذَرًا

جو وہ آیات قصص مول لیتا ہے تاکہ بے سمجھے بوجھے راہ خدا سے بہکاوے اور آیات الہی کی بہنی بناوے ایسے لوگوں کے واسطے رسوا کر نیوالا عذاب ہے پس کہاں تک وہ آیات قصص اور نادلوں کے مشتاق اور قرآنی اذکار سے متنفر ہو گئے کیا یہ وہ قصص کے رواج سے چاہتے ہو کہ آیات الہی کی بہنی ہو اور راستبازی سے دور جا پڑو۔ اور عذاب ہمیں میں گرفتار ہو جاؤ۔

۷ جو لوگ آخرت کو بھلا دیتے ہیں وہ خود عذاب شدید کے مستحق اور دوسروں کی گمراہی کا موجب بنتے ہیں وہ شیطان کے بندہ اور شیطانی گروہ میں شامل اور دنیا اور آخرت میں برباد ہونے والے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ
 اِنَّ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَمُعَذَّبٌ شَدِیْدٌ بِمَا كَسَبُوْا
 یَوْمَ الْحِسَابِ قَوْلٌ لِّیْلَافَ سَیِّئَةٍ قُلُوْهُمُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ اُوْلَئِكَ فِیْ
 خَلَآءٍ مُّبِیْنٍ ط تحقیق جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹانے والے ہیں اوں کے واسطے عذاب شدید ہے کیونکہ انہوں نے زمانہ حساب کو بھلا دیا اوں لوگوں پر جس کے دل ذکر الہی کی طرف سے سخت ہو گئے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں
 اِیْحٰذُوْا عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَلَسُنٰهُمْ ذِکْرُ اللّٰهِ اُوْلَئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ
 اِلَّا اِنْ حِزَّبَ الشَّیْطٰنُ لَهُمُ الْخَاسِرُوْنَ ط شیطان نے اُن پر قابو پا لیا پس اونحو اللہ کے ذکر سے غافل بنا دیا۔ یہی لوگ شیطانی گروہ ہیں۔ خبردار تحقیق شیطانی گروہ برباد ہونوالا ہے وَ مَنْ یَعِشْ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ
 لَقَیْقُیْنٌ لَّہٗ شَیْطٰنًا فَہُوَ لَہٗ خَرِیْنٌ جو شخص ذکر رحمان سے غافل ہوتا ہے ہم اوپر شیطان کو قابض کر دیتے ہیں پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے پس کیا غافل رہ کر دن رات یہی چاہتے ہو کہ شیطانی گروہ میں شامل ہو جاؤ لغو پسند کا عذاب منفری اور بے ایمان بنے رہو اور حق و سعادت کے پیچھے

سے دور جا پڑو

۸ غفلت سے ہوئے جو لوگ اٹھل بازیوں سے لعنت الہی کے نیچے آجاتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے قُلْ الْخَاسِرُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي عَمْرِهِمْ سَاهُونَ اٹھل بازیوں سے ہلاک ہوں جو غفلت میں بے خبر ہیں۔ پس کیا غفلت میں اٹھل بازیوں سے مہیاک زندگی بسر کرو گے اور تذکرۃ القرآن کی طرف کبھی بھی نہ جھکے گے

۹ نصیحت اور یاد دہانی مومنوں اور خدا ترسوں کے واسطے مفید ہے مگر جنہیں کے واسطے غیر موثر ہوتی ہے پس سعید و شقی اور صبی و مہنہ کی یہی شناخت ہے کہ وہ نصیحت کو مانتا ہے یا نہیں۔ تنذیر سے عبرت نہ ہوتا ہے یا نہیں اور ذکر الہی کو چاہتا ہے یا نہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے قَدْ كُذِّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا سَيِّدُكَ وَمَنْ يَنْجُئْهُ وَيَجْعَلْهُمَا الْآسَفَ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى پس تو نصیحت کر جہاں تک نصیحت مفید ہو جو خدا ترس ہے وہ نصیحت پذیر ہو جائے مگر وہ بد بخت گریز کر گیا۔ جو بڑی آگ میں داخل ہو تو اسے وَذُكِّرَ بِالنَّارِ الْكُبْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ اور تو نصیحت کر پس تحقیق مومنوں کو نصیحت سودمند ہوتی ہے پس کیا نصیحت کی بات سنو گے یا اس سے خدا اور نصرت رکھو گے کیا سعادت کی حجت اپنی نفس پر قائم کرو گے یا شقاوت کی حجت کی یا جہنم کی نجات کی یا ہلاکت کی

۱۰ جب قساوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے تب سنت اللہ یہ ہے کہ رحمت اور ہدایت کے سامان پیدا ہو کر تھے ہیں جتنے سعید کوئی اور مسرور نہ ہو جاتے مگر بد بخت لوگ سرکشی اور مخالفت کی وجہ سے اور زیادہ برباد ہو جاتے ہیں اسکی حقیقت بعینہ ایسی ہے جیسے کہ خشک موسم کے بعد جبکہ میں

مردہ پر جاتی ہے بارش ضرور آتی اور صبح تھنوں اور جڑوں کو نشوونما دیکھ کر
 سبز کر دیتی ہے مگر گلے ہوئے تخم اور جلدی گل سڑ جاتے ہیں اب چونکہ
 غفلت کی وجہ سے قنوت قلبی اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ چکی ہے
 اسلئے سنت اللہ کے مطابق رحمت و ہدایت کے سامان بھی پیدا ہو گئے ہیں
 چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اَلْمَيَّانَ لِلَّذِينَ آمَنُوا اَنْ يَّجْتَمِعُوا قُلُوْبُهُمْ
 لِيَذْكُرُوا اللّٰهَ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوا كَالَّذِيْنَ اَوَّلُوا الْكِتٰبَ
 مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِنْهُمْ
 فَاسِقُوْنَ اَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَجْبِيْ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا
 لَكُمْ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ کیا مسلمانوں کے واسطے وہ وقت نہیں
 آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے لئے اونکے دل گداز ہوں اور اون لوگوں
 کی طرح نہو جائیں جنکو پہلے کتاب دی گئی تھی پہراؤں پر ایک مدت
 دراز گزر گئی۔ اور اوں کے دل سخت ہو گئے اور اکثر اوں میں سے فاسق
 ہو گئے۔ لوگو جانو۔ کہ اللہ زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا کرتا ہے
 ہم نے آیتیں صاف صاف بیان کر دی ہیں۔ تاکہ تم سمجھو پس کیا مسلمانوں کے
 واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر خدا اور ذکر قرآن کے واسطے اونکے
 دل گداز ہوں اور زیادہ غفلت سے روز بروز سیاہ باطن نہونے جائیں
 اور فاسقوں کی کثرت ہو جائے

۱۱ قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا
 اور خود سراسر وعظ و نصیحت ہے۔ پچھتے قصوں اور واقعی مثالوں سے
 انسان کو بلیہ اور خبردار کرنا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی
 زندگی بخشی چاہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

فَاسْتَكْبَرُوا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ مَآ تَجْهَبُ كُوَيْدُ كُرُوْا مِيْنَ مَّكْمُوْا يَدُ كُرُوْا
اور میرا شکر کرو اور کفر مت کرو پس کیا قرآن کا کبھی ذکر نہیں کرو گے
اور اوس میں فکر کرنا چھوڑے رکھو گے کیا شہر الذہاب کا خطاب جناب
الہی سے لیکر ہی رہو گے۔

۱۴ یہ سخت نادانی اور بد فہمی ہے کہ بے علمی اور بے عقلی اور رسم رستی کو کافی
سمجھ کر ترقی کے واسطے کوئی آرزو اور کوئی کوشش نہ کیا دے نہ اصل حقیقت
کی طرف نظر ہو اور نہ نتائج کی طرف غور کیا جاوے چنانچہ قرآن مجید فرماتا
هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰی وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ کیا اندھا اور سونکھا
برابر ہو سکتے ہیں کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے پس کیا یہی چاہتے ہو کہ قرآن
کی طرف سے اندھے بے بصر بنے رہو اور کبھی اس کے مضامین پر غور و
فکر نہ کرو اور نہ عبرت لے لو اور جو اس کے احکام کی یاد دہانی کرتا ہے
اوسکی ایک نہ سنو۔

۱۵ بے سمجھے کا کام محض حیوانی فعل ہوتا ہے اوس سے انسانی قلب
کچھ روشنی حاصل نہیں کرتا قرآن مجید مثال کے طور پر فرماتا ہے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ حَمَلُوْا التَّوْرٰتَ سَخِمَ لَمْ يَجْعَلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمْلِ لِحْمِلِ
اَسْفَادًا تَحْفِقُ جَن لُّوْگُوْنَ سَے تورات اٹھوائی گئی پیراؤں کو انھوں
نے نہیں اٹھایا وہ اس گدھے کی مثال ہیں جو کتابیں اٹھاتا ہو
پس کیا یہودیوں کی طرح حال اکتب بننا چاہتے ہو اور غور و فکر
سے بھاگتے ہو کیا قرآن کریم سمجھنے کی چیز نہیں کیا بلا سوچے سمجھے کوئی
روحانی اور اخلاقی اصلاح ہو سکتی ہے کیا ایسا انسان جو قرآن کو پڑھ
پر سمجھے نہیں وہ تورات والوں کی طرح کمثل الحماء لِحْمِلِ اسفا راہن

داخل ہوگا

۱۶ ذکر الہی سے غافل ہونا شیطان کے پیچھے میں پھینا ہے پس جب غفلت طاری ہو یا بد صحبت سے یہود و باتوں میں لٹ جائے تو چاہئے کہ فوراً توبہ کرے اور غافلوں سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائے یہی تقویٰ کی حقیقت اور بھی اور کا تقاضا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَ اِهْتَسِبْ لَيْسَ لَكَ الشَّيْطَانُ فَلَہٗ لَقَعْدُ بَعْدَ الَّذِیْ كُنتَ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ اَقْبَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ كَذَّبُوْا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ اِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ الْغَیْبَ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِیْمٍ اور اگر شیطان تجھ کو غافل کر دے پس یاد داتے کے بعد بد عمل لوگوں کے ساتھ مت بیٹھ جیسا کہ تحقیق متقی لوگ وہ ہیں کہ جب ان کو شیطان وسوسہ میں کرے تو فوراً متوجہ ہو کر اپنے رب سے توبہ کر لیں اور وہی توبہ کر لیں تو اس کو سمجھا سکتا ہے جو وضاحت پر پہلے اور درپردہ جہنم سے ڈرتا رہے پس ایسے شخص کو مغفرت اور اجر کریم کی خوشخبری سنائیں کیا شیطان کے پیچھے میں ٹھہرا پھینا جاسکتا ہو یا پس کہاں تک ذکر الہی سے غافل بنے رہو گے کیا قرآن کی طرف متوجہ کرنا اور اس کے تذکروں کو بڑھانا تمہارے دنیاوی شغلوں میں خارج ہوتا ہے۔

۱۷ اس میں کو ایک روحانی عقل ہوتی ہے جس سے ہر نفس کی حقیقت اور اس کے انجام کو خوب دیکھتا ہے چنانچہ قرآن مجید آیتوں سے صریحاً بیان دے گا کہ اس کی طرف سے فرماتا ہے عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَّا هُمُ الْغَافِلُوْنَ اور میرے تابع ہیں ایک بصیرت کے واسطے پرانی کیا توبہ کو بھی قرآنی

بصیرت حاصل ہے اور اگر نہیں تو پھر کیوں قرآنی اذکار سے اس قدر لاپرواہی اور غفلت و نفرت ہے۔

۱۸ ذکر الہی سے دل مطمئن ہوتے بلائیں دور ہوتی اور کنیائش کی راہیں کھلتی ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ آگاہ ہو کہ اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں اَمَّنْ تَحْيِيْبِ الْمَضْطَرِّ اِذَا كَا وَكَيْنِفُ السُّوءِ وَتَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ بہلا وہ کون ہے جو مضطر کو اوسکی بیکار کے وقت حباب دیتا اور اوسکی مشکل آسان کر دیتا ہے اور کون ہے جو متکوزمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے مگر تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو۔ پس کیا یہ تمام کلمات لغو و سرسری ہیں کیا ذکر الہی اور قرآنی اذکار سے دل اوداس اور غمناک ہوتے ہیں جو اس قدر دور بھاگتے اور لاپرواہی کرتے ہو کیا خدا کو چھوڑ کر اور اس کے کلام کو سرسری سمجھ کر دینا و آخرت میں سرسبز ہو سکتے ہو؟ کیا خدا اور اس کے احکام کو چھوڑ کر اپنے کسی اور کو رازق اور مالک اپنا سمجھ لیا ہے کیا مشکل کشا دافع البلیات اور قاضی الحاجات سوائے رب العالمین کے کوئی اور بھی ہے۔

۱۹ جو شخص یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا رہیگا چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے فَمِ كَيْفَ فِيْ هٰذِهِ اَعْمٰی فَمَهْوٰی اَلْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَ اَصْلُ سَبِيْلًا جو اس دنیا میں اندھا ہے۔ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور بہت بے راہ پس کیا آپ نے کوئی نور عرفاں حاصل کر لیا اور اندرونی آنکھیں کھل گئی ہیں کہ اب عاقبت کا کوئی منکر نہیں رہا اور اگر نہیں تو پھر بھی قرآنی اذکار کی کوئی ضرورت نہیں اور تذکرہ تعریف

بھی ایک غیر ضروری شے ہے۔

۲۰۔ سنوس مسلمانوں نے قرآن کو ذکر و فکر کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ ایک زبانی بکواس بنالیا۔ اسے کیا ہو گیا۔ کیوں قرآن پر تہہ برہنیں کرتے کیا دلوں پر قفل لگ گئے کیا وہ گدھے ہیں کہ ذکر و فکر کا ادینس مادہ ہی نہیں رہا۔ اور وہ جانتے ہی نہیں کہ ذکر و فکر کیا ہوتا ہے۔ کیا قرآن بھڑا کھانیوالا شیر ہے کہ اس سے ہراساں ہو کر بھاگتے ہو قرآن مجید فرماتا ہے وَقَالَ التَّوَسُّوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ فَوْقِي اَتَّخِذُ وَاهَذَا الْقُرْآنُ لَمَجْجُوْرٌ اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بکواس بنالیا اَفَلَا يَنْدَبُرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالٌ لِّهَا کیا قرآن میں غور و فکر ہی نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ گئے جسکی وجہ سے وہ غور و فکر کے قابل ہی نہیں رہے فَمَا ظَلَمَ عَنِ التَّنْذِرِ مَحْرُضُوْنَ كَاَنْفُسُكُمْ حُمُرٌ مُّسْتَفْرَءَةٌ فَزَيَّنَتْ مِنْ قِصُوْرَةٍ پس او نہیں کیا ہو گیا کہ تذکرہ قرآنی سے منہ پیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں۔ پس کیا آپ قرآن کریم کو بکواس ہی بنائے رکھو گے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس درد کو زیادہ کرتے رہو گے کہ اسی رب میری قوم نے اس قرآن کو بکواس بنالیا ہے پس کیا قرآن پر غور و فکر ہی نہیں کرتے ہو یا لعنت ابلیس کے نیچے آکر قرآن سمجھنے اور اس سے عبرت پکڑنے کا مادہ ہی جاتا رہا

عقلمت کے خراب نتائج عقلی اور نقلی طور پر سن چکے اور اوسکی واقعی مثالیں ہزار و ہزار دن رات مشاہدہ کر رہے ہو قرآنی افکار کی جسطور

سخت ضرورت ہے اوسکو بھی ہر ایک پہلو سے دیکھ چکے تاہم اکثر مسلمان بھی ایمان رکھتے ہیں کہ تذکرۃ القرآن کی کوئی ضرورت نہیں سرکاری خدمات اور دنیاوی اشغال میں اوسے ہرج ہوتا ہے کیا جس نے ایمان کو چھوڑا ہے ایمانی بددیانتی اور ظلم کو اپنا پیشہ نہایا کیا دوسرے سرکاری خدمات کو کماحقہ ادا کر سکتا ہے اور دنیاوی اشغال میں کوئی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بداخلاق بددیانت اور بے ایمان ملازم سلطنت کے واسطہ کھرنے والی انیٹوں کے شاہجہ ہونے ہیں اوسکی بددیانتی اپنے ہی نفس کے واسطے منصف نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک سلطنت کے انتظام کو توڑنے اور ناکامی اور وفاداری کے خیالات کو ریا اور خوشامد سے بدل دیتی ہے مہذب اور عادل گورنٹ کے واسطے جیسی کہ گورنٹ برطانیہ ہے اوسکے خدمت گاروں یا رعایا کی طرف سے اعلیٰ درجہ کی بی خدمت ہو سکتی ہے کہ دیانت امانت عمیق وفا انصاف اور رحم کے نمونہ بننے اور نہانے کی کوشش کیا و سے نہ کہ ظلم اور بددیانتی کے پتے بنے رہیں سوائے ظاہری بجاؤ اور نامائش کے کچھ زیادہ کوشش ہی نہ کیجاوے ایسے لوگوں کی دنیا بھی جلد خراب ہو جاتی ہے اور آخرت بھی۔ فقط

اب ہم ذیل میں اہل برزگوں کے نام درج کرتے ہیں جنہوں نے اولوں اور سابقوں کی طرح ۱۹۹۹ء عیسوی کے رسائل کی قیمت ارسال فرما کر کاغذات تذکرۃ القرآن کو منوں و مستور فرمایا جو قلیلہ ماند کوں کے حکم کے مطابق اہل چار ہزار صاحبان میں سے ہیں جسکے اعلان تذکرۃ القرآن سے رسائل

جاری کئے گئے اور انکاری خطوط و واپسی کتب ہوتے ہوئے آخری قواعد
۴۱۶ رگبی گرامینس سے محض ۱۵۶ صاحبان کی طرف سے آج تک قیمت
بابت ۲۹۹۹ء وصول ہوئی اسلئے کل اخراجات بطبع و اشاعت تذکرہ القرآن
ببلغ ۱۵۰۰۰ ہوئے۔ اور آمد سائے ہوئی اور کل کمی اسلئے
رہی۔ مصارف کے اسقدر زیادتی اور آمد کمی کی وجہ سے اشاعت باقاعدہ
نہیں ہو سکی اسلئے ان مخلصین کو جو محنت ارسال فرما چکے تھے سخت پریشانی
اور بےقراری برپا کر دی گئی مگر ہم محض مالی دقتوں کی وجہ سے سخت
مجبور رہے امید کہ آمد و خرچ پر زلف نظر ڈال کر بتا رہے احباب مسکین و
فناورین۔ اب ان کی خدمت میں یہ ادب التماس ہے کہ تذکرہ القرآن
کی ضرورت کو آپ بخوبی معلوم کر چکے ہیں اسلئے اسکی اشاعت میں غرض
نہ جہ فرمانا اور اسلئے درجہ کی کوشش کرنا آپ کا فرض ہے فی زمانہ سب
سے بڑا ضروری اور اہم کام اسلام کے واسطے قرآن کا رواج دینا ہے
اور شغلہ کی بابت یہی قیمت سالانہ عطا فرما کر شکور فرمادیں اور جن
صاحبان کے نام رسائل تذکرہ القرآن جاری ہیں وہ سال گزشتہ ارسال
مال کی محنت ارسال فرمادیں۔

نام مع تہ وغیرہ	نام مع تہ وغیرہ
۹۹ کرامت احمد خان صاحب کسٹرنٹ کسٹرنٹ	۸۷ مولوی فتح الدین صاحب مختار پلور ضلع
۱۰۰ سید کرامت حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر ٹاہرہ بنکی	۸۸ بالندھیر
کلکٹر دودہ	۸۹ شیخ فرید الدین احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر گونڈا
۱۰۱ منشی کرم الہی صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر ضلع	۹۰ فضل محمد صاحب نائب تحصیلدار لوہیہ
۱۰۲ منشی کریم احمد خان صاحب آئری مجسٹریٹ ضلع	۹۱ فضل الدین صاحب - قادیان ضلع گروپ
۱۰۳ منشی گلزار حسین صاحب پٹنار - بی روہی گوری	۹۲ حفیظ العسکری صاحب تحصیلدار حقیقت آباد
ڈسٹرکٹ دار عینک	ضلع گوجرانوالہ
۱۰۴ لطف احمد صاحب وکیل سابق ایدہ لا آباد براہ	۹۳ انانسی فضل الہی صاحب مدرس ایم بی ٹائی
پوسٹ پاٹن لوری شاخ مانڈرا کوڈر انس	بکسول بنوں
ضلع اڈن ملک پٹار	۹۴ حفیظ بخش صاحب کتبیلدار شہر قوہ ضلع لاہور
۱۰۵ محمد لطف احمد صاحب مفتی ٹائی کورٹ جیلا	۹۵ ڈاکٹر حفیظ محمد خان صاحب بازار لال پٹاہ
۱۰۶ لاجی واجی سیٹھ صاحب خان بہادر سوداگر	گمرہ زینت محل - دہلی
۱۰۷ مبارک حسین صاحب ملازم ریوے دار	۹۶ سید قمر الدین صاحب کسٹرنٹ کسٹرنٹ
۱۰۸ منشی محمد علی صاحب - ٹاہرہ دار عینک	۹۷ میر نواز الدین صاحب آئری مجسٹریٹ سوڈ
۱۰۹ محمد ابراہیم صاحب سوداگر صدر بازار گوجرانوالہ	ضلع انبالہ -
۱۱۰ ڈاکٹر محمد احق صاحب ہمدرد شفا خانہ کچھڑ	۹۸ کاشی ناتھ جیو جیو صاحب ٹپہ خانہ ایدہ لا آباد براہ
۱۱۱ منشی محمد اسمیل صاحب آئری مجسٹریٹ کاندھلہ	پوسٹ پاٹن لوری ضلع مانڈرا کوڈر انس
ضلع مظفرنگر	ضلع اڈن ملک پٹار
۱۱۲ محمد غلام حسن صاحب پور شفا خانہ اہل یوسف شہر	۹۹ کاظم حسین صاحب نائب تحصیلدار انانسی ضلع

نام سبب دیگر	نام سبب دیگر
۱۱۳ محمد غلام صاحب سپهر ننگ بکد و کشتی نیک	۱۱۳ سر دار محمد علی خان صاحب انزیری مجبهریٹ
حیدر آباد دکن	ضلع راولپنڈی
۱۱۴ محمد اکبر صاحب خجاط دار جنگ	۱۱۴ میر محمد علی صاحب ننگ کلکتر دی لچ بلوچی
۱۱۵ محمد تیز الدین صاحب سٹیشن ماسٹر نین	ضلع دار جنگ
سٹیشن ریلو سٹیشن کشت پور ضلع در بھنگ	۱۱۶ محمد قاسم صاحب بہادر انزیری مجبهریٹ کرد
۱۱۶ میان محمد جمال صاحب نایب تحصیلدار ڈیرہ	ضلع کوئٹہ راجھ پور
گوپی ضلع کانگرہ	۱۱۷ تنی محمد نور الدین صاحب ڈپٹی کلکتر گونڈا
۱۱۷ محمد حسین صاحب نایب تحصیلدار جھلم	۱۱۸ حافظ محمد واحد قاضی صاحب پولیس سٹیشن بنگال
۱۱۸ منشی میر محمد حسین صاحب دی کاب دار جنگ	ضلع ایٹہ
۱۱۹ شیخ محمد حسین صاحب بی ای بسف فتح آباد	۱۱۹ محمد باقم صاحب سیٹھ صاحب کارخانہ محمد عبد
ضلع آگرہ	الرحمان حاجی فقیر محمد سیٹھ صاحبان بنگال
۱۲۰ محمد حنیف صاحب مختار کلکتری و فوجداری	ضلع مدراس
شہر جہانپور محلہ سپاہ	۱۲۱ محمد یوسف علی صاحب بیٹا محمد بیٹا محمد خانی
۱۲۱ محمد رفیق صاحب ناظر دار جنگ بنگال	دوشاہہ مل دالی
۱۲۲ ایضا	۱۲۲ محمد یوسف علی صاحب ڈپٹی مجبهریٹ دینا جھومر
ایضا	بنگال
۱۲۳ محمد ذکریا صاحب مدرس غازی آباد ضلع میرٹھ	۱۲۴ منشی محمد یونس صاحب کلکتر دی راج
پور سمریہ برائے پختہ	اروری ضلع دار جنگ
۱۲۴ سواتی محمد عبد اللطیف صاحب بسف ملو آباد	۱۲۵ سر دار ذوق علی صاحب ادی کب وزیر اعظم بہادر
۱۲۵ محمد حسین صاحب ضلع دار بکھر شریف حیدر آباد	حیدر آباد

نام سچہ و عزیز	نام سچہ و عزیز
۱۴۱ فاضل شمس الدین حسن اتری میٹرٹ سٹریٹ ڈاکخانہ محمد آباد ضلع غازی پور	۱۴۱ سید مرزا شاہ صاحب وکیل ایدہ آباد براہ پوسٹ یا ٹم پوری شاخ بانڈر کوڈ انس ضلع اون - ملک براڑ
۱۴۲ نواب علیہ نقاجب اسرہ ضلع مراد آباد محلہ چکی -	۱۴۲ منشی مقبول حسین صاحب تحصیلدار پہلی پست شیخ ممتاز علی صاحب سرشارہ سپرنٹنڈنٹ پیر ضلع سکر ضلع شکار پور سندھ
۱۴۳ نواز ش علیہ نقاجب حیدر آباد دکن محمد سلطان شاہی مکان منشی امداد علیہ صاحب	۱۴۳ موسیٰ خان نقاجب نائب شرف تحصیل عیسی خیل ضلع بنوں
۱۴۴ مولوی نور الدین صاحب دہشتی درگاہ مولانا قمر الدین اور رنگ آبادی کن - درو دروانہ دیر پور - بلوہ حیدر آباد دکن	۱۴۴ میر شامیس خان نقاجب مہر پسی کوٹ نسل حیدر آباد -
۱۴۵ نور محمد مالک نوری ڈاکخانہ موکل ضلع لاہور	
۱۴۶ حکیم نور محمد صاحب خانہ نام مالک خانہ محمد صاحب کوٹ	

یہ وہ صاحبان ہیں جنکی توجہ کو اللہ کریم نے قرآن مجید کی غفلت اور ضرورت
کی طرف کھینچا ہے اور جو قلیل اہمات مذکور کے منشاء کے مطابق اوس
تعداد کا انتخاب ہیں جو چار ہزار میں سے باقی رہے ہیں۔ انکو سوائے
چند بزرگان دیں ایسے ہیں جنکی خدمت میں تذکرۃ القرآن بطور نذر
پیش کیا جاتا ہے۔ جو اسکے وجود کی روح اور اسکے اجراء کے اور ترقیات
کے لئے روحانی موجب ہیں۔ یقین سو کے قریب ایسے صاحبان ہیں جنکی
خدمت میں شروع اشاعت سے رسائل بھیجے جاتے ہیں مگر انکی طرف

ہے اور نہ میت سالانہ وصول ہوئی ہے۔ ہمارا یہ ایمان ہے
 مسلمانوں کا دینی اور دنیاوی عروج قرآن مجید کے ساتھ وابستہ ہے
 جس قدر زیادہ توجہ اور کوشش قرآنی تعلیم کو رواج دینے میں کیجاوی
 اور عملی حالت اس کے مطابق بنائی جائے اور سیکر دنیاوی حالت خود
 بخود درست ہوتی جاوے گی۔ مسلمانوں کے بہت اور ذلیل حالت پھر روز
 افزوں ترل کو دیکھ کر مہر دہان قوم طرح طرح کی کوششیں کر رہی ہیں
 تاکہ اس بلا سے نجات ملے اسلامی سکول کالج اور انجمنیں اسی خیال اور
 کوشش کا نتیجہ ہیں۔ یہ تمام کوششیں بجائے خود پھل لارہی ہیں اور
 لائیگی کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو ضایع نہیں کرتا اور کسی پر ایک ذرہ
 برا بھلا نہیں کرتا۔ مگر یہ یاد رہے کہ جب تک قرآن کریم کی طرف سے
 غفلت اور لاپرواہی ہے۔ اس وقت تک کوئی غیبی امداد ساتھ نہیں آسکتی
 قرآن مجید ایک طرف موجبِ حمت ہے۔ اور دوسری طرف موجبِ عذاب یعنی
 حذراتِ اور نیک عملوں کے واسطے موجبِ رحمت ہے مگر بدکاروں کو دوسرا
 موجبِ عذاب احکامِ الہی اور انکی اطاعت و غیر اطاعت کے لحاظ سے
 انسانوں کی چار حالتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ اس نے مطلقاً بغیر ہو یا
 صحیح علم حاصل نہوا ہو ایسی حالت میں دینا پرستی بہت غالب ہو جاتی ہے
 ہیں متم کے لوگ جب قدر دنیاوی عزت و دولت کے واسطے کوشش کرتے
 ہیں۔ وہ اپنی کوششوں کے مطابق کامیاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم
 فرماتا ہے۔ مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيِّنٰهَا لَنُؤْتِيَنَّهٗ اِلٰهَٰتُمْ
 اَعْمٰلًا كُفِّرَتْ عَنْهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يَخْسُوْنَ هٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ
 لَهُمْ فِيْ الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَجَبَلْهُمَا مَصْنُوْعًا فِيْهَا وَبَطِلَ مَا كَانُوْا

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ جو لوگ دنیاوی زندگی اور لوٹے آرائش کے طالب بن رہے ہیں اور ان کو ان کے اعمال کے مطابق پورا پورا دیا جائیگا اور ہمیں اون کی کچھ کمی نہ کی جاوے گی۔ مگر ان لوگوں کے واسطے آخرت میں سوائے آتش جہنم کے کچھ نہیں۔ اور جو کچھ دنیا میں کر چکے ضایع ہو جائیگا اور ان کو تمام عمل باطل ثابت ہوں گے۔ اس وقت تمام اقوام غیر اسلام اسی قسم میں شامل ہیں کیونکہ قرآنی تعلیمات کی حجت اور پیر قایم نہیں کی گئی اور اون کی انسانی نمایاں طرح طرح کے حجابوں اور آمیزشوں سے مشکوک ہو گئی ہیں۔ قرآنی کے واسطے کوئی ایسا سلسلہ انتظام اسلام کے واسطے نہیں ہے کہ اون کی زبانوں میں ہیں۔

خود مسلمانوں میں قرآن مجید سمجھنے اور سمجھانے کا رواج ایسا معدوم ہے کہ بعضی پرانے کار و واج دنیا کے مذہب میں یحیٰی کی برابر شکل ہو گیا ہو یہ ایک قسم کی ضررناک مخالفت ہے جو اہل اسلام نے قرآن مجید کے ساتھ کی ہے۔ اسلئے تمام قومیں دنیا میں قرآنی مخالفت کے وبال سے محفوظ اور ماموں ہیں۔ اور تمام وبال عدم تبلیغ احکام الہی کا مسلمانوں پر پڑ رہا ہے جس سے اون کی حالت روز بروز اتر اور ذلیل ہوتی جاتی ہے۔ اس مخالفت قرآنی کے طرف اللہ کریم اس طرح ارشاد فرماتا ہے۔
 قَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوًا
 وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّمَّنْ اٰمَنَ الْمُجْرِمُونَ ۝ اور رسول نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بکواس بنا لیا۔ اور اس طرح ہم نے ہر ایک نبی کے واسطے مجرم لوگوں میں سے دشمن پیدا کر دیے ہیں۔ اے مسلمانو! یہ آیت کیسی عبرت اور توجہ کے قابل ہو! انحضرت

محمد علیہ واکہ وسلم جناب الہی میں شکایت پیش فرماتے ہیں۔ کہ اے
 رب میری قوم نے اس قرآن کو کبوا اس بنالیا۔ اللہ تعالیٰ کلیہ
 قاعدہ کے طور پر فرماتا ہے کہ ہر ایک بنی کی امت نے جب بدکار اور
 سرکش لوگ ہو جاتے ہیں تو وہ ہمیشہ اسید پر چراپنے بنی سے دشمنی کیا
 کرتے ہیں۔ تاہم جتنی طور پر اس قانون الہی کا یہ ثبوت ہو کہ موسیٰ علیہ السلام
 کی قوم نے اپنی بنی سے یہ مخالفت کی کہ نبی علیہ السلام کو لعنتی قرار دیا پھر
 نبی علیہ السلام کی امت نے اپنے بنی کے ساتھ یہ مخالفت کی کہ انتخاب
 کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیا اور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 واکہ وسلم کو جہو اور دھاباز قرار دیا جسکی نسبت تورات و انجیل میں صاف
 صاف پیش کیا ہیں۔ دیکھو تذکرۃ القرآن جلد ۱ نمبر ۱ صفحہ ۶۷
 سے ۷۸ تا ۸۰۔

اب مسلمانوں نے اپنے بنی کے ساتھ یہ مخالفت کی کہ قرآن مجید کے باری معنی
 پڑھنے اور پڑھانے کو ایسا رواج دیا کہ بے معنی پڑھنا اور اوسیں غور
 فکر کرنا قطعاً متروک ہو گیا اور ایسا متروک ہوا کہ با معنی پڑھنے کی طرف
 مسلمانوں کو کھینچنا نہایت ہی دشوار امر ہو گیا ہے اگر تمام دینا کے
 مخالف مسلمانوں کو قرآن مجید کے مضمون سے ایسا منفرد کرنا چاہتے تو
 شاید کبھی نہ کر سکتے جیسا کہ اندرونی مخالفوں نے کر دیا ہے۔

دوسری حالت بہ لحاظ احکام الہی کے یہ ہے کہ عہد انجلی طرف کو کنارہ
 معنی اختیار کجاوے جیسا کہ اسوقت عام طور پر ہو رہا ہے کہ احکام قرآنی
 کے سننے اور سمجھنے اور قرآن مجید کے معنی پڑھنے سے تمام مسلمان کنارہ
 کش ہیں۔ ایسی کنارہ کشی کا نتیجہ بھی عذاب ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے

سَجْزِي الَّذِينَ يَصْدَفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا
يَصْدَفُونَ۔ جو لوگ ہماری آیات سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ ہم ان کو
کنارہ کشی کی وجہ سے بڑا عذاب دینگے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ
کشی کیسے کیسے عذابوں کا موجب ہو رہی ہو
ستیری حالت یہ ہے کہ آیات الہی کے ساتھ ایک شخص کو ایسا کرنا
جاوے۔ بروہ کچھ بھی پرواہ نہ کرے۔ ایسے لوگ جو
جلد قہر الہی سے تباہ ہو جاتے ہیں چنانچہ قرآن مجید
أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَحْمَرُوا
مُتَقِمُونَ۔ اوس شخص سے کون زیادہ ظالم
آیات سے یاد دہانی کرائی گئی بروہ اعلا
سے انتقام لینے والے ہیں۔ یہ الفاظ کیسے
واقعی نمونہ ان الفاظ کے مطابق ہم اپنی ہی قوم میں دیکھ سکتے ہیں
عبرت نہیں۔ اور کچھ خوف نہیں بھی تو موجب تمام تباہی اور زلزلت کا
جو کتنی حالت یہ ہے کہ آسمانی کتاب کی جو بایں ابنو نفس اور خیالات کے
مطابق دیکھی وہ مان لی اور باقی چھوڑ دی۔ ایسی حالت بھی دنیاوی
زلزلت و آخری عذاب کا موجب ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے
أَفْتَوْ مُنُونٌ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَكَانُوا مُؤْمِنِينَ بِبَعْضِ مَا جَاءَهُ
مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنَ الْآخِرَةِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَوْهُ
الْفَهَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَسَدِ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا آتَمِ آتَمِ آتَمِ
بعض باتوں کو مانوں گے۔ اور بعض کی تکفیر کر دے گے پس جو لوگ ہم میں
سے ایسا کریں اونکی جزا سوائے اسکے کیا ہے کہ دنیا میں رسوا ہوں

اور جہنم کے دن سخت ترین عذاب کی طرف دھکیلے جاویں۔ الرض
 جب تک قرآن کریم مسلمانوں کے اندر موجود ہے اور وقت تک اوسپر
 عز و فکر کرنا اوسکے تمام احکام کو ماننا اور عملی حالتیں اوسکی مطابق
 بنانا۔ دینی اور دنیاوی ترقیات کے واسطے لازمی اور ضروری ہے
 جس تک ایسا نہ ہو سکے اور وقت تک نہ کوئی اسلامی یونیورسٹی۔ یا کالج
 یا سکول۔ اور کوعزت دیکھتے ہیں اور نہ کوئی انجمن یا ندوہ۔ کیونکہ انسانی
 ربانی کے مطابق عذاب غفلت۔ کنارہ کشی۔ لاپرواہی۔ اور نفس پرستی
 تمام کی تمام موجب رسوائی عذاب ہے تو پھر کیا انسان عذاب سے بچ سکے
 جنگ کر کے کامیاب ہو سکتا ہے یا اوسکے قوانین کے خلاف کوئی رہ سکتا
 اختیار کر کے اپنی مرضی سے کرتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ تمام سکولوں
 اور انجمنوں کو جو قدر یابی حاصل ہوتی ہے وہ اسی حد تک محدود
 رہتی ہے جس حد تک انھوں نے اسلامی اصول اور قرآنی احکام کو نہیں
 طور پر اختیار کیا ہے۔ کہاں ہیں علمائے دین۔ اور ہمدردان قوم۔
 وہ کیوں قرآنی تعلیم کی طرف پوری توجہ نہیں کرتے۔ کیا ابھی تک وہ اپنے
 اصول قرآنی سے بغیر ہیں۔ یا عدا غافل۔ یا مستغنی اور سرکش۔ کیا ایسی
 حالتیں ربانی احکام کے خلاف کوئی اصلاح یا ترقی کی امید ہو سکتی ہے
 یا کوئی انسانی یا انسانی مجمع خدا کے الفاظ کو جھوٹا ثابت کر سکتا ہے
 یا اوسکے قاعدوں کو توڑ سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ پس جاگو اور
 سنبھار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ غفلت اور سرکشی میں ہلاک ہو جاؤ۔ اپنی
 اپنی کوششیں تعلیم مردم و فنون کے طرف بھی مصروف رکھو کیونکہ تمام
 علوم و فنون قرآن مجید کی سہی اور واقعی تفسیر ہیں مگر قرآنی تعلیم کو سب

مقدم کرو۔ ایمان اور تقویٰ کے راستوں پر قائم ہو جاؤ۔
 استغفار کے ساتھ اپنے سولا کی طرف جھک جاؤ۔ یہی راستہ ہے۔
 جسکو اللہ تعالیٰ نے تمام کامیابوں کی جڑ قرار دیا ہے۔ تمام
 قوموں کا عروج و ان کے اسلامی حالت پر منحصر بنا دینا ہے۔
 رہے گا۔ کسی قوم نے فطرتی اسلام سے بہت کچھ فیض حاصل کیا اور کسی
 نے تعلیمی اسلام سے۔ الغرض تمام انسانی ترقیات اور حالات کا خیر
 اسلام ہے خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی اور خواہ کسی قوم نے اسلامی
 اصولوں کو جو ہر قسم کی نیکی اور اصلاح اور عافیت میں فطرتاً اختیار
 کیا ہو یا تعلیماً۔

اس مسئلہ کو ہم انشاء اللہ الکریم علیہ وسلم کے شاہد کر رہے
 کہ ہر ایک قوم کا عروج و ان کی اسلامی حالت پر منحصر بنا ہے اور تمام
 دنیا کا واقعی اور حقیقی مذہب ہی اسلام ہے۔ وَكَذَٰلِكَ كَفَّيْنَا
 فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طُوفًا وَكُودًا اور جو کوئی ایمان
 میں سب یا زمین میں ووائی کے واسطے اسلام لایا ہے خواہ
 بارادہ و شوق لایا ہو یا جبر و اکراہ۔

یہ مسئلہ قرآنی آیات سے قریب قریب صاف طور پر بیان ہو چکا ہے
 کہ مسلمانوں کا دینی و دنیاوی عروج قرآن کریم کی اطاعت پر منحصر
 ہے مگر بہت سے کم علم ظاہر میں اور ناواقف السحاب نے اس پر
 طرح طرح کے شکوک ظاہر کئے ہیں جنکی بنا و دنیا پرستی یا غفلت کے
 سوائے اور کچھ معلوم نہیں ہوتی ہے۔ تاہم اس مسئلہ کو اور
 زیادہ وضاحت کے ساتھ صاف کرنا چاہتے ہیں کیونکہ جتنا

ہر شخص پر یہ بات صاف روشن ہو جاوے کہ
 صرف موجب ہدایت و رحمت ہو ویسا ہی دوسری
 بلاکت بھی ہے اور یہی قرآن اس وقت
 زوال اور دوسری قوموں کے
 ہے۔ تب تک اسکی وہ عزت و عظمت
 کی حقیقت طور پر مستحق ہے اور نہ
 جو ہو سکتی ہے جو اس کے
 ات کے متعلق واقعی طور پر
 ہیں کہ اس مضمون کو مفصلہ

(۱) اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بتلھانے عدل و رحم
 میں ان میں سے ایک ہر کسی کے لئے اس وقت اپنے پاک
 بندوں کی خاص مدد کرے۔ ادن کے رزق اور عزت کا حامی ہو
 اور اون کا مادی اور والی۔ اور غمگسار بنے

۱۲، جس قوم پر خدا کا رسول کلام الہی کے ساتھ نازل ہوا و سکا
 عروج احکام الہی کی اطاعت پر منحصر رہا اور ہے اور رہیگا۔

۱۳، ہر ایک ربانی کلام اور رسول کے ساتھ عذاب الہی بھی ضرور
 ہوتا ہے۔ تاکہ میاں اور ناپاک لوگ اسطرچہ راہی طرف متوجہ
 ملکہ جس بدکار قوم کو رب العلیین بر باد کرنا چاہتا ہے پہلے اُسکے
 افراد احوال لوگوں کی طرف احکام بھیجا ہے۔ پس جب وہ نافرمانی
 کرتے ہیں تب عذاب کے سختی ٹھہر جاتے اور ہلاک کر دئے جاتے ہیں

۱۵) جو قوم کسی رسول یا کلام الہی کی مخالفت کرے اور دنیا میں بھی عذاب نازل ہوتا ہے اور اس کوئی قوم اس مخالفت میں بڑھتی ہے۔

۱۶) رجوع الے اللہ اور استغفار سے کئے جانے والے عذاب

۱۷) جو لوگ دین سے علیحدہ ہو کر دنیا میں رہیں اور دنیا کی

کوشش کرتے ہیں وہ اپنی اپنی کوششوں سے دنیا میں

ہوتے ہیں مان اگر یہ لوگ کسی عذاب سے محفوظ رہیں

لگجائیں اور ظالم بنجائیں تو ان کی ہلاکت کا

جاتی ہیں اور ان کی ہلاکت کا

۱۸) جو لوگ آسمانی کتاب کے احکامات سے غافل رہیں وہ جلدی

عذاب الہی کے نیچے آجاتے ہیں

۱۹) جو لوگ احکام الہی کی مخالفت کے بعد بھی رجوع نہیں

غضب الہی کے محرک اور سخت عذاب کے مستحق ٹہر جاتے ہیں۔

۲۰) جو لوگ آسمانی کتاب کی بعض باتوں کو مائیں اور بعض کو نہ

مائیں وہ دنیا میں سخت ذلیل ہوتے اور آخرت میں سخت عذاب

کی طرف دھکیلے جائینگے۔

۲۱) خدا کا خوف نہ کرنا اور غفلت و بیباکی میں زندگی بسر کرنا برباد

ہو جانے کی علامت ہے۔

۲۲) عذاب اکبر جو مرنے کے بعد ملے گا اسکے علاوہ دنیا میں

بھی بدکاروں کو ایک عذاب خفیف دیا جاتا ہے تاکہ وہ حق کی

اندر جوڑ کر لیں۔

ایمان اور اعمال صالحہ کے بغیر انسان نقصان پر نقصان اٹھاتا اور کھار برائی کا جانا ہے۔

اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ ہر ایک مخلوق اسی کو مانتی اور اسی پر جلتی خواہ بارادہ و شوق چلیا بہرہ اکراہ۔ مان ایک وہ لوگ ہیں جنکو میں فطرتاً اور تعلیماتاً ایک ہی کہتا ہوں۔ ایک وہ ہیں جنکو محض فطرتاً ہی اپنے اسلام کے مطابق جیسا کوئی عمل کرتا ہے ویسا ہی

میں ترقیات اور خوبیوں کا زینہ فطرتی اور تعلیمی ہے۔ سب کو میں دینا وی کمالات حاصل ہوتے ہیں وہ اسلام کے ہی فیض سے حاصل ہوتے ہیں۔ فقط

فیصلہ تاریخ سال الفی سالہ مذکرۃ القرآن ۱۹۰۰ء از نایب طبع فکر سائب و فرین
نایب عالم اہل فاضل اہل عالیجناب مولوی ابو جمیل محمد عبد کبیر صاحب شفیق
بھگوانپوری کچرا فیروزہ انجناب مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب قادیان مدرسہ دارالافتاء

ہو جس شوق کو تم دوسرے عاشق یہ سالہ ہی
وہ جن لہر کے جلوہ کو میں اے یہ سالہ ہی
خدا ہی خود ہو جس عذر کا وہ اے یہ سالہ ہی
ہر ایک جو یونہی جو ہو فائق یہ سالہ ہی
مسلمانوں کی حرز جان کو لایق یہ سالہ ہی
کسی اسلام کی تاریخ صادق یہ سالہ ہی

کہاں کمال بان سیرت اسلام ادھر آؤ
جو میں نایب اسلامی کے عاشق طوق آؤ
زمانہ خود ہو جس لہر کا جنوں یہ سالہ ہی
رسالہ شایع ہو رہو آج دنیا میں
ہر اہل علم کے تقوید بازو کے یہ قابل ہو
زور و ضعف میں شفیقہ تاریخ سال نو

عظیم میں بھی بڑی مدد
ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ

مفتاح العربیہ

ایسا حاوی اور شاق ہو جا

نحو نیر - ہدایت آنسو - کما حقہ

منقول القرآن کلمہ

دوسری کتاب صر فی یا نحو

مفید عام عرف معیار

انگریزی فارسی عربی زبان

سکھ کر نا ہو تو فوراً لغات کے

آتما ہو یا فارسی یا عربی یا انگریزی

کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جان

کر سکتے ہو ہر مرض کے علاج میں انگریزی و یونانی نسخجات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں
لکھے گئے ہیں۔ یہ اہل اصول اور ویسی ادویہ کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے
شہرہ و ہیات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر فہم و دینی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت
میں مفید جانفزاد اور ایام صیبت میں منقذ و نجات ہوگی اسکے تتمہ میں علاقہ اور روحانی علاج
علاج اور مفید اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظر نامہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں
دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے ہر جلد میں کل تینت ہر جلد میں کل تینت ہر جلد میں کل تینت
علاج و دوا اور غریب علم دوست شخص کو مشہرہ تصدیق و اکثر و سیدھا سادہ اور غریب و کمزور
ضعف بہت پر دیا جاسکتی ہے مثالہ اخصاصہ صبیہ میں نام امراض مخصوصہ مثلاً انکس و کس
و جربان و ناصوری و غرات جلیق و غیرہ انزال و غلام و غیرہ طوط - انقطاع و غیرہ کا علاج

اور جو اپنے خیر سے ذکر سے منہ پھراں یہ یقین رکھو کہ اس کو اس قدر ناز و نیاز ہے کہ تم کو اس کی قیامت کے دن ہم اس کو انڈھا کر دیتے ہیں۔

ستاره ماه ماچ

دویم فران کی کامیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس پہ چودھواں تصدیق کو

چہام۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

مَطْعُ عَمْرِي تَرَادُفُ خَلِجِ كَرْنَالِ مُلْكِ پَنجَابِ طَعُ شَد

عرب اور تمام تعلیم یافتوں کی اس طرح نہایت ضروری مفید کتابیں

۱۔ مجمعۃ تذکرۃ القرآن ۲۹۹ اجلہ حسین مصنفہ ذیل صفائیں پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث ہو
 (۱) دلائل برہنی باری تعالیٰ (۲) اسلامی باری تعالیٰ کی حقیقت اور کمال اور خواص دس۔ مسئلہ تقدیر
 دس۔ دعاوی کی حقیقت اور علامات الہی کا ذکر (۴)۔ کون لوگ غضب الہی کو بخوبی اور کون گمراہ ہیں (۵)
 معاشرت یعنی مرد و عورت کو باہمی فطرت کس طرح پرہوتے ہیں (۶) اسلامی حفظ صحت۔ (۷) غفلت کے
 خطرناک نتائج اور اذکار کمال علاج (۸) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اور کونیاں اور اوقاتوں کو زایل کر دہی
 خرابیاں مبت سے محصول ڈاک دور ویر

۲۔ مفتاح القرآن اسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ میں یاد کر کے باخوبی لغتوں اور ایک لاکھ سو ستر
 سینوں پر ایسا حاوی اور صرف و نحو میں ایسا شاق ہو جائے کہ قرآن مجید باری تعالیٰ پر کلمہ سکتا ہو چھوٹے
 بچے بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید باخوبی پڑھ سکیں اور معنی پڑھ سکیں برابر تین ختم کر سکیں
 ہیں۔ پس نام بچوں جوانوں اور بزرگوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی تاجرہ
 تہ و تک نہ کریں۔ ایسی عیب خداوند کی طرف سے فحش نکلیں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیب ہو سکتی
 ہے کہ محض چند مال کی معمولی قسم کے قرآن مجید باری تعالیٰ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچہ کو معنی قرآن مجید
 پڑھنا چھوڑ دیں اور اس قدر کلمہ پڑھا کر تاجرہ پڑھ لیں۔ کیونکہ اگر بچہ ہو تو اندھا ہو کر چلنا سخت ناہی
 ہے اگر ایسا ہی کرے تو انشا اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو امیاد و اج ہو جائیگا کہ تمام دہائیت
 غولیں گندے شعر اور چھوٹے قصے جنہوں کو ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہو کھیت ہو۔
 ہو جائیں گے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے ہزار ہائے آجائیں کو جنہو مدرسہ کی تعلیم میں بھی بڑی
 مدد ملے گی اور بدل کا امتحان بجائے چھ سال کو چار سال میں پڑھ لیا انشا اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العربیہ کے ذریعہ سے معمولی اردو خوان تمام صرف و نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا
 حاوی اور شاق ہو جائے کہ زبان مشب۔ معذیر۔ دستور البندی۔ صنوی لکری۔ پھر بہت ہی خوب۔

تذکرۃ القرآن

ماہ مارچ ۱۹۰۰ء

جلد

نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَحْمِيدُهُ وَتُحْصِيَةُ عَلَيْهِ رِسَالَةُ الْكَرِيمِ

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ
مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے
لِلَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ حُسْنًا
جن کو تو ان پر بخیر حکم مانا دے، بہتر ہی ہے

(۱) اللہ تعالیٰ پر جو بندوں کے حقوق بہ تقاضائے عدل و رحم ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مقابلہ کے وقت اپنے پاک بندوں کی خاص مدد کرے اور ان کے رزق اور عزت کا حامی ہو اور ان کا مادی اور دینی اور رُوحی و جسمانی ہر قسم کا نقصان دھمکے اور فرماتا ہے "وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ" مومنوں کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔ "بھرفر ماتا ہے" اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيْمٌ "تحقیق جو لوگ اللہ کو مانتے اور عمل صالح کرتے ہیں ان کے واسطے مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔" بھرفر ماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَمْ يَدْخُلُوْا فِيْ الْاِيْمَانِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ

مومنوں کا راوی ہے: ”اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا“ اللہ مومنوں کا والی ہے۔ ”إِنَّ اللَّهَ يَدْفَعُ مِّنَ الَّذِينَ آمَنُوا“ اللہ مومنوں کی بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔ ”وَلَيُفْعِلَنَّ اللَّهُ مَن يَنْصُرُهُ“ اللہ ضرور اوس شخص کی مدد کرتا ہے جو اسکی خدمت کرتا ہے۔ ”وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ“ جو اللہ سے اور اسکے رسول سے اور مومنوں سے محبت کرنا ہو۔ پس اللہ کا ہی گروہ غالب رہتا ہے۔“

ان آیات بینات سے صاف ظاہر ہے کہ ایمانداروں کا اللہ حامی۔ ناصر والی۔ حافظ اور راہی ہے اول سے محبت کرنا۔ اونکے لڑائیوں کو بخشنا عزت کا رزق دینا۔ بلاؤں کو اونسے دور رکھنا اور مقابلہ کے وقت اونکو غلبہ دیتا ہے۔ علم حیوانات میں یہ مانا ہوا مسئلہ ہے۔ اور تاریخ انسان بھی شاہد ہے کہ تمام مخلوقات میں اپنے اپنے غلبہ اور قیام کے واسطے ہمیشہ کشمکش رہتی ہے جو قبال ترین ہیں۔ وہ غالب اور قایم رہتے۔ جو ناقص ترین ہیں وہ مغلوب۔

اگرنا بود ہوتے جاتے ہیں۔ عدالت اور راستی ایمانداروں کے اعلیٰ اور ضروری اجزا ہیں جس قوم میں یہ نہیں اوسکا کوئی ایمان نہیں جو شخص ظلم کرتا۔ اور جھوٹ بولتا ہے اور ساتھ سوزیت کا دعویٰ رکھتا ہے وہ فی الحقیقت جھوٹا اور بے ایمان ہے۔ تمام عالم اوسکے کذب پر شہادت دے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اوسکو باطل ثابت کرے گا۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے۔ ”يُخَيِّضُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُخَيِّضُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتٍ“ اللہ اپنے کلمات سے باطل کو مٹاتا اور حق کو حق ثابت کر کے دکھاتا ہے۔ جھوٹا دعویٰ

کوئی چیز نہیں۔ سچے مومن بنو اور عملاً راستی اور عدالت سے اوکی چسائی
 ظاہر کرو پھر دیکھو کہ قدرت الہی کس کس طرح چیر مدد کرتی اور بے ایمان کے
 مقابلہ پر ہتھار اکیسا غالب ظاہر کرتی ہے۔ خداوند عالم کے ہاتھ میں ایک میزان
 ہے جس میں تمام شخصوں اور قوموں کے ایمان اور اعمال کا موازنہ ہوتا رہتا
 ہے اور ان اعمال کے مطابق ہی قومیں زیر و زبر ہوتی رہتی ہیں چنانچہ
 وہ خود فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْتَرِ بِمَا یَقُوْمُ حَتّٰی یَغْتَرُوْا مِمَّا
 یَّافُسُوْهُمُ تحقیق اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے
 نفسوں کی حالت کو نہ بدل لے۔

(۲) جس قوم پر خدا کا رسول کلام الہی کے ساتھ نازل ہوا اور اس کا عروج احکام
 الہی کی اطاعت پر منحصر بنا دیا اور رہے اور رہیگا۔ چنانچہ اللہ کریم فرماتا ہے
 الَّذِیْنَ اَسْتَجَابُوْا لِرُحْمٰیْحِنَاۤ اِنَّا نَسْخَرُ لَہُمْ شَرِّ مَا کَانَ مَا نَا
 اُنکے واسطے بہتری ہی بہتری ہے۔ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ذٰلِکَ الدِّیْنِ
 حَسَنَةً وَّ کَذٰلٰکِ اُخْرِیْ حَیْثُ جَوَلُوْکُمْ بَہْلٰی کرتے ہیں ان کے
 واسطے اس دنیا میں ہی بہلائی ہے۔ اور آخرت کا گھر تو اور بہتر ہے۔
 جناب نوح علیہ السلام جو اپنی قوم کو ایک آنے والے عذاب کی خبر دینے
 اور اس سے ڈرانے کے واسطے مامور ہوئے تھے۔ اپنی قوم کو خفیہ اور
 علانیہ طور پر فرمادے اور مجمعوں میں سمجھاتے رہے مگر کسی نے نہ مانا آخر کار
 فرماتے ہیں۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّہٗ كَانَ عَقَابًاۤ اَہٗ یُرْسِلُ
 السَّحَابَ عَلَیْکُمْ مِّدْرًاۤ اَہٗ وَّ یُمِدُّ کُمۡ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنٍ وَّ
 یَّجْعَلُ لَّکُمۡ حَبٰثَتٍ وَّ یَجْعَلُ لَّکُمۡ اَنْهٰرًاۤ اَہٗ مَا لَکُمۡ لَا تَرْجُوْنَ
 لِلّٰہِ وَاَنۡہٗ یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ سُبْحًا وَّ نَحْیًا وَّ یُخَشِعُ لَہٗ جُنُودَ السَّمٰوٰتِ وَ
 اَرْضِ وَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّ یُعَلِّمُ لَکُمۡ مَا تَشَآءُوْنَ

تم پر پانی برساتا رہا، آسمان سے بھیجے گا۔ تمہارے مالوں اور اولاد کو
 بڑھائے گا۔ اور تمہارے لئے باغ اگائے گا۔ اور نہریں جاری کرے گا۔ تمہیں کیا
 ہو گیا کہ اللہ سے بڑی بڑی اسیدین نہیں رکھتے۔ ایسا ہی سیدنا موسیٰ علیہ السلام
 اپنی قوم عاد سے فرماتے ہیں۔ وَيَقُومُ اسْتَعِظُوا وَتَكْفُرُ ثُمَّ تُولُوا
 الْبُتُورَ يَرْسِلُ السَّمَاءُ عَلَيْكُمْ مِدَادًا ذُرِّيًّا ذُرِّيًّا ثُمَّ يَنْسِفُ الْكَافِرِينَ
 وَلَا تَلْبَثُوا فِي جُحِيمٍ ۖ اے میری قوم اپنے رب سے استغفار کرو پھر
 دوسری طرف جھجک جاؤ۔ وہ پانی برساتا ہوا آسمان تمہاری طرف بھیجے گا۔ اور
 تمہاری موجودہ نوت کو اور ترقی دیگا اور سرکشی کر کے مجرم مت بنو۔
 ایسا ہی شعیب علیہ السلام اپنی قوم مدین سے فرماتے ہیں۔ وَيَقُومُ اَوْفُوا
 بِالْكِبَالِ وَالْمِيزَانِ بِالْقِسْطِ وَلَا تَحْسَبُوا النَّاسَ سَبِيَاءَ هُمْ
 وَلَا تَتَّبِعُوا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ ۚ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
 مُّقْمَرِينَ ۖ اے میری قوم اپنے ہمانہ اور ترارو کو انصاف کے ساتھ
 پورا کرو اور لوگوں کو اونچی چیزیں کم نہ دیا کرو اور زمیں میں فساد پھیلاتو
 مت پھرو۔ اگر تم مومن ہو تو تمہارے واسطے بقیۃ اللہ بہتر ہے، یعنی
 جو ایمان داری سے بچے رہے بہتر ہے۔ ایسا ہی ایک اور جگہ پر قرآن کریم
 فرماتا ہے۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَذِلُّوْا لِقَيْسَطَاسِ اسْتَقْبِلُوا
 ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسِنَا وِلَاةً ۚ اَوْ جَب نَابُ كَرُوْا تَوْ يُولَا نَابُ كَرُوْا
 اور سچی ترازو سے تولو۔ یہ بہتر ہے اور اسکا انجام اچھا ہے۔ قرآن میں
 اہل تورات و انجیل کی نسبت فرماتا ہے۔ وَكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهِمْ اَقَا مَوْلَا تُوْرًا
 وَاَلَا يُحِیْلُ وَاَسَا اَنْزَلَ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا كَلُوْا مِنْ ثَمَرِهِمْ
 وَمِنْ ثَمَرِ اَرْضِهِمْ ۚ اگر یہ لوگ تورات و انجیل کو اور نیزادوں

صحیفوں کو جو اوسکی طرف اوستے رہا بطرف سے نازل ہوا ہر دوسرے ہر دوسرے
سروں کے اوپر اور پاؤں کے تلے سے رزق حاصل کرتے یعنی ایسی برکتیں
مہوتی کہ اوپر سے ہی رزق برستا۔ اور نیچے سے بھی اولہا۔ چنانچہ اہل ثورات
و انجیل نے اپنی کتابوں کو قایم کیا تمام دنیا کی زبانوں میں اونکے ترجمہ
شایع کئے اور واعظ پیچھا اب اوسکی حد میں بافراغت رزق کہا رہا جس میں جو
فی الحقیقت سروں کی طرف سے ہی برس رہا ہے اور پاؤں کے نیچے سے
بھی اوہل رہا ہے۔ یہ ایک زیر دست پیشگوئی تھی جسکا ظہور اسوقت نام ظلم
میں مشاہدہ ہو رہا ہے۔ ایسا ہی ایک اور جگہ برقرآن مجید فرماتا ہے۔
وَكُتُوْا اَهْلَ الْقُرْاٰی اٰمَنُوْا وَاَتَقُوا الْفِتْنٰی عَلَیْہِمْ بَرَکٰتٌ مِّنَ
السَّمَاءِ وَاَلْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰہُمْ بِمَا كَانُوْا اٰیٰكِسِبُوْنَ
الْاٰیٰتِ بَیِّنٰتٍ لِّہُمْ وَاِلٰی ہٰذِہِ الْاٰیٰتِ اُوْحٰی اَمَّا اَمَّا تَرٰسِیْنَ بَیِّنٰتٍ لِّہُمْ
اور زمین سے برکتوں کے دروازہ انہیں ضرور کھول دیتے مگر انہوں نے
تغذیب کی اسلئے ہنسے اون کو تو توں کی سزا میں جو وہ کرتے تھے انہیں
بچا لیا۔ اسی طرح پر جناب خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی سب سے سورہ ہود میں فرماتے ہیں وَ اَنْ
اَسْتَغْفِرْ لَّوْاٰیْکُمْ ثُمَّ تَوْبُوْا اِلَیْہِ ثُمَّ نَعْمْ لَّہُمْ مِّنَّا عَاقِبًا اِلٰی اَجَلٍ
مَّسْیُوْمٍ وَّ یَوْمَ تَکُلُّ ذِی الْفَضْلِ فَضْلَہَا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّیْ اَخَافُ
عَلٰیکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ اور پھر کہ اپنے رب سے استغفار کرو اور
اوسکی طرف جب جاؤ۔ وہ تمہیں الین فت مفر تک اچھے سامان عطا کریگا
اور ہر ایک اہل فضل پر اپنا فضل کریگا اور اگر سرکش کرو گے تو جہنم تمہاری نسبت
ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

۳) ہر ایک ربانی کام اور رسول کے ساتھ عذاب الہی ہی ضرور ہوتا ہے تاکہ بپاک اور ناپاک لوگ اسطرح اور سکی طرف متوجہ ہوں تاکہ جس بد کا قوم کو رب اعلیٰ میں برباد کرنا چاہتا ہے سچے اور سچے مرفہ الحال لوگوں کی طرف احکام بھیجتا ہے پس جب وہ نافرمانی کرتے ہیں تب عذاب کے مستحق ٹہر جاتے اور ہلاک کر دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے
وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَاسِ
وَالضَّرَإِ لَعَلَّهُمْ يَضُرَّعُونَ۔ یعنی جس کسی گاؤں میں کوئی نبی بھیجا ساتھ ہی اس کے باشندوں پر مصیبتیں بھی ڈالی۔ اور نقصانات بھی پہنچائے۔ تاکہ وہ گڑا گڑائیں پس اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایک تنگی اور مصیبت بھی ضرور آتی ہے تاکہ اوں کے دل گذار ہو کر خدا کی طرف جلدی جھکیں اور نبی کی تعلیم کو سنیں کیونکہ عموماً کوئی نبی ایسے ہی وقت میں آتا ہے۔ جبکہ غفلت۔ بے فوہی۔ اور بدکاری انتہا درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور بلا سخت مصیبتوں کے لوگ خدا کی طرف مایل نہیں ہو سکتے۔ برعکس اسکے قرآن مجید یہ بھی فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فرد یا قوم پر عذاب پرمائل نہیں فرماتا جب تک رسول مبعوث نہ ہو جائے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ تَبْعَثَ رُسُلُنَا۔ اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک کسی رسول کو نہ بھیج دیں۔ ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ وَإِذَا أَرَادْنَا أَنْ يَهْلِكَ قَرْيَةٌ أَمَرْنَا مُنَادِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْنَا الْقَوْلُ فَنْدَفَعْنَاهَا نَذِيرًا۔ اور جب کبھی ہم یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو برباد کر دیں تب اس کے مرفہ الحال لوگوں کی طرف ایک حکم بھیجتے ہیں۔ پس وہ نافرمانی کرتے ہیں تب ان پر قول عذاب حق ہو جاتا ہے

پس اس سلسلہ مار کر تباہ کر دیتے ہیں

(۴) جو قوم کسی رسول یا کلام الہی کی مخالفت کرتی ہے اور پس دنیا میں بھی خدا
نازل ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔ جب قدر زیادہ کوئی قدم اس مخالفت
بڑھتی ہے اور سینہ ریلوئی ہلاک کر دی جاتی ہے چنانچہ قرآن مجید
فرماتا ہے وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يُمَسِّحُهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا
يُفْسِقُونَ جو لوگ ہماری آیتوں کی تخریب کرتے ہیں اور پھر نافرمانیوں
کی سزا میں عذاب نازل ہوتا ہے پھر کھینچتا ہر گزے طور پر فرماتا ہے
كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُولٌ بِمُتَوَاتِرٍ مِّنْ آيَاتِنَا فَكَذَّبُوهُ فَآتَيْنَا ثَلَاثًا مُّطَهَّرَةً
بَعْضُهَا لِبَعْضٍ لَّيِّنٌ وَمُنْجِيٌّ أُولَٰئِكَ يَتَرَجَّعُونَ کسی امت کی طرف اسکا
رسول آیا اور سننے اور سمجھنے کی تہذیب کی اسلئے ہم نے بھی ایک کو ایک کو پیچھے
ہٹا کر دیا اور ان کے نشانہ بنا دئے پس بے ایمان لوگ پر لعنت ہو پھر
ایک جگہ پر تمثیلات سے قرآن مجید اس سلسلہ کو اس طرح واضح فرماتا ہے
اور سمجھنے والوں کو کتاب تورات دی اور ان کے بھائی ہارون کو وزیر
کے طور پر اس کے ساتھ کیا پھر ان کو حکم دیا کہ اوں لوگوں کی طرف
جاؤ جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں (پس) دے گئے اور سمجھایا
مگر انہوں نے نہ مانا بلکہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے اسلئے ہم نے ان کا کہیج
تک مٹا دیا اور قوم نوح نے بھی جب ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تب
سمجھنے والوں کو غرق کر دیا اور ان کو واسطے ایک عبرت کا نشان بنا دیا
اور سمجھنے والوں کے واسطے عذاب دردناک طیار کر رکھا ہے اور اس طرح
عاد اور ثمود اور خندق والوں اور ان کے درمیان میں اور بہت سی
امتوں کو سمجھنے ہلاک کر دیا اور سمجھوں کو سمجھنے اور لوگوں کی مثالیں دی

وہے کر سمجھا یا مگر کسی نے نہ سمجھا۔ اسلئے ہم نے سبکا سینا نام کر دیا اور یہ لوگ
 ضرور اس بستی پر بھی ہو کر گزرے ہیں، جس پر بری طرح پیٹھر بربائے گئے
 ہیں تو کیا انہوں نے اسکو دیکھا ہو گا مگر اصل یہ ہے کہ ان لوگوں کو
 مرنے کے بعد جی ادا ٹھنے کا یقین نہیں اور اسے پیٹھر جب کبھی یہ لوگ
 تلو دیکھتے ہیں سے ہستی کرے اور کہتے ہیں کیا اسکی مانند نے رسول
 کر کے بھیجا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت حب ذیل ہے۔ - وَ لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى
 الْكِتَابَ وَ جَعَلْنَا مَعَهُ إِخَاهُ هَارُونَ وَ زَبْرًا فَقُلْنَا اذْهَبَا
 إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا فَذَرْنَاهُمْ يَدْمِيئُوا وَ قَوْمَ
 نُوحٍ لَمَّا كَذَبُوا الْوَيْسِلَ آخِرَ فَنُوحٍ وَ جَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً
 وَ أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا وَ عَادًا وَ ثَمُودَ وَ أَصْحَابَ
 الْوَيْسِ وَ قَرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ كَثِيرًا وَ كَلَّا ضَرَبْنَاهُ الْأَمْثَالَ
 وَ كَلَّا نَنْبِتُهَا نَتَبَّرُهَا وَ لَقَدْ آتَيْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْلِئَتْ
 مَطَرًا السُّيُوفَ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنها بَلْ كَانُوا لَا يَتَذَكَّرُونَ
 لَنُؤدِّيَنَّهُمْ وَ إِذْ أَسْرَأُوهُ إِنِّي لَتَتَّخِذَنَّ ذَلِكَ عَذَابًا
 أَهْلًا الَّذِي لَعَنَ اللَّهُ رَسُولَهُ

وہا رجوع اللہ اور استغفار سے آنے والا عذاب ٹل جاتا ہے۔ چنانچہ
 نوح علیہ السلام جو آنے والے عذاب سے یقینی خبر رکھتے تھے اپنی قوم
 سے فرماتے ہیں میں میں نے کہا کہ اپنے رب سے استغفار کرو تحقیق
 وہ غفار ہے اگر ایسا کرو گے تو وہ پانی برسا یوں آسمان تمہاری طرف
 بھیجے گا اور تمہارے مالوں۔ اور اولاد کو بڑھائے گا اور تمہارے واسطوں
 باغات اگائیگا۔ اور نہریں جاری کرے گا۔ ایسا ہی ہوا علیہ السلام جو اپنی

جو اپنی قوم پر عذاب قریب سے بھینی ضرر رکھتے تھے انکو اس عذاب سے بچنے کا طریق اسطر چہر تعلیم فرماتے ہیں۔ اور اے میری قوم! آپ رب سے استغفار کرو پھر اسکی طرف جھک جاؤ اگر ایسا کرو گے تو وہ پانی برسا بنو والا آسمان تمہاری طرف بھیجے گا۔ اور تمہاری موجودہ قوت کو اور قوت دیگا اور تمہرے ہر گنہگار کو مجرم مت بنو۔ ایسا ہی جناب سید المرسل خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اور یہ کہ اپنے رب سے استغفار کرو اور اسکی طرف جھک جاؤ۔ وہ تمہیں ایک وقت مقرر تک اچھوسا مان عطا کریگا۔ اور ہر ایک اہل فضل پر اپنا فضل کرے گا۔ ایک جگہ کلیہ قاعدہ کے طور پر قرآن مجید فرماتا ہے۔ **وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ كَسَبُوا ذُنُوبَهُمْ** اور اللہ ایسا نہیں ہے کہ اپنے عذاب کرنے لگجائے جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں۔ فرعون کا قصہ اس سلسلہ کی کامل مثال ہے جسکی تفصیل تورات میں درج ہے۔ اور قرآن مجید اسکی تصدیق فرماتا ہے اسلئے ہم اسکو تورات مقدس سے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ اور جہن خداوند نے ملک مصر میں موسے سے باتیں کیں۔ یوں ہوا کہ خداوند نے موسے سے کہا میں خداوند ہوں۔ تو سب کچھ جو میں تجھے کہتا ہوں شاہ مصر فرعون سے کہہ۔ موسے نے خداوند سے کہا دیکھ میرے تو ہونٹوں کا خفتہ نہیں ہوا فرعون کیونکر میری سنیگا۔ پھر خداوند نے موسے سے کہا دیکھ میں تجھے فرعون کے لئے خدا بنا دیا۔ اور تیرا بھائی مارون تیرا پیغمبر ہوگا۔ سب کچھ جو میں تجھے حکم کروں سو تو کھنا۔ اور تیرا بھائی مارون فرعون سے کہے گا کہ نبی اسرائیل کو اپنے ملک سے جانے دے۔ اور میں فرعون کو دل آویز کر دینگا اور اپنی نشانوں اور عجائب کو ملک مصر میں زیادہ کرونگا۔ لیکن فرعون

ماری نہ سینگا۔ پس میں اپنا ماتھ مصر پر لمبا کرونگا۔ اور اپنی نوجوان کو چھری
 دم بنی اسرائیل سے بڑے سجزہ دکھا کے ملک مصر سے نکال لاؤنگا۔ اور میں
 جب مصر پر ماتھ چلاؤنگا۔ اور بنی اسرائیل کو انہیں سے نکال لاؤنگا تب مصری
 بھاگینگے کہ میں خداوند ہوں۔ موسیٰ اور ماروں نے جیسا خداوند نے انہیں
 کہا انہوں نے ویسا ہی کیا۔ اور جوقوت ادن دونوں نے فرعون سے گفتگو
 کی۔ موسیٰ اتنی برس۔ اور ماروں تراسی برس کا تھا۔

اور خداوند نے موسیٰ اور ماروں کو کہا کہ جب فرعون تمہیں کہے کہ اپنا معجزہ
 دکھاؤ۔ تو ماروں کو کہیو کہ اپنا عصا سے اور فرعون کے آگے بھیکدے۔ وہ
 ایک ساب بن جائیگا۔ تب موسیٰ اور ماروں فرعون کے آگے اور انہوں نے وہ
 جو خداوند نے انہیں فرمایا تھا کیا ماروں نے اپنا عصا فرعون اور اس کے خادموں
 کے آگے پھینکا اور وہ ساب بن گیا۔ تب فرعون نے بھی دانائوں اور جادوکاروں
 کو طلب کیا چنانچہ مصر کے جادوکاروں نے بھی اپنے جادوؤں سے ایسا ہی کیا کہ
 ادن میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا جادو کا عصا پھینکا اور وہ ساب بن گیا لیکن
 ماروں کا عصا اس کے عصاؤں کو نگل گیا۔ اور اسے فرعون کے دلو کو سخت کڑوا
 کہ اُس نے اونٹنی جیسا خداوند نے کہا تھا نہ سنی۔ تب خداوند نے موسیٰ سے کہا
 کہ فرعون کا دل سخت ہے اور ان لوگوں کو جانے نہیں دینا۔ اب تو صبح کو
 فرعون کے پاس جا دیکھ کہ وہ دریا پر جائیگا تو لب و لہجہ ہر سے وداؤ سے
 اس کے مقابل کھڑا ہو جیو۔ اور وہ عصا جو ساب بن تھا اپنا پٹا پٹا میں لہجوا اور
 اسے کہیو کہ خداوند خبر ایوں کے خدا نے میری ٹیپہ پاس بھیجا ہے اور
 کہا کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ بیابان میں میری عبادت کریں۔
 اور دیکھ کہ تو نے کبھی اب تک نہ سنی۔ خداوند نے یوں فرمایا کہ تو اسی سے جاننا کہ

میں خداوند نہ ہوں۔ دیکھو کہ میں یہ کھسا جو میرے ہاتھ میں ہے دریا کے پانی پر اور وہ لہو ہو جائیگا۔ اور چھیلیاں جو دریا میں مرجاؤں گی اور دریا بد لہو ہو جائیگا اور مصر کے لوگ دریا کا پانی پیتے ہوئے دیکھ پادیں گے۔

پھر خداوند نے سوچا کہ بارون ہو کہہ کہ اپنا اعتبار لے اور اپنا اٹھ مصر کے قتل پر اور اونکی بہروں۔ اور اوسکے دریاوں۔ اور اونکی تالابوں۔ اور اونکی چھوٹی بہر چلا تا کہ وہ لہو بن جائیں اور بارون ملک مصر میں ہر ایک ننگی اور چرلی برتر ہو ہو جائوے۔ جس موتی اور باروں نے نبیا کہ خداوند نے فرمایا تھا کیا اوسو عصا اٹھایا اور دریا کے پانی پر فرعون کی آنکھوں اور اوسکے لوگوں کی آنکھوں کو سامنے لگا دیا اور دریا کا پانی سب لہو ہو گیا اور دریا کی چھیلیاں مر گئیں اور دریا بد لہو ہو گیا اور مصر کے لوگ دریا کا پانی نہ پی سکے اور مصر کی ساری زمین میں لہو ہوا جسے مصر کے جادو کروں نے بھی اپنے جادوؤں کے ایسا ہی کیا پر فرعون کا دل سخت ہو گیا اور چھیا کہ خداوند نے کہا تھا اوسے اور کہا کہ اور فرعون پیرا اور اپنے گھر کو گیا اور اوسکا دل ایسا ہی پر ہی مضروب ہوا اور بارون نے مصر لوں نے دریا کے اوس پاس کوئے کھو دسے کہ اوس سے پانی بیویں کہو کہ وہ دریا کا پانی نہ پی سکے۔ اور جب اسے کہ خداوند نے دریا کو مارا اسات وان گذر گئے۔ پھر خداوند نے موسے سے کہا کہ اوسے پاس جا اور کھو اوس سے کہہ کہ خداوند یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جاسے دسے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔ اور اگر تو جانے نہ لگا تو دیکھ میں تیرے ملک کے سب اطراف کو منڈکوں کو بھر دیا اور وہ لہو ہو جائے گا تیرے گھر میں اور تیری آزمائش میں۔ اور تیرے ہاتھ پر اور تیرے پاؤں کے گھروں میں اور تیری رعیت پر۔ اور تیرے تنور و مینے۔ اور تیرے آٹے

۱۔ کے گنوں میں داخل ہونگے۔ اور مینڈک بٹہ پر اور تیری رعیت
نیر سے سب لوگوں پر چڑھینگے۔

اور خداوند نے موسے کو فرمایا کہ ماروں سے کہہ کہ اپنا عصا نہروں اور دریاؤں
اور حوضوں پر بڑھا۔ اور مینڈکوں کو ملک مصر پر چڑھا چنانچہ ماروں نے
مصر کے بانی پر ماتھ بڑھایا اور مینڈک چڑھ آئے۔ اور مصر کی زمیں چھپادی
اور جادو گروں نے بھی اپنے جادوں سے ایسا ہی کیا۔ اور مصر کی زمیں پر
مینڈک چڑھائے۔

بت فرعون نے موسیٰ اور ماروں کو بلایا اور کہا کہ خداوند سے شفاعت کرو
کہ مینڈکوں کو مجھ سے اور میری رعیت سے دفع کرے اور میں اوں لوگوں
کو جانے دوں گا کہ وہ خداوند کے لئے قربانی کریں۔ موسے نے فرعون
کو کہا کہ تو میرے اوپر اپنی بڑائی کر میں نیر سے اور تیرے لوگوں اور تیری
رعیت کے لئے کب دعائانگوں کہ مینڈک بٹھے اور تیرے گھروں سے دفع
ہو دیں اور دریای میں ہیں۔ وہ بولا کہ کل بت اوس نے کہا کہ تیرے کہنے
کے مطابق ہو گا تا کہ توجانے کہ خداوند ہمارے خدا کی مانند کوئی نہیں
اور مینڈک بٹھو اور تیرے گھروں کو اور تیرے لوگوں اور تیری رعیت
کو چھڑ دینگے۔ دریا ہی میں رہا کرینگے۔ پھر موسے اور ماروں فرعون
پاس سے نکل گئے اور موسے نے خداوند کے آگے بسبب مینڈکوں کو جو
اوس نے فرعون پر بھیجے تھے دعائانگی۔ اور خداوند نے موسیٰ کی دعا کے
موافق کیا۔ اور مینڈک گھروں اور گائون اور کھیتوں میں سے مر گئے اور
انہوں نے نہاں تھاں انہیں جمع کر کے تو دے لگا دئے کہ زمیں بدبو ہو گئی
پر جب فرعون نے دیکھا کہ مہلت ملی تو اوس نے اپنا دل سخت کیا۔ اور صیبا

حذاوند نے کہا تھا اونچی نہ سنی۔ بت حذاوند نے سو سے کہا کہ
 ماروں سے کہہ کہ اپنا عصا بڑھا اور اس زمین کے گرد کو مارتا کہ وہ تمام
 ملک مصر میں جو میں بنجاویں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ماروں نے اپنا
 ہاتھ عصا کے ساتھ بڑھایا اور زمین کی گرد کو مارا اور وہ انسان اور حیوان
 پر جو میں بن گئیں۔ اور سب گرد زمین کی تمام ملک مصر میں جو میں ہو گئیں۔
 اور جادو گردوں نے بھی چاہا کہ اپنے جادوں سے جو میں نکالیں پر نکال نہ سکی
 اور انسان اور حیوان کو جو میں لپیٹ رہی تھیں تب جادو گردوں نے فرعوں
 سے کہا کہ یہ خدا کی قدرت ہے اور فرعوں کا دل سخت ہو گیا اور جیسا حذاوند
 نے کہا تھا اس نے اونچی نہ سنی۔

بت حذاوند نے سو سے کہا کہ صحیح سیر سے آتھا اور فرعوں کے آگے کھڑا ہو
 دیجیہ کہ وہ دریا پر آگے لٹاؤ سے کہہ کہ حذاوند نیوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں
 کو جانے دو کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہیں تو اگر تو انہیں جانے نہ دے گا
 تو دیکھ میں ٹیپیر اور تیر سے ٹوکر لے۔ اور تیر کو اذیت پر اور تیر سے گھروں
 میں غول کے غول چھپر بھجوں گا کہ مصریوں کے گھر اور تمام زمین جہاں
 جہاں وہ ہیں ان غولوں سے بھر جاویں گی۔ اور میں اسدل جن کی
 زمین کو کہ چھپر میری قوم رہتی ہے خدا کو دے گا کہ غول چھروں کے وہاں
 نہ جائیں گے تاکہ تو جانے کہ زمین کے دریاں حذاوند میں ہوں اور میں
 تیر سے لوگوں اور اسے لوگوں میں جدائی کر دوں گا اور یہ بحرہ کل ہوگا
 چنانچہ حذاوند نے یوں ہی کیا اور فرعون کے گھر اور اس کے لوگوں
 کے گھروں اور سارے ملک مصر میں چھروں کے غول آئے۔ کہ زمین چھروں
 کے غول سے مواب ہو گئی۔ بت فرعون نے موسیٰ اور ماروں کو بلایا اور

اور اپنے خدا کے لئے اس زمیں میں قربانی کرو۔ سو سے لئے کہا
 رہنا لایق نہیں کہ ہم خداوند اپنے خدا کے لئے وہ قربانی کریں جس سے
 ہماری نفرت رکھتے ہیں۔ سو اگر ہم مصریوں کی آنکھوں کے آگے وہ قربانی
 کریں جس سے دے بیزا رہیں۔ تو کیا دے ہمیں پتھر اور تختیں گویا ہم تین
 دن کی راہ جیساں میں جائیں گے اور اپنے خدا کے لئے جیسا کہ وہ ہم کو فرمایا
 قربانی کریں گے فرعون بولا کہ میں تمہیں جانے دوں گا کہ تم خداوند اپنے
 خدا کے لئے بیایاں میں قربانی کرو۔ لیکن تم بہت دور مت جاؤ میرے لئے
 شفاعت کرو موسیٰ بولا دیکھ میں تیرے پاس سے باہر جاتا ہوں اور میں
 خداوند کے آگے شفاعت کروں گا کہ مجھ کو کے غل فرعون اور اس کے
 نوکر اور اس کی رعیت پر سے کل جاتے ہیں لیکن البساہو کہ فرعون
 پھر دغا بازی کرے۔ اور لوگوں کو خداوند کے لئے قربانی کرنے کو جانے
 نہ دے۔ تب سو سے فرعون پاس سے باہر گیا اور خداوند سے شفاعت کی۔
 خداوند نے موسیٰ کی عرض کے موافق کیا اور اس نے مجھروں کے غلوں اور
 اور فرعون اور اس کے نوکر اور اس کی رعیت پر سے دور کیا کہ ایک بھی
 نہ رہا۔ فرعون نے اس بار بھی اپنا دل سخت کیا۔ اور لوگوں کو ہرگز جانے
 کی رخصت نہ دی۔

تب خداوند نے سو سے کو کہا کہ فرعون کے پاس جا اور اسے کہہ کہ خداوند
 عبرانیوں کا خدا یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ میرے
 سب سے عبادت کریں۔ کیونکہ اگر جانے نہ گیا اور ایک بھی اور نہیں روکے گا
 تو دیکھ کہ خداوند کا نام تیرے مویشی پر جو دشت میں ہیں۔ گھوڑوں۔
 گدھوں۔ اونٹوں۔ بیلوں۔ اور بھیروں پر ہوگا بڑی مری پڑیگی۔ اور خداوند

اسرائیل اور مصریوں کے مویشی کو آپس سے جدا کر گیا۔ اور اون میں سے جو بنی اسرائیل کی ہے کو بھی نہ مرے گی۔ اور خداوند نے ایک وقت مقرر کیا اور کہا کہ کل خداوند ویسا ہی زمیں پر کرے گا اور خداوند نے دوسرے دن ایسا ہی کیا اور مصریوں کے سب مویشی مر گئے۔ لیکن بنی اسرائیل کے مویشی سے ایک ہی نہ مرا۔ چنانچہ فرعون نے بھیجا تو کیا دیکھتا ہے کہ اسرائیلیوں کے مویشی کا کوئی بھی نہ مرا تھا تو بھی فرعون کا دل سخت ہوا۔ اور اس نے لوگوں کو جانے نہ دیا۔

اور خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا کہ دونوں ہاتھ بھر کے جھنجھی کی لکڑی سے لور اور سو سے ادسے فرعون کے سامنے آسمان کی طرف اٹھاؤ اسے اور وہ مصر کی ساری زمیں میں غبار مچا دیگی اور تمام ملک مصر کے آدمی اور چار پائیوں کے بدن پر چھوڑے اور پیچھوڑے ہو سینگے۔ چنانچہ انھوں نے جھنجھی کی راکھ لی اور فرعون کے آگے کھڑے ہوئے اور موسیٰ نے اسی جانب کی طرف پھینک دیا اور وہ نہیں اٹھی اور یہاں تک کہ بدن پر چھوڑ دیا اور پھینک دیا ہو گئے۔ اور جادوگر پہوڑوں کے سبب موسیٰ کے آگے کھڑے نہ ہو سکے کہ جادوگروں اور سارے مصریوں پر چھوڑے پڑے۔ اور خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا اور اس نے جیسا کہ خداوند نے موسیٰ سے کہا تھا۔ اونکی نہ سنی۔

پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ صبح سویرے اٹھ اور فرعون کے آگے کھڑا ہو اور اسے کہہ کہ خداوند عبرانیوں کا خدا یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دی تاکہ وہ میری عبادت کریں۔ اسلئے کہ میں ابکے اپنی ساری بے ایمانیوں سے دل اور تیرے لوگوں سے دور کر دوں۔ اور تیری رعیت پر نازل کروں تاکہ تو اسے کہہ سکا۔

دسے زمیں میں سیری مانند کوئی نہیں ہے۔ اور اب میں اپنا ماتھ
 دھونگا اور بچے اور تیری رعیت کو وباسے ماروں گا اور تو زمیں پر سے
 ہلاک ہوگا۔ اور میں نے تجھے فی الحقیقت اسلئے پر پا کیا ہو کہ اپنی فوت بچہ پر
 دکھاؤں تاکہ میرا نام سارے جہاں میں مشہور ہوئے۔ اب تک تو میرے
 لوگوں پر تکبر کرتا جاتا ہے کہ انہیں جانے نہیں دیتا۔ دیکھ میں کل اس بقوت
 ایسے بڑے بڑے اورے جو مصر میں اس کے ابتداء سے بنیاد سے اب تک نہ
 بڑے تھے برساؤنگا میں نوکروں کو ابھی بھیج اور اپنے مویشی اور جو کچھ تیرا
 مال میدان میں ہے جمع کر کہ ہر ایک انسان اور حیوان پر جو میدان میں تھا
 اور گھر میں لایا نہ جائیگا اور پراولے پڑینگے اور وے بال ہونگے۔ فزروں
 کے نوکروں میں ہر ایک جو خداوند کے کلام سے ڈرتا تھا اپنے نوکروں
 اور اپنے مویشی کو گھروں میں بھگائے آیا اور جس نے خداوند کی بات باؤ
 نکی اپنے نوکروں اور اپنے مویشیوں کو میدان میں رہنے دیا۔
 اور خداوند نے موسے کو کہا کہ اپنا ماتھ آسمان کی طرف بڑھانا کہ ساری
 ملک مصر میں انسان اور حیوان اور کھیت کی سبزی پر جو مصر کی زمیں میں
 ہے او لے پڑیں۔ اور موسے نے اپنا عصا آسمان کی طرف اٹھایا اور
 خداوند نے گرجایا اور او لے بیجے اور آگ زمیں پر جلتی تھی اور خداوند
 نے مصر کی زمیں پر او لے برسائے۔ پس او لے گرے اور او لوں میں آگ
 پٹی ہوئی تھی آگ اس شدت سے کہ ایسا نام ملک مصر میں جب تک وہ
 آباد ہوا تھا تو تھا اور او لوں نے سارے ملک مصر میں آگ کو جو میدان
 میں تھے کھا انسان اور کیا حیوان سب کو مارا اور او لوں سے میدان کی
 سبزی سب ماری گئی اور میدان کی سبزی سب ماری گئی اور میدان کو سارا

لوٹ گئے۔ مگر نقطہ ضیق کی زمیں میں جہاں بنی اسرائیل تھے اوڑے نہ پڑے۔

برہم فرعون نے موسیٰ اور ماروں کو بلوایا اور انہیں کہا کہ میں نے اس وقت گناہ

کیا خداوند عادل ہے۔ میں اور میری قوم گناہگار ہیں۔ خداوند سے شفاعت

کرو کہ میں اور آگے لو اس طرح سے اگر بچے اور اوڑے نہ کریں تب میں تمہیں

جاسے دوں گا اور تم اس سے آگے پہاڑ پہنچیں رہنے کے۔ بت موسیٰ نے اور

کہا کہ میں تمہارے باہر نکلتے ہو خداوند کے آگے ہاتھ اٹھانا اور گناہ

موقوف ہو جائیگا اور اوڑے نہ ہو گئے تاکہ تو جانے کہ زمین خداوند

اسی کی ہے۔ اور اوڑے نہ کریں جانتا ہوں کہ اب بھی خداوند خدا سے

نڈرے گئے سو اوڑوں سے انہی۔ اور جو مارے پڑے کیونکہ جو کے خون نے

آپکے گئے۔ اور اسی بڑھ چکی تھی۔ پر گئیوں اور ارجیاں مارے نہ پڑے کیونکہ

وہ بڑے نہ تھے اور وہ خداوند فرعون پاس سے شہر کے باہر جا کر خداوند

نے آگے ہاتھ بٹھے گئے۔ سو گناہ اوڑے موقوف ہو گئے اور نیچے جڑیں

پر جاتا تھا کہ جب فرعون نے دیکھا کہ مہینہ اور اوڑے اور اگر جانا موقوف ہو کر

تو پہچانی کی اور اوڑے اور اس کے نوکروں نے دل اپنا سخت کر لیا اور

فرعون کا دل بھڑک گیا۔ اس نے ہرگز بنی اسرائیل کو جیسا کہ خداوند نے

موسیٰ کی معرفت کہا تھا جانے کی حضرت ندی۔

پھر خدا نے موسیٰ سے کہا کہ فرعون پاس جا کہ میں نے اس کے دل کو اور

اس کے نوکروں کے دلوں کو سخت کر دیا ہے تاکہ میں اپنی یہ نشانیاں انہیں

سموڑا کروں۔ اور تاکہ تو اپنے بیٹے اور اپنے پوتے کو میری قدرتیں

اور میری نشانیاں جو میں نے مصر میں انہیں سموڑیں ناوے تاکہ تم

جانو کہ خداوند میں ہی ہوں چنانچہ موسیٰ اور ماروں نے فرعون پاس آکر

خداوند عبرانیوں کا خدا یوں کہتا ہے کہ کب تک عاجزی کرنے سے
 بازار پر گامیرے لوگوں کو جانے دے کہ وہ میرے عبادت کریں نہیں
 ۔ وہ میرے لوگوں کو جانے نہ دیکھ کر کل میں تیرے سارے ملک میں
 بڑیاں بہو جو نگا اور اون سے زمین کے سٹے چپ جائینگے کہ کوئی زمین کو دیکھنے
 نہ پاویگا اور وہ اوس باقیات کو جو اولوں کی آفت سے تیرے لئے بچ رہی
 ہے کھا جائیگی اور ہر ایک و رخت کو جو میدان میں ہے چٹ کر لیگی ۔ اور وہی
 اس طرح سے کہ تیرے باپ دادوں نے اور تیرے باپ دادوں کے باپ
 دادوں نے جس روز سے کہ وہ دینا میں آئے اچھا نہیں دیکھا ۔ تیرے گھر
 اور تیرے نوکروں کے گھر اور سارے مصریوں کے گھر بھڑینگے ۔ بت وہ پھرا
 اور فرعون پاس سے نکل گیا ۔ بت فرعون کے نوکروں نے اسے کہا کہ کب تک
 ہم اس مرد کے پسندے میں رہیں اور نوگوں کو جانے دے تاکہ وہ
 خداوند اپنے خدا کی عبادت کریں اب تک تجھے خبر نہیں کہ مصر اڑ گیا ۔ بت
 موسے اور ماروں فرعون پاس پھر لائے گئے اور اس نے انہیں کہا کہ جاؤ
 اور خداوند اپنے خدا کی عبادت کرو پر کون سے لوگ ہیں جو جائینگے ۔ بت
 ہولا کہ ہم اپنے جوانوں اور اپنے بوڑھوں ۔ اور اپنے بیٹوں اور اپنی بیویوں
 اور اپنے گلوں اور اپنے گائے بیلوں میت جاوینگے کہ ہم کو نہ دے کہ اپنی
 خدا کی عید کریں بت اوس نے انہیں کہا کہ خداوند یوں ہی تمہارے ساتھ رہے
 جو میں تمہیں اور تمہارے بچوں کو جانے دوں دیکھو کہ بدی تمہارے آگے
 ہے ۔ ایسا نہو گا اب تم جو مرد ہو سو جاؤ اور خداوند کی عبادت کرو کہ تمہاری
 خواہش بھی ہتی پس وہ فرعون کے آگے سے دھکیا کے نکالے گئے ۔
 جب خداوند نے موسے سے کہا کہ اپنا ماتہ لے لیں کہ لئے مصر کی زمین پر

بڑھا۔ تاکہ وہے ملک مصر پر آئیں اور ہر ایک بنبرے کو جو اس ملک میں ادول
 کے بچ رہے ہیں کہلائیں۔ پس موسے نے زمین مصر پر اپنا عصا اٹھایا اور
 خداوند نے اس مارے دن اور ساری رات میں بڑا آندھی چلائی جب
 صبح ہوئی تو بڑا آندھی ٹڈیاں لائی۔ اور ٹڈیاں تمام مصر پر آئیں اور مصر
 کے تمام اطراف پر ٹپس۔ اور ایسی میٹھا رہیں کہ اُن سے بنبرے ایسی ٹڈیاں
 زائی تھیں۔ نہ اوگے اور نہ پھر آؤنگی۔ کہ سارا روئے زمین اونسے چھپ گیا
 ایسا اندھیرا ہوا کہ انہوں نے اوس زمین کے ہر ایک بنبرے اور درختوں
 کے پوے کو جو انوں سے بچ گئے تھے چاٹ لیا اور تمام ملک مصر میں کسی درخت
 پر اور میدان کی گھاس میں بنبری نہ چھوٹی۔

بت فرعون نے فرعون اور یاروں کو جلد بلایا اور کہا کہ میں خداوند تمہارا
 کا اور تمہارا کنگا ہوں سو اب میں تمہاری منت کرتا ہوں فقط اس مرتبہ میرا گناہ
 بخشو اور خداوند اپنے خدا سے شفاعت کرو کہ فقط اسی موت کو مجھ سے دور
 کرے۔ چنانچہ وہ فرعون پاس سے نکل گیا اور خداوند سے شفاعت کی اور خدا
 نے بچو آندھی بھیجی جو ٹڈیوں کو لیٹی اور دریائے قلازم ڈال دیا اور مصر کی
 تمام اطراف میں ایک ٹڈی نہری۔ پر خداوند نے فرعون کے دل کو سخت
 کر دیا کہ اوسے بنی اسرائیل کو جانے کی رخصت نہ دی۔

پھر خداوند نے موسے سے کہا کہ اپنا ماتھا آسمان کی طرف مبارک تاکہ ملک مصر
 تاریکی ہو ایسی تاریکی جو ٹوٹی جاوے۔ چنانچہ موسے نے اپنا ماتھا آسمان
 کی طرف اٹھایا اور تین دن تک مارے ملک مصر میں عجب بے ہیرا۔ انہوں
 نے اپنے آپ میں کسی سے کسی کو نہ بچا اور نہ کوئی سین دن تک اپنی جگہ سے ہلا
 سارے بنی اسرائیل کے مکانون میں اجالا تھا۔ بت فرعون نے موسے کو بلایا

ہم جاؤ خداوند کی عبادت کرو فقط تمہارے گلے اور تمہارے
 ریں یہاں رہیں تمہارے بچے یہی تمہارے ساتھ جاویں۔ سوئے نے
 بالہ بچے ضرور ہے کہ تو ہمارے ہاتھ میں قربانیوں اور سوختنی قربانیوں
 کے لئے ذبح دیوے تاکہ ہم خداوند اپنے خدا کے آگے قربانی کریں
 ہماری مویشی بھی ہمارے ساتھ جاوے گی اور ایک کھرب بھی نہ چھوڑا جائیگا
 کیونکہ ہمیں ضرور ہے کہ ہمیں سے خداوند اپنا خدا کی عبادت کے لئے ایویں
 اور جب تک وہاں نہ جائیں ہم نہیں جانتے کہ کونسی چیزوں سے خداوند
 کی عبادت کریں۔

لیکن خداوند نے فرعوں کے دل کو سخت کر دیا۔ اُسے اونکا جاننا چاہا
 اور فرعوں نے اُسے کہا کہ میرے سامنے سے جا آپ سے ہٹا رہ پھر میرا
 دیکھنے کو مت آئیو کیونکہ جس دن تو میرا سنہ دیکھو گا تو مر جائیگا۔ تب موسیٰ نے
 کہا کہ تو نے اچھا کہا۔ میں پھر تیرا سنہ نہ دیکھوں گا۔

خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں فرعون اور مصریوں پر ایک بلالہ ڈالوں گا
 بعد اوسکے وہ تمہیں یہاں سے جانے دیگا اور جب وہ تمہیں جانے دیگا
 تو یقیناً تم سب کو دھکیلا۔ کے نکال دیگا۔ سوا ب تو لوگوں کے کالون میں
 کہہ کہ ہر ایک مرد اپنے بڑوسی اور ہر ایک عورت اپنی بڑوسن سے۔ روپے
 کے برتن اور سونے کے برتن عاریت لیوے۔ اور خداوند نے لوگوں
 کو مصریوں کی نظر میں غنہ بخشی اور یہ موسیٰ بھی زمین مصر میں خداوند
 کے نزدیک اور لوگوں کی نگاہ میں بزرگ تھا۔ اور موسیٰ سے کہا کہ خداوند
 ایوں کہنا ہے کہ میں ادھی رات کو نکلی مصر کے بچوں بیج جاؤ گا اور زمین
 مصر میں سارے پلوٹھے فرعوں کے پلوٹھے تھے جو تخت پر بیٹھا۔ بے بیٹے

اوس لونڈی کے بلوٹھے تک جو بکلی کی اوٹ میں ہوا اور سارے چار پایوں کو
 بلوٹھے مڑ جائینگے۔ اور ساری مصر کی زمیں ایسا بڑا ماتم ہو گا کہ جیسا کبھی نہ تھا
 نہ کبھی پھر ہو گا۔ لیکن سارے بنی اسرائیل پر ایک کتنا بڑی جیجہ نہ ہلائیگا نہ تو
 انسان پر اور نہ حیوان پر تاکہ تم جانو کہ خداوند کیونکر مصریوں اور اسرائیلیوں
 میں فرق کرتا ہے اور یہ تیرے سب لوگ مجھ پاس رجوع کرینگے اور اپنے
 ستیں یہ کہتے ہوئے میرے آگے خم کرینگے کہ تو نخل جا۔ اور سب لوگ جو تیری
 پیرو میں جاوین اور بعد اوسکے میں نخل جاؤ گا پھر وہ فرعون پاس سخت
 سے جھجھلاتا ہوا نخل گیا اور خداوند نے سوئے سے کہا کہ فرعون تمہاری
 نہ سینگا۔ تاکہ میرے عجائبات زمیں مصر میں فراوان ہوں اور موسیٰ اور
 مارون نے یہ عجائبات فرعون کو دکھائے اور خداوند نے فرعون کے
 دل کو سخت کر دیا کہ اوسنے اپنے ملک سے بنی اسرائیل کو جانے نہ دیا۔
 پھر خداوند نے زمیں مصر میں موسیٰ اور مارون کو کہا کہ یہ مہینا تمہارے
 لئے مہینوں کا شروع ہو گا اور یہ تمہارے سال کا پہلا مہینا ہو گا۔
 اسرائیلیوں کے سارے گروہ سے یہ بات کہو کہ اس مہینے کے دسویں دن
 ہر ایک مرد اپنے اپنے باپ دادوں کے گھر آنے کے مطابق ایک برہ گھر
 پیچھے ایک برہ اپنے لئے لیوے اور اگر وہ گھرانا برہ کا مقدور نہ تھا ہو
 تو وہ اور اس کا مہسایہ جو اوسکے گھر سے لگا ہوا ہو نفری کے شمار کے موافق
 لیوے اور تم ہر ایک آدمی پر اوسکے کھانیکے موافق حساب میں برے کے
 گھر ہزار برہ بے غیب چاہئے۔ نر اور مادہ ہو تم بھڑوں سے یا کیریوں سے
 لیجو۔ اور تم اسے اس مہینے کی چودھویں تک رکھ چھوڑو اور اسرائیلیوں
 کے فرقہ کی ساری جماعت شام کو ذبح کرے۔ اور وہ نہو کو لیں اور

زمینیں جہاں وہ اوسے کھائینگے اُسکے دروازہ کے دہنوں پر
 اور برکی جو کھٹ پر چھاپا ماریں اور وہ اسی رات کو وہ گوشت تنہا
 ہوا بے خمیری روٹی کے ساتھ کڑوی ترکاری سمیت کھا دیں اوسے کچھ
 اور پانی میں اُبال کے ہرگز نہ کھا دیں بلکہ اوسکو سری پاونوں سمیت اور انکو
 جو پیشے میں ہے اُن پر بھون کے کھا دیں۔ اور تم صبح تک انہیں سے
 کوئی چیز نہ منیست پہنچو۔ اور اگر کچھ انہیں سے صبح تک باقی رہ جائے
 اُنکی سے نہ کھاؤ۔

اور تم اُسے یوں کہنا کہ یوکر میں باندھ کے اپنی جوتیاں پانوں میں بہنے ہو
 اور عمارتیں اُنہیں لئے ہوئے اور تم اوسے جلد کھا لیجو کہ فص خداوند
 کی سب سے اچھے کھانے میں آج رات ملک مصر میں گذر کروں گا اور سب پلوٹے
 انسان کہ اور یہ وہاں کے جو ملک مصر میں مارون گا اور مصر کے سارے
 یہودیوں کو اس کا حکم جاری کروں گا کہ میں خداوند ہوں اور وہ خون تمہارے
 لئے اور ان گھروں پر جہاں تمہارا نشان ہوگا اور میں وہ لہو دیکھ سکے
 اور تمہارا خون اُسے لگاؤ اور جب میں مصر کی زمین کے رہنے والوں کو
 ماروں گا تو وہ باہر آؤ گے کہ تمہیں ہلاک کرے اور پھر دن تمہارے
 لئے ایک یادگار ہوگا اور تم خداوند کے لئے اس دن میں یہ عیدِ پشت
 پشت کہیو اس عید کو اب تک کہ ہمیشہ کی رسم سحر کہیو۔ سات دن تک تم
 بے خمیری روٹی کھاؤ۔ تم پہلے ہی دن خمیر اپنے گھروں سے باہر
 کرو۔ کہیو۔ اس لئے کہ جو کوئی پہلے دن سے لیکے ساتویں دن تک کسی دن
 خمیری روٹی کھائیگا۔ تو وہ شخص اسرائیل میں سے کاٹا جاوے گا۔ اور پہلے
 دن خمیر مقدس ہوگا۔ اور ساتویں دن بھی تمہارے واسطے مجمع مقدس

ہو گا ان میں کسی طرح کا کام نہ کیا جاوے گا سوا اسکے کہ ہر ایک آدمی ٹھہر
 کھاوے ہی فقط کیا جاوے اور تم بے حمیری روٹی کی یہ عید یاد رکھو
 کیونکہ اسی دن میں تمہارے لشکروں کو مصر کی زمیں سے باہر لایا ہوا
 اسلئے تم اس دن کو اپنی زمانہ میں ہمیشہ کی رسم کے لئے یاد رکھو پہلے عید
 کی چودھویں تاریخ سے شام کو اکیسویں تاریخ تک تم بے حمیری روٹی
 کھائیو سات دن تک تمہارے گہروں میں جبر پائیہ جاوے کہ پورے
 جو کوئی حمیری کھائیگا۔ اسرائیل کی جماعت سے کاٹا جاوے گا وہ مسافر
 ہو خواہ اوسکی پیدائش میں ہوئی ہو۔ تم حمیری کو جی چہرہ کھائیو تم
 اپنی سب بستیوں میں حمیری روٹی کھائیو۔ تب سو سے لے کر اسرائیل کے
 سارے بزرگوں کو بلایا اور انہیں کہا کہ اپنے اپنے گھر پہنچو ایک ایک
 برہ نکال کے لاؤ اور یہ منج نگارہ نہ بچ کرو۔ اور تم نوے کی ایک تھی
 اور اوسے اوس لہو میں جو باسن میں ہے غوطہ دے کے اچھو کی جگہ
 اور دونوں بازو دروازے کے آگے پھیلو۔ اور نہ میں سے نکلو
 صبح تک اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہ جاوے۔ تمہارے گھر کے
 تاکہ مصریوں کو مارے اور جب وہ درپہ کی چوکت پر آئے وہ دونوں بازو
 پر لہو کو دیکھیں تو خداوند پر سے گزریگا اور ہر ایک کو اپنے واسطے کہ
 نہ چھوڑیگا کہ تمہارے گھروں میں آگے نہیں آرسد اور تم اپنی اور
 اپنے بیٹوں کے لئے رسم کے لئے اس کام کی ہمیشہ محافظت کرو اور
 یوں ہوگا کہ تم جب اوس زمیں میں جاؤ خداوند تمہیں اپنے غور سے
 کے موافق دیگا۔ داخل ہو گے تو تم اس عبادت کی محافظت کرو گے
 اور یوں ہوگا کہ جب تمہاری اولاد تم سے کہیں کہ تم اس عبادت سے

جو۔ تو تم کہو گے کہ یہ مسیح کی قربانی خداوند کے لئے ہو جو
 یسٰی بنی اسرائیل کے گھروں پر سے گزرا جس وقت اس نے مصر میں
 لو مارا اور ہمارے گھروں کو چپا یا بن لوگوں نے سر جھکائے اور سب
 کئے۔ اور بنی اسرائیل چلے گئے اور انہوں نے جیسا کہ خداوند نے موسیٰ
 اور ہارون کو فرمایا تھا کیا انھوں نے ویسا ہی کیا۔

اور یوں ہوا کہ خداوند نے ادھی رات کو مصر کی زمیں میں سارے بلوٹھی
 فرعون کے بلوٹھے سے یکے۔ جو اپنے تخت پر بیٹھا تھا اس قیدی کو بلوٹھی
 تک جو قید خانہ میں تھا چار بابوں کے بلوٹھے سمیت ہلاک کئے۔ اور
 فرعون رات کو اکٹھا وہ اس کے سب لوگ اور سارے مصری اوٹھو اور
 مصر میں بڑا فوضہ مچا۔ کیونکہ کوئی گھر نہ رہا جس میں ایک نہ ما
 تب اسے موسیٰ اور ہارون کو رات ہی کو بلایا اور کہا کہ اٹھو اور
 میرے لوگوں میں سے نکل جاؤ۔ تم اور بنی اسرائیل جاؤ۔ اور جیسا تم نے
 کہا خداوند کی عبادت کرو۔ اپنے گھر اور گائے بیل بھی لو جیسا
 تم نے کہا ہو۔ اور روانہ ہو اور میرے لئے بھی برکت جا ہو۔ اور مصری
 اون لوگوں پر جبر کرتے تھے تاکہ انہیں ملک مصر میں سچلید خارج کریں
 کیونکہ وہ سمجھے کہ ہم سب مر جائیں گے۔ اور اون لوگوں اٹا گوئند صاحب
 ہفتیر اس سے کہ وہ یقین ہو آئے کے شکنجہ میت کپڑوں میں باندھ کر
 اپنے کا ندھو پنر اوٹھا لیا اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق
 کیا اور انہوں نے مصریوں سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن
 اور کپڑے عاریت لئے اور خداوند نے اون لوگوں کو مصریوں کی
 نگاہ میں ایسی عزت بخشی کہ انہوں نے انہیں عاریت دی اور انہوں نے

مصریوں کو لوٹ لیا۔

اور بنی اسرائیل نے عیسیٰ سے رکات تک پیادے سفر کیا۔ اوں کے مرد
سواروں کے جھلاکھ کے قریب تھے۔ اور ایک دوسری بڑی گروہ
مل جلکر اُن کے ساتھ گئی اور گلے اور پٹلی اور بہت بڑی مواسی گئی۔ اور
انہوں نے اوس گوند ہے ہوئے آتے جو مصر سے لے نکلے تھے جنہیں
رویٹان پکامیں کیونکہ وہ خمیر ہوا تھا۔ اچلے کہ وہ مصر سے جبراً نکالے
گئے تھے۔ اور وہاں ٹھہرنے کے اور نہ کچھ کہانا اپنے لئے تیار کرنے پاؤ
اور بنی اسرائیل کے جو مصر کے باشندے تھے بود و باش چار سو تیس برس
تک تھی۔ اور چار سو تیس برس کے آخریوں ہوا کہ ٹھیک اوسیدان خداوند
کی ساری فوجیں۔ زمین مصر سے نکل گئیں۔ یہ خداوند کی وہ رات ہی جو جاگ
حوب یاد رکھی جاوے کہ وہ انہیں مصر کی زمین سے باہر لایا خداوند کی
یہ وہی رات ہے جسے چاہئے کہ سارے بنی اسرائیل اپنے قرون میں
یاد رکھیں۔

پھر خداوند نے موسیٰ اور ماروں کو کھا کہ منج کی یہ رسم ہے۔ کہ کوئی
بیگانہ اوسے نہ کھاوے لیکن ہر ایک شخص کا غلام جو زر خرید ہے جب
اوس کا ختنہ کیا جاوے تو وہ اوسے کھاوے۔ بیگانہ۔ اور مرد و زن کھاوے
یہ ایک ہی گھر میں کھایا جاوے اور کھا گوشت کچھ گھر سے باہر نہ بجا یا جاوے
اور نہ اوسکی بڑی توڑی جاوے اسرائیل کی ساری جماعت اوسپر
عمل کرے اور اگر کوئی بیگانہ تمہارے ساتھ مقیم ہو اور خداوند کی
منج کیا چاہئے تو اوسکی سب مرد اپنی ختنہ کروائیں تب وہ نزدیک اوس
اور منج کرے اور اب وہ گویا تمہاری زمین میں پیدا ہوا ہے کیونکہ نامختون

حایگا۔ وطنی اور بیگانہ کی جو تمھارے بیچ میں ہو ایک
 پہلی سارے بنی اسرائیل نے جیسا کہ خداوند نے موسیٰ اور
 بن کو فرمایا ویسا ہی کیا۔ اور یوں ہوا کہ ٹھیک اسی دن خداوند
 نے بنی اسرائیل کو اود کے لشکر و فوج کے ساتھ زمین مصر سے باہر نکالا
 اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ سب پلوٹے میرے لئے مقدس کر
 جو کوئی کہ بنی اسرائیل میں۔ کھولینو الارحم کا ہے کیا انسان اور کیا حیوان
 میرا ہے۔

اور موسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ تم یہ دن جس میں تم مصر سے باہر آئے
 اور قید خانہ سے باہر نکلے یاد رکھو۔ کہ خداوند تم کو نہر بردتی۔ دیا
 سے نکال لایا حمیری روٹی کھائی نہ جاوے تم اسب کے مہینے میں۔ آج
 کے دن باہر نکلے۔ اور پھر ہوگا کہ جب خداوند تجھے کنعانیوں۔ اور
 حیتیوں۔ اور اموریوں۔ اور حویوں اور یوسیوں کی زمین میں لاوے
 جسے اسنے تمھارے باپ دادوں سے قسمیہ کہا ہے کہ تمہیں دیوے گا
 جہاں دودھ اور شہد بہتا ہے۔ تو تو اس مہینہ میں یہ عبادت یاد
 رکھو۔ سات دن تک تو بے حمیری روٹی کھاؤ اور ساتویں دن خدا
 کے لئے عید ہوگی بے حمیری روٹی سات دن کھائی جاوے اور
 حمیری روٹی تیرے پاس نظر نہ آوے اور نہ خمیر تیرے سارے ملک
 میں تیرے روبرو دکھائی دیوے۔ اور تو اسی روز اپنے بیٹے پر
 ظاہر کیجو۔ کہ جب ہم مصر سے باہر نکلے بت خداوند نے ہم سے جو کچھ کہا
 اوس سب سے یہ ہے۔ اور یہ ایک فنانی تجھ پاس تیرے ماتھے میں
 اور تیری دونوں آنکھوں کے سامنے ایک یادگار ہوگی۔ تاکہ خداوند

کی شرع تیرے منہ میں ہو کہ جو کچھ خداوند نے تجھے بہ زبردستی ملک مصر سے
 نکالا۔ تو یہ حکم سیوقنتہ معین میں سال بسال یاد رکھو۔ اور یوں ہوگا
 کہ جب خداوند تجھے کنعانیوں کی زمین میں جیسے اوس نے تجھ سے
 اور تیرے باپ دادوں سے قسم کھائی ہے لاوے اور اوسے تجھے
 دیوے تو سب کو جو کہ رحم کا کھولینو الا ہے خداوند کے لئے جدا کیجئے
 سارے زیتیرے مویشی میں جو پہلے پیدا ہوئے خداوند کے ہونگی
 اور گدھے کے پہلے بچے کے بدلے برے کو فدیہ دیجئے۔ اور اگر تو
 اسکا فدیہ نہ دیوے تو اسکی گردن توڑ ڈالو اور اپنے فرزندوں
 میں آدمی کے سارے پلوٹھوں کا فدیہ دیجئے۔

اور یوں ہوگا کہ جب تیرا بیٹا آئندہ کو تجھ سے پوچھے۔ اور کہے کہ یہ
 کیا ہے تو قیادت کہو کہ خداوند مکی بہ زبردستی۔ مصر اور غلاموں
 کے گھر سے باہر لایا اور جب فرعون نے سچا ہا کہ تمہیں جانے دے مصر سے
 ہوا کہ خداوند نے مصر میں سب پلوٹھے انسان کے پلوٹھوں سے
 نیکے حیاں کے پلوٹھوں تک مار ڈالے۔ سو اسے میں اوس سب
 مردوں کو جو رحم کے کھولینو اسے میں خداوند کے لئے ذبح کرتا ہوں
 لیکن اپنے فرزندوں کے سب پلوٹھوں کا فدیہ دیتا ہوں۔ اور یہ
 تیرے ہاتھ میں ایک علامت۔ اور تیری آنکھوں کے بیج ایک یادگار
 ہوگا کیونکہ خداوند زبردستی سے تمکو مصر سے باہر نکال لایا۔

اور جب فرعون نے اُن لوگوں کو جانے دیا تو یوں ہوا کہ خدا نے
 انہیں بہ رہبری نہ کی کہ وہ فلسیتوں کی راہ سے جاویں اگرچہ وہ
 نزدیکی کی راہ تھی کیونکہ خدا نے کہا ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ لڑائی دیکھیں

اور مصر کو پہر جا دیں بلکہ خدا نے اوس لوگوں کو دریا سے مستلزم کے
بیاباں کی طرف پھیرا اور بنی اسرائیل صفت باندھے ہوئے زمیں مصر
سے نکلے چلے گئے اور موسیٰ نے یوسف کی ہڈیاں ساتھ لیں کیونکہ
اُسے بنی اسرائیل کو تاکیدا قسم دیکے کھا تھا کہ خدا یقیناً تمہاری خبر گیری
کر گچا تم یہاں سے میری ہڈیاں اپنے ساتھ لیجاؤ۔

تب پھر وہ سب سکات سے روانہ ہوئے اور بیاباں کے کنارہ ایتام
میں اتر پڑے اور خداوندوں کو بدلی کے ستوں میں تاکہ اوہیں راہ
بتا دے اور رات کو آگ کے ستوں میں ہو کے تاکہ اوہیں روشنی بخشنے
اُن کے آگے چلا جاتا تھا۔ تاکہ دن رات چلے جائیں۔ وہ بدلی کا ستون
دن کو اور آگ کا ستون رات کو اوس لوگوں کے آگے سے ہرگز نہ اٹھا
تا تھا

اور خداوند نے موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ پھر بن۔ اور
فی الحیرات کے آگے محبدال اور دریا کے درمیان۔ مقیم ہوں۔ بعل سفون
کے سمت بل جو دریا کے کنارے ہے مقیم ہوں۔ فرعون بنی اسرائیل
کے حق میں کہیگا کہ وہ اوس زمیں میں بھنے ہیں اور بیابان نے
انہیں بند کیا ہے۔ اور میں فرعون کے دل کو سخت کروں گا کہ وہ اوس
کا پیچھا کرے گا اور میں فرعون اور اس کے سارے لشکر پر غالب
ہوں گا تاکہ مصری جانیں کہ خداوند میں ہوں اور انہوں نے ایسا
ہی کیا۔

اور جب شاہ مصر کو خبر دی گئی کہ وہ لوگ بھاگ گئے تو فرعون اور
اوس کے خادموں کا دل اوس لوگوں کی طرف سے پر گیا۔ اور وہ

شرح نظام - اور مزاج آثار روح - وغیرہ سے دو عالمیں نہیں پر نگاہ جو صاحب نقلہ
جہاں - وہ ایک ہینہ میں ہی ختم کر سکتے ہیں اگر بعد کسی دوسری کتاب صوفی یا نحو کی
م مفید عام - عرف معین المیکہ - یہ ایک لغات ادویہ و علاج پر بہرہ مند
انگریزی - اردو - فارسی - عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کر کے

کرنا بہرہ نواز لغات کو طور پر آپس نکالنا اور دیکھ لو خواہ اسکا نام آپ
عربی - یا انگریزی میں اسکی مدد تو خود کمال طور پر علاج کر سکتے ہیں

جانچ پڑنا - اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کمال راج حاصل کر سکتے ہیں

دیوانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار میں درج کئے گئے ہیں - سہل الومول

خاص توجہ دیکھی جو ناگہاں کی مدد - شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے - بہرہ مند

حالات صحت میں فتن خانقرا - اور ایام صبت میں ہولس و غلہ ساز ہوگی اگر تہہ میں اطلاق اور روحانی امر

کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور متعلق طور پر درج کیا گیا ہے - یہ ایک ایسی جامع اور مفید - اور قابل اعتبار

کتاب ہے کہ اسکی فہرست سابق و حال کی کتابوں میں نہیں کی جاتی - یہ کتاب تین جلدوں میں ہے

قیمت فی جلد چھ روپے کل قیمت ہر سہ جلدوں - کچھ پڑھوں - طالب علموں - اور غریب علم دوست اشخاص کو

بشر تصدیق ڈاکٹروں - ہیڈ ماسٹروں - اور مقررہ داروں کی نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے -

۵ رسالہ اعضا مخصوصہ - اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آتشک - سوزاک و جریان - نام و سی

حضرات خلق - عقر - سرعت انزال - احتلام - عسرت اطم - اشتقاق وغیرہ کا علاج - جماع کے قواعد

اور ادواب - اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج کیے گئے ہیں - نیز تمام ادویہ جو ان کو

اعضا کی تسلیق میں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور سدا کا اسکی حل علاج کی قیمت

۶ مفید النساء والصبیان - اس رسالہ میں تمام ناگہانی دکھوں - اور دردوں کا علاج ہے

جو عورتوں کی بیماریوں کی نادانی - اور دایمات سونگی پابندی سے حاملہ - اور زچہ اور نوزائیدہ

بچوں کو مہلک سے ملک میں وبا کی عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہی ہے - قیمت ۳

کے تشخیص کا موضوع۔ اس کتاب میں مفید علم کی طرح تمام ہر فن لغت کی ترتیب پر درج
کئے جا کر ہر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ امتحان اور تشخیص درج کئے گئے ہیں
جو آجی۔ امراض قابلہ۔ امراض العین۔ امراض النسوان۔ امراض البصیان۔ امراض السین وغیرہ
کی مرض شناسی نہیں۔ ماسیام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے۔ یہ کتاب
مکتبہ المکملہ لکھنؤ کی یونانی کا ایسا کامل کتب خانہ بنیاد ہے کہ پھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی
چلے سے اس کتاب کی سب سے بڑا ارادہ محض اس قدر تھا کہ ہر ایک مرض کی تعریف اور تشخیص درج
مگر نظر ثانی اسباب و علامات و امتحان و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل ہاں شامل کر دیا گیا ہے
یا وجود یہ حجم کے نظر افادہ عام قیمت دہی دو روپیہ آٹھ آنہ ہے

۱۸ اشفا و تداوی۔ یہ اشتہاری پرچہ جو ایک ہزار ماسواری چھپ کر تذکرۃ القفران کے ساتھ
ماسواری شایع ہوا کر گیا شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ملت فی صفحہ فی ششماہی
امین روپیہ اور فی سال ستے روپیہ فی صفحہ ہوگی جو صاحبان اپنی طبع شدہ اشتہارات یا رسائل برائے
اردو یا انگریزی وغیرہ اشاعت کیواسطے ارسال فرمیں وہ بشرح ذیل شایع کئے جاسکتے ہیں
فوزن ۳ ماشہ فی عدد چار روپیہ ماسواری ۳ ماشہ سے زیادہ ایک تولہ تک ملے روپیہ ماسواری۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا دو کی کسر سے ملے روپیہ ماسواری شاجروں کے لئے اپنی اپنی طاقت
کا یہ نہایت آسان و زیادہ ہے۔ اجرت اشتہار خواست و ساتھ آتی جاسے۔ ورنہ عام قسمل ساحت
نوٹ۔ تمام درجہ تھیں۔ بنام فتح محمد خان بنجر تذکرۃ القفران مقام تراوڑی ضلع کرنال آئی سٹیج

المکتبہ
خاکسار فتح محمد خان بنجر تذکرۃ القفران مقام تراوڑی ضلع کرنال صوبہ پنجاب

وَمِنْ أَعْمَارِ خَيْرٍ دِكْرِي فَإِنَّ لِي مَعْنِيَةً صَبْرًا وَخَشَرًا كَوْمَ الْقِيَامَةِ عَمِي

در کمال چنانچه میرے ذکر سے میرے معنی میں صبر اور خاشاک کا کوم قیامت کے دن ہم آگاہ و مدعا تھا و دیگر

جلد نمبر ۲ تذکرۃ القرآن سنہ ۱۴۰۰ ماہ اپریل

یہ ایک ماہواری سالہ ہے جو اغراض ذیل پر چھپکر شایع ہوتا ہے
 اول۔ قرآنی مضامین اور رسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شایع کرنا۔ قرآن کریم کو
 تمام بنی نوع کی واسطہ کامل دیکھا اور حقیقی خبر خواہ ثابت کرنا۔ اور ایسی تجاویز و تدابیر
 پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دویم۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں بہبود و منافع و تقصیر
 و درک کرینی کو شش کرنا۔ جس و مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر ہمدردی اور
 ہمتنازی کو کھودیا اور تمام قوم کو بالعموم حقیقی صلاحیت۔ وسادات و محروم کرنا
 اور خداوند عالم کی سچی پرستش کے بجائے اونکو رسومات کلبہ پرستار بنا دیا ہے
 سوم۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے
 دینا۔ خداوند تعالیٰ کی رو سے کسی قوم۔ یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا۔ بلکہ سچی ہمدردی
 اور سچی خیر خواہی کے طور پر اخص طریق سے تمام بد اخلاقی۔ یو دینی۔ اور با ایمانی
 کے دور کرینی کو شش کرنا۔

چہام۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

اس سالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈال دو روپیہ ہے جو پیشگی آنی چاہئے

مطبع عمر نیری تراوڑی ضلع کرنا املک پنجاب طبع شد

جن صاحبان کو ذرا وقت ملے ان کو یہ کتاب واجب الادا ہے یہ کتاب ہر سال شایع ہوتی ہے جس کو ہر سال پڑھنا چاہیے

عجب و غریب اور تمام تعلیم یافتہوں کی واسطوں نہایت ضروری و مفید کتابیں

۱۹۹۹ء ایحد حسین حفظہ ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث ہو
 (۱) دلائل برستی باری تعالیٰ (۲) اسلامی باری تعالیٰ کی حقیقت اور کج اعمال اور جوہر (۳) مسئلہ تقدیر
 (۴) دعا کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کا تجربہ ہیں اور کون کمرہ میں (۶)
 معاشرت یعنی مرد و عورت کو باہمی تعلقات کس طرح پرہیز میں (۷) اسلامی حفظ صحت (۸) غفلت کے
 خطرناک نتائج اور اذکار کمال علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت (۱۰) کج نیاچ اور اولاد قتل کو زائل کر دینا
 خوابانِ مہینہ حصولِ دُاک و درویش

۱۰ فتحناجہاقرآن اسکو معمولی اردو خوان الیہ مہینہ میں یاد کر کے پانچ ہزار لغتوں اور ایک لاکھ سو گز
حصیوں پر ایسا حامی اور صرف و نحو میں ایسا شائق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید باز ترجمہ پڑھ سکتا ہو۔ چھوٹے
بچے بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید یا معنی پڑھ سکتی ہیں اور معنی پڑھنے کی برابر مدت میں غم کر سکتی
ہیں۔ پس تمام بچوں کو جانوں اور دلوں کو جانے ہو کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی باز
نماز کرتے ہیں۔ ایسی عیب خدا وادبغت کیلئے غفلت نیکیں اس سوزہ کو اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی
ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی شے قرآن مجید یا ترجمہ آتا ہو۔ تمام مسلمانوں کو جانے ہو کہ اب بچوں کو معنی قرآن مجید
پڑھانا چھوڑیں اور اس قدر کو پڑھا کر باز ترجمہ پڑھایا کریں۔ کیونکہ اگر بچوں کو ہوا آنا نہ ہو کر چلنا سخت ناہوئی
ہے اگر ایسا ہی کرینگے تو انشاء اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام دہائیت
مغز نہیں گذرے شعر اور جھوٹے قصے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے نکلیتے ہوا۔
ہو جائیں گے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے ہزار لغت آجائیں گے جنہو مدد سے کی تعلیم میں بھی بڑی
مدد ملے گی اور مل کا امتحان بجا آئے ہر سال کو چار سال میں میں ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہم حقائق العرب اسکے ذریعہ سے سمجھی ارمو خوان تمام صرفہ خوب برد و بہنہ میں ایسا
طاوی اور شاق ہو جائیو کہ میرا ان شب صرفہ ہر دستہ البندی حصول الہری بخیر ہدایت انو کا

تذکرۃ القرآن

ماہ اپریل ۱۳۸۷



نمبر

جلد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ وَفَضِّلْ عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ

مسند کوٹکچو پناہ ماہ ایچ

بولے کہ ہم نے یہ کیا کیا کہ اسرائیل کو اپنی خدمت گاری سے باہر جانے دیا
تہا اس نے اپنی کڑیاں جو تھیں اور اپنے لوگ ساتھ لئے اور اس کو
چھ سو جنی جو تھیں کالیاں ساتھ لیں اور اس کو سپر سوار جھلسے اور
خداوند نے شاہ مصر فرعون کے دل کو سخت کر دیا اور فنی اسرائیل
کے پیچھے چڑھ دیا پر بنی اسرائیل بالادستی سے نکلے۔ اور مصری اور
بچھا گئے چلے گئے اور فرعون کے سارے گھوروں اور اسکی کالیاں
اور اس کے سواروں اور اس کے لشکر نے ان کو پیٹھ کھڑ کر کے ہوسے
وریا پر فی الحیرات اور اس کے آگے بل سفوں کے مقابل جا ہی لیا۔
اور جب فرعون نزدیک ہوا اور بنی اسرائیل نے آنکھیں اوپر کیں اور
مصریوں کو اپنے پیچھے آئے دیکھا اور اسے شدت سے ڈر سے بہت
بنی اسرائیل نے خداوند سے فریاد کی۔ اور موسیٰ نے کہا کہ کیا مصر میں قہر

کی جگہ نہ تھی کہ تو ہم کو دیاں سے بیابان میں مرنے کے لئے لایا۔ تو نے ہم سے یہ کہا معاملہ کیا کہ ہم کو مصر سے نکال لایا۔ کیا یہ وہی بات نہیں جو ہم نے مصر میں تجھ سے کہی تھی کہ ہم سے ماتہ اٹھاتا کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں کہ ہمارے لئے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر تھا تب موسیٰ نے لوگوں کو دکھا خوف نہ کرو کہڑے رہو اور خداوند کی نجات دیکھو جو آج کے دن وہ تمہیں دیوے گا۔ کیونکہ اُن مصریوں کو جنہیں تم آج دیکھتے ہو تم انہیں پہر تا ابد نہ دیکھو گے۔ خداوند تمہارے لئے جنگ کرے گا۔ اور تم چپ چاپ رہو گے۔

تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ تو کیوں میرے آگے چلیں۔ تو اپنا عصا اٹھا اور دریا پر اپنا ہاتھ بڑھا۔ اور اسے حصہ کر خبی اسرائیل دریا کے نیچے چلے گئے۔ سے سوکھی زمین پر ہو کے گزر جائینگے اور دیکھ کہ میں مصریوں کے دلوں کو سخت کر دوں گا اور وہ اپنے گناہوں کو فراموش کریں گے اور اس کی سپاہ اور اس کی گاڑیوں اور اس کے سواروں پر اپنا جلال ظاہر کروں گا۔ اور یہ مصری جب میں فرعون اور اس کی گاڑیوں پر اور اس کی سواروں پر اپنا جلال ظاہر کروں گا تو جانے گے کہ میں خدا ہوں۔

اور خدا کا فرشتہ جو اسرائیلی لشکر کے آگے چلا جاتا تھا۔ پھر اور اُون کی پشت پر اُڑتا اور جبل کا وہ ستون اُون کے سامنے سے گیا اور اُون کی پشت پر جا ٹھہرا۔ اور مصریوں کے لشکر اور اسرائیلی لشکر کے بیچ میں آیا اور وہ ایک اندھیری بدلی ہوئی پورات کو روشن ہوئی سو تمام رات ایک لشکر دوسرے کے نزدیک نہ آیا پھر موسیٰ نے دریا پر ہاتھ بڑھایا اور خداوند نے بہ سبب بڑی پوری آندھی کے تمام رات میں دیا

کو چلایا اور دریا کو سکھا دیا۔ اور پانی کو دو حصے کیا۔ اور بنی اسرائیل دریا کے بیچ میں سے سوکھی زمیں پر ہو کے گزر گئے۔ اور پانی کی اون کے دہنے اور بائیں دیوار بنی۔

اور مصریوں نے پیچھا کیا اور اون کا پیچھا کئے ہوئے وہ اور فرعون کے سب گھوڑے اور اون کی گاڑیاں اور اون کے سوار اور یا کے بھتیجے تک آئے اور یوں ہوا کہ خداوند نے پچھلے پہر اوس آگ اور بدلی کے ستوں میں سے مصریوں کے لشکر پر نظر کی۔ اور مصریوں کی فوج کو گھیر دیا۔

اور اون کی گاڑیوں کے پھیموں کو نکال ڈالا ایسا کہ شکل سے چلتی تھیں چنانچہ مصریوں نے کہا کہ اور اسرائیلیوں کے منہ پر سے بھاگ جاؤں کیونکہ خداوند اون کے لئے مصریوں سے جنگ کرتا ہے۔

اور خداوند نے سو سے سو کہا کہ اپنا ہاتھ دریا پر بڑھا تاکہ پانی مصریوں اور اون کی گاڑیوں اور اون کے سواروں پر پھراوے۔ اور سو سے سو نے

اپنا ہاتھ دریا پر بڑھایا اور دریا صبح ہوتے اپنے قوت اہلی پر ٹوٹا۔ اور مصری اسی کے آگے بھاگے اور خداوند نے مصریوں کو دریا میں ہلاک

کیا۔ اور پانی پھرا۔ اور گاڑیوں اور سواروں اور فرعون کے سب لشکر کو جاؤں کے پیچھے دریا کے بیچ آئے تھے جھپایا۔ اور ایک بھی

ان میں سے باقی نہ چھوٹا۔ بر بنی اسرائیل خشک دریا پر دریا کے بیچ میں چلے گئے اور پانی کی اون کے دہنے اور بائیں دیوار بنی۔ سو خداوند نے

اس دن اسرائیلیوں کو مصریوں کے ہاتھ سے یوں بچسایا اور اسرائیلیوں نے مصریوں کی لاشیں دریا کے کنارے پر رکھیں۔ اور اسرائیلیوں نے

بڑی قدرت جو خداوند نے مصریوں پر ظاہر کی دیکھی اور لوگ خداوند سے

ڈرے بت خداوند پر اور اس کے بندے ہوئے براہیاں لائے
 بت سوئی اور بنی اسرائیل نے خداوند کے آگے یہ گیت گایا۔ اور ہوئے کہ
 میں خداوند کی حمد و ثنا گاؤں گا۔ کہ اس نے بڑے جلال سے اپنے
 تئیں ظاہر کیا اس نے گھوڑے کو اس کے سوار سمیت دریا میں ڈال دیا۔
 خداوند میری قوت اور میرا راک ہے اور وہ میری نجات ہوا۔ وہ
 میرا خدا ہے میں اونچی بڑائی کروں گا میرے باپ کا خدا ہے میں اونچی بزرگی
 کروں گا۔ خداوند صاحب جنگ ہے۔ یہوواہ اس کا نام ہے۔ فرعون
 کی گاڑیاں اور اس کا لشکر اس نے دریا میں ڈال دیا۔ اس کے چنے ہوئے
 سردار دریائے قذم میں ڈبائے گئے۔ گہراپوں نے انہیں جھپایا۔ وہی
 پتھر کی مانند تھ کو چلے گئے۔ اے خداوند تیرا دھنا تھ زور میں مشہور ہوا
 اور خداوند تیرے دھنے تھ نے پیربوں کو چور چا کیا۔ تو نے اپنے
 بڑے جلال سے اپنا سامنہ کرنے والوں کو دھوا دیا تو نے اپنے غضب
 کو بھیجا۔ جس نے اون کو زخمی کی مانند جھپایا۔ اور تیرے نتھنوں کے
 دم سے پانی ایک جگہ سمٹ گیا اور موجیں تو دالود اکھڑی ہو گئیں۔ اور
 دریا کے بچ میں گہراپے جم گئے۔ دشمن بولایں جہا کروں گا میں جانوں گا
 میں لوٹ کا مال ہانٹوں گا۔ اُن سے میں جی اپنا ٹھنڈا کروں گا میں اپنی
 لدا کھینچوں گا میرا تھ ان کو ہلاک کرے گا۔ تو نے اپنی ہوا سے
 جھونک ماری دریا نے انہیں جھپایا۔ وے جیسے کی طرح زور
 کے پانی میں تلے بیٹھ گئے۔ معبودوں میں خداوند جیسا کون ہو۔ پاکیزگی
 میں کون ہے تیرا جلال والا۔ ڈراہو والا۔ صاحب بڑائیوں کا۔ اور
 عجائبات کا بنانے والا۔ تو نے اپنا دھنا تھ بڑھایا۔ زمیں انہیں

کئی پیداوار میں مبتلا کیا تاکہ وہ متنبہ ہوں۔ پھر متفرق معجزات کی نسبت فرماتا ہے۔ فَأَوْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجُرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالْقَارِئَ وَالْحُمْلَ وَالضَّفَادَ وَالزَّمَامَاتِ مَفْصِيَلَاتٍ فَأَسْتَبْكُوا وَكَاثُرُوا فَوُتِحُوا مَجْرُومِينَ۔ پس ہم نے اون پر طوفان اور ہڈیاں اور ججری وجوں اور مینڈک اور خون پیسے جو علیحدہ علیحدہ نسلات تھے مگر وہ تجربہ کرتے۔ ہے اور سرکش بنے رہے۔ متواتر عذابوں کے

بعد ایمان لائے اور انہوں نے علیہ السلام سے التجائے دعا و شفاعت کرنے کی بات فرمائی کہ ہم سب پر فرماتا ہے وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ كُنَّا رَبَّكَ بِمَا عَمِدَ عَلَيْكَ لَعَنَ كُشْفَتْنَا عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الرِّجْزَ إِلَى أَجَلٍ هُمْ بِالْعُتُوِّ إِذَا هُمْ يَنْكُسُونَ۔ جب کہی اوپر عذاب آتا وہ کہتے اے موسیٰ اپنے

رب سے اس عہد کے طفیل جو تیرے ساتھ کیا ہے ہمارے واسطے دعا کر۔ اگر تو مجھے اس عذاب کو دور کر دے گا تو ہم ضرور ضرور تجھ پر ایمان لادیں گے اور ضرور ضرور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجیں گے پس جب ہم ایک وقت خاص کے لئے سکواؤں نے پہنچا تھا۔ عذاب کو دور کر دینے تو فوراً بدعہدی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بار بار کئی عہد کئی اور کئی اور روز افزوں شد و دیکھ کر بنی اسرائیل بہت گھبرا اٹھے اور موسیٰ علیہ السلام نے بدین الفاظ ان کو تسکین دی۔

لَعَنَ وَتَبَكُّمُ أَنْ يُخْلِكَ عَذَابُكُمْ وَكُفْرُكُمْ فِي الْأَرْضِ یعنی فریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں

اس زمین جانشین کرے۔ اور خوف بھی حضرت موسیٰ نے آخر کار
 تَنكِأَ اِلَیْهِمْ دُرَّ مَکٰی، کَتَبْنَا اِلَیْهِمْ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَاسْتَدْرٰ
 عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یَذُوْا السَّيْءَ الْاَلَمِیْنَ۔ اے
 ہمارے رب! ان کے دلوں پر بھارا دھیر دے اور ان کے دلوں
 کو سخت کر دے کہ یہ ایمان ہی نہ لائیں یہاں تک کہ وہ ناک عذاب
 نہ دیکھ لیں اس بد دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار وہ دریا میں غرق کر دیے
 گئے غرق ہوتے وقت بھی فرعون چلایا اَمْسَتْ اَنفُہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا
 الَّذِیْ اٰمَنْتُ بِہٖ یَوْمَ اَسْرٰ اِثْلَ وَاَقَامِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ میں
 ایمان لایا کہ تحقیق کوئی معبود سوا کے اس ذات کے نہیں ہے جس
 پر نبی اسرائیل ایمان لاسکے ہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔
 سیدنا یونس علیہ السلام کا قصہ بھی سہلہ شفا دار اور اوستے مانج
 کے عجیب مثال ہے۔ سورہ الصفت۔

وَإِنْ یُؤْمِنُ لَیْسَ لَیِّنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۚ اِذْ اٰتٰی الْفُلَّ
 اور تھک بولنے رسولوں میں سے ہے کہ جب بحال کہہ رہی ہو کشتی
 الْمَشْحُوْنِ ۚ فَسَاھُمْ فَمَكَانَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۚ
 کی طرف نیچے اور وہ ان اہل کشتی کے ساتھ فرعون اور فرعون میں انعام نکلا اور
 فَالْتَمَمْتُ الْخَوْفَ وَهُوَ مُلِمٌ ۚ فَلَوْلَا اَنَّهُ كَانَ مِنْ
 دریا میں پھیکا دنگو ت اور کونجلی نے گل لیا۔ اور وہ خوف بہت ملاحت زدہ ہو۔ پس اگر
 الْمُسْتَعِیْنِ ۚ لِلْبَیْثِ فِیْ بَطْنِہٖ اِلَیْ یَوْمَ یُصْعَقُوْنَ
 وہ تھک کر بولتے ہیں تو اُس کے پیش میں یوم شریف رہا (پھر یوم شریف کی)
 فَتَبَدَّدْنَا بِالْعَرَاءِ وَہُوَ سَہِیْلٌ ۚ وَ اَنْتَبَا مَلِیْہِ
 اگلے ہم نے اوسکو میدان میں ڈال دیا۔ مگر وہ بہت نڈھال ہو گیا تھا۔ اور تھوہیر

شَجَرَةٍ مِّنْ يَّقُطُّينَ ۚ وَادَّسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ

ایک درخت بھی اگا دیا اور پنجر بنکر ایک لاکھ آدمی کی طرف بلکہ

أَوْ يَرِيدُونَ ۚ فَاْمَنُوا فَنُغْنِمَهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۚ

اوس کو چاہیے یا نہ کی طرف بھاں تب وہ لوگ ایمان لائے اسی کو ایک دن تک اس کی نعمت

سورۃ الانبیاء میں بھی اسی طرف حسب ذیل اشارہ ہے۔

وَذِالنُّونِ اِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّعْذِرَ

اور ذی النون کو یاد کرو جب غصہ ہو کر جلد کے۔ اور ایسا مان کیا کہ ہم پر قابو نہ ہوگا

عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

ہے آخر کار اندھیروں کے اندر جلا وطنی۔ کہ اے خدا تیری سوا کوئی معبود نہیں

فَاسْتَجَبْنَا لِیْ وَكُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۚ فَاَسْتَجَبْنَا

پاک ہے تحقیق میں ہی ظالموں میں سے تھا پس ہم نے اس کی پکار کو سنا

لَهُ وَبَحَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِی الْمُنِیْمِیْنَ

اور اوس کو غم سے نجات دی اور اس طرح ہم مومن کو نجات دیا کرتے ہیں

تورات مقدس میں یہ قصہ حسب ذیل ہے۔

یونہ بنی کی کتاب (باب اول)

اور خداوند کا کلام یونہ بنی اسی کو پہنچا۔ اور اس نے کہا کہ اوستھ

اور اس بڑے شہر نینوا کو جا اور اوستھ کی مخالفت میں ضادی کر

کیونکہ اوستھ شرارت میرے سامنے اوپر اٹھی۔ لیکن یونہ خداوند

کے حضور سے ترسیس کو بھاگنے لگے۔ اوستھ اور وہ یا فافا

میں اتر گیا اور وہاں ایک جہاز کو جو ترسیس کو جانے پر بھتا

بابا بت اوستھ کا راہ دیکر اوستھ چڑھتا کہ خداوند کے حضور سے

ترسیں کو اونکے ساتھ جاوے۔

لیکن خداوند نے سمندر پر ایک بڑی اندھی پہیچی اور سمندر کے درمیان طوفان نے شدت کی ایسی کہ گمان تھا کہ جہاز تباہ ہو جاوے گا۔ تب تلح ہر اسان ہوئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے معبود کو پوکارا اور دے اجناس جو جہاز پر تھیں سمندر میں ڈال دی تاکہ یوں اسے ہلکا کریں پر یونہ جہاز کے اندر اور تر کر پڑا تھا اور سو گیا تب نا خدا ادس کو پاس گیا اور اسے کہا کہ کیوں ہوا کہ تو بڑے سورنا اٹھ اپنے خدا کو پکارنا اگر ایسا ہوگا کہ خدا ہمیں یاد کرے تو ہم ہلاک نہ ہونگے اور انھوں نے آپس میں کہا کہ آو ہم لوگ قرعہ ڈال کر دیاقت کریں کہ کھلے سبب سے ہم پر یہ بلا آتی چنانچہ انھوں نے قرعہ ڈالا۔ اور قرعہ میں یونا کا نام نکلا تب انھوں نے اس سے کہا تو مہلو بتلا کس کے سبب یہ بلا ہم پر آتی ہے۔ تیرا کیا پیشہ ہے اور تو کہاں سے آیا تیرا وطن کہاں اور تو کس قوم میں کا ہوا ہے اور نے کہا کہ میں عبرانی ہوں اور یہوواہ آسمان کے خدا سے جس نے سمندر اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ ترسان ہوں تب دو لوگ نہایت ڈرے اور اسے کہنے لگے تو نے ایسا کیوں کیا۔ کیونکہ انھوں نے دیاقت کیا تھا کہ وہ خداوند کے حضور سے بھاگا ہو۔ اسلئے کہ اس نے آپ او نہیں کہا تھا۔

تب انھوں نے اس سے پوچھا کہ ہم تجھ سے کیا کریں تاکہ سمندر ہمارے لئے ساکت ہو جاوے کہ سمندر زیادہ طوفانی ہوتا چلا جاتا تھا تب اس نے او نہیں کہا کہ تم لوگ مجھ کو اٹھا کر سمندر میں ڈالو

تو تھارے واسطے سمندر کا تلاطم جاتا رہیگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ بڑی اندھی میرے ہی سبب سے پیدا ہوئی ہو پھر بھی ملاحوں نے ڈانڈ مارنے میں بڑی کوشش کی تاکہ کناسہ بچڑیں لیکیں ورنہ اگر اسلئے کہ سمندر اونچی مخالفت میں اور بھی زیادہ زور سے موج مارتا تھا بت دے خداوند نے حضور میں چلائے اور بولے کہ اے خداوند ہم تیری منت کرتے ہیں کہ ہم لوگ اس آدمی کی جان کے سبب سے ہلاک نہ ہوویں اور خون ناحق کو ہماری گردن پر مت ڈالنا کیونکہ اے خدا تو نے جو چاہا سو ہی کیا ہے اور انہوں نے یونہی گواہ کیا کہ سمندر میں ڈال دیا اور سمندر کا تلاطم موقوف ہو گیا۔ بت دے خداوند سے پیٹ ڈرے نہ اور انہوں نے خداوند کے حضور ایک قربانی گدملی اور نذین مانی۔

پھر خداوند نے ایک بڑی مچھلی مقرر کر رکھی تھی کہ یونہی کونگل جاوے اور یونہی تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ باب دوم
تب یونان نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے دعا مانگی اور کہا کہ میں نے اپنے پیٹ میں خداوند خدا کو پوکا رہا اور اسے میری سنی زبان میں پاتال کے بطوں میں چلایا۔ اور تو نے میری آواز سنی کیونکہ تو ہی نے مجھ کو گہراؤ میں سمندر کے درمیاں ڈالا اور پانی کی دھاروں نے مجھے کھیر لیا۔ اور تیری ساری موجیں اور ڈھبھیر سے گزر گئے۔ تب میں نے کہا کہ میں تیری نظر سے دور ہینکا گیا۔ تو بھی تیرے مقدس ہیکل کی طرف پہر نظر نہ کرونگا۔ پانیوں نے مجھ کو میری جاں تک کھیر لیا۔ اور گہراؤ نے چاروں طرف سے مجھ کو بند کر رکھا ہے

اور سمندر کے سوار میرے سر پر بیٹھے گئے۔ اور میں پہاڑوں کی چوٹیوں تک اتر کے جانا زمین کے اڑنیے مجھ پر عہدہ کے لئے بند رہتے مگر اے خداوند میرے خدا تو میرے جان کو گور میں سے رہائی دیجائے۔
 جبوقت میرا جی مجھ میں اذوب گیا تب میں نے خداوند کو یاد کیا اور میری دعا تیرے مقدس سیکل میں ختمہ تک پہنچی۔ ۱۔ جو لوگ کہ جھوٹے ہیں کو مانستے ہیں وہ اپنی نیتیں کہہ دیتے ہیں پر میں شکر گذاری کی آواز سنا کے تیرے آگے قربانی گذرانوں گا۔ ۲۔ میں اپنی نظروں کو ادا کرونگا نجات خداوند سے ہے اور خداوند نے مجھ کی کو کہا اور اوسنی یونہ کو خوشی پر اگل دیا۔
 باب سوم

اور خداوند کا کلام دوسرے بار یونہ کو پہنچا اور اوسے کہا کہ اٹھ اوس بڑے شہر مینوہ کو جا اور وہاں اوس بات کی منادی کر جسکا میں تجھے حکم دیتا۔ تب یونہ خداوند کے کلام کے مطابق اٹھکر مینوہ کو گیا اور مینوہ خدا کے سامنے ایک بڑا شہر تھا کہ اوسکے احاطہ تین دن کی راہ تھی اور یونہ شہر میں داخل ہونے لگا اور ایک دن کی راہ میں جا کے منادی کی اور کہا چالیس اور دن ہونگے تب مینوہ برباد کیا جاوے گا تب مینوہ کے باشندوں نے خدا پر اعتقاد کیا۔ اور روزہ کی منادی کی اور سب نے چوٹے سے بڑے تک ٹاٹ پھنسا اور یہ جز مینوہ کے۔

بادشاہ کو پہنچی اور وہ اپنے تخت پر سے اٹھا اور بادشاہی لباس کو اتار ڈالا اور ٹاٹ اوڑھکر راکھ پر بیٹھ گیا۔ اور بادشاہ اور اوسکے ارکان دولت کے فرمان سے ایک اشتہار مینوہ میں کیا گیا اور اس بات کی منادی ہوئی کہ کوئی انسان یا حیوان گلہ یا رمہ کوئی چیز مطلق

نہ چکے۔ اور کھانا کھاوے اور نہ پانی پیوئے۔ لیکن انسان اور حیوان
 ٹاٹ سے طبعی ہودیں اور خدا کے حضور شدت سے نالہ کریں بلکہ
 ہر کوئی اپنی اپنی بری راہ سے اور اپنے اپنے ظلم سے جو اون کے
 ماتحتوں میں ہے۔ باز آویں کیا جائیں کہ خدا پرہیزگار اور پختہ نگار اور
 اپنے قہر شدید سے باز آویجنا تاکہ ہم لوگ ہلاک نہ ہوں۔ اور خدا نے
 اونکے کاموں کو دیکھا کہ وہ اپنے برے راہ سے باز آئے۔

بت خدا اوس بدی سے جو اُس نے کی تھی کہ میں اوس سے کروں گا پھبتا
 کہ باز آیا اور اوس نے اوس سے وہ بدی کی۔ باب چہام
 پر یونہ اوس سے نہایت ناخوش ہوا اور پٹ رنجیدہ ہو گیا اور اوس
 خداوند کے آگے دعا مانگی اور کہا کہ اے خداوند میں تجھ سے عرض
 کرتا ہوں کہ مجھ میرا مقولہ نہ تھا جو بوقت میں ہنوز اپنے وطن میں تھا
 اسیلے میں آگے سے ترسیس کو بھاگا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ تو کریم اور
 رحیم خدا ہے جو غضبہ کرتے ہیں دھما ہے اور نہایت مہربان اور پختہ
 کے آپ کو بدی سے باز رکھتا ہے اب اے خداوند میں تیری منت
 کرتا ہوں کہ میری جان کو مجھ سے لے لے کیونکہ میرا زمانہ بے یس و یسر ہے
 بت خدا نے فرمایا کیا تو شدت سے رنجیدہ ہوتا ہے اور یونہ شہر سے
 باہر جا کے شہر کی پورب طرف بیٹھا اور وہاں اپنے لئے ایک چہر
 بنایا اور اوس کے نیچے چہانوں میں بیٹھ رہا کہ دیکھے اوس شہر کا حال
 کیا ہوتا ہے بت خداوند نے رینڈی کا ایک درخت اوگایا اور اُسے
 یونہ کے اوپر دوڑایا تاکہ وہ اوس کے سر پر سایہ کرے اور اوسے
 تکلیف سے چھڑائے اور یونہ اوس رینڈی کے پیڑ کے سبب سے

نہایت خوش ہوا۔ لیکن دوسرے دن صبح کی وقت خدا کے ایک
 کپڑے کو تیار کیا اور اس نے اس رینڈی کے درخت کو کاٹا
 ایسا کہ وہ سوکھ گیا اور جب آفتاب چڑھا تب ایسا ہوا کہ خدا نے پورے
 کی طرف سے چلائی اور آفتاب کی گرمی نے یونہی کے کپڑے کو تھپکا
 وہ غش میں آیا اور اپنی جان کے لئے موت چاہی اور کہا کہ اس میری
 جینے سے میرا مرنا بہتر ہے۔ اور خدا نے یونہی کو کہا کیا تو اس
 رینڈی کے درخت کے سبب شدت سے رنجیدہ ہے اور سو کہا میں تیرا
 رنجیدہ ہوں کہ مرنا چاہتا ہوں تب خداوند نے فرمایا کہ تجھے اس
 رینڈی کے درخت پر رحم آیا جسکے لئے تو نے کچھ محنت نہ کی اور نہ
 تو نے اسے اوگایا جو ایک ہی رات میں اوگایا اور ایک ہی رات
 میں سوکھ گیا۔ اور کیا مجھے لازم نہ تھا کہ میں اتنے بڑے شہر مینوہ
 پر حمیں ایک لاکھ بیس ہزار آدمیوں سے زیادہ جو اپنے دھن
 باہیں ہاتھ کے دریاں امتیاز نہیں کر سکتے اور سوانہی بھی بہت
 ہیں۔ شفقت نہ کروں۔

(۶) جو لوگ دین سے علیحدہ ہو کر دنیاوی غرت اور دولت کے واسطہ
 کوشش کرتے ہیں وہ اپنی اپنی کوششوں کے مطابق کامیاب
 ہونے ہیں۔ ماں اگر بچہ لوگ کسی سول یا کلام الہی کی مخالفت کرنے
 لگائیں اور ظالم حجاب میں تو اونکی دنیاوی کوشش بھی برباد ہوتی
 اور اونکی ہلاکت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ جنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے
 مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّا لَهَا تُوْفً اٰلَيْهِمْ اَعْمَالُهُمْ
 فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يَخْسُوْنَ هٗ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِيْ الْاٰخِرَةِ

إِلَّا النَّارَ وَجَبَطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ
 جو شخص اور آتش جاتا ہے ہم اس کو اس کے اعمال کے مطابق دنیا
 میں دیتے ہیں اور اونکی محنت میں کچھ کی نہیں کی جاتی مگر ان لوگوں
 کے واسطے آخرت میں آگ کے سوائے کچھ نہیں دیا جائے گا اور انکی تمام دنیاوی
 محنتیں برباد و بربادی اور تمام اعمال باطل ثابت ہوئے اس آیت کریمہ کی
 صاف ظاہر ہے کہ دنیا کے واسطے جتنے کوئی شخص محنت اٹھاتا ہے
 اس کے مطابق وہ ضرور پھل حاصل کر لیتا ہے خواہ کوئی مومن ہو یا غیر
 مومن۔ اور انکی محنت میں کچھ کی نہیں کی جاتی مگر دنیا پرستوں کی صنعتیں
 اور محنتیں آخرت میں کچھ کارآمد نہ ہونگی اور ان کو سوائے آتش
 جہنم کے اور کچھ حاصل ہی نہ ہوگا۔ ان لوگوں کی دنیاوی کامیابی
 اور ترقی بھی اس وقت تک ہے جب تک وہ ظلم کا پیشہ اختیار نہ کریں
 اور نہ کسی رسول یا کلام الہی کی مخالفت پر کمر بستہ ہوں ورنہ دنیا میں
 بھی ایسے لوگ جلد ہلاک اور تباہ کر دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ کافروں
 کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْكَافِرِينَ خَيْرًا مِّنْ حَقِّقِ
 اَمَدَ كَافِرُونَ كَوَسُو كَرْنِيَا لَہ پھر فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ عَذِّبُ
 لِّلْكَافِرِينَ۔ تحقیق اللہ کافروں کا دشمن ہے پھر فرماتا ہے ۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَكْ
 ذَلِينَ جَوَلُوا لَدُنَّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ خَالِفُوا لَهَا
 بہت ذلیل ہوتے ہیں۔ پھر سید منبر میں شرح طور پر بیان
 فرماتا ہے ظالموں کی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے فَكَأَيِّنْ مِنْ قَوْمٍ
 أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَعَقَيْهَا ذُرِّيَّتُهَا وَعُرْشُهَا وَبَنُو

مُعْطِلَةٌ وَهَضْمٌ مُشِيدَةٌ پس بہت سی بہتیوں کو بہنے ہلاک کر دیا کیونکہ
 اوکے باشندے ظالم ہو گئے تھے۔ پس وہ اپنی جھتوں پر گرے پڑے
 ہیں اور بہت سے چالیں اور نجات مکانات و بران پڑے ہیں ایک
 اور مقام پر قرآن مجید کفار کی نسبت فرماتا ہے لَكُمْ عَذَابٌ فِي الدُّنْيَا
 وَكَعَذَابُ الْآخِرَةِ وَشَقَّوْا نَفْسَهُمْ واسطے دنیاوی زندگی میں عذاب
 ہے اور آخرت کا عذاب تو بیشک بہت ہی سخت ہو۔

لَكُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ
 چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْتِ
 إِلَيْنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ۔ اُن لوگوں کو
 جو جاری آیتوں سے کنارہ کشی کرتے ہیں اس جرم کنارہ کشی کی سزا میں
 ہم شباب بڑا عذاب دیں گے۔

۱۸) جو لوگ احکام الہی کی یاد دہانی کے بعد بھی رجوع نہ کریں وہ غضب
 کے محرک اور سخت عذاب کے سختی بھر جانے میں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے
 وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا إِنَّا
 مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْقِمُونَ اُس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جسکو
 اوکے رب کی آیات سے یاد دہانی کر اسی گئی پر اُس نے اعراض کیا
 تحقیق ہم ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں

۱۹) جو لوگ آسمانی کتاب کی تحقیق باتوں کو انہیں اور بعض کو نہ مانتیں
 وہ دنیا میں سخت ذلیل ہونے اور آخرت میں سخت عذاب کی طرف
 جائیں گے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ
 وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَسْمَتِهِ
 الْعَذَابِ وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ کیا تم اس کتاب کے
 بعض باتوں کو مانتے اور بعض کی تکفیر کرتی ہو۔ پس جو شخص ایسا کرے
 اوسکی جزا سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ دنیاوی زندگی میں
 دولت اٹھاوے اور قیامت کو سخت تریں عذاب کی طرف دھکیلا
 جاوے۔

والا کا خوف نہ کرنا اور غفلت و بیباکی میں زندگی بسر کرنا برباد
 ہو جانے کی علامت ہو چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَفَا مَنُومُ مَنكَرٍ
 فَلَا يَأْتِيهِ مَكْرُوهٌ اِلَّا الْفَقْمُ الْخَاسِرُونَ۔ کیا تم اس کی
 نامعلوم سزاؤں سے بے خوف ہو گئے۔ پس یاد رکھو کہ اللہ کی
 نامعلوم سزاؤں سے وہی لوگ بیخوف ہیں جو برباد ہونے والے ہیں
 واللہ عذاب اکبر۔ جو مرنے کے بعد ہو گا اوسکے علاوہ دنیا میں ہی
 بدکاروں کو ایک عذاب خفیف دیا جاتا ہے تاکہ وہ حق کی طرف
 رجوع کر سکیں چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ يُقَيِّمُ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ
 اَلَا كَسٰی لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ اور ہم ان کو اس عذاب اکبر کے
 علاوہ ایک عذاب ادنیٰ بھی ضرور چکھانے ہیں تاکہ وہ رجوع
 کریں۔

۱۲۱ ایمان اور اعمال صالحہ کے بغیر انسان نقصان پر نقصان اٹھاتا
 اور آخر کار بدکار ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَالْعَصٰی
 اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ
 وَلَوْ اَصْبَحُ الْحَقُّ وَلَوْ اَصْبَحَ بِالْصَّبْرِ زَمَانٌ کو دیکھو۔ تحقیق

انسان نقصان ہی نقصان میں ہے مگر جو خدا کو مانیں اور عمل صالح کریں اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کے ساتھ نصیحت کرتے رہیں :-

۱۴۱۔ تمام عالم کی ہر ایک مخلوقات کا مذہب اسلام ہے خواہ بارادہ شوق ہو یا بوجہ واکراہ بعض اس دین پر فطرتاً اور تعلیماتاً قائم رہتے ہیں اور بعض کی طرح بھی نہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ **وَلَا تَسْلُم مِّنْ فَجِئَةِ السَّحَابِ** **وَالْأَرْضُ طَرَفُ عَرْقِ كَرْهًا قَالِ لِلَّهِ يُوجِعونَ** جو کوئی آسمانوں میں یا زمین میں ہے وہ خدا کے واسطے سبلمان ہے خواہ برضائے خاطر ہو یا بکراہ اور سب کو اسی کی طرف واپس ہونا ہے ایک اور جگہ یہ دین قیم کی نسبت رب العالمین فرماتا ہے **وَفُطِّرَتِ اللَّهُ النَّاسَ عَلَى مَا تَبَدَّلَ فِي الْخَلْقِ اللَّهُ ذَٰلِكَ الَّذِي الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ**

فطرت اللہ وہ ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی پیدائش کیواسطے کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی دین قیم ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اس فطرتی اسلام کی نسبت اور الفاظ میں قرآن مجید دوسری جگہ اس طرح فرماتا ہے **وَنَفْسٍ مِّنْ سَوَاءٍ هَآؤُلَآئِكَ هُمُ الْمُفْجُورُونَ هَآؤُلَآئِكَ هُمُ الْقَادِرُونَ عَلَىٰ أَنْ يُفْلِحَ مَنَ ذَٰلِكَ قُلْ خَابَ مَنَ عَنِهَا**

قسم ہے نفس کی اور اُس ذات کی جس نے اُس کو ایسا درست بنایا پھر اُس کے اندیشگی اور بدی کا علم ڈال دیا۔ تحقیق جس نے اُسکو پاک کیا وہ فلاح یافتہ ہوا اور جس نے اُسکو ناپاک کیا وہ برباد ہوا۔ پھر چاہا قرآن کریم کا نام تذکرہ اور ذکر یعنی یاد دہانی رکھا گیا ہے۔ یاد دہانی انہیں اسور کی ہوتی ہے جو پہلے سے کسی نہ کسی طریق پر معلوم ہو چکے اور پھر فراموش ہو گئے ہوں :-

منظر

خدا کی یاد سے دل شاد ہوئے
 نہ کر غفلت خدا کی یاد سے تو
 خدا کا نام ہے لوگو سپہ را
 جو چھوڑی یاد لوگوں نے خدا کی
 خدا پر ہے فرض مومن کی ادا
 عمل نیک اور اس مولا کے پیماں
 ہر اک نیکی کا پھل ہے شادمانی
 شرارت سے گھٹے عقل اور عزت
 بھلائی کا ہے پھل سکھ اور راحت
 مصائب جہت قدریں اس جہاں میں
 نہ ہو کر غفلت و تقصیر ات انسان
 سبھی کذاب اور عیار و بیدار
 خدا دیتا ہے اُن کی نسل کو مار
 گمراہ کو ہو جاتے ہیں ابتر
 آخر جاتے ہیں اُن کے سبب کائنات
 خدا کے حکم کو جو مانتے نہیں
 وہ پھلتے پھوٹتے ہیں دو جہاں میں
 نہ کوئی خوف و حزن اُن کو ستا دے
 بلائیں اُن پر بھی آتی ہیں گاہے
 جو اجڑا گھر ہے وہ آباد ہوئے
 کہ تا سرسبز اور شاواں رہے تو
 نہ پکڑو اس سے اکدم بھی کنار
 تب بھی شدت ہوئی قحط اور وبا کی
 فرض ہے یہ بروے عدل اوراد
 اسی سے عزت و نصرت ہے ایجاں
 خدا کا رحم و فضل و کامرانی
 خدا کا ہو غضب اور قہر و لعنت
 بُرائی کا ہے پھل دکھ اور مصیبت
 وہ سب اپنے ہی فعلوں کا بیان ہیں
 ٹھکانا کچھ نہیں پھر ایک بھی اُن
 بہت ہی جلد ہو جاتے ہر بار
 اگر ہو بھی وہ ہو جاتی ہے بدکار
 ترقی پاتے ہیں پھر اُن سے بہتر
 نہیں کام لیتے ہیں باغات و چاہا
 اُنیکو رب عالم جانتے ہیں
 سدا رہتے ہیں مولا کی اماں میں
 نہ کوئی دشمن اُن پر غلامہ پاوے
 کرے پاک اُنکو مولا جیسے چاہے

ستائے ہیں انہیں بدکار بد ذات
 مدد کرتا ہے بس اللہ اُن کی
 خدا فرما چکا قرآن کے اندر
 جو رکھتے ہیں درست ایمان اعمال
 مصائب میں مدد کرتا ہے دائم
 ہمیشہ رحم اور فضل و کرم سے
 سدا چاہو جو اُس سولا سے رحمت
 ملتا ہے خدا باطل کو دائم
 نہیں کرتا کسی کو حق برباد
 نہیں ہوتی کوئی بھی قوم پامال
 خدا کا فضل گر تم چاہتے ہو
 بھلائی کی رکھو ہر وقت نیت
 اگر ظلم و شرارت سے بچو گے
 بھلائی سے بھلا پاؤ گے دام
 کرو گے ظلم گریک ذرہ بھر بھی
 رہو گے جس طرح خلق خدا ساتھ
 ہمیشہ رحم سے پاؤ گے رحمت
 بھلوں کی ہے بھلائی دو جہاں میں
 یہی تحافہ سب لوگوں سے کہتا
 کہ اُس سولا سے چاہو مغفرت تم
 کہ وہ ہے قادر غفار و منان

کہ پاتے ہیں مخالفت اُنکے حالات
 سدا دیتا ہے ظالم کا نشان بھی
 کہ مومن کی مدد ہے حق ہمہر
 بڑھاتا ہے خداوند اُن کا اقبال
 طریق نیک پر رکھتا ہے قائم
 بچا رکھتا ہے اُن کو خوف و غم
 وہ بناتا ہے کفیل رزق و عرت
 جو حق ہے اُسکو کردیتا قائم
 نہ چھوڑے جب تملک عدل و فرائض
 نہ بدلے جب تملک وہ اپنا احوال
 کسی انسان کو ہرگز نہ دکھ دو
 کہ تاجر سے خدا کی تم پر رحمت
 خدا کے فضل سے شاداں رہو گے
 شرارت سے بنو گے سخت ناکام
 نتیجہ اُس کا دیکھو گے ضروری
 وہی تم سے کر لگا رب کا ہاتھ
 ہمیشہ ظلم سے پاؤ رحمت
 خدا کے قہر سے وہ ہیں اماں میں
 اسی لقیں میں دن رات رہتا
 خلوص دل سے مانگو مغفرت تم
 کرم سے اپنے بر سائے کا باران

بڑھائے مال اور نسلیں تمھاری
 تمھاری کیا ہوئی تعلیم و عقیدیں
 اس طرح ہیں فرما گئے ہو و
 اگر تم مغفرت چاہو خدا سے
 وہ بھیجیگا گرم سے بادلوں کو
 کہ روست سرکش حکم خدا سے
 شعیب مدنی کا تھا یہ فرماں
 حقوق خلق میں نقصاں کہ روست
 نہ پھیلاؤ زمین میں تم فسادات
 بچے جو کچھ تمھیں صدق و صفا سے
 اگر مومن ہو تم مانو گے یہ بات
 رکھو پوری تم اپنی ناپ و میزان
 دربرکات سے صدق و صفائی
 صفا و صدق پر رحمت خدا کی
 یہی ہے نسبت تورات و انجیل
 جو اُترا اُنہی ہے اُنکے سوا بھی
 ملے رزق اُنکو فضل بیکراں سے
 چنانچہ حالتِ یورپ کو دیکھو
 تراجم ہو گئے ہر یک زبان میں
 اسی سے ہے سدا اقبالِ یورپ
 یہی ہے نسبتِ امصار دیگر

کہ سے باغات سبز انہار جاری
 کہ اللہ سے نہیں رکھتے امیدیں
 کہ استغفار اور توبہ کرو زود
 کہ توبہ ہر اک ظلم و دغا سے
 بڑھائیگا تمھاری قوتوں کو
 بنو مت مجرم ظلم و دغا کے
 کہ رکھو ٹھیک تم کیاں و میزان
 دغا و مکری بایل رہو مت
 بگڑ جائیں گے ورنہ اس سے حالات
 مبارک ہے وہی فضل خدا سے
 شرارت سے سدا بہتر ہے خیرات
 اسی میں ہوو گی برکت فراوان
 تجارت جس نے یورپ کی بڑھائی
 دغا بازی پہ ہے لعنت خدا کی
 کہ گمہ کرتے رہیں حکموں کی تمیل
 کہیں قائم وہ سب تعلیم ساری
 رہے ملتا زمین و آسمان سے
 اشاعت ہائے توراتی کو سوچو
 سناوی ہو گئی سارے جہاں میں
 عروج و غلبہ اطفالِ یورپ
 بیاں قرآن میں با صد تواتر

اگر اہل القراۃ ایمان لاویں
 تو پاویں برکتیں ارض و سما کی
 مگر مدام جھٹلاتے رہے وہ
 ہوئے برباد و تکذیب و جفا سے
 یہی فرماتے ہیں ختم الرسل بھی
 تم اپنے رب سے غفران چاہو
 کہ تا بخشنے تمہیں سامانِ حسنے
 جو اہل فضل ہے وہ فضل پاوے
 اگر کذاب اور سرکش رہو گے
 بڑے دن کا عذاب آویگا تمہیں
 چنانچہ جتنے تھے مکہ میں کفار
 ہوئے ختم اس نبی کی زندگی میں
 برا انجام ہے ظلم و دغا کا
 کہیں ہوں ظالم و کذاب و فجار
 اگر راشی ہیں یا سودی ہیں یا چور
 نہیں چلتی ہیں انکی نسلیں دو چار
 فنا ہو جاتے ہیں قہر خدا سے
 اجر جہاتے ہیں ان کے قصص عالی
 جو ہوا اولاد وہ ہوتی ہے ہدکار
 کوے تکذیب جو است نبی کی
 اٹھا دیتا ہے ان کو رب عالم

خدا کے حکم سے باہر نجاویں
 سدا ہوتی رہے رحمت خدا کی
 سزا اعمال کی پاتے رہے وہ
 نہ پائی کچھ اماں قہر خدا سے
 کہ اسے کفار اور جہال مکی
 خلوص دل سے اسکی سمت و دو
 توقف دیوے تا اجل سے
 بنیر رحمت رحمن آدم سے
 عذاب اللہ سے کیونکہ کچھ گے
 بناوت سے تمہاری ہے یہی ڈر
 بنے اللہ کے بند سے یا ہو کھوار
 یہ نصرت تھی خدا کی بزرگی میں
 یہی قانون ہے جاری خدا کا
 بزودی ہوتے ہیں بے نسل و خوار
 نہیں پاتے بہت ایام وہ زور
 کہ پڑنے لگتی ہے اللہ کی مار
 یہی قانون ہے بس ابتدا سے
 پڑے رجاتے ہیں محلات خالی
 بہت عیاش و مصروف اور زنا کا
 نہیں رہتی ہے دنیا میں کبھی بھی
 ہویدا کرتا ہے پھر اور آدم

بڑا ہی ظلم ہے تکفیر و تکذیب
 جو اترے کوئی حکم آسمانی
 بغاوت اور نفرت اور غفلت
 کلام اللہ قرآن مقدس
 کرے جو اسکی اپ تکفیر و تکذیب
 مصائب اور زلت کی پڑے مار
 یہی لعنت تھی جس سے نوح کی قوم
 جو کی فرعون نے موسیٰ کی تکفیر
 فرمود و عباد اور اقوام دیگر
 خدا نے بس نہیں چھوڑا کسی
 مسلمانو سنو سننا اگر ہے
 اگر کرتے رہیں اسکی اطاعت
 اگر سرکش رہیں یا غافل اس سے
 سبھی اشکال میں ہر باد ہونگے
 نہ پا کر جس جب تلک قرآن کو ہم
 تلاوت کا ہے حق غور و تفکر
 خلاف اس کے بلا معنی تلاوت
 نبی فرماتے ہیں با کلفت و یا س
 پڑے غفلت میں معنی سی بہانگ
 مسلمانوں نے جو قرآن کو چھوڑا
 کیا پھر خوب تنگ و خوار انکو

خدا کرتا ہے اسکی جلد تخریب
 اطاعت میں ہے اس کے کامرانی
 یہ ہو جاتے ہیں بس اسباب
 شفا و وعظ و رحمت ہے یہی بس
 خدا سے جلد تر ہو اسکی تغذیہ
 سعادت تنگ ہو و دایم سے خوا
 ہوئی مستغرق طوفاں بیک دایم
 خدا نے غرق سے کی اسکی تدبیر
 ہو سے تکذیب سے نابود و ابتر
 ہو سے تکذیب پیشہ لوگ جو جو
 ہماری بہتری قرآن پر ہے
 سٹے دنیا و عقبے میں فراغت
 رہیں بدست یا کچھ کابل اس سے
 مصائب و دن بدن ایذا ہونگے
 رہے گا حال تنگ و زار دایم
 قفقہہ اور تدبیر اور مدد کر
 بقول حق ہے نبیوں کی عداوت
 کیا امت نے میری اسکو کواں
 سٹا تفہیم کا نام و نشان تک
 خدا نے رشتہ رحمت کو توڑا
 دیا ہر طرح کا آزار ان کو

مصائبِ دین بدن میں دیکھو اینزاد

جولاہا پر وہاں قرآن سے عالم
نہیں پڑھتے ہیں قرآن غورِ دل سے
تہ دل سے ہیں اس سے سخت خیر

نہیں کوئی ضرورت جانتے ہیں
مگر قرآن ہے اُن کے لئے شاق

تبھی جاتا رہا سب دین و ایمان
ترقی پر ہے بس تنگی و خواری

نہیں تفہیم کے جاتی کبھی پاس
کہ اعراض اس قدر اس سے ہوا ہے

کہ یکساں ہیں نہیں اندھا دینا
عجب نور و بیاں ہے ساتھ لایا

نصیحت سے چڑایا کرتے ہیں دل
تبھی معنی سے اس کے دل چلایا

کہ قرآن سے غرض ہے بس تذکر
نصیحت کو فقط حق نے دیا ہے

مگر کرتے رہو تم فکر اور غور
نہو جاؤ مخالف مثل سابق

عذابِ دین و دنیا میں رہو گے
کہ قرآن سے ہو مطلق کنار

سعادت تنگ کی اور دین برباد

بڑے نادان ہیں اور سخت ظالم
جو پڑھتے ہیں کتابیں اور دل سے

سمجھتے ہیں ایسے بے سود و بیکار
رسمی طور پر بس مانتے ہیں

کہتے ہیں دگر کے سخت مشتاق
زمانہ سے کیا کم درس فراق

ہوئی کم دولت و توقیر ساری
بنار کھا ہے اسکو محض بکواس

مسلمانوں عجب یہ ماجرا ہے
سمجھ آتا نہیں کیا ننگوارا

سمجھنے کے لئے قرآن ہے آیا
ہوا کرتے ہیں جو گمراہ و غافل

جو خالص و عطر اس قرآن کو پایا
خدا فرماتا ہے با صد ثواب

سُبَّارک نور اور کارل شفا ہے
نہیں مطلب ہے کچھ قرآن کا اور

کمر و علم و عمل اس کے مطابق
اگر اس سے یہی غفلت رکھو گے

ہوا کیا دین اور ایمان تمھارا

کیا ہوا قرآن سے نفرت ہو گیا
 جبکہ رہے لغو و کذب و افترا
 فحش اور جھوٹی کتابیں جیسا
 پر انہیں کا ہر نفس میں ذوق ہے
 ذکرِ آراء کہیں قرآن کا
 دل رہے حاضر نہ کچھ ہوش و حواس
 لاکھ اخبار اور قصہ و اہیات
 پر کلام اللہ سے دلچسپی نہیں
 سخت وحشت معنی قرآن سے
 چونکہ دشمن ہو گئے قرآن کے
 حکم ہے یہ صاف اُس رحمان کا
 ترک قرآن کے لئے باتیں ہزار
 پر پڑھیں دایم کتابیں و اہیات
 اس کے سو سو نفع بتلاتے رہیں
 ضد معنی کلام اللہ پر
 سوسنا و ایک بھی سنتا نہیں
 کیا یہی ہے مدعا تسلیم کا
 کیا نبی تسلیم کرتے تھے یہی
 اس کے معنی کی ضرورت کچھ نہیں
 اسکو بے معنی پڑھا کرنا مدام
 پڑھتے رہنا شوق سے دیگر کتب

اور مخالفت بات سے رغبت ہو گیا
 ہر نفس میں اسکی ہے حرص ہوا
 لا رہی ہیں دین و دنیا کا عذاب
 رات دن بیہودگی کا شوق ہے
 فکر ہو جاتا ہے و اس پر جان کا
 جان پڑمردہ ہوا اور چہرہ آداس
 مشغلہ دلچسپ ہیں دن اور رات
 بھاگ جائیں وعظمت اسکو نہیں
 رغبت و الفت ہے بس شیطان
 اسلئے بندہ بنے شیطان کے
 غافل اس سے دوست شیطان
 ضد معنی پر وجوہاتیں ہزار
 فحش و لغو و افترا کو ہر لیا
 اٹکلوں سے دیکھو سمجھاتے رہیں
 ہو رہے ہیں پیغمبر اور بے بصر
 اس طرف کوئی بھی دل جھکتا نہیں
 نام تک جاتا رہے تفسیر کا
 غور مت قرآن پر کرنا کبھی
 دیکھنا معنی نہ سن پاؤ کہیں
 اس کے معنی کچھ نہیں آئینکے کام
 ماسوائے قرآن کے لازم ہر سب

اور باتوں کا سمجھنا ہے ضرور
 پڑھتے رہنا شوق سے بس مرثیہ
 ذرہ بھر اس کا نہ کھنا تم خیال
 اسکو کر لینا فقط بکو اس تم
 وعظ اور تدریس سے دینا نکال
 کام دیونگی تمہیں باقی کتب
 عقل کو اس میں لگانا سست کبھی
 عقل کا اس میں نہیں ہے کوئی کار
 اسے مسلمانوں پہی ایمان ہے
 حیف ایسے دین اور ایمان پر
 یہ تو رحمت ہے شفا ہے نور ہے
 یہ کلام پاک ہے حق سب میں
 بہم و مجمل نہیں اس کا بیان
 مردہ دل میں ڈالتا ہے جان یہ
 بختا ہے وصل رب پاک سے
 رحمت و نور و بیاں ہے میں یہی
 ذکر پاؤں دِلستاں ہے بس یہی
 صلح آوارگاں ہے بس یہی
 راحت و نور و اماں ہے بس یہی
 جاں فزائے عارفاں ہے بس یہی
 دلکشائے مابداں ہے بس یہی

پر نہیں قراں میں کوئی ہی نور
 پر ایسے کروینا دل سے صاف محو
 اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا کمال
 اور نہ کھنا اس سے کوئی آس تم
 مطلب اس کا ہے فضول اور محال
 اسلئے اس کی نہ کھنا کچھ طلب
 ورنہ تم ہو جاؤ گے کافر جی بھی
 فتنہ ہو گئے اس کے معنی سے ہر
 کفر کا موجب ہی قرآن ہے؟
 کفر جو بڑھتا ہے اس قرآن پر
 سخت بد قسمت ہے جو اندھا ہے
 اسکے نفلوں میں کوئی دھوکا نہیں
 ہر امر کا صاف دیتا ہے نشان
 زندہ کر دیتا ہے سب ایمان یہ
 غور سے گرا سکو تو پڑھتا رہے
 حق تعالیٰ کا نشان ہے بس یہی
 دستگیر یکساں ہے بس یہی
 روح افسردہ کی جاں ہے بس یہی
 رب عالم کا بیاں ہے بس یہی
 سچی سچی داستان ہے بس یہی
 اور علاج غافلاں ہے بس یہی

جانفراے عارفاں ہے بس یہی	نور چشم عاقلاں ہے بس یہی
دشگیر طالبان ہے بس یہی	جان بخش عاشقاں ہے بس یہی
روح بخش تائبان ہے بس یہی	صادقوں کا حُرز جاں ہے بس یہی
چارہ ساز سومان ہے بس یہی	دلنواز طالبان ہے بس یہی
دلنواز بید لاں ہے بس یہی	دلفراے عاجزاں ہے بس یہی
نگسارِ عالماں ہے بس یہی	رہنمائے گم رہاں ہے بس یہی
دلبرِ پیرو جاں ہے بس یہی	کاشفِ رازِ نہاں ہے بس یہی
ہادیِ راہِ مہناں ہے بس یہی	ہر بلا میں پاسبان ہے بس یہی
جاں گداز فاسقاں ہے بس یہی	بِولِ وہِ دلدادگاں ہے بس یہی
ربِ عالم کی مدد کا ہے وکیل	سومنون کے رزق و عزت کا فیل
صادقوں کو اس سے رغبت ہو	فاسقوں کو اس سے نفرت ہو
سومنون کے واسطے نور و شفا	کافروں کے واسطے کرب و بلا
پیر جو میں بدکار وہ رہتے ہیں	کھینچتا ہے نیک بندوں کو ضرور
عادلوں کو اس سے اُفت ہو	ظالموں کو اس سے وحشت ہو
شکروں کے واسطے شمشیر ہے	مشرکوں کے واسطے اندھیر ہے
سُکھوں کے واسطے زحمت ہے	مخلصوں کے واسطے رحمت ہے
پر طلب اور شوق و محنت ہے قُرب	دل کی آنکھوں کے لئے ہر صانور
کھینچتا ہے زور سے سوئے الد	طالبوں کو صاف بتلاتا ہے راہ
جلد کر دیتا ہے حق سے التیام	ہے خدائے پاک کا پیا را کلام
چند ہفتہ شوق سے اسکو پڑھو	آزاد و دیکھ لوئے طالبو
اور لافِ علم و دانش بے نظیر	ہر جگہ آئی ہیں اللہ کی ندیر

پر کیا لوگوں نے از بس ارتداد
 اسلئے وہ شرک سے خالی نہیں
 ہے یہی تعلیم محفوظ و صحیح
 صاف انہیں ہے درویش و فترا
 متقی کے واسطے نور و بیاں
 ہے یہی تعلیم حق اور صاف صفا
 ظلمتیں ساری اسی سے دور ہو
 اتنی و عالم ہوں یکساں فیضیاب
 ہر بشر کے واسطے کافی ہے یہ
 سارے مددوں کے لئے کامل و
 بس یہی قرآن ہے قرآن ہے
 نیک و بد کی بس یہی میزان ہے
 چشمہ صدق و صفا قرآن ہے
 جانفزائے مردگاں قرآن ہے
 حق تعالیٰ کا ہے یہ سچا کلام
 ذرہ شک کی اس میں گنجائش نہیں
 خواب غفلت میں پڑے سو گریں
 شوقِ دل سے اسکی جانب جھک
 دایمی آرام میں آ جاؤ گے
 حق تعالیٰ کے بہت ہو گے قریب
 اور ملیں گی عزت و دنیا و دیں

پس کیا اپنی کتابوں میں فساد
 مثل قرآن ہے نہیں وحد کہیں
 اور تعلیمیں ہیں آمیزش صریح
 ان سے پھر کیونکر ٹے راہ صفا
 ہے یہی قرآن اقدس بیگیاں
 مشکلوں کا ہو اسی سے انکشاف
 واصل حق اس سے سب مجبور ہو
 سب کریں اپنے موافق اکتساب
 ہر مرض کے واسطے شافی ہے یہ
 سب اندھیروں کے لئے کامل ضیا
 خوب جانے جمیں کچھ ایمان ہے
 حق و ناحق میں یہی فرقان ہے
 منبع فضل و ہدایت قرآن ہے
 روحِ دل پڑ مردگاں قرآن ہے
 دلبر عالم کا ہے اصلی پیام
 اس بنایک ذرہ آسائش نہیں
 عمر اپنی ہفت میں کھوٹے ہو کیوں
 آنکھ اپنی کھو لکر اسکو پڑھو
 معرفت کے نور سارے پاؤ گے
 جلد تر بن جاؤ گے اس کے حبیب
 رحمت و برکات اور فضل تین

علمتیں سب دور تر ہو جائیں گی | ہر طرف کی یکے آجائیں گی

اعلان ضروری

مفتاح القرآن - جس قدر پہلی طبع میں چھپا تھا ختم ہو چکا اب اور بھی عجیب تر پیرایہ میں اس کا دوسرا ایڈیشن طیارہ ہو رہا ہے جو پہلے سے کئی بانوں میں بیکار جس نے صاف صاف ثابت کر دیا ہے کہ قرآن مجید کا با معنی پڑھنا ہندوستانی طلباء کے واسطے اردو سے بھی آسان تر ہے معمولی اردو خواں ایک مہینہ میں اور چھوٹے بچے چار مہینہ میں اس کو ختم کر کے قرآن مجید با ترجمہ آسانی پڑھ سکتے ہیں مفید عاہر - جس قدر پہلی ایڈیشن میں چھپی تھی قریب اختتام ہو گئی شایقین جلد جلد درخواستیں بھیجیں ورنہ دوسری ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

تشخیص الراض - یہ عجیب و غریب کتاب ہاتھوں ہاتھ جاری ہے شایقین جلد درخواستیں بھیجیں ورنہ دوسری ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

جن صاحبان کی خدمتیں تذکرۃ القرآن شروع سے پہنچتا ہے انکی خدمت میں عرض ہے کہ تمام رسائل کو محفوظ رکھیں کیونکہ اللہ کریم کے فضل و کرم سے یہ ایک عجیب و غریب تفسیر کا پیش خمیہ ہیں اور خود بھی آیات بنیات کی صحیح اور واضح تفسیر ہیں جن صاحبان کے پاس کوئی نمبر کم ہو وہ ۲ کے ٹکٹ بھیج کر منبر تذکرۃ القرآن سے طلب فرما سکتے ہیں۔

المع

خاکسافچ محمد خاں منبر تذکرۃ القرآن و مفید عام وغیرہ مقام تراوڑی ضلع کراٹال

شریعت میں اور دین و دنیا میں جو کچھ ہو چکا جو صاحب مشق و ترقی کو ایک گزیر بنا
 چکے۔ وہ ایک پتہ پر ہی ختم کر سکتے ہیں تاکہ جو کسی دوسری کتاب میں یا غوی کی خدمت میں پہنچتی
 ہم عقیدہ عالمِ عربت معین الفکر کہ یہ ایک نجات ادویہ و علاج ہے ہر مرض اور دوا کا نام۔
 انگریزی۔ اردو۔ فارسی عربی و ہندی میں نجات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے جس میں یا دوا کا حال معلوم
 کرنا ہو تو نجات کو طور پر کہیں دیکھ لو خواہ اس کا نام کچھ اور زبان میں آنا ہو یا فارسی۔ یا
 عربی۔ یا انگریزی میں اس کی مدد کو حوالہ طور پر علاج کر سکتے ہو تاکہ انہم کسی خاص نسخہ و صاحب کی
 حاجت پڑے۔ اور قابلِ انظار میں ہیں جب چاہو کال یا موصول کر سکتے ہو ہر مرض کو علاج میں۔ انگریزی
 و یونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابلِ اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ پہلے اصول اور دینی ادویہ کی طرف
 خاص توجہ دی گئی جو تاکہ اس کی مدد کو شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے جو فہم و ذی علم کے لئے یہ کتاب
 حالِ صحت میں مین خافتر۔ اور ایامِ صیبت میں ہوس و غلہ ساز ہوگی جو کہ تہہ میں اطلاق اور دوائی کر میں
 کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید اور قابلِ اعتبار
 کتاب ہے کہ اس کی فہم و فائدہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے
 قیمت فی جلد تین روپے کل قیمت ہر سہ جلد ملے۔ کیا تاروں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست شخص کو
 بشرِ نصیب و اکثر لوگوں پر پڑا مشروں۔ اور غریب و عجز و دار و کو نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے۔
 ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹۵۔ ۱۳۹۶۔ ۱۳۹۷۔ ۱۳۹۸۔ ۱۳۹۹۔ ۱۴۰۰۔

کے تشخیص کا مرض۔ اس کتاب میں مفید علم کی طرح تمام ہر امن لغت کی ترتیب پر درج
کئے جا کر ہر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ امتحان اور تشخیص مریض کئے گئے ہیں
طب۔ جراحی۔ امراض قابلہ۔ امراض العین۔ امراض النساء۔ امراض العیون۔ امراض التین وغیرہ
میں سے کوئی مرض متنبی نہیں رہا۔ تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے۔ یہ کتاب
مفید علم کے ساتھ مکرر الکٹری۔ یونانی کا ایسا کامل کتب خانہ بن گیا ہے کہ بھر پوری کتاب کی ضرورت نہیں رہتی
اگرچہ پہلے سے اس کتاب کی نسبت ہمارا ارادہ صحت مند تھا کہ ہر ایک مریض کی تعریف اور تشخیص میں
کی جاوے مگر نظر ثانی باب و علامات و امتحان و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل ہاں شامل کر دیا گیا ہے
باوجود زیادتی حجم کے نظر اتنا وہ عام نیت ہی دور پیہ اٹھانے سے ہے

۱۸۱۸ شہادۃ و ترقی۔ یہ اشتہاری پرچہ جو ایک ہزار مہوار چھپکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ
ماہواری شایع ہوا اگرچہ شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ملت فی صفحہ فی ششماہی
ایس۔ ڈیہ اور فی سال سے روپیہ فی صفحہ ہوگی جو صاحبان اپنی طبع شدہ اشتہارات یا رسائل پران
اوردو یا انگریزی وغیرہ اشاعت کیواسطے ارسال فرمیں وہ بشرح ذیل شایع کئے جاسکتے ہیں
فوزن ۳ ماشہ فی عدد چار روپیہ مہوار۔ ۳ ماشہ سے زیادہ ایک ٹولہ تک ملے روپیہ مہوار۔

ایک ٹولہ سے زیادہ فی تولہ یا دو سکی کسر سے ملے روپیہ مہوار۔ تاجروں کے لئے اپنی تجارت
کا یہ نہایت آسان و زیادہ ہے۔ اجرت اشتہار خواست کو ساتھ آتی جائے۔ ورنہ علامہ قبل معاف
نوٹ۔ تمام درخواستیں بنام فتح محمد خان منجیر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی ضلع کرنال آتی چاہیں

المکتہ

خاکسار فتح محمد خان منجیر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی ضلع کرنال صوبہ پنجاب

عجیب اور تمام تعلیم یافتہوں کی واسطہ نہایت ضروری مفید کتابیں

۱ مجموعہ تذکرۃ القلآن ۱۹۹۹ء مجلد ۱۰۰ میں مضمون فیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث ہے
(۱) دلائل پرستی بارتیجالی (۲) اسمائی بارتیجالی کی حقیقت اور کج اعمال اور غرض (۳) سسٹم تقدیر
(۴) دعا کی حقیقت اور افغانات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کو بچیں اور کون گمراہ ہیں (۶)
سماشرت یعنی مرد و عورت کو ہمہی تحفات کس طرح پرہوتے ہیں (۷) اسلامی خط و صوت (۸) غفلت کے
خطرات کا نتائج اور ادھکا کمال علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت (۱۰) کون تباہ اور امان طاقتوں کو زایل کر دے گی
خوابیاں مبت سہ حصول ڈاک دور دورہ

۲ مفتاح القرآن اسکو معمولی اردو خوان ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ روزہ لغتوں اور ایک لاکھ سو تالیفات
میں غور پر ایسا حاوی اور صرف و نحو میں ایسا شائق ہو جائے کہ قرآن مجید بارتجیبہ پڑھ سکتا ہو۔ چھوٹے
بچے ہی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید باخوبی پڑھ سکیں اور معنی پڑھ سکیں برابر مدت میں ختم کر سکیں
ہیں۔ پس تمام بچوں جانوں اور بڑھوں کو چاہیے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی بارتجیبہ
تلاش کرتے رہیں۔ ایسی عجیب خداوندی نعمت کی طرف غفلت نیکر اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی
ہے کہ محض چند مال کی معمولی محنت سے قرآن مجید بارتجیبہ آتا ہو۔ تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اب بچوں کو معنی قرآن مجید
پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قدر کوشش کر کے پڑھائیں کہ وہ بچے پڑھ سکیں اور بڑھوں کو چاہیے کہ وہ بچوں کو پڑھانے میں مدد کریں
ہے اگر ایسا ہی کرینگے تو انشاء اللہ اللہ عز و قزانی انہوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام دہائیت
غزلیں گندے شعرا و بچوں کے قصے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے کھیت ہوگا۔
ہو جائیں گے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے بزرگ دانش آموختہ جو جنہو مدرسہ کی تعلیم میں بھی بڑھ
ہو دیں اور بڑے کا امتحان بچائے چھ سال کو چار سال میں پڑھ لیا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳ مفتاح العربیہ اسکو ذریعہ سے معمولی اردو خوان تمام صحت و نحو عرب و ہندی میں ایسا
حاوی اور شائق ہو جائے کہ قرآن مجید بارتجیبہ پڑھ سکیں اور معنی پڑھ سکیں برابر مدت میں ختم کر سکیں

جلد ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ وَتُصَلِّيَ عَلَيَّ وَسَلِّمْ إِلَيْهِ الْكَرِيمِ

دعا

اَدْعُوا بِكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِينَ
اپنے رب کو تضرع اور خوف کے ساتھ پکارو تحقیق اللہ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا

وَلَا تَفْسُدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوا
زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو اور خوف و طمع کے ساتھ

خَوْفًا وَطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ

اس سے دعا مانگا کرو۔ تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں سے قریب ہے

اس آیت شریف میں دعا کا حال اور اس کی قبولیت کے طریق بیان فرمائے گئے ہیں۔ تضرع یعنی گڑگڑانا اور خوف یعنی اپنے گناہوں کی شامت اور خدا کی عدالت سے ڈرنا دعا کی واسطے لازمی امور ہیں۔ جب قدر کوئی دعا ان دو حالتوں سے خالی ہوگی اس قدر قبولیت سے دور ہوگی کیونکہ تضرع میں انتہا مدد کا مجوزہ نیاز شامل ہوتا ہے اور خوف میں اپنی عبودیت و گنہگاری اور خداوند عالم کی

الوہیت اور قدوسیت کا اظہار ہوتا ہے جب قدر تضرع اور خوف کس انسان میں
ترقی کریں اسی قدر وہ گناہوں سے پاک ہو کر خدا کی جناب میں مقبول اور پیارا
ہو جاتا ہے۔ برعکس اس کے جو انسان خدا کی طرف سے لاپرواہ اور بے خوف بناتا
ہے اس قدر سنگبر خاتم سرکش اور بدکار ہوتا جاتا اور حدود انسانیت سے جو مجزویا
راست روی اور عبودیت میں خارج ہو جاتا ہے۔ جب تضرع اور خوف کی
خوبیوں سے کوئی انسان عاری ہو تو سمجھنا چاہئے کہ وہ انسانیت کے خارج
اور جناب الہی سے مردود ہو گا کیونکہ تضرع اور خوف سے علیحدہ ہونا بدکاری
میں پڑ جانا اور خدا کی حضور میں غیر مقبول ہو جانا ہے چنانچہ آیت مذکورہ ^{لصدہ}
میں ایک طرف یہ حکم ہے کہ اپنے رب کو تضرع اور خوف کے ساتھ پکارو
دوسری طرف ساتھ ہی یہ تنبیہ ہے کہ اللہ حد سے گزر جانے والوں کو دوست
نہیں رکھتا دوسرے الفاظ میں اس آیت کریمہ کا مطلب اس طرح پر بیان کر سکتے
ہیں کہ اپنے رب کو محض دروازہ گریہ و زاری اور خوف کے ساتھ پکارتے رہو اگر
ایسا نہ کرو گے تو ان غافلوں اور ظالموں میں شامل ہو جاؤ گے جو اپنی زیادتیوں
کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتے کہ خدا ان سے محبت کرے پھر دوسرے الفاظ
میں اسکی تشریح اس طرح پر ہے ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاح
وادعوا لخرقها وطمعاً یعنی اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ کرو اور زح
وطمع کے ساتھ اللہ سے دعائیں مانگا کرو۔ پھر اور پیرایہ میں آئندہ الفاظ اس
مطلب کو اور بھی صاف کرتے ہیں۔ ان رحمۃ اللہ قریب ^{من} المحسنین
تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں سے قریب ہے۔ رحمت الہی جو دعاؤں کی قبولیت
کا موجب ہوتی ہے اسکی نسبت اللہ کریم فرماتا ہے کہ وہ نیکی کرنے والوں کے
قریب ہے جب کوئی نیک بندہ اللہ کو پکارے تو رحمت الہی اسکی قبولیت

کے واسطے حرکت میں آجاتی ہے۔ الغرض مومن متقی اور نیک ہونا گریہ نزاری اور عجز و نیاز کے ساتھ دعائیں مانگنا قبولیت کے واسطے لازمی امور ہیں عکس اس کے بدکاری اور ظلم کی حالتیں جو دعائیں لاپرواہی اور بیدلی کے ساتھ کیجائیں وہ قبولیت حاصل نہیں کرسکتی چنانچہ آیتہائے مذکورۃ الصمدین الفاظ ذیل اس کے شاید میں ان اللہ لا یحب للہعدین تحقیق اللہ حد سے گذر جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا قرآن مجید جو ہر ایک روحانی مسئلہ کو طرح طرح کی تعلیمات اور ہر طرح کے پیراؤں میں صاف و روشن کرنا چاہتا ہے اور مقامات میں اس مسئلہ کی تشریح اس طرح پر فرماتا ہے۔ وما للظالمین من انصاف ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ان اللہ لا یھدی القوم الفاسقین اللہ بدکاروں کو کامیابی کے راستہ نہیں دکھاتا ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین اللہ ظالموں کی ہدایت نہیں کرتا وما دعاء کافرین فی ضلّٰل نا فرانوں کی دعائیں سمجھتی رہتی ہے جیسے کوئی راہ سے بھٹکا ہوا مسافر منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا اسی طرح کسی ایسے شخص کی دعا جو خدا کو نہیں مانتا کسی قبولیت کو نہیں پہنچتی یہی وجہ ہے کہ ظالم اور بدکار قومیں جو خدا کی نسبت ایمان صحیح نہیں رکھتی اور اصلاح نفس و عیوہ دینیت کے راستوں سے دور ہیں اپنی دعاؤں کو بے اثر دیکھ کر انکی قبولیت سے ہی انکار ہو گئی ہیں اور دعا کو محض عبادت سمجھتی ہیں یہ بے ایمانی کا دو حصہ درجہ ہے اول درجہ تو وہ ہے کہ خدا کی ہستی ہی سے انکار کیا جاوے دویم درجہ یہ ہے کہ اسکو کارخانہ عالم کی طرف سے بے اختیار محض یا معطل مانا جاوے۔ پاک بندوں کی مخلصانہ دعائیں ضرور جناب الہی تک پہنچتی اور مناسبت جواب حاصل کرتی ہیں یہ ایک پس پردہ مکالمہ ہے جو مومن بندہ اور اس کے رب کے

در بیان ہوتا ہے یہ ایک روحانی ملاقات ہے جو پاک دوح کو اس کے
 سولہ کے ساتھ ہوتی ہے اور ہر سال پورے یقین اور ایمان کے ساتھ
 اپنے عجز و نیاز اور توبہ و استغفار کو کریم و کریم مالک کے آگے پیش کرتا ہے
 اور ہر خداوند عالم کی رحمت کا میابی کی صورت یا مناسب تفسی سے اسکی
 ولداری کرتی ہے نصرت الہی کے مشاہدات اپنی زندگی میں معائنہ ہو کر یوں
 کے یقین کو روز بروز ترقی ہوتی اور معرفت بڑھتی ہے بنیاد کوئی مذہب اور
 کوئی قوم ایسی نہیں جسکی آسمانی کتابوں میں دعائی تعلیم نہ ہو بلکہ کوئی فرد بشر بھی
 ایسا نہیں جو دلگداز مصائب اور جانسوز تکالیف کے وقت خود بخود اپنے رب
 سے مدد اور معافی کا خواستگار نہ ہوتا ہو۔ ہاں یہ تو ضرور ہے کہ سعید اور خدا ترس
 لوگ تو بات بات میں اپنے رب کو پکارتے اپنے آپ کو ناجیز اور ناتواں
 خیال کر کے اس قادر مطلق کی مدد کے خواہاں ہوتے ہیں ہر ایک حاجت میں
 اور ہر ایک دکھ میں جو ضرورت ہو اس سولہ سے چاہتے ہیں کوئی دنیاوی تکلیف
 یا حاجت ہو یا دینی ہر ایک امر میں خدا سے دعائیں مانگتے ہیں۔ ان لوگوں کا
 حال بعینہ ایک معصوم بچہ کے مشابہ ہوتا ہے جو ہر ایک ضرورت کے وقت
 رو دیتا اور ماں ماں کر کے پکارتا ہے ایسے ہی یہ خدا کے پیارے اپنے محبوب
 اور سولے حقیقی کو بھی ہر ضرورت کے وقت پکارتے ہیں اور جیسے ماں شفقت
 و رحمت کے ساتھ اپنے معصوم بچہ کی کار سادی کرتی ہے ویسے ہی رب العالمین
 کمال شفقت و رحمت کے ساتھ اپنے عاجز بندے کی کار ساز ہر کرتا ہے۔
 دویم درجہ کے وہ لوگ ہیں جو عموماً غفلت اور لاپرواہی میں اپنی زندگی بسر کرتے
 اور اپنی طاقتوں اور کوششوں کو اپنے واسطے کافی سمجھتے ہیں معمولی حالتوں میں
 کبھی خدا کو یاد نہیں کرتے مگر غیر معمولی حالتوں میں ضرور اسکی طرف جھکتے دعائیں

مانگتے نذر و نیاز مانتے اور اُس کے پاک بندوں سے دعا کا سوال کرتے ہیں جب تک یہ لوگ خود توبہ و استغفار نہ کریں اپنے مالک کے آگے درود لیں اور عجز و نیاز کے ساتھ نہ روئیں اُس وقت تک کوئی قبولیت حاصل نہیں کر سکتے اس لئے یہ لوگ دعاؤں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے مگر مصیبت کے وقت فطرتی ایمان اندرونی طور پر جوش مار کر خدا کی طرف اُنکو ضرور جھکا دیتا ہے۔ سویم درجہ کے وہ لوگ ہیں جو معمولی تکالیف میں بھی خدا کی طرف نہیں جھکتے اور نہ کوئی اُس سے مدد مانگتے ہیں مگر جب ناقابل برداشت تکالیف اُنکے سر پہ آ پڑتی اور اُن کے گہنڈہ خود روی اور بے نیازی کو توڑ کر دلوں کو شکستہ و مایوس کر دیتی ہیں اُس وقت یہ بھی خدا کے آگے رونے لگتے اور دعائیں مانگتے ہیں۔

الغرض کوئی مذہب آسمانی ایسا نہیں جس میں دعاؤں کی تاکید نہ ہو اور کوئی فرد بشر ایسا نہیں جس کی فطرت ایک نہ ایک وقت اُسکو دعاؤں کی طرف جھکا دے پھر وہ انسان کیسا لاندہب اور فطرت انسانی و مشاہدات جاودانی طرف سے کیسا جاہل ہے جو دعاؤں کو فضول یا غیر مقبول خیال کرتا ہے اور وہ قوم کیسی نادان ہے جس نے عدم قبولیت دعا کو اصول ایمانی میں سے قرار دیا ہے۔ تمام عالم میں دعاؤں کی آواز ہے بچہ جوان اور بوڑھے سب خدا کو پکارتے ہیں علم والے اور بے علم سب مکے میں فطران دعا کی اصلیت کے قابل ہیں سارے مذہب اور ساری قومیں خدا سے دعائیں کرتی ہیں۔ اتنا فرق ضرور ہے کہ ایک لوگ دکھ اور تکلیف اور فراخی میں ہر ایک ضرورت کے وقت خدا کی مدد دہا اور رحمت کے طالب رہتے ہیں اور ایک لوگ تھوڑی تھوڑی تکالیف کی تو اور ایک لوگ سخت مصائب کی وقت۔ پھر کیا ایسا ایمان جو کم و بیش ہر ایک فطرت میں موجود ہے باطل ہے؟ تو پھر ماننا چاہئے کہ تمام علوم متعارفہ اور

فطرتی عقائد باطل ہیں اور ساتھ ہی باتا چاہئے کہ تمام علوم انسانی باطل ہیں کیونکہ تمام علوم کی بنیاد علوم متعارفہ اور فطرتی عقاید ہوتے ہیں۔ الغرض دعاؤں کو بے حقیقت سمجھنا دہریت یا سوفسطائی کا ایک شعبہ ہے یا بے ایمانی و بدکاری کا ایک نتیجہ۔

دعاؤں کی قبولیت سے انکار	خلافت دیں و فطرت کا ہونا ظہار
سعیدوں کی رفیق دم دعا ہے	عبودیت کا خاصہ التجا ہے
خدا داتا ہے اور انسان گدا ہے	عبادت کا یہی تو دعا ہے
دعاؤں سے ہو قربت اور حیرت	خدا کی مغفرت اور فضل و نصرت
دعا ہر ایک فطرت کی صدا ہے	ہر اک دکھ میں اسی کا آسرا ہے
دعا سے جو کوئی کرتا ہے انکار	سمجھ لو ہے وہ غافل اور بدکار
سعادت جب تلک انسان قائم	کراتی ہے دعائیں رب سے ایم
تکبر اور رعونت اور جہالت	دعاؤں سے کرا دیتی ہیں نفرت
دعا تو مغز ہے ہر بندگی کا	سہارا ہے بہت یہ زندگی کا
دعائیں شستی و انکار و غفلت	یہ کرتے ہیں حماقت کی دلالت
نہیں کرتا ہے جو اللہ کو یاد	وہ ہو جاتا ہے بس بدکار و برباد
دعا سے رحمت خالق ہو شامل	دعا سے دین اور ایماں ہو کامل
بڑھے اس سے خلوص نور عرفا	زیادہ دم بدم ہو دین و ایماں
خدا کی بود و اور فضل و رحمت	ملے تقصد ملے رنج اور زحمت
دعائیں شرط ہے اخلاص زاری	گدا زور و خوف و انکساری
خدا کا خوف ہو خلقت شہقت	نفس میں جوش ہو اور دل میں رقت
دعائیں ہو اگر کچھ بے نیازی	نہیں ہوتی ہے اُس سے کار سازی

جوہوں ناحق و بے معنی دعائیں	اجابت حق تعالیٰ کی نہ پائیں
یونہی برباد اور بیکار جائیں	سراسر زحمت و نقصان لائیں
جو ہو مغرور یا جبار و کذاب	دعاؤں میں نہ ہو سکے اسکی ایجاب
دعا کو فطراناً سب جانتے ہیں	قبولیت کو اسکی مانتے ہیں
کوئی بے علم ہو یا علم والا	وہ قایل فی الحقیقت ہے عا کا
کوئی ہر وقت کرتا ہے دعائیں	کوئی اسوقت جب آئیں بلائیں
غرض خالی نہیں کوئی دعا سے	تفرد اس سے ہے نفرت خدا سے
نہ کوئی قوم و مذہب ہے نہ انسان	نہیں جس میں دعا پر کوئی ایمان

الغرض دعا ایک ایسا فطرتی امر ہے کہ دنیا کا کوئی مُلک یا شاہ لڑگاہوں تو دور کرنا کوئی گہر بھی ایسا نہیں جس میں دعا پر فطرتی ایمان ہونے کا ثبوت نہ ملتا ہو کہیں بڑے چھوٹوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں اور کہیں چھوٹے بڑوں کے حق میں کہیں نوکر اپنے آقاؤں کے حق میں اور کہیں آقا اپنے نوکر کے حق میں کہیں دوست کو دوست دعائیں دیتا ہے کہیں دشمن کو دشمن بددعا میں سلام گڈ مارنگ جیتے رہو خوش رہو اسی فطرتی ایمان کا ظہور میں تمام زبانوں میں خدا تعالیٰ کے نام قاضی الحاجات - عجیب الدعوات - رحیم و کریم - ذوالفضل العظیم - داتا گنجینہ اور غفار ہیں۔ یہ اسمائے الہی بھی قبولیت دعا کی طرف صاف دلالت کرتے ہیں پھر ایسے عام یقین سے عمداً انکار کرنا جیسے تمام نبی نوع کی فطرتیں - زبانیں - رسومات اور عبادات شاہد ہیں اور جس پر تمام آسمانی تعلیموں کا اتفاق ہے کیسی جہالت ہے کیا یہ سلب کچھ باطل ہے نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ دعا کی قبولیت سے انکار کرنا اس امر کا اقرار ہے کہ اس کا ایمان اللہ کریم کی نسبت ناقص یا کالعدم ہے یا غفلت و بدکاری کذب و ریا اور ظلم و

و تکبر کی وجہ سے ایسا مردود ہو گیا ہے کہ خدا کی جناب میں اُس کی کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اسلئے قبولیت دعا سے انکار کر بیٹھا ہے۔ اپنے آقا سے انعامات کی امید اُس نوکر کو ہوتی ہے جو خلوص اور خوشدلی کے ساتھ خدمت کرتا رہا ہو اور ہمیشہ ہر طرح پر اُس کو خوش رکھا ہو۔ جو نوکر اپنے آقا کی مرضی کے خلاف چلے اُس کو بخیل بے رحم اور ظالم خیال کرتا رہے اور اپنی بڑائی بے ایمانی اور بد چلنی سے ہمیشہ اُس کو ناخوش رکھے وہ اُس سے انعامات کی کیا امید کر سکتا ہے وفادار خیر خواہ مستعد اور فرمانبردار نوکر کو اپنے آقا سے ہر طرح کی بھلی امید ہوتی اور اُسکی التجائیں قبول ہوتی ہیں برعکس اُس کے بی وفادار خواہ شست اور نافرمان نوکر کو ہمیشہ اپنے آقا سے خوف رہتا اور اُسکی التجائیں بچائے قبولیت کے اور نفرت اور غضب پیدا کرتی ہیں یہی حال نیک اور بد کی دعاؤں کا ہوتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ان الذین امنوا والذین ہاجرُوا وجاہدُوا فی سبیل اللہ اولئک یرحمہم اللہ واللہ غفورٌ رحیم تحقیق جو لوگ ایمان پر قائم رہتے خدا کے واسطے وطنوں کو چھوڑتے اور جان و مال سے ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امید کرتے ہیں کیونکہ اللہ غفور اور رحیم ہے اس آیت سے ظاہر ہے کہ قبولیت دعا کے واسطے سب سے پہلے صفات باری تعالیٰ پر صحیح ایمان ہونا اور پھر اُس ایمان کے مطابق اپنے عقاید اعمال اور عادات کو درست رکھنا ضروری ہے جو قوم خدا کو معطل یا نادار یا بے اختیار محض ماننے والا اُس کے فضل و کرم کی امیدیں کر سکتی ہے دویم درجہ پر خوشنودی رب العالمین کے واسطے تکالیف اٹھانا اور ہر طرح کی محنت برداشت کرنا ضروری ہیں خواہ وطن چھوڑنا پڑے یا جنگ و جدال تک کا سامنا ہو کہ سب طرح احکام الہی سے باہر نہ جائے الغرض جو لوگ ایمان و اعمال اور جد و

کے ساتھ خدا کے سچے بندے اور سچے پرستار بن رہتے ہیں وہی رحمت الہی کے اُمیدوار بنتے اور اُنہیں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ کریم کے دوا سہا کے ہیں جو قبولیت دعا کے موجب ہوتے ہیں اول غفور و دوم رحیم غفور کے معنی ہیں بہت بخشنے والا اور رحیم کے معنی بہت رحم کھانے والا۔ جب کوئی مومن بندہ اپنے خدا سے کچھ مانگتا ہے تو اسکی غفاری بہت سارے گناہوں کو بخشتی ہے ساتھ ہی اسکی رحمت حرکت میں آکر اسکی دعا کو قبول فرماتی یا کسی اور بہتر طریق سے اطمینان کر دیتی ہے۔ اسطرح ہر ایک با ایمان سائل اُن انعامات کا مستحق ٹھہر جاتا ہے جو کمی محنت یا شامت اعمال کی وجہ سے اُسکو نہیں مل سکتے تھے۔ یہی سلسلہ ہم دنیاوی معاملات میں بھی ٹھب و روز ملاحظہ کرتے ہیں۔ ایک وفادار نوکر کی کسی شستی یا غفلت سے اگر اس کا آقا ناراض ہو کر اسکی ترقی کو روک لے تو اسکی توبہ اور التجا کرنے پر فوراً بخشتیتا اور فراخ دلی کے ساتھ اپنی حد اختیار کے مطابق سلوک کرتا ہے۔ پر خدا کی بخشش اور رحمت تو بے حد و بے انتہا ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے لَا تَقْطَعُ مِنْ رَحْمَتِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا اللہ کی رحمت سے ناسیدی مت کرو تحقیق اللہ تمام گناہوں کو بخشتیتا ہے ہمارے ایمان اور اعمال کیسے ہی خراب کیوں نہ ہوں اور جناب باری سے ہم کیسے ہی مردود کیوں نہ ہو گئے ہوں ہمیں مایوس نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ تمام گناہ کو بخشتیتا اور رحمت بھیجنے کے واسطے طیار ہوتا ہے۔ قبولیت دعا اور رحمت کے باج ہمارے گناہ ہوتے ہیں مگر جب اللہ کریم تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے پھر کیوں مایوس ہوں۔ رحمت الہی سے مایوس ہونا گمراہی کی دلیل ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے وَمَا يَقْنُتُ مِنْ رَحْمَتِ رَبِّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَالِغُونَ۔ اپنے رب کی رحمت سے کوئی نا اُمید نہیں ہوتے مگر اہل گمراہی

اُس قوم کے دین اور عقل پر افسوس جو خدا کو بخشش اور رحمت کے صفات میں بے اختیار مانتے اور دعاؤں کو محض ایک طریق عبادت خیال کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک دعائیں ایک قسم کی جھوٹی عبادات ہیں۔ یہ نتیجہ اُس بجا تصرف کا ہے جو صحیح اور بہدین لوگوں نے کلام الہی کی تفسیر میں کیا۔

غور جو ہیں مردود و بار خدا وہ کیا کرتے ہیں انکار و عدا
پرست، و فضل خاصے دو ہیں بے خبر ہیں بے بصر بے نور ہیں
استغفار عام تہیید کے بعد ہم مضمون دعا کو چند اشکال کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔

۱ دعاؤں کی قبولیت کا ایمان ہر ایک انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ سعادوں میں یہ ایمان زندہ رہتا اور ہر ایک جھوٹی بڑی ضرورت کے وقت اُنکو کامل یقین کے ساتھ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ عکس اس کے سعید مومن کی یہ ایک بڑی پیمچان ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے خدا کی نصرت مغفرت اور رحمت کا طالب بنا رہے جس قدر انسان دنیا پرست، غافل اور جناب الہی سے دور ہوتا جاتا ہے اسی قدر یہ ایمان ضعیف اور بیجاں ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ پرلے

درجہ کے بد بخت لوگوں میں بلا انتہا درجہ کے دکھ اور مصیبت کے ظاہر نہیں ہوتا۔

چنانچہ یہ ایمان نیک و بد لوگوں میں مختلف درجوں پر ہم شب و روز خود مشاغل کرتے ہیں کوئی قوم تو کیا کوئی فرد بشر بھی ایسا نہیں جو ایک نہ ایک قسمت اپنے خداست امداد اور مشکل کشائی کا خواستگار نہ ہوتا ہو اسکی تمثیلات سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے ایک طرف انبیاء علیہم السلام اور ان کے سچے تابعین کا گروہ ہے جو بات بات میں اپنے رب سے دعائیں مانگتا ہے۔

حاملان عرش پکارتے ہیں۔ ربنا وسعت کل شیء کر حمد و علماء اسے ہمارے رب تیری رحمت اور تیرا علم ہر ایک شے میں پھیلا ہوا ہے آدم علیہ السلام کی دعا ہے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرین۔ اسے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور تباہ ہو جاویں۔ نوح علیہ السلام دعا کرتے ہیں۔ رب لا تذر علی الارض من الکافر دیا دا۔ اسے میرے رب تو زمین پر کافروں کا کوئی ملک نہ رہنے دے۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ رب اجعل هذا نبلا منا وامننا وامننا وامننا اہلہ من التملات من امن منهم باللہ والیوم الاخرہ اسے میرے رب تو اس شہر کو بکواسن بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھیں انکو پھیلوں کا رزق دے۔ شعیب علیہ السلام کی دعا ہے۔

ربنا افتخ بیننا و بین قومنا بالحق۔ اسے ہمارے رب تو ہمارے اور ہمارے قوم کے درمیان حق حق فیصلہ کر دے صالح کی دعا ہے ربنا ھب لنا

من اذ واجنا وذ دیا مناقرة اعین اسے ہمارے رب تو ہماری بہیوں اور
 ہماری اولاد میں سے قرۃ العین عطا کر۔ یونس کہتے ہیں سب انہی ظلمت نفسی
 اس میرے رب تحقیق میں ہی اپنے نفس پر ظلم کیا۔ حضرت سلیمان کی دعا ہے
 سب اغفر لی وہب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی۔ اس میرے رب تو
 میری مغفرت کر اور مجھ کو ایسا ملک عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ پہنچ سکے حضرت سلج
 علیہ السلام کی دعا ہے سبنا انزل علینا ما نلک۔ اسے ہمارے رب تو ہمیں
 ایک خوان نازل کر۔ اصحاب کہف کی دعا ہے۔ سبنا اتنا من لدنک
 رحمة۔ اسے ہمارے رب تو ہمیں اپنی جناب سے رحمت بھیج۔ انکے علاوہ
 اور ہزار ہا متفرق دعائیں ہیں جیسے سبنا انت ولینا فاغفر لنا و ارحمنا۔
 سبنا لا تراخذنا ان نسینا و اخطانا ربنا ولا تجعل علینا اصلاً کما حسنت
 علی الذین من قبلنا سبنا و لا تجعلنا ماطاقت لنا بہ و عفت عنا و اغفر لنا
 و ارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین۔ سبنا اغفر لنا ذنوبنا
 و اسد فناء فی امرنا و ثبت اقدامنا۔ الغرض سبنا اور سبجی کی پکار سے
 تمام قرآن بھرا ہوا ہے دوسری طرف دنیا پرستوں بدکاروں اور ملعونوں کا گروہ
 ہے جسکی مثال فرعون اور اس کا گروہ ہے۔ ہفت ست صیبت کیوقت وہ بھی
 موسیٰ علیہ السلام سے دعا کے خواستگار ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو
 رسالجات مانج و اپریل سنہ ۱۹۷۷ء سے پھر ایک عام مثال کے طور پر قرآن مجید
 فرماتا ہے۔ اذ اسکونی الفلک دعوا اللہ المسلمین لہ الدین فلما انجھم
 الی البلاذ اھم یشکون۔ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تب اللہ کو دینی اخلاص
 کے ساتھ پکارتے ہیں مگر جب ہم ان کو صحیح سلامت خشکی پہنچا دیتے ہیں تب
 فوراً شرک کرنے لگتے ہیں۔

۲۔ دعاؤں کی قبولیت سے معرفت ترقی پکڑتی اور

ایمانی اصول یقینی صورت میں متبدل ہو جاتے ہیں۔

جب ایک مومن بندہ اپنے رب کو کسی ضرورت یا کسی مشکل کے وقت پکارتا ہے تب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سُن رہا ہے پھر اور زیادہ اُسیدِ خلوص اور عجز کے ساتھ پکارتا ہے تب پہلا احساس اور بھی تیز ہو جاتا اور اُسکو اپنی دعاؤں میں زیادہ پُرجوش بنا دیتا ہے آخر کار رب العالمین جو الرحمن الرحیم ہے کمال فضل اور رحمت کے ساتھ اُسکو خواب یا الہام کے ذریعہ سے جواب دیتا ہے یہ جواب ایسا تسلی بخش ہوتا ہے کہ سائل کو ایسا یقین کمال ہو جاتا ہے جیسا کہ حاکم ظاہری کے احساس پر یعنی جس قدر آنکھوں سے دیکھی ہوئی شے یا کانوں سے سنی ہوئی آواز کے واقعی وجود پر پورا یقین ہوتا ہے ویسا ہی اس بالنی اطلاع کی صداقت پر کمال بھروسہ ہوتا ہے۔ جب بار بار اپنی دعاؤں کے جواب میں یقینی اور مشاہدہ کرتا ہے تب باری تعالیٰ کی صفت رحمت کے عجیب عجیب خواص اُسکو معلوم ہوتے جاتے ہیں اپنے تجربہ سے وہ دیکھتا ہے کہ کن کن باتوں سے خدا خوشنود ہوتا اور کن کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے کن حالتوں میں اُسکی دعا کو جلد ترقبولیت حاصل ہوتی ہے اور کن حالتوں میں دیر میں اور کن حالتوں میں کوئی جواب نہیں ملتا اس طرح پر تمام اصول اور حقیقت واقعی طور پر معلوم ہوتی جاتی ہے۔ صفائیِ علوم کے ساتھ اخلاصِ محبت و فاضلِ شکرِ خدا اور تسلیم کی قومیں بھی ترقی پکڑتی ہیں اور وہ خوب سمجھتا ہے کہ ایک وقت خدا تعالیٰ سے مانگنے کا ہے اور ایک وقت اُسکی رضا پر صبر و شکر کرنے کا ایک وقت اُس کے انعامات سے مسرور اور ممتاز ہونے کا ہے اور ایک وقت ابتلاؤں

میں وفاداری اور تسلیم ظاہر کرنے کا۔ الغرض ایسا مومن اپنے خدا سے بار بار ملتا
 یہ کلام ہوتا اور دین کے راستوں میں بیناؤں کی طرح چلتا ہے برعکس اُس کے
 جو مقبول نہیں وہ خدا سے دور ہے اور دین کے راستوں میں اندھوں کی طرح
 چلتا ہے۔ اس طرح پر دعاؤں کا سلسلہ حصول رشد و سعادت کا موجب ہوتا ہے
 چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَانِّي قَرِيبٌ اَجِيبْ
 دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَاكَ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَالْيَوْمَ مَتَوَالِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ
 اگر میرے بندے تجھ سے میری بابت سوال کریں پس اُنکو جواب دے کہ میں
 قریب ہوں۔ دعا کرنا واجب مجھے پکارے میں اُسکو قبول کرتا یا جواب دیتا
 ہوں پس میرے بندوں کو چاہئے کہ مجھ سے دعائیں مانگا کریں اور مجھ پر ایمان
 رکھیں تاکہ وہ رشد حاصل کریں۔ یہ یاد رکھئے جیسا کہ ہم تہذیب میں بیان کر چکے
 ہیں کہ قبولیت دعا کے واسطے محنت ایمان استغفار ثوبہ صبر اور عجز و نیاز ضروری
 ہیں چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ لفظ عبادی سے اپنے بندوں کو مخاطب
 کر کے اپنے قریب اور مجیب ہونے کا اظہار فرماتا ہے اور دعا کرنے والے کو
 لفظ الدَّاع سے عام نہیں رہنے دیا بلکہ العن لَام نے مخصوص کر دیا ہے
 اور آیات قرآنی اس سلسلہ کو اور زیادہ واضح کرتی ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔
 فَاَسْتَغْفِرْ وَادْعُ تَقْبَلُ اِيَّاهُ اِنْ رُبِمَا قَرِيبٌ اَجِيبْ ۝ خدا سے استغفار
 کر اور اُس کی طرف جھک جاؤ کہ تحقیق میرا رب قریب اور مجیب ہے ایک
 اور مقام پر ارشاد ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ اِنَّ اللّٰهَ
 مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ اسے مومنو اللہ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد چاہا کرو کہ تحقیق
 اللہ صابرین کے ساتھ ہے۔

۳۔ صفات باری تعالیٰ میں سے اجابت دعا ایک

ایسی صفت ہے جو عفو و رحیم اور مغفرت کا مظہر بنتی اور
 اور اولیاء کرام کی زندگی میں عجیب و غریب کرشمہ دکھلاتی ہے
 امام الوقت سید سعید و مہدی سعید اپنے رسالہ برکات الدعا میں فرماتے ہیں
 اوردعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اُس کے رب میں ایک تعلق
 مجا ذہ ہے یعنی پہلے خدا تعالیٰ کی رعایت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے پھر بندہ
 کے صدق کی کشتیوں سے خدا تعالیٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی
 حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے سو
 جس وقت بندہ کسی سخت شکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف کا بل یقین اور بل
 استیذان اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کیساتھ جھک جاتا ہے اور ہمت
 درجہ کا پیدا ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے
 آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اُس کے
 ساتھ کوئی شریک نہیں تب اُسکی روح آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت
 جذب جو اُس کے اندر رکھی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی
 ہے تب اللہ جل شانہ اُس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس
 دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جن سے ایسے اسباب پیدا ہوتے
 ہیں۔ جو اُس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ مثلاً اگر بارش کے
 لئے دعا ہے۔ تو بعد استجاب دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کے لئے
 ضروری ہو۔ مٹے ہیں اُس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور اگر قحط کے
 لئے بدعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے
 یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت

ہو چکی ہے۔ کہ کامل کی دعائیں ایک قوت تکوین پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی
 بانہ تعالیٰ وہ دعا عالم غلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے۔ اور عناصر اور اجرام
 فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف سوتیلہ مطلوب ہے
 خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اسکی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں۔ بلکہ اعجاز کے بعض
 اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے۔ اور جب قدر ہزاروں
 معجزات انبیاء سے غیب میں آئے ہیں۔ یا جو کہ کہ اولیاء کے کرام ان دلوں
 تک عجائب کرامات دکھلائے رہے انکا اصل اور منبع یہی دعا ہے۔ اور اکثر
 دعاؤں کی اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں
 وہ جو عرب کے بہا ہانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مردے
 تھوڑے دلوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الہی رنگ
 پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الہی ہمار
 جاری ہوئے۔ اور دنیا میں یکدم فعا ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ پہلے اس
 سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا ؟

وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب
 باتیں دکھلائیں جو اس امی یکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللہ
 صل وسلم وبارک علیہ وآلہ بعددہم وغیرہ عن نام لہذہ الامۃ
 وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد

قرآن مجید سے تاثیرات دعا کی بابت یہاں تک ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی
 شخص مصائب میں گرفتار ہوتا ہے یا کوئی قوم خراب حال ہو جاتی ہے

اُس مصیبت اور تباہی کے وقت جو دعائیں ناز نزار اور بے اختیار اُنکے
 سوہوں سے نکلتی ہیں وہ ایک نہ ایک وقت ضرور اپنا اثر کرتی اور زمانہ کا
 تخت پلٹ دیتی ہیں۔ یہی سلسلہ دعا ہے جو مغلوب کو غالب اور زیر دست
 کو زبردست بنا دیتا ہے۔ اور عروج اور غلبہ کے وقت میں عموماً لوگ لاپرواہ
 متکبر سرکش اور ظالم بن جاتے ہیں اسلئے دعائیں اُن سے چھوٹ جاتی اور
 یہ لاپرواہی اُن کے زوال کا موجب بنتی ہے، برعکس اس کے جو لوگ تباہی
 اور مظلومیت کی حالت میں ہوتے ہیں وہ عموماً کثرت سے اپنے خدا کو یاد کرتے
 ہیں اسلئے آخر کار اُنکی آہ وزاری مقبول ہو کر عروج کا باعث بن جاتی ہے یہ سلسلہ
 عروج و زوال کا کنبوں خاندانوں اور قوموں میں اس کثرت سے دیکھا جاتا
 ہے کہ یہ بات ضرب المثل ہو گئی ہے ”دہر بات کا انت ہے“ یعنی انتہائے
 زوال کے بعد عروج اور انتہائے عروج کے بعد زوال شروع ہو جاتا ہے
 اصل راز اس شخص اور قومی عروج و زوال کا دعا اور غنا ہے۔ کسی بزرگ کا سہم
 بہ ترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کرے ۛ اجابت از دہ حق بہر استقبال می آید
 قرآن مجید ان تصرفات الیہ کی نسبت اسطرچہ فرماتا ہے۔

اَمَّنْ يَحْيِي الْمَيِّتَ اِذَا دَعَا وَيَكْشِفُ السُّوْمَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ اِلَٰهِكُمْ
 عَالِمُ مَعَالِیْ ۗ اَللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيرٌ
 اور مصیبت کو دور کر دیتا اور کمزور زمین کے خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی
 اور معبود ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مصیبت کا دور ہونا اور زمین
 میں عروج پانا اضطراری دعاؤں سے شروع ہوتا ہے یہ تمام قدرت اللہ کو
 ہے جس کے سوائے اور کوئی معبود نہیں اور مسئلہ بھی ایسا صاف اور بدیہی
 کہ ہر ایک انسان اپنے دل سے سوال کر کے اس نتیجہ کو پہنچ سکتا ہے اس سلسلہ

یہ تمام حقیقت سوال کی صورت میں بیان فرمائی گئی ہے تاکہ ہر ایک سمجھدار آدمی خود سوچے اور سمجھے۔

(۴) جو لوگ دعائیں نہیں مانگتے وہ سخت غافل بیدین اور بدکار ہو جاتے اور اُن تعلقات باطنی سے محروم رہ جاتے ہیں جو مومن بندہ کے واسطے رفع الی اللہ اور ازاد بصر کا موجب ہوتے ہیں

جو شخص خدا سے کچھ نہیں مانگتا وہ عیوویت کی حقیقت اور سب العالمین کی رحمت و فضل سے نا آشنا محض ہے انسان کی کیا حقیقت ہے جو اپنے رب سے لاپرواہ بنا رہے ہم ظاہری سلسلوں میں بھی جو باطنی قواعد کا نمونہ ہیں یہی دستور دیکھتے ہیں کہ جو ماتحت اپنے افسر کو حقیر یا بے اختیار یا بخیل یا سوبی خیال کر کے اُس سے کسی قسم کی فیض کی امید نہ رکھتے اور نہ کبھی اُس سے کوئی سوال کرے بلکہ سوال کو لا حاصل بہتک خیال کرتا رہے وہ کبھی اپنے افسر کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتا اور اُن تمام فیوض سے محروم رہ جاتا ہے جو اُسکی نسبت حسن ظن رکھنے اچھی خدمات کرنے اور دلجوئی کرنے سے حاصل ہو سکتے تھے اور عموماً لاپرواہی بڑھتے بڑھتے تنفر کو پہنچ جاتی ہے جو مخالفت اور نقصانات کا موجب ہوتی ہے پھر جب ایک ناچیز انسان اپنی لیاقتوں اور قوتوں پر شک برآور سرکش بنا رہے اور سب العالمین کی کچھ حقیقت نہ سمجھے نہ اُس سے دعاؤں کی قبولیت کا یقین کرے اور نہ اُس سے فیوض و انعامات کی توقع رکھے تو پھر اُس کا کیا دین اور کیا ایمان ہے اور خداوند عالم کو اُسکی

کیا پرواہ ہے۔ عموماً دنیا پرستوں جاہلوں غافلوں متکبروں اور بدکاروں کا یہی حال ہوتا ہے کہ اپنی کمائی پرست عیش و تنعم میں غرق اور دنیاوی شغلوں میں خدا سے بے خبر رہتے ہیں پھر سب العالمین کو کچھ نہیں سمجھتے اور محض حیوانی زندگی بسر کرتے ہیں کہ گاؤں کی طرح سوائے شکم سیری کے کچھ خیال انکو نہیں آتا بلکہ حیوانوں سے بھی پرے ہو جاتے ہیں قرآن مجید میں نوح علیہ السلام سے غافلوں اور بدکاروں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلّٰهِ وَقَارًا تَحْسِبُ كَيْدًا هَوٰیكَ اِنَّ اللّٰهَ سَعْدُكَ مِنْ دُونِ مَا يَكْسِبُ الْبَشَرُ لَوْ لَا دَعَاؤُكُمْ لَوَلَوْ اَنْتُمْ عَالِمُونَ تَوَلَّيْتُمْ وَلَوْلَا تَوَلَّيْتُمْ لَافْتَدٰی عَنْكُمْ رَبُّكُمْ وَلَئِنَّكُمْ لَفِيْ عَذَابٍ اَلَدٍ

پھر ایک اور جگہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا يَعْصِيْكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دَعَاؤُكُمْ لَوَلَوْ اَنْتُمْ عَالِمُونَ تَوَلَّيْتُمْ وَلَوْلَا تَوَلَّيْتُمْ لَافْتَدٰی عَنْكُمْ رَبُّكُمْ وَلَئِنَّكُمْ لَفِيْ عَذَابٍ اَلَدٍ

تو اسے بندہ ناتواں چیز کیا ہے	مالک است بے فکر ایسا ہوا ہے
ہو ہے مالک الملک و خالق عالم	قدیر اور عزیز اور رزاق عالم
ہو یا ہے تو یکدم میں برباد کر دے	دکھوں سے تیرے گھر کو اور در کو بھر دے
ہو چاہے تجھ سخت بیمار کر دے	تو نگارے یکدم میں نادار کر دے
کھڑے تجھ پر باغات ساڑھ لگا	زمانہ کو خشکی کے دھوکے سے رلا دے
نہیں اور پیادوں کو تھر تھرا دے	سرکانات عالی و ہزار دھڑ گرا دے
وباؤں سے آدم پر لاوے تباہی	ہزاروں کو یکدم میں گرد و پودے راہی
نہیں اسکی پرواہ کچھ بھی سمجھتا	خداوند عالم کو یوں ہی سمجھتا
نہیں تو یہی کیا ایک بندہ خدا کا	ملا کیا تجھے حکم ارض و سما کا
نور کتنا ہے لوگوں سے اُمید نرہم	نہیں یاد یکدم خداوند عالم

سوالات کرتا ہے انسان تو
بھلا کیا خدا کمتر انسان سے ہے
خلایق کے دیر پڑا پھر رہا ہے
مگر رب سے مایوس بیزار ہے تو
دعا اور عبادت سے ہے عاجز
وہ ہے صاحب مغفرت اور رحمت
نہیں اس کے حکموں میں مختار
نہ مانگے اگر تو خدا سے دعائیں
رہے دور اللہ کی مغفرت سے
سیاہی ترے دل پہ چھاتی رہے بس
خرابی رہے دین و ایمان میں تیرے
یہاں اور وہاں سخت اندھا ہو تو
نہ ہو تجھ کو حاصل محبت خدا کی
رہے پیغمبر دل کے انوار سے تو
ارے پیچہ و سرکش و جاہل
تو رکھ درد ہر وقت اچھی دعا کا
نہ رکھ اپنے مولا سے اتنا تکبر
خدا کا نہیں اسمیں کچھ بھی بگڑتا

نہیں مانگتا کچھ بھی رحماں سے تو
کہ مایوس و بی فکر رحماں سے ہے
امید اور خوف اُن سے ہی کرنا
اسیوجھ سے تنگ اور غوار ہے تو
فیوضِ خدا سے ہے انکار تجھ کو
وہی دیوے عزت وہی دیوتے
نہیں کر سکے اُس سے تکرار کوئی
رہے سخت بیدین و آئیں بلیں
محبت کرے ظلمت و شیطن سے
مصیبت صد آنچھپے آتی رہے بس
بدی کی طرف تجھ کو شیطان پھیرے
ہمیشہ کو پھر دکھ سے روتا رہے تو
نہ نصرت خدا کی نہ رحمت خدا کی
پڑے دور نیکوں کے اطوار سے تو
دعاؤں میں یک لمحہ بھی ہو نہ کابل
کہ بندہ بے محتاج ہر دم خدا کا
نہ کر ایسے آقا سے بجا تنفر
بگڑتا ہے جو کچھ تیرا ہی بگڑتا

۵۔ دعاؤں کا قبول نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ
مشرک ہے یا غفلت اور سیراہی کی وجہ سے جناب الہی

میں اُسکو قبولیت حاصل نہیں ایسے شخص کو توبہ
 واستغفار کے ساتھ خداوند عالم کو پکارنا چاہئے۔
 چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وما دعاء الکافرین الا فی ضلل۔ خدا
 سنکروں کی دعا بھٹکتی بھٹکتی پھر کر تی ہے ان اللہ لا یرہی القوم
 الفاسقین اللہ بدکاروں کو کاسیابی کے راستے نہیں دکھاتا ان اللہ لا
 یحب المعتدین اللہ حد سے گزر جانے والوں کو دوست نہیں کھتا
 الا ان لعنت اللہ علی الکاذبین یاد رکھو کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے
 الا ان لعنت اللہ علی الظالمین یاد رکھو کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے
 ان رحمت اللہ قریب من المحسنین تحقیق اللہ کی رحمت محسنوں کے
 قریب ہے وما للظالمین من انصار ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوتا
 لا دعوة الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم یہ شئی الا
 کباسط کفیا الی الماء یبلغ فاہ وما ہو بیا لفاظ وما دعاء الکافرین الا فی
 ضلل۔ اُسکو پکارنا حق ہے جو لوگ خدا کو چھوڑ کر اور دوسرے دعا کرتے ہیں
 وہ انکی کچھ بھی قبولیت نہیں کر سکتے مگر جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ
 پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اُس کے منہ میں آجائے حالانکہ وہ اُس تک
 از خود آئے والا نہیں اور کافروں کی دعا تو یوں ہی بھٹکی پھر کر تی ہے۔

سمجھ لے کہ ہے تو ہی دورانِ خدا	نہ ہو سے جو مقبول تیری دعا
نہیں اُسکی رحمت کا بختِ ظہور	قریب الشیاطین ہے رب سے دُور
شرارت میں یا شرک میں غرق ہے	ترے دین وایماں میں کچھ فرق ہے
تبھی اپنے رب سے نہیں تجھ کو پاس	بھلائی نہیں ہے کوئی تیری پاس

نہیں تیری سنتا ہے رب کریم لنکو کار ہوتے ہیں بس باریاب ریا کار ہو یا جفا کار ہو دعا اُس کی ہوتی نہیں قبول گناہوں سے جب تک نہ پاک کیا خدا پاک ہے پاک کا ہے حبیب	بدا فیالیوں سے ہوا ہے بریم شریروں سے ہے دوراُسکی جباب دعا باز ہو یا کہ بدکار ہو پکار اُس کی جاتی ہے ساری قبول دعاؤں سے ہرگز نہوا نکشاف لنکو کار کو ہے قریب اور محیب
--	--

۶۔ دعاؤں کا قبول ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ اُس کا
دین و ایمان خداوند عالم کی نظر میں منظور ہے وہ خدا کا محبوب
ہے خداوند کریم اُسکی سنتا اور اُسکو جواب دیتا ہے۔
چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین۔ تحقیق
اللہ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے۔

۷۔ خداوند عالم سے رحمت مغفرت اور فضل کی دعائیں
مانگنا ہر ایک مومن پر لازم ہے۔

چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے فلیستجیبوا لی والیومنوا بی اعلیہ برشد و
پس چاہئے کہ مجھے دعائیں مانگا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ رشد حاصل کر سکیں
پھر فرماتا ہے وسئلوا اللہ من فضلا اللہ سے اُس کے فضل کا سوال کرتے
رہو۔ پھر ارشاد ہے اذعولربکم تضرعا وخیفۃ اپنے رب سے تضرع اور خوف
کے ساتھ دعائیں کرو لہذا دعوة الحق اُسکو پکارنا حق ہے یا ایہذا الذین امنوا
استعينوا بالصبر والصلوٰۃ لعل ایمان لوگو تم اللہ صبر اور عبادت کیساتھ

مدد طلب کیا کرو (دعویٰ استجب لکم تم مجھے دعا کرو اور میں قبول کروں گا اور بھی صدہا آیات حکم اور تمثیل کے طور پر ہیں جن سے دعاؤں کا مانگنا لازمی ثابت ہوتا ہے واقعی طور پر بھی یہ ایک صاف اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص خدا کو رب العالمین رحمن رحیم قاضی الحاجات غافر الذنب قابل التوبۃ سمیع الدعاء اور ذوالفضل العظیم مانتا ہے مگر عملاً اس سے کوئی توقع نہیں رکھتا اور نہ کبھی اس کے کچھ مانگتا ہے اور نہ مانگنے میں کچھ فائدہ کی امید خیال کرتا ہے پھر اس کا کیا دین اور کیا ایمان ہے فی الحقیقت اسکی نظروں میں خدا بھی ایک بیکار اور فضول ہے جو اپنے اختیار اور ارادہ سے کچھ تصرف نہیں کر سکتا بلکہ اس کے اعمال کے مطابق نتائج پیدا کرنے پر مجبور ہے یا غور و خجود وہ نتائج پیدا ہوتے رہتے ہیں واقعی ایسا ایمان دہریت کی ایک صورت ہے جو محبوب الحال مدعیان ایمان نے پیدا کی ہے نعوذ باللہ من شرکائنا وفسادنا و من سیئات اعمالنا و من یهدی اللہ فلا مضل لہ و من ینصلہ فلا ہادی لہ

۸۔ دعاؤں میں ہمیشہ دنیا و آخرت کی بھلائی اور رب العالمین کی رضا مد نظر رکھنی چاہئے محض دنیاوی آرام و آسائش کا طالب ہنا ہے دینی اور بے ایمانی کی علامت ہے۔ پناہیچہ قرآن کریم فرماتا ہے فمن الناس من یقول

سبنا اتنا فی الدنیا و مالاً فی الآخرۃ من خلاق و منہم من یقول دنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔ پھر لوگوں

میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو ہم پر دنیا میں عطا
 کر اور آخرت میں انکا کچھ حصہ نہیں اور لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں
 اے ہمارے رب تو ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و
 برکت دے اور جہنم کے عذاب سے بچا پس نمونہ کے طور پر ان آیات میں یہ
 تعلیم دیکھی ہے کہ جو لوگ خدا سے دنیا ہی دنیا طلب کرتے ہیں وہ بے دین
 اور بے ایمان ہیں انکو آخرت میں کچھ نہیں ملیگا مگر جو لوگ صاحب دین و
 ایمان ہیں وہ یہی دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو دنیا و آخرت میں ہمکو
 بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے بچا پھر ایک اور دعا نمونہ کے طور پر انبیاء
 علیہم السلام اور ان کے پیچھے تابعین کی طرف سے قرآن مجید میں درج ہے ربنا
 اخضر لنا دیننا واسل قنا فی اسرنا وثبت اقدامنا وانصنا علی القوم
 الکافرین غانقہم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ اے
 ہمارے رب تو ہمارے گناہوں کو بخش اور ہماری زیادتیوں کو معاف کر اور
 ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ پر ہماری مدد کر پس اللہ نے
 انکو دنیا میں نوجو بدلہ دیا سو دنیا آخرت میں بھی اچھا بدلہ دیا۔ فہم دعا پر ہم
 کہتے ہیں سورۃ المائد کی تفسیر میں بھی لکھ چکے ہیں دیکھو تذکرۃ القرآن ص ۱۸۹۹ء
 صفحہ ۱۶۶۔

دعا کی نسبت عام شجاعت اور اعتراضات جو پیش کئے جاتے ہیں انکا
 بیان حضرت مسیح الزماں علیہ السلام کی کتاب برکات الدعاء سے
 ذیل میں نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔
 مد سید صاحب اپنے رسالہ مندرجہ عنوان میں دعا کی نسبت اپنا یہ عقیدہ

ظاہر کرتے ہیں کہ استجاب دعا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جو کچھ دعا میں مانگا گیا ہے وہ دیا جائے کیونکہ اگر استجاب دعا کے یہی معنی ہوں کہ وہ سوال بہر حال پورا کر دیا جائے تو دو شکلیں پیش آتی ہیں اول یہ کہ ہزاروں دعائیں نہایت عاجزی اور اضطراب سے کی جاتی ہیں مگر سوال پورا نہیں ہوتا جسکے یہ معنی ہوتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی حالانکہ خدا نے استجاب دعا کا وعدہ کیا ہے۔

دوسری یہ کہ جو امور ہونے والے ہیں وہ مقدر ہیں اور جو نہیں ہونے والے ہیں وہ بھی مقدر ہیں۔ اُن مقدرات کے برخلاف ہرگز نہیں ہو سکتا پس اگر استجاب دعا کے معنی سوال کا پورا کرنا قرار دے جائیں تو خدا کا یہ وعدہ کہ ادعویٰ استجب لکم اُن سوالوں پر جن کا ہونا مقدر نہیں ہے صادق نہیں آسکتا یعنی ان معنوں کی رو سے یہ عام وعدہ استجاب دعا کا باطل ٹھہر چکا کیونکہ سوالوں کا وہی حصہ پورا کیا جاتا ہے جس کا پورا کیا جانا مقدر ہے۔ لیکن استجاب دعا کا وعدہ عام ہے جس میں کوئی بھی استثنا نہیں پھر جس حالت میں بعض آیتیں ظاہر کر رہی ہیں کہ جن چیزوں کا دیا جانا مقدر نہیں وہ ہرگز دی نہیں جاتیں اور بعض آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی دعا رد نہیں ہوتی اور سب کی سب قبول کی جاتی ہیں اور نہ صرف اس بقدر بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنا وعدہ کر لیا ہے۔ جیسا کہ آیت ادعویٰ استجب لکم سے ظاہر ہے پھر اس تناقض اور تضاد آیات سے بجز اس کے کیونکر مخلصی حاصل ہو کہ استجاب دعا سے عبادت کا قبول کرنا مراد لیا جائے یعنی یہ معنی کئے جائیں کہ دعا ایک عبادت ہے اور جب وہ دل سے اور شوق اور خضوع سے کی جائے تو اس کے قبول کرنا خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے پس استجاب دعا کی حقیقت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ دعا ایک عبادت متصور ہو کر اس پر ثواب مترتب ہوتا ہے ہاں اگر تھہر میں

ایک چیز کا ملنا ہے اور اتفاقاً اس کے لئے دُعا بھی کی گئی تو وہ چیز مل جاتی ہے مگر نہ دُعا سے بلکہ اس کا ملنا مقدر تھا اور دُعا میں بڑا فائدہ یہ ہے کہ جب دُعا کر نیکے وقت خدا کی عظمت اور بے انتہا قدرت کا خیال اپنے دل میں جمایا جاتا ہے تو وہ خیال حرکت میں آکر اُن تمام خیالات پر جن سے اضطراب پیدا ہوا ہے غالب ہو جاتا ہے اور انسان کو صبر اور استقلال پیدا ہو جاتا ہے اور ایسی کیفیت کا دل میں پیدا ہو جاتا ہے کہ عبادت ہے اور یہی دُعا کا استجاب ہونا ہے۔ پھر سید صاحب اپنے رسالہ کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ حقیقت دُعا سے ناواقف اور جو حکمت اُس میں سے بیخبر ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جب یہ امر مسلم ہے کہ جو مقدر نہیں ہے وہ نہیں ہونی کا تو دُعا سے کیا فائدہ ہے۔ یعنی جبکہ مقدر بھر حال بل رسیگا خواہ دُعا کرو یا نہ کرو اور جس کا ملنا مقدر نہیں اُس کے لئے ہزاروں دُعائیں کئے جاؤ کچھ فائدہ نہیں تو پھر دُعا کرنا ایک امر عبث ہے اس کے جواب میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ اضطراب کے وقت استہاد کی خواہش رکھنا انسان کی فطرت کا خاصہ ہے سو انسان اپنے فطرتی خاصہ سے دُعا کرتا ہے بلا خیال اس کے کہ وہ ہو گا یا نہیں اور مقتضائے اسکی فطرت کے اُس کو کہا گیا ہے کہ خدا ہی سے مانگو جو مانگو۔

اس تمام تحریر سے جسکو ہم نے بطور غلامیہ اوپر لکھ دیا ہے ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ دُعا ذریعہ حصول مقصد نہیں ہو سکتی اور نہ تحصیل مقاصد کے لئے اُس کا کچھ اثر ہے اور اگر دُعا کرنے سے کسی داعی کا فقط مقصد ہو کہ بذریعہ دُعا کوئی سوال پورا ہو جائے تو یہ خیال عبث ہے کیونکہ جس امر کا ہونا مقدر ہے اُس کے لئے دُعا کی حاجت نہیں اور جب کا ہونا مقدر نہیں ہے اُس کے لئے تضرع و انتہا بیفائدہ ہے۔ غرض اس تقریر سے ہمارے صفائی کبھل گیا کہ سید صاحب کا یہی عقیدہ ہے کہ دُعا صرف عبادت کے لئے موضوع ہے اور اُس کو کسی دنیوی مطلب

کے حصول کا ذریعہ قرار دینا طبع خام ہے۔

اب واضح ہو کہ سید صاحب کو قرآنی آیات کے سمجھنے میں سخت دہوکا لگا ہوا ہے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اُس دہوکے کی کیفیت کو اس مضمون کے اخیر میں بیان کریں گے اس وقت ہم نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اگر سید صاحب قرآن کریم کے سمجھنے میں فہم رسا نہیں رکھتے تھے تو کیا وہ قانون قدرت بھی جیسی پیروی کا وہ دم مارے ہیں اور جب کہ وہ خدا تعالیٰ کی فعلی ہدایت اور قرآن کریم کے اسرار غامضہ کا مفسر قرار دیتے ہیں اس مضمون کے لکھنے کے وقت انکی نظر سے غائب تھا کیا سید صاحب کو معلوم نہیں کہ اگرچہ دنیا کی کوئی خیر و شر مقدس سے خالی نہیں تاہم قدرت نے اُسکے حصول کے لئے ایسے اسباب مقرر کر رکھے ہیں جن کے صحیح اور سچے اثر میں کسی عقلمند کو کام نہیں ملتا مثلاً اگرچہ مقدس پر لیا ذکر کے دوا کرنا یا نکرنا درحقیقت ایسا ہی ہے جیسا کہ دعا یا ترکے عالم کیا سید صاحب یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ مثلاً علم طب سراسر باطل ہے اور حکیم حقیقی نے دواؤں میں کچھ بھی اثر نہیں رکھا پھر اگر سید صاحب باوجود ایمان بآپ تعالیٰ کو اس بات کے بھی قائل ہیں کہ دواؤں میں بھی اثر سے خالی نہیں تو پھر کیوں خدا تعالیٰ کے یکساں اور متشابہ قانون میں فتنہ اور تفریق ڈالتے ہیں کیا سید صاحب کا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ اس بات پر تو قادر تھا کہ تربید اور ستمو نیا اور سنا اور حب لملوک میں تو ایسا قوی اثر رکھتے کہ انکی پوری خوراک کھانے کے ساتھ ہی دست چھوٹ جائیں یا مثلاً اسم الفار اور بیش اور دوسری ہلالی زہروں میں وہ غضب کی تاثیر ڈال دی کہ کامل قدر شربت چند منٹوں میں ہی اس جہان سے رخصت کر دے لیکن اپنے بگڑیوں کی توجہ اور عقد ہمت اور طمع کی بہری ہوئی دواؤں کو فقط مردہ کی طرح رہنے دے جنہیں ایک ذہن بھی اثر نہ ہو کیا یہ ممکن ہے کہ نفع ام لہی میں اختلاف ہو اور وہ ارادہ جو خدا تعالیٰ نے دواؤں میں اپنے بندوں کی بہلائی کے لئے کیا تھا وہ دواؤں میں معنی نہ ہو نہیں

ہرگز نہیں بلکہ خود سید حصہ دعاؤں کی حقیقی فلاسفی سے بیخبر ہیں اور انکی اعلیٰ تاثیر و قوت پر ذاتی تجربہ نہیں کھتے اور انکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی ایک مدت تک ایک پورانی سا لٹوہ اور سبیل القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اسکو بے اثر یا کراس دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس کچھ بھی تاثیر نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ سید حصہ باوجودیکہ پیرانہ سالی تک پہنچ گئی مگر اب تک آپرہ سلسلہ نظام قدرت مخفی رہا کہ کیونکر قضا و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ اسباب و مسببات کا باہم گہرے اور لازمی تعلقات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دور کے میں پھنس گئے کہ انھوں نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر ان اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہیں کوئی چیز ظہور نہ کر سکتی ہے یوں تو دنیا میں کوئی چیز بھی مقتدر سے خالی نہیں مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور انجان اور نباتات اور حیوانات جمادات وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ سب مقتدرات ہی ہیں لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر ان تمام اسباب کے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں اور بغیر ان راہوں کے جو قدرت نے معین کر دی ہیں ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہو سکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالیٰ کی حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ سید حصہ کی تقریر کا بجز اس کے کچھ اور بھی حاصل ہے کہ وہ دعا کو بعد از ان اسباب سے شے کے نہیں سمجھتے جنکو انھوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا ہوا ہے بلکہ اس میں حد زیادہ قدم بکھدیا ہے مثلاً اگر سید حصہ کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جائے تو وہ ہرگز اس سنگدگر نہیں سمجھے اور ہرگز یہ نہیں سمجھے کہ اگر کسی کا چلنا مقتدر ہے تو بغیر آگ کے بھی چل سکتا تو پھر میں حیران ہوں کہ وہ باوجود مسلمان ہونیکے دعا کی تاثیروں سے جو آگ کی طرح کبھی اندر سے کوروش کر دیتی ہیں اور کبھی گستاخ دست انداز کا ہاتھ جلا دیتی ہیں کیوں شکریں کیا انکوں دعا کے وقت تقدیر یاد آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پھر تقدیر بھول جاتی ہے کیا ان دونوں چیزوں ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اسباب سے شے کو اشتعال دیتے مانتے ہیں کہ اسکے غامض و بنام بھی ہو گئے ہیں تو پھر اس کا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت جسکو تسلیم کرتے

میں دعائیں انگویا دینے میں اسباب کا شک کیوں ہیں تو کچھ تاثیرات گلو دعائیں اتنی بھی نہیں ہیں اس حقیقت سے کہ وہ کسی چیز کو بغیر اس قدر ذاتی تجربہ اور لٹوہ اور سبیل القوی دوا کو استعمال کرے اور پھر اسکو بے اثر یا کراس دوا پر عام حکم لگا دے کہ اس کچھ بھی تاثیر نہیں۔ افسوس صد افسوس کہ سید حصہ باوجودیکہ پیرانہ سالی تک پہنچ گئی مگر اب تک آپرہ سلسلہ نظام قدرت مخفی رہا کہ کیونکر قضا و قدر کو اسباب سے وابستہ کر دیا گیا ہے اور کس قدر یہ سلسلہ اسباب و مسببات کا باہم گہرے اور لازمی تعلقات رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس دور کے میں پھنس گئے کہ انھوں نے خیال کر لیا کہ گویا بغیر ان اسباب کے جو قدرت نے روحانی اور جسمانی طور پر مقرر کر رکھے ہیں کوئی چیز ظہور نہ کر سکتی ہے یوں تو دنیا میں کوئی چیز بھی مقتدر سے خالی نہیں مثلاً جو انسان آگ اور پانی اور ہوا اور مٹی اور انجان اور نباتات اور حیوانات جمادات وغیرہ سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ سب مقتدرات ہی ہیں لیکن اگر کوئی نادان ایسا خیال کرے کہ بغیر ان تمام اسباب کے جو خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں اور بغیر ان راہوں کے جو قدرت نے معین کر دی ہیں ایک چیز بغیر توسط جسمانی یا روحانی وسائل کے حاصل ہو سکتی ہے تو ایسا شخص گویا خدا تعالیٰ کی حکمت کو باطل کرنا چاہتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ سید حصہ کی تقریر کا بجز اس کے کچھ اور بھی حاصل ہے کہ وہ دعا کو بعد از ان اسباب سے شے کے نہیں سمجھتے جنکو انھوں نے بڑی مضبوطی سے تسلیم کیا ہوا ہے بلکہ اس میں حد زیادہ قدم بکھدیا ہے مثلاً اگر سید حصہ کے پاس آگ کی تاثیر کا ذکر کیا جائے تو وہ ہرگز اس سنگدگر نہیں سمجھے اور ہرگز یہ نہیں سمجھے کہ اگر کسی کا چلنا مقتدر ہے تو بغیر آگ کے بھی چل سکتا تو پھر میں حیران ہوں کہ وہ باوجود مسلمان ہونیکے دعا کی تاثیروں سے جو آگ کی طرح کبھی اندر سے کوروش کر دیتی ہیں اور کبھی گستاخ دست انداز کا ہاتھ جلا دیتی ہیں کیوں شکریں کیا انکوں دعا کے وقت تقدیر یاد آجاتی ہے اور جب آگ وغیرہ کا ذکر کریں تو پھر تقدیر بھول جاتی ہے کیا ان دونوں چیزوں ایک ہی تقدیر حاوی نہیں ہے پھر جس حالت میں باوجود تقدیر ماننے کے وہ اسباب سے شے کو اشتعال دیتے مانتے ہیں کہ اسکے غامض و بنام بھی ہو گئے ہیں تو پھر اس کا کیا موجب ہے کہ وہ نظام قدرت جسکو تسلیم کرتے

شرح تھان۔ اور علاج آثار روح۔ وغیرہ سے دو عالمیں نہیں ہوتی جو صاحب مفصل القرآن کو بعد از مرقا
چاہیں۔ وہ ایک ہندیہ میں ہی ختم کر سکتے ہیں اگر بعد کسی دوسری کتاب مرنی یا نحو کی ضرورت نہیں ہوتی
۴۴ مفید عالم۔ رحمت معین الخیر۔ یہ ایک نجات ادویہ و علاج ہر مرض اور دوا کا نام۔

انگریزی۔ اردو۔ فارسی۔ عربی زبان میں نجات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے جس مرض یا دوا کا حال معلوم
کرنا ہو تو فوراً نجات کو طور پر آپس نکالو اور دیکھ لو خواہ اس کا نام آپ کو اردو زبان میں آتا ہو یا فارسی۔ یا
عربی۔ یا انگریزی میں اسکی مدد خود کمال طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و سہا جہ کی
حاجت پڑتا ہے۔ اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کمال راہ حاصل کر سکتے ہو ہر مرض کو علاج میں۔ انگریزی
ہو یا نانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار میں درج کئے گئے ہیں۔ سہل الوصول اور دینی ادویہ کی طرف
خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اگر کسی مدد کو شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر قسم مذہبی علم کے لئے یہ کتاب
حالت صحت میں فنی خافضہ اور ایام صیبت میں ہوس و غمگسار ہوگی اگر تہمت میں اطلاق اور دھاتی امرض
کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید۔ اور قابل اعتبار
کتاب ہے کہ اسکی نظم زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں کی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے
حیثیت فی جلد پہلے کل میت ہر سہ جلدیں۔ کیا نڈاؤں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست اشخاص کو
بیشمار نصیحتی ڈاکٹروں۔ بہتیار شدوں۔ اور غریب عہدہ داروں کی نصیحت میت پر دیا جاسکتی ہے۔

۵۔ مہلکہ اعضاء مخصوصہ۔ اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آتشک۔ سوزاک و جربان۔ نامردمی
مضرات جلیق۔ عقر۔ سرخ آتزال۔ خنکام۔ عسرت۔ اٹھ۔ استقار و غیرہ کا علاج۔ جملہ کے قواعد
اور آداب۔ اور بہت سے ضروری مضامین صحت کی ترتیب پر درج کی گئی ہیں۔ نیز تمام ادویہ جو ان کو
اعضا کو متعلق جس درجہ میں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور سنا و آگیا اس کی کل علاج کی ہو سکتی
۶۔ مفید النساء والصبیان۔ اس رسالہ میں تمام ناکہانی و کمسن۔ اور درود و نجات علاج ہے
جو عورتوں کی بچہری اور دلچسپی ناوانی۔ اور دیہات کی برونکی پابندی سے حاملہ۔ اور بچہ اور نوزائیدہ
بچہ کو مہلکہ ملک میں دباؤ عالم کی طرح پاک کر رہی ہے۔ میت ۳

کے منتخب کلام میں اس کتاب میں مفید علم کی طرح تمام ہر من علم کی ترتیب پر دست
کے حکم ہر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ امتحان اور تشخیص سرچ کئے گئے ہیں
طب۔ جراحی۔ امراض قلیہ۔ امراض العین۔ امراض النسوان۔ امراض البصیان۔ امراض السین۔ غیر
یہ سے گوی مرض مستثنی نہیں رہا تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہو۔ یہ کتاب
مفید علم کے ساتھ ملکہ ڈاکٹری۔ لونیائی کا ایسا کامل کتب خانہ تھا ہے کہ بھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہی
اگرچہ پہلے سے اس کتاب کی نسبت مبارار اور دھن مقد تھا کہ ہر ایک مرض کی تعریف اور تشخیص میں
کی جاوے مگر نظر ثانی اسباب و علامات و امتحان و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل ہاں شامل کر دیا گیا ہو
یا وجود زیادتی حجم کے نظر افادہ عام نیت دی دور یہ اٹھ آنہ ہے

۱۸۱۸ شہادۂ توادری۔ یہ اشتہاری پرچہ جو اکبر ہار ماہوار ہفت روزہ انگریز کے ساتھ
ماہواری شایع ہوا اگرچہ شرح اندراج فی ماہ چار چیرہ فی صفحہ فی سہ ماہی ملت فی صفحہ فی ششماہی
امیں دوہرہ اور فی سال ستہ روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو صاحبان اپنی طبع شدہ اشتہارات یا رسائل برائے
اردو یا انگریزی وغیرہ اشاعت کیواسطے ارسال فرمیں وہ مشرخی ذیل شایع کئے جاسکے ہیں
توڑن سو ماہ شدہ فی عدد چار روپیہ ماہوار۔ ۳ ماہ شدہ سے زیادہ ایک تولد تک ملے روپیہ ماہوار۔

ایک تولد سے زیادہ فی تولد یا دو کی کسر سے ملے روپیہ ماہوار۔ تاجروں کے لئے اپنی اپنی اشاعت
کا یہ نہایت آسان و مزید ہے۔ اجرت اشتہار خواست کو ساتھ لانی جائے۔ ورنہ عدم قبول معاف
نوٹ۔ تمام درخواستیں بنام فتح محمد خان بنجر تذکرۃ القرآن مقام راوی ضلع کرنال آتی چاہیں

الکلمۃ
فتح محمد خان بنجر تذکرۃ القرآن مقام راوی ضلع کرنال۔ صوبہ پنجاب

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آتی چاہئے

وَمِنْ أَعْرَاضٍ عَنْ بَعْضِ فَنَاتٍ لَهُ مَعِيشَةٌ ضَنْكًا وَخَشَمًا لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ
جس شے سے کہیں کوئی بچھڑ جائے اس کے واسطے گذرانِ زندگی اور قیامت کے دن اس کو گھٹاؤ ہو سکے

تذکرۃ القرآن

جلد - نمبر ۱۱ ماہ جولائی سنہ ۱۹

یہ ایک ماہواری رسالہ جو اغراضِ فیل پر چھپ کر شائع ہوتا ہے

۱۔ قرآنی مضامین اور رسائل کو ماہواری رسائل کی صورت میں شائع کرنا
قرآن کریم کو تمام ہی نوع کی واسطے کامل واعظ اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا
اور ایسی تجاویز و تدابیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

۲۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہودہ بند
اور مقصد کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔ جسے مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن
بنانے۔ ہمدردی۔ اور استغابی کو کھودنا اور تمام اقوام کو بالعموم حقیقی صلاحیت
و سعادت سے محروم کر دینا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کی بجائے انکو رستا
کا پرستار بنا دینا ہے۔

۳۔ حق تعالیٰ کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور حلم کے ساتھ قرآن مجید
دینا۔ خداوند تعالیٰ کی رو سے کسی قوم۔ یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا۔ بلکہ سچی
ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے طور پر احسن طریق سے تمام بد اخلاقی۔ بے دینی۔ اور
بے ایمانی کے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

چھاپکار مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

جن صاحبان کے ذمہ قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آتی چاہئے

عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کو اسے نہایت ضروری کتاب

جمہور تکریم القرآن ﷺ جیسے نفع مند و مفید مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث
۱- (۱) دلائل برہانی باری تعالیٰ (۲) اسمائے باری تعالیٰ کی حقیقت اُن کے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تعمیر
(۴) دعا کی حقیقت اور افعالیات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ فضاہلی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶)
معاشرت یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح ہر سوتے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت (۸) غفلت کے
خطر کا نتائج اور اُن کا کابل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اُس کے نتائج اور اُن ماقبوں کو زائل کر دینے
کے طریقے اور یہاں تہمت مع حصول مذاک و درویشی۔

۲- مفتاح القرائت۔ اسکو معمولی اردو خواں ایک مہینے میں یاد کر کے پانچ روز لغتوں اور ایک لاکھ نوک
صیفوں پر ایسا حاوی اور صرف بخوبی ایسا شائق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید با ترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے
بھی اسکو چار پانچ مہینے میں یاد کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابرت میں ختم کر
ہیں۔ پس تمام بچوں کے مانوں اور بڑوں کو چاہئے کہ اسکو فرو پڑھیں۔ پھر تمام قرآن مجید کی با ترجمہ تلاوت
کر سکتے رہیں۔ ایسی عجیب و غریب عطاوار نعمت کی طرف سے غفلت نکریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیب ہو سکتی ہے
کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید با ترجمہ آتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی
قرآن مجید پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر یا ترجمہ پڑھایا کریں۔ کیونکہ آنکھوں کے ہوتے اندھا ہو کر
چلنا سخت ناامانی ہے لہذا یہی کرینگے تو انشاء اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا راج ہو جائیگا کہ تمام
واہیات غریبیں گندے شعور اور جھوٹے رقصے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے کھینٹے ہو
ہو جائینگے اس قاعدے سے اردو فارسی کے ہزار ہا لغت آجائیں گے جن سے دوسرے کی تعلیم میں بھی
بڑی مدد ملے گی اور ملکا کا امتحان بچائے چھ سال کے چار سال میں پاس ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳- مفتاح العرب۔ اس کے ذریعے سے معمولی اردو خواں تمام صرف پنج عرب پرورد مہینے میں ایسا
حاوی اور شائق ہو جاتا ہے کہ میزان۔ منشعب۔ صرف میر۔ دستور المبتدی۔ قصوں اکبری۔ تاج
ہدایت النور۔ کافہ۔ شرح طحاں اور ملاح الارواح وغیرہ وغیرہ سے دو سال میں نہیں ہو سکتا۔ جو
صاحب مفتاح القرآن کے بعد اسکو پڑھنا چاہیں۔ وہ ایک مہینے میں ہی اسکو ختم کر سکتے ہیں اس کے
بعد کسی دوسری کتاب مرنے یا غوی کی ضرورت نہیں رہتی۔

۴- مفید عام۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک لغت اردو و علوی ہے ہر مرض اور دوا

تذکرۃ القرآن

۱۹۰۰ء
ماہ جولائی

جلد نمبر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تفاسیر قرآنی میں اختلاف اور ان میں توفیق و تطبیق

قرآن مجید کے مفصل نو مبین لاریب فیہ میزان مہمین حکم اور تفصیل کل شے ہونے کے متعلق چند سوالات بذریعہ چٹپی کے ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ ذیل میں ہم اصل چٹپی اور عبارات ترجمہ تفسیر کبیرہ کو درج کر کے آخر میں ثابت کرینگے کہ قرآن مجید کے الفاظ جنہر اس قدر اختلاف کیا گیا ایسے محکم اور صاف ہیں کہ ان میں کسی قسم کے جھگڑے یا شک کی گنجائش نہیں و ما توفیق الا باللہ العظیم

جناب منجر صاحب تذکرۃ القرآن زاد فیوضکم۔ السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے رسالجات تذکرۃ القرآن جو قرآن مجید کی حقانیت عظمت اور کمالیت ثابت کرینگے لئے بنیظیر رسائل ہیں وہ تمام شروع سے، جب تک میں بغور مطالعہ کرنے

انہیں یہ مضمون نہایت ہی شد و مد اور تکرار کے ساتھ شائع ہوتا رہا ہے کہ قرآن

نہایت آسان اور اُس کا بیان نہایت صاف اور عام فہم ہے آپ کی متواتر تحریر
 پر مجبوریہ خیال ہوا کہ کسی اُردو تفسیر اور ترجمہ کی مدد سے قرآن مجید کا مطالعہ کروں
 اس شوق سے میں نے تفسیر کبیر کے اُردو ترجمہ کا مطالعہ شروع کیا ابھی ۲۰ اوراق کے
 قریب ہی مطالعہ کئے تھے کہ نہایت حیران و پریشان اور مضطرب ہو گیا کچھ ہی سمجھ میں
 نہ آیا آپ کے رسالجات سے جو یہ بات دل پر منقش ہوئی ہے کہ قرآن مجید کا بیان
 بہت ہی واضح اور صاف ہے اور ہر ایک قابلیت و استعداد کا آدمی اُس سے
 مستفیض ہو سکتا ہے یک قلم جاتو رہے جبکہ مفسرین کا یہ حال ہے کہ ایک ایک
 لفظ پر اختلاف اور بحث ہے اور ہر ایک صاحب اپنے اپنے معنی کی حمایت میں
 قرآن اور حدیث اور آثار سے ثبوت پیش کرتے ہیں تو ہر کون سے معنوں کو صحیح
 اور کون سے کو غلط مانا جاوے اور ول کا اطمینان کس طرح پر ہو یا تنگ، تو ہے کہ
 کہ ہدایت کے معنوں پر اختلاف اور بحث متقی کے معنوں پر اختلاف اور بحث یہ معنوں
 کے معنوں پر اختلاف اور بحث غیب کے معنوں پر اختلاف اور بحث اقامت صلوٰۃ
 کے معنوں پر اختلاف اور بحث یتفقون پر اختلاف اور بحث ندق پر اختلاف
 اور بحث الغرض کوئی لفظ اور کوئی آیت نہیں جس پر کچھ نہ کچھ اختلاف اور بحث نہ ہو
 پھر آپ متواتر اپنے رسائل میں یہ کیسے لکھتے ہیں کہ قرآن کا بیان واضح صاف اور
 آسان ہے۔ اور تمام مفسرین کے خلاف آپ کی بات کیسے تسلیم کیا سکتی ہے نمونہ
 کے طور پر میں تفسیر کبیر سے **هٰذِهِ لَآيَاتُ الْكِتَابِ الَّتِي تُوْحٰى بِالْعِلْمِ وَالْغَيْبِ**
الصَّلٰوةِ وَمِمَّا تَرٰكَ الْاَنَامُ يُفْقَهُونَ کی تفسیر نقل کر کے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں
 آپ براہ مہربانی میرے خدشات کا جواب دیں اگر چہ میں ایک ناچیز شخص ہوں اور

اس قابل نہیں ہوں کہ آپ اپنے قیمتی ورق اور بیش بہا رسالہ میں مجھ کو جگہ دیں مگر یہ مضمون بنفسہ نہایت ضروری ہے اور آپ جو ہزار ہا روپیہ قرآن مجید کی اشاعت نور میں ثابت کرنے میں صرف کر رہے ہیں تو پھر لازم ہے کہ جو اعتراضات اور خدشات پیدا ہوں انکی آپ صفائی بھی کریں ورنہ آپ کا بیان ایک طرف مدعیانہ ہو جاوے گا اسکی وقعت دانشمندوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں ہو سکتی اور جبکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید میں ہر ایک شے کی تفسیر اور ہر ایک بات کا بیان موجود ہے تو آپ پر لازم ہے کہ میرے ان سوالات کا جواب بھی آپ قرآن مجید کی روش سے ہی دیں جیسا کہ آپ خود پسند مضامین میں آج تک ہر ایک بات قرآن مجید سے ثابت کرتے کرتے رہے ہیں امید کہ میرے سوالات پر توجہ فرما کر قرآن کا جواب آپ اپنے رسائل میں ہی شائع کریں گے تاکہ مسلمانوں کو عام طور پر فائدہ پہنچے۔ اب ذیل میں تفسیر کبیر کی ترجمہ کی اصل عبارت نقل کر کے بعد اپنے سوالات کے پیش کرتا ہوں۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يُؤْتُونَ بِالْعَنَیْبِ وَیُحَیْمُونَ الصَّلَوةَ وَیَمَسَرُّوْنَ ذَلَّٰلَتَهُمْ بِنُفُوْتٍ ۝ اِس مقام پر چند مسائل ہیں (مسئلہ اولے) یہ ہے کہ ہدایت کی حقیقت کیا ہے پس معلوم کرو کہ ہدایت کے معنی بتلا دینا ہے۔ اور حجاب کشف کرنے بیان کیا ہے ہدایت بتلا دینے کا نام ہے جس سے مطلب حاصل ہو جائے اور بعض کہتے ہیں ہدایت رہبری حاصل ہونے اور علم کا نام ہے مگر تینوں قولوں میں قول اول صحیح اور دوسرا تیسرا غلط ہے اس لئے کہ اگر ہدایت کے اندر مطلوب کا حاصل ہونا ہی معتبر ہوتا تو ہدایت یا ب نہ ہونیکی صورت میں ہدایت کے معنی کا تحقیق نہ ہوتا اس لئے کہ ہدایت یا ب نہ ہونیکی

صورت میں ظاہر ہے کہ ہدایت کا راستہ بتلادینے سے مطلوب حاصل نہ ہو
 مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ہدایت یاب نہ ہونیکے معنی پائے جاتے ہیں اس لئے کہ
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَمَا تَنصُرُوهُم فَاسْتَجُوا لِعَلَىٰ لَهُمْ**
 اس آیت میں خدا تعالیٰ نے باوجود اُن کے ہدایت یاب نہ ہونیکے یہ فرمایا کہ ہم نے
 اُن کو ہدایت کی علاوہ سب لُغث عرب میں یہ کھنا صحیح ہے۔ **هُدًى فَلَمْ**
يَتَهَكَّ۔ اس بیان سے ہمارا ثابت ہو گیا اور صاحب کشف نے اپنے قول
 پر تین طرح سے استمال کیا ہے (۱) یہ کہ ہدایت ضلالت کے مقابلہ واقع ہوتی
 ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے **وَالَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ**
 اور دوسری جگہ فرماتا ہے **لَعَلَىٰ هُدًى اَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ**۔ (۲) وح
 کے مقام پر جسطرح مہندی کہتے ہیں اسی طرح ہمدی کہتے ہیں پس اگر ہدایت
 کے اندر مقصود کا حاصل ہونا معتبر نہ ہوتا تو ہمدی کے اندر کوئی مدح و تعریف نہ ہوتی
 اسلئے کہ یہ احتمال باقی رہتا کہ ہدایت پائی گئی ہو مگر ہدایت یاب نہ ہوا ہو (۳)
 ابتداء کا لفظ ہمدی کے بعد بطور طابع کے واقع ہوتا ہے اور بولتے ہیں **هَدًى**
فَاَهْتَدَ جیسے کہتے ہیں۔ کسرتہ و قطعاً فانقطع پس جسطرح توڑنے
 اور کاٹنے کے لئے **وُتِّئَا** اور کٹجانا لازم ہے اسی طرح ہدایت کے لئے ہدایت یاب
 ہونا لازم ہوگا۔ پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ ہدایت اور ابتداء میں فرق ضرور ہے
 اسلئے کہ ہدایت کا مقابل اضلال اور ابتداء کا مقابل ضلال ہوتا ہے پس ہدایت
 کو ضلال کے مقابل **بِخَطَا** ہے دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ ہمدی اس شخص
 کو کہتے ہیں جسکو ہدایت سے نفع ہوتا ہے اور جسکو ہدایت سے نفع ہوتا ہے اسکو ہمدی

کہتے ہیں علاوہ بریں جب وسیلہ سے مقصود حاصل نہ ہو تو اس کا وجود عدم برابر ہوتا ہے۔
تیسرے کا جواب یہ ہے کہ ایتما امر کا مطاع ہونا ہے اور کہتے ہیں ایتما امر
فائتمرو اور ہم دیکھتے ہیں کہ امر کے لئے ایتما یعنی قبول کرنا لازم نہیں ہے۔
اسی طرح ہدایت کیلئے ہدایت یاب ہونا لازم نہیں ہے علاوہ بریں جب طرح کہتے ہیں
فاهتدی اسی طرح یہ بھی تو کہتے ہیں ہدیۃ فاعلم بحمد پس جو لوگ ہدایت
خاص علم کا نام رکھتے ہیں اُن کا قول بھی غلط ہے اس لئے کہ قرآن کو خدا تعالیٰ
نے ہدایت فرمایا ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ قرآن خود علم نہیں ہے اس بیان
مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ ہدایت صرف بتلادینے اور رہنمائی کا نام ہے ہدایت
یاب ہونے اور علم کا نام نہیں ہے (مسئلہ دوم) متقی اسم فاعل کا صیغہ کبر
وقاہ فالتقی سے ماخوذ ہے یعنی باب افتعال سے ہے۔ اور وقاات کے معنی
لغت میں فرط صیانت اور پورے طور پر محفوظ رکھنے کے ہیں جب تکوین بات
معلوم ہو گئی تو ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ متقین کو توحید کے طور پر ذکر فرمایا
ہے لہذا دنیا کے امور میں اپنی حفاظت اور نگرانی کرنا متقی کے لئے بایں معنی الی
ہوا بلکہ آخرت کے امور میں بھی پرہیزگاری کرنا از روئے لغوی معنی کے مناسب
ہوگا تاکہ حفاظت اور فرط صیانت کے مناسب ہو اور دین میں تقی اور پرہیزگار ہونے
اور اپنی محافظت کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ عبادات کی بجا آوری کرے اور جن امور سے
اُسکو ممانعت کی گئی ہے اُن سے الگ رہے۔ اور علما کا اس باب میں اختلاف
ہے کہ تقویٰ کے اندر صغائر سے بچنا بھی معتبر ہے یا نہیں بعض فرماتے ہیں کہ تقویٰ
کے اندر صغائر سے بچنا بھی معتبر ہے اس واسطے کہ وعید کے اندر صغائر بھی داخل ہیں

اور بعض کا مذہب ہے کہ تقویٰ کے اندر صغائر سے بچنا ضروری نہیں یعنی متقی اسکو کہیں گے جو کبائرت سے احتراز کرتا ہو اگرچہ صغائر سے نہ کرتا ہو۔ اور اس بات میں توسیع اتفاق ہے کہ جسطرح کبائرت سے توبہ کرنا واجب ہے صغائر سے بھی واجب ہے ذلح حرف اسی بات میں ہے کہ جو شخص صغائر سے احتراز نہیں رکھتا ہے اسکو متقی کہہ سکتے ہیں یا نہیں کہہ سکتے حدیث شریف میں تو اس طرح وارد ہوا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندہ متقین کے درجہ کو نہیں پہنچتا جب تک کہ مضائقہ کے چیزوں کے چیزوں کے خوف سے اُن چیزوں کو ترک نہ کرے جن کے اثر مضائقہ نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ متقی وہ لوگ ہیں جو عقوبت الہی کے خوف سے اُس چیز کو ترک کر دیتے ہیں جس کی طرف اُنکی خواہش کا میلان ہوتا ہے اور جو چیز خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے اُس کی تصدیق کر کے خدا تعالیٰ کے رحمت کے امید دار ہوتے ہیں۔ اور معلوم کرنا چاہئے کہ دراصل تقویٰ کے معنی خشیت اور خوف کے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ سورۃ النہل کے شروع میں فرماتا ہے یا ایہا الناس اتقوا اللہ کہ اور اسی کی مثل سورۃ حج کے شروع میں ارشاد ہوا ہے اور سورۃ شعراء میں ارشاد ہوتا ہے اذ قال لہم اخرجوہم نوح الاتقون یعنی جب اُن سے اُن کے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں اور اسطرح حضرت ہود اور صالح اور لوط اور شعیب علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم سے کہا ہے اور سورۃ عنکبوت میں ہے قال ابراہیم لقوم اعبدوا اللہ واتقوا اسطرح خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے واتقوا اللہ حق تقاۃ اور فرماتا ہے وتزودوا فان خیر الذی زاد التقویٰ اور فرماتا ہے واتقوا لی ما لا یجزي

نفس عن نفس شیئاً اور معلوم کرنا چاہئے کہ دراصل تقویٰ کے معنی اگرچہ وہی ہیں جس کا ہم بیان کر چکے ہیں۔ مگر قرآن کے اندرجو جا بجا تقویٰ کا لفظ آیا ہے اُس سے مقصود اصل کہیں ایمان ہے کہیں توبہ کہیں طاعت اور کسی مقام پر تک معصیت اور کہیں اخلاص دیکھو اس آیت میں تقویٰ سے ایمان مراد ہے والزمہم کلمۃ التقویٰ یہاں اس سے توحید مراد ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ اور سورۃ شعراء میں قوم فرعون کا یقین یہاں تقویٰ اختیار نہ کرنے سے ایمان نہ لانا مراد ہے۔ اور ان آیات میں جو تقویٰ کا لفظ وارد ہوا ہے اُس سے توبہ مراد ہے سورہ توبہ کے اندر ارشاد ہوتا ہے ولوان اهل القرۃ امنوا واتقوا اللہ یہاں تقویٰ سے توبہ کرنا مراد ہے اور سورہ نحل کے اندر جو ارشاد ہوتا ہے ان الذین امنوا ان لا اله الا انا فاتقون اور اسی سورہ میں ہے اغفیر اللہ لتبتقون اور سورہ مومن میں ارشاد ہوتا ہے وانما رکع فاتقون اور دیکھو اس آیت میں تقویٰ سے ترک معصیت مراد ہے واتقوا البیوت من ابوابہا واتقوا اللہ اور اس آیت کے اندر جو توجہ میں واقع ہے تقویٰ سے اخلاص مراد ہے فانہما من تقویٰ القلوب اور اس آیت میں بھی اخلاص ہی مراد ہے وایما ی فاتقون اور معلوم کرنا چاہئے کہ تقویٰ کا درجہ بہت بلند ہے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ان اللہ مع الذین یقنلون والذین ہم یحسبون اور فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص تمام لوگوں میں بزرگ بنے کہ خواہش رکھتا ہو اُسکو چاہئے کہ خدا کا خوف کرے اور جو شخص ہے

زیادہ قوی بننا چاہئے اُسکو چاہئے کہ خدا پر توکل کر لے اور جو شخص سب لوگوں سے زیادہ دولت مند بننا چاہے اُسکو چاہئے کہ بہ نسبت اُس چیز کے جو اُس کے ہاتھ میں ہے، اُس چیز پر زیادہ بہرہ ور رکھے جو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ

وجہ فرماتے ہیں تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ معصیت کے اوپر اثر نہ جاوے اور طاعت پر گھٹ نہ کرے اور حسن بیع فرماتے ہیں تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ تو خدا کے مقابل میں کسی چیز کو اختیار نہ کرے اور اس امر کو سمجھ لے کہ سب کام اُس کے قبضہ

میں ہیں اور ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں تقویٰ کی حقیقت یہ ہے کہ خلقت تیری زبان میں کوئی عیب نہ دیکھے اور ملائکہ تیرے افعال میں کوئی عیب نہ دیکھیں اور خدا تعالیٰ تیرے باطن میں کوئی عیب نہ دیکھے واقعی اچھے فرماتے ہیں تقویٰ

کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے باطن کو خدا تعالیٰ کے لئے اسطرح آراستہ کرے جس طرح ظاہر کو خلقت کے لئے آراستہ کرتے ہیں بعض بزرگوں نے تقویٰ کی حقیقت یہ بیان کی ہے کہ جس جگہ سے تیرے مولیٰ نے تجھ کو منع کیا ہے وہ اُس جگہ تجھ کو

نہ دیکھیں۔ بعض صوفیہ کہتے ہیں شقی وہ شخص ہے جس میں یہ اوصاف ہوں من مملک سبیل المصطفیٰ ونبذ الدینا وراء القفا وکلف نفسہ

الاخلاص والوفاء محتجب الحرام والجفا اور تقی کے لئے اگر کوئی اور دوسری فضیلت نہ ہوتی تو صرف اسبقہ وفضیلت بہت کافی ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے ہدیٰ للمتقین اور دوسری جگہ فرماتا ہے شہر رمضان الذی

انزل فیہ القرآن ہدیٰ للناس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان صرف وہی لوگ ہیں جو متقی ہیں اور جو متقی نہیں وہ گویا درحقیقت انسان نہیں ہے (مسلم)

چند سوالات پڑھتا ہے (سوال اول) ایک شے کا ہدایت اور دلیل ہونا کسی خاص شخص کے ساتھ مختص نہیں ہوتا پھر اسکی کیا وجہ کہ قرآن صرف متقیوں کے لئے ہدایت ہے علاوہ بریں متقی تو وہی شخص ہوتا ہے جسکو ہدایت ہو سکتی ہو پھر دوبارہ اُس کے ہدایت یا ب ہونے کی کیا معنی پس قرآن کا متقیوں کے لئے ہدایت ہونا کیونکر صحیح ہوگا (جواب)۔ قرآن کا ہدایت ہونا کسی گروہ کیلئے مخصوص نہیں ہے بلکہ جس طرح متقیوں کیلئے اُس میں ہدایت ہے اور خدا تعالیٰ کے اور اُسکی دین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے اسی طرح سے کافروں کیلئے وہ رہنمائی کرتا ہے مگر خدا تعالیٰ نے دین کے طور پر یہاں متقیوں کا ذکر فرمایا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ قرآن سے صرف متقی لوگ ہدایت یا ب اور منتفع ہوتے ہیں جس طرح کہ دوسرے مقام پر فرماتا ہے اِنَّمَا اَنْتَ مِّنْذِرٌ مِّنْ بَیْخِشَاہَا نِیْزَارِشَاد ہوتا ہے اِنَّمَا تَنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ حَالَا لَکَہِ رَسُوْلٌ خَدَا صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں کو ڈراتے تھے مگر صرف ان لوگوں کے ذکر کرنے کی وجہ یہی ہے کہ آپ کے ڈرانے سے نفع انہیں لوگوں کو ہوا نہ دوسروں کو۔ اور جو لوگ ہدایت کے سنے یہ بیان کرتے ہیں کہ جو رہنمائی مقصود کی طرف پہنچا دے اُن کے اوپر یہ اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا اس لئے کہ قرآن سے مقصود کو پہنچنے والے صرف یہی متقی لوگ ہیں (سوال دوم) خدا تعالیٰ نے یہاں تمام قرآن کو ہدایت فرمایا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے اندر بہت سے جمل اور متشابہ ہیں اگر عقل کی رہنمائی نہ ہو تو محکم اور متشابہ کی تمیز بھی نہ ہو سکے اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ درحقیقت ہدایت عقل کے رہنمائی ہے نہ قرآن حضرت علی کرم اللہ وجہ سے

مردی ہے کہ جب انہوں نے حضرت عباسؓ کو خابجیوں کے پاس بھیجا ہوتا تو حضرت علیؓ ان سے کیوں فرماتے علاوہ بریں ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے تمام فرقے اسی قرآن سے اپنی اپنی حجت پکڑتے ہیں اور قرآن میں صد ہا آیتیں بعض بعض آیتوں سے **میرے** طور پر جبر اور بعض اس سے **میرے** طور پر قدر ثابت ہوتا ہے اور نہایت دقت اور محنت کے ساتھ ان میں توفیق کیجاتی ہے پھر قرآن کس نے ہدایت ہوا۔ جواب بہ تمام متشابہات اور محلات جو قرآن میں ہیں یہ باسٹہ ضروری ہے کہ جو کچھ ان سے مراد ہے وہ متعین ہے خواہ اس کے تعین عقل کی رہنمائی سے ہو یا سمع کی یا نقل سے جب مراد متعین ہوگئی تو اس کے ہدایت نہیں کیا کلام باقی رہا۔ (سوال سوم) جس چیز کے صحت پر قرآن کا حجت ہونا موقع ہے قرآن اس کے اندر ہدایت نہیں ہے بنا بریں قرآن خدا تعالیٰ کی معرفت ذات و صفات اور معرفت نبوت میں ہدایت نہوا پس ظاہر ہے کہ یہ مطالب اشرف المطالب ہیں جب ان چیزوں میں قرآن ہدایت نہوا تو پھر ہر طور پر اسکو کیوں ہدایت کیا گیا (جواب) کسی چیز کے ہدایت ہونے میں یہ ضرط نہیں ہے کہ وہ تمام امور کے اندر ہدایت ہو بلکہ بعض امور میں ہدایت ہونا کافی ہے بنا بریں قرآن احکام شرعی کے معلوم کرنے میں ہدایت ہوا جو چیزیں عقل کے اندر مندرج ہیں ان کی تاکید میں ہدایت ہو اور **ہدی للمتقین** سے نہایت قوت کیساتھ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مطلق عموم کو نہیں چاہتا اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کو **ہدی للمتقین** فرمایا ہے اور لفظ کے اندر کوئی قید نہیں لگائی اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اثبات مانع اور اس کی صفات اور اثبات نبوت یا

قرآن کا ہدایت ہونا محال ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ مطلق سے عموم کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا (سوال چہارم)۔ **ھک** وہ چیز ہو سکتی ہے جو اس قدر ظاہر و واضح ہو کہ اُس سے دیگر اشیاء بھی ظاہر ہو جائیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے اندر یہ بات نہیں ہے اس لئے کہ مفسرین جب ایک آیت بھی ذکر کرتے ہیں تو اُس کے متعلق کئی کئی قول متعارض و مختلف بیان کرتے ہیں اور جو چیز ایسی ہو وہ تو ظاہر و ظاہر نہیں ہو سکتی تو وہ دیگر اشیاء کیلئے کیا ہدایت ہو سکتی ہے (جواب) جو مفسر اقوال متعارض اور مختلف ذکر کرتے ہیں اور ایک قول کو باقی اقوال پر ترجیح نہیں دیتے اُن پر یہ اعتراض وارد ہو سکتا ہے ہمارے اوپر وارد نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہم ایک قول کو بالدلیل باقی اقوال پر ترجیح دیتے ہیں (چہارم) صاحب کشفات نے بیان کیا ہے کہ **ھدی** للمتقین مثل رفع میں ہے اس لئے کہ وہ ترکیب میں مبتدأ مخذوف کی یا اور یہ فیہ کے ساتھ بلکہ ذالک کی خبر ہے یا ظرف مآثرم کو خبر کہا جا تو یہ اُس کا مبتدأ ہے اور نصب بھی ہو سکتا ہے بایں طور کہ اسکو حال کہیں اور اُس کے اندر عامل اشارہ کے معنی یا ظرف ہو گا اور جس میں سب سے زیادہ بلاغت پائی جائے وہ یہ ہے کہ ان سب احتمالات کو چھوڑ کر یہ کہا جائے کہ **الکفر** مخذوف متعلق جملہ ہے یا حروف تہجی کا ایک حصہ ہے جسکو ماقبل یا مابعد سے کچھ تعلق نہیں اور ذالک الکتاب جملہ ثانیہ ہے اور لا یریب فیہ تیسرا جملہ **ھدی** للمتقین چوتھا جملہ ہے اسوقت میں ایک عجیب و غریب منظم طور پر ان جملوں کی ترتیب ہو گئی اور سب کے مراد یک کی طرح سب جملہ الگ الگ کے الگ اور منظم ترتیب میں ان کے اندر کوئی حرف رابطہ نہیں ہے اور پھر ہر ایک جملہ اپنے مابعد اور ماقبل سے باعتبار تعلق معنی کے

پیوستہ ہو رہا ہے اُس کا بیان یہ ہے کہ اولاً خدا تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ کیا کہ یہ وہ کلام ہے جس سے معارضہ کیا گیا ہے پھر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ یہ وہی کتاب ہے کہ جسکی اس کمال درجہ کی تعریف کی گئی ہے پس گویا اس نے سبب معارضہ کو ثابت کر دیا بعد ازاں اُس سے اس بات کی نفی کر دی کہ اُس میں شک شبہ نہیں واقع ہو سکتا ہے تو یہ اُس کے کمال کی شہادت ہو گئی اس کے بعد اُس سے یہ خبر دی گئی کہ یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے تو اُس سے قرآن کا ایسا یقینی ہونا ثابت ہو گیا کہ شک اُس کے اندر کبھی نہیں پھٹک سکتا پھر یہ چاروں جملے باوجود اپنے کمال بلاغت اور ایک نادر ترتیب کے عجیب غریب نکتوں سے ہمبہری ہوئی ہیں پہلے جملہ میں حذف ہے اور مقصود کی طرف نہایت نازک طور پر اشارہ پایا جاتا ہے دوسرے جملہ میں قرآن کی عظمت و شان کامل طور پر ثابت ہوتی ہے تیسرے جملہ میں لفظ ریب کے مقدم کرنے سے وہی نکتہ پایا جاتا ہے جس کا ہم بیان کر چکے ہیں چوتھے جملہ میں ایک تو حذف ہے دوسرے مصدر یعنی ہدیٰ کو وصف یعنی ہادی کے قائم مقام کیا گیا ہے تیسرے اُس کو صرف باللام نہیں کیا گیا بلکہ نکرہ رکھا گیا۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ
جو مومن بھی ہوئے باتوں پر ایمان لائے ہیں اور نماز کو ٹھیک کرتے ہیں اور جو ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں
جانتا چاہتے کہ اس آیت میں چند مسائل ہیں۔ سئلہ اولیٰ۔ صاحب کشاف نے بیان کیا ہے اَلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ کا تعلق یا تَوَاقُّفُ سے کچھ تعلق نہیں بلکہ مبتدا واقع ہے اور اُولَئِكَ عَلٰی ہدیٰ اُس کی خبر ہے پس اگر متقین کیساتھ اُس کا تعلق ہو تو متقین پر وقف کرنا حسن غیر تام ہو اور اگر اُس سے تعلق

نہ ہو تو متقین پر وقف تام ہوگا۔ (مسئلہ دوم) بعض کہتے ہیں اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُ بِالْغَيْبِ الرَّبِّ الْمُتَّقِيْنَ کے لئے بمنزلہ تفسیر کے ہو سکتا ہے اس لئے کہ متقی وہی شخص ہے جو حسانات کو عمل میں لائے اور سیئات کو ترک کرے۔ اور عمل کی دو قسمیں ہیں عمل کا صدور قلب سے ہوتا ہے یا جوارح سے عمل قلبی کا بیان۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُ بِالْغَيْبِ میں موجود ہے اور افعال جوارح کے اصل الاصول نماز اور زکوٰۃ اور صدقہ ہے اس لئے کہ عبادت بدنی ہوتی ہے یا مالی عبادت بدنی میں سب سے بڑا بکرم نماز ہے اور مالی میں سب سے بڑا بکرم زکوٰۃ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون اور زکوٰۃ کو اسلام کا پل ارشاد فرمایا ہے اور سیئات کا ترک کرنا خود نماز میں داخل ہے اس لئے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی

عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ اور عقل چاہتی ہے کہ یہ چیزیں متقین کیلئے تفسیر کے طور پر واقع ہوں اس لئے کہ سعادت کا کمال جہی حاصل ہوتا ہے کہ جن چیزوں کا ترک کرنا چاہئے انکو ترک کیا جائے اور جنکا عمل میں لانا چاہئے ان کو عمل میں لایا جائے پس نامناسب چیزوں کے ترک کا نام تقویٰ ہوا۔ اور فعل دو قسم کے ہوتے ہیں فعل قلب اور فعل جوارح فعل قلب ایمان ہے اور فعل جوارح نماز اور زکوٰۃ ہے اور یہاں پر تقویٰ کو جو دراصل ترک کا نام ہے فعل یعنی ایمان اور نماز زکوٰۃ پر مقدم کیا اس لئے کہ قلب کا حال مثل ایک تختی کے ہے جس کے اندر عقائد حقائق و اخلاق حسنہ کے نقوش قبول کوئی قابلیت ہے اور تختی کے اندر خوشنما نقوش کا بوج کرنا چاہئے تو بیشتر یہ نامنقوش سے اس کا صاف کر لینا ضرور ہوتا ہے یہی حال اخلاق کا بھی ہے لہذا خدا تعالیٰ نے پیشتر نقوش ذکر فرمایا جو ہیں ناشائستہ افعال کا چھوٹنا

پڑتا ہے اور اُس کے بعد شائستہ پاکیزہ افعال کو ذکر فرمایا۔ مسئلہ سوم) صاحب کشف نے بیان کیا ہے کہ ایمان پر وزن افعال امن سے ماخوذ ہے اور امن بمعنی صدق کے آتا ہے اُس کے اصلی معنی تکذیب اور مخالفت سے امن میں رہنے کے ہیں اور اُس کا تقدیہ بالکیسا تھ اس واسطے ہوتا ہے کہ وہ اقرار اور اعتراف کے معنی پر مثل ہے اور ابو نرید نے جو نقل کیا ہے ما امنت ان اجد حننا ما امنت کو ما وثقت کے معنی میں کہا ہے یعنی ایمان کے معنی وثوق اور اعتماد کے ہوئے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وثوق کے اندر بھی امن اور سکون اور طمانیت ہوئی ہے تاہم یومنون بالغیب میں دونوں معنی عہدگی کے ساتھ ہو سکتے ہیں یعنی فیہ کی باتوں کا اقرار کرتے ہیں یا اُسکی حقانیت پر اعتماد رکھتے ہیں اب یہاں سے معلوم کرو کہ اہل قبلہ نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ ایمان کی حقیقت شریع کے اندر کیا ہے اور اُس کے اندر چار فرقے ہیں (فرقہ اول) کہتا ہے کہ ایمان کی حقیقت زبان سے اقرار کرنا اور قلب اور جوارح سے افعال کا عمل میں لانا ہے تمام معتزلہ اور خوارج اور فرقہ زیدیہ اور اہل حدیث اسی کے قائل نہیں انہیں سے خوارج کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ظہا پر ایمان لانے میں اتنی چیزیں داخل ہیں خدا تعالیٰ کی معرفت اور اُس چیز کی معرفت جس پر خدا تعالیٰ نے دلیل عقلی یا دلیل نقلی قائم کی ہے خواہ کتاب ہو یا سنت اور خدا تعالیٰ کے تمام ادا اور نواہی میں اطاعت خواہ بڑے کام ہوں یا چھوٹے وہ کہتے ہیں ان سب کے مجموعہ کا نام ایمان ہے اور ان خصلتوں کے ایک خصلت کے ترک کر دینے کا بھی نام کفر ہے۔ اور معتزلہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب ایمان کا تقدیہ با کے ساتھ ہوتا ہو

تو ایمان سے تصدیق مراد ہوتی ہے اس واسطے جب کہتے ہیں فلاں امن
 باللہ و بوسولہ تو اس سے تصدیق مراد لہوتی ہے اس واسطے کہ جس صورت میں
 ایمان انواع و اقسام کے معنی میں آتا ہے اس وقت یہ تعدیہ ممکن نہیں ہوتا مثلاً
 جب کوئی نماز پڑھے یا روزہ رکھے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آمن بکذا بلکہ کہیں گے کہ
 آمن باللہ جس طرح کہتے ہیں صائم صلی اللہ پس جب ایمان کا تعدیہ بالکلیا
 ہوتا ہے تو اہل لغت کے طریق پر اس کے معنی مراد ہوتے ہیں اور جب اس کا
 مطلق طور پر بلا کسی حرف کے ذکر کرتے ہیں تو معتزکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ
 اس وقت اپنے معنی لغوی یعنی تصدیق سے دوسرے معنی کی طرف منقول ہوتا
 ہے مگر ان میں بھی باہم چند وجوہ اختلاف ہے ایک یہ کہ ایمان تمام اطاعات کے
 عمل میں لانے کا نام ہے خواہ واجبات یوں یا مندوبات اقوال ہوں یا افعال
 یا اعتقادات و اصل بن عطاء اور ابو الہذیل اور قاضی عبدالجبار بن احمد کا قول ہے
 دوسرے یہ کہ ایمان صرف واجبات کے عمل میں لائیکا نام ہے نہ نوافل کے
 ابو علی اولوہما شہم کا قول یہی ہے تیسرے یہ کہ ایمان تمام ان امور سے بچنیکا نام
 ہے جن کے اندر وعید وارد ہوئی ہے پس وہ کہتے ہیں کہ مومن عند اللہ وہ
 شخص ہے کہ تمام کبائر سے اجتناب کرے اور عند الناس مومن وہ شخص ہے
 کہ تمام ان چیزوں سے اجتناب کرے کہ نہیں وعید وارد ہوئی ہے نظام کا قول
 یہ ہی ہے مگر نظام کے اصحاب میں سے بعض کہتے ہیں کہ مومن عند اللہ او
 عند الناس ہونیکے لئے تمام کبائر سے اجتناب کرنا شرط ہے اور اہل حدیث
 نے دو وجہیں ذکر کیں ہیں کہ ایمان کامل اور اصل ایمان کی حقیقت معرفت ہے

اور اُس کے بعد ہر طاعت جُدا جُدا ایمان ہے اور یہ طاعت اُسی وقت ایمان کہتی ہے جب ایمان کے اصل اصول یعنی معرفت کے ساتھ پائی جائیں اور وہ کہتے ہیں اصل کفر انکار قلبی کا نام ہے یعنی کفر کا اصل اصول وہ ہی ہے پھر اُس کے بعد ہر معصیت جدا جدا کفر ہے غرض یہ ہے کہ جب تک معرفت قلبی نہ ہو کوئی طاعت ایمان نہیں ہے اور جب تک انکار قلبی نہ ہو تو کوئی معصیت کفر نہیں ہے اس واسطے کہ رفع کا ثبوت بغیر اصل کے نہیں ہوتا عبد اللہ بن سعید بن کلاب کا مذہب یہی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ ایمان اصل میں تمام طاعات کا نام ہے اور تمام ایک ایمان قائم ہوتا ہے اور تمام فرائض اور نوافل ایمان کے اندر داخل ہیں مگر اتنا فرق ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فرض کو ترک کر دے تو اُس کے ایمان میں نقصان آ جاویگا اور نفل کے ترک کرنے سے کوئی ایمان میں نقصان نہیں آتا بعض کہتے ہیں کہ ایمان وہ اصل فرائض کا نام ہے نوافل اسی میں داخل نہیں ہیں (فرقہ دوم)، ایمان کا مدار قلب پر بھی ہے اور زبان پر بھی ہے اور اس فرقہ میں کئی فرقہ ہیں ایک فرقہ یہ ہے کہ ایمان کی حقیقت زبان سے اقرار کرنا اور دل سے یقین کرنا ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ صاحب اور عامہ فقہاء کا مذہب یہی ہے پھر ان میں بھی دو طرح سے اختلاف ہے ایک اختلاف تو یہ کہ اس معرفت کی حقیقت کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ معرفت اعتقاد قطعی کا نام ہے خواہ وہ اعتقاد تقلید کے طور پر پیدا ہو خواہ دلیل سے اکثر لوگ اسی امر کے قائل ہیں اسی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ جو بطور تقلید کے ایمان لاوے وہ بھی مسلمان ہے اور بعض کے نزدیک معرفت اُس یقین کا نام ہے جو استدلال سے پیدا ہو دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ایمان کے

اندر جن چیزوں کا علم اور یقین معتبر ہے وہ کون کون چیزیں ہیں۔ بعض متکلمین کہتے ہیں خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کا کامل طور پر علم ایمان کیلئے ضروری ہے پھر چونکہ صفات الہی میں لوگوں کا کثرت سے اختلاف ہے اس لئے ہر گروہ کو کا فر بتاتا ہے اور اہل انصاف کا قول ہے کہ ایمان کے اندر ان چیزوں کا علم معتبر ہے جنکا بالضرورتہ دین میں داخل ہونا معلوم ہو گیا ہے اس قول کے موافق بہت سے امور ایسے ہیں کہ جنکا ایمان کے اندر ہونا ضروری نہیں ہے مثلاً خدا تعالیٰ کا اپنے علم کیلئے عالم ہونا یا اپنی ذات کے لئے عالم ہونا یا خدا تعالیٰ کا مرئی یا غیر مرئی ہونا (قول دوم) یہ ہے کہ ایمان قلب اور نیز زبان کی تصدیق کا نام ہے بشر بن عتاب موسیٰ اور ابو محسن اشعری کا قول یہ ہے اور تصدیق قلبی سے وہ کلام مراد ہے جو ذہن میں قائم ہوتا ہے (قول سوم) صوفیہ کے ایک گروہ کا قول ہے کہ ایمان دو چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اقرار باللسان اور اخلاص بالقلب (فرقہ سوم) اس بات کا قائل ہے کہ ایمان فقط عمل قلبی کا نام ہے اور اس فرقہ میں بھی دو گروہ ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان صرف دل سے خدا تعالیٰ کے پہچاننے کا نام ہے حتیٰ کہ کسی شخص نے دل سے خدا تعالیٰ کو پہچان لیا اور زبان سے انکار کیا اور اسی حالت میں مر گیا یعنی میرے وقت تک اقرار نہیں کیا تھا تو وہ تحقیق سومن ہوگا اور اس کے ایمان میں نقص نہ ہوگا جم بن صفوان کا قول یہ ہے اس کے نزدیک کتابوں اور رسولوں اور یوم آخرت کے پہچاننے کی ضرورت نہیں ہے اور کعبی بن جهم بن صفوان سے روایت کیا ہے کہ اس کے نزدیک ایمان خدا تعالیٰ کے

پہچاننے اور اُن چیزوں کے معلوم کرنے کا نام ہے کہ جنکا بالفورۃ دین محمدی میں

سے ہونا معلوم ہے دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے

حسین بن الفضل بجلی کا قول یہ ہی ہے (فرقہ چہارم) کہتا ہے کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے اُس میں دو گروہ ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان

فقط زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے مگر ایمان ہونے میں معرفت قلبی کا ہونا

مشروط ہے اگرچہ وہ ایمان کی حقیقت میں داخل نہیں ہے غیلان ابن مسلم و شافعی فیصل رقاشی کا قول یہ ہی ہے اگرچہ کعبی نے بیان کیا ہے کہ یہ غیلان

کا قول نہیں ہے دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایمان صرف زبان سے اقرار کرنے کا نام

ہے کرامیہ کا قول یہ ہی ہے اُن کے نزدیک منافق ظاہر میں مومن اور باطن

میں کافر ہے لہذا دنیا میں اُس کو مومن کا حکم اور آخرت میں کافر کا حکم ہوگا یہاں تک

جو پہنے بیان کیا لوگوں کے تمام اقوال تھے جو ایمان کی حقیقت شرعی میں مختلف

ہیں اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تصدیق قلبی کا نام ہے اور ہر کو اس مقام پر تصدیق

قلبی کی ماہیت بیان کرنا ضروری ہے اور معلوم کرنا چاہئے اگر کوئی شخص کہے کہ

عالم حادث ہے تو اس کا ماحصل یہ ہوگا کہ عالم حادث ہے بلکہ یہ ماحصل ہوگا

کہ وہ شخص عالم کی حدود کا قائل ہے اور عالم کا حادث ہونا اور بات ہے

اور اُس کے حادث کا حکم کرنا اور بات ہے پس یہ حکم ذہنی خواہ ثبوت کے

ساتھ یا انتفاء کے ساتھ ایک ایسا امر ہے جسکو ہر زبان میں ایک خاص لفظ

سے تعبیر کیا جاتا ہے اور معنیوں اور عبارتوں کا مختلف ہونا باوجودیکہ حکم ذہنی

ایک ہی چیز ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حکم ذہنی اور چیز ہے اور یہ الفاظ

اور عبارات دوسری چیزیں علاوہ ہیں یہ الفاظ اس حکم ذہنی پر دلالت کرتے ہیں اور دال مدلول کی غیر ہوا کرتا ہے پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ امر ذہنی علم کے بھی غیر ہے اس واسطے کہ جو شخص ایک چیز سے جاہل ہو کہی وہ بھی اس چیز کا حکم کرتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ حکم ذہنی دوسری چیز ہے اور علم دوسری چیز اب ہم کہتے ہیں کہ تصدیق قلبی سے یہ ہے حکم ذہنی مراد ہے پھر اس مقام پر ایک بحث لفظی باقی رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ لغت میں اس حکم ذہنی کا نام تصدیق ہوتا ہے یا ان الفاظ کا نام ہوتا ہے جو اس حکم ذہنی پر دلالت کرتے ہیں اس قول کی تحقیق ہم نے اصول فقہ میں بیان کر دی ہے جب یہ تکو معلوم ہو گیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ ایمان اعتقاد کے ساتھ ان امور کی تصدیق کا نام ہے جنکا بالفرض دین محمدی میں سے ہونا معلوم ہو گیا ہے اس مذہب کے ثابت کرنے میں ہو چار قیدوں کے ثابت کرنیکی ضرورت ہے (قید اول) یہ ہے کہ ایمان تصدیق سے عبارت ہے اس کا ثبوت بکند وجہ ہوتا ہے (۱) اصل لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کے ہیں پس اگر طرف شریع میں تصدیق کا نام نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ جس کلام میں یہ ایمان پایا جائے وہ کلام عربی نہ ہو اور یہ بات قرآن کے عربی ہونیکی منافی ہے (۲) ایمان ایسا لفظ ہے کہ جو شب و روز مسلمانوں کی زبان پر رہتا ہے پس اگر اپنے لغوی معنی سے منقول ہو کر دوسرے معنی میں آیا ہو یعنی تصدیق کے علاوہ کوئی اور معنی مراد ہوتے تو یہ امر ایسا نہیں تھا کہ اس سے لوگ سکوت کرتے اور کچھ اس امر کا ذکر نہ کرتے کیونکہ ایسے امور کے نقل کرنیکی سخت ضرورت ہوتی ہے لہذا دوسرے معنی میں اس کا منقول ہونا مشہور ہوتا

بلکہ حد تو ان کو پہنچ جاتا ہے اور جب یہ بات نہیں ہے تو ہکو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے اصلی معنی پر باقی ہے (۳) اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ایمان کا تعدیہ جب حرف بار کے ساتھ ہوتا ہے تو اس وقت اس کے لغوی معنی مراد ہوتے ہیں بنابر یہ ہم کہتے ہیں کہ جب اس کا تعدیہ نہ ہو تب بھی وہی معنی مراد ہونے چاہئیں۔

(۴) خدا تعالیٰ نے جس مقام پر ایمان کا ذکر فرمایا ہے قلب کی طرف اس کی نسبت فرمائی ہے جا بجا اس قسم کا ارشاد ہوا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ من الذین قالوا امنا بأفواہہم ولم یؤمن قلوبہم۔ اور فرماتا ہے وقلوبہم مظلمۃ۔ بالایمان اور فرماتا ہے کتب فی قلوبہم الایمان اور فرماتا ہے قالت العرب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا ولمایدخل الایمان فی قلوبکم (۵) خدا تعالیٰ نے جا بجا ایمان کے ساتھ ساتھ عمل صالح کا ذکر فرمایا ہے اور اگر عمل صالح اندر ایمان کے داخل ہوتا تو عمل صالح کے بیان کی کیا ضرورت تھی (۶) خدا تعالیٰ نے بہت سے مقامات پر ایمان کیساتھ معاصی کا ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان معاصی کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے ارشاد ہوتا ہے۔ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم الاثم اور فرماتا ہے وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینهما فان بقت احدهما علی الآخر فمقاتلو التي تبغی حتی تقی الی امر اللہ۔ اور حضرت ابن عباس رضی عنہ نے اس امر پر آیۃ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی سے تین طور پر استدلال کیا ہے (۱) اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اسے ایمان والو مقتولین کے بارہ میں تھا

اور قصاص مقرر کیا گیا اور یہ مسئلہ ہے کہ قصاص قصد قتل کرنے والے پر واجب ہوتا ہے پھر باوجود قتل عمد کے خدا تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا کے ساتھ خطاب فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ قصد قتل کرنے والا ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ مومن باقی رہتا ہے (۲) خدا تعالیٰ فرماتا ہے فمن عفی له من اخیه شیء یعنی جس کے لئے اُس کے بھائی کی طرف سے کچھ چھوڑ دیا جائے اور یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ جو اُس کو بھائی فرمایا ہے تو یہ فقط اخوت ایما کیوجہ سے فرمایا ہے لقوله تعالیٰ انما المؤمنون اخوة یعنی ایمان والے تو بھائی بھائی ہیں (۳) اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے ذالک تخفیف من ربکم ورحمة یعنی تخفیف ہے تمہارے رب کی طرف سے رحمت اور ظاہر ہے کہ تخفیف اور رحمت کا مستحق مومن ہی ہوتا ہے اور ایک آیت سے بھی ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے والذین امنوا ولم یبھاجروا۔ کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ہجرت نہ کرنے والے کو مومن فرمایا باوجودیکہ ترک ہجرت کے بارے میں سخت وعید آچکی تھی چنانچہ فرماتا ہے الذین تتوفاهم الملائکۃ ظالمی انفسہم اور فرماتا ہے مالکم من ولایتہم من شیء حتی یبھاجروا دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں ترک ہجرت کے متعلق کس قدر شدت فرمائی ہے مگر تاہم ہجرت نہ کرنے والا کو مومن فرمایا ہے تیرا ان آیتوں سے ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء اور فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا لا تحزنوا للہ والرسول وتحزنوا لانا تکم اور فرماتا ہے یا

ایہا الذین آمنوا توبوا الى الله توبةً نصوحاً اور ظاہر ہے کہ گناہ کے لئے توبہ کا حکم نہیں ہو سکتا اور فرماتا ہے ۔ و توبوا الى الله جميعاً ایہا المؤمنون اگر کوئی کہے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ہر مومن گنہگار ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشبہ یہ آیت گنہگاروں کے حق میں ہے اور بے گناہ اس سے مستثنیٰ ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ انہیں گنہگاروں کے اعتبار سے یہ آیت ہماری محبت ہے۔ (قید دوم) یہ ہے کہ ایمان تصدیقِ زبانی کا نام نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الآخر ما هم بمؤمنين۔ یعنی بعض لوگ کہتے ہیں خدا پر اور یومِ آخرت پر ہمارا ایمان ہے حالانکہ وہ لوگ مومن نہیں ہیں خدا تعالیٰ اُنکو اس آیت میں فرمایا کہ مومن نہیں ہیں اور اگر تصدیقِ زبانی کا نام ایمان ہوتا تو یہ ایمان کی نفی کیونکر ہوتی۔ (قید سوم) یہ ہے کہ ایمان مطلق تصدیق یعنی بر تصدیق کا نام نہیں ہے اس لئے کہ جو شخص بت کی یا شیطان کی تصدیق کرے اُسکو مومن نہیں کہہ سکتے (قید چہارم) یہ ہے کہ ایمان میں تمام صفاتِ الہی کا تصدیق کرنا شرط نہیں ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کیلئے بھی ایمان کا حکم دیدیا کرتے تھے جو بالکل خدا تعالیٰ کی عالمِ ہدایت یا عالمِ با علم ہونے سے خالی الذہن ہوتا تھا اور اگر اس قسم کی چیزوں کا علم اور تصدیقِ ایمان کے لئے شرط ہوتی تو رسول خدا صلعم کیسے نہ فرماتے البتہ اسوقت ایمان یا عدم ایمان کا حکم دیتے کہ جب پیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کے لئے یہ ان امور کو فرماتا ہے یا نہیں یہاں تک جو کچھ ہم نے

بیان کیا ایمان کی تحقیق تھی اب اگر اس مقام پر کوئی اعتراض کرے کہ یہاں دو صورتیں پائی جاتی ہیں ایک صورت تو یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے خدا تعالیٰ کو دلیں اور برہان سے پہچانا اور جو وقت اُس کی معرفت پوری ہو چکی ہے اُسی وقت وہ مَعًا مَرگیا اور اتنا زمانہ مہلت نہ پایا کہ زبان سے کلمہ شہادت نکالتا ایسے شخص کو ہم دریافت کرتے ہیں کہ وہ مومن ہے یا کافر اگر تم اُسکو مومن کہتے ہو تو اُس کا مومن کہنا درحقیقت اس بات کا قائل ہونا ہوا کہ ایمان کی حقیقت میں زبانی اقرار معتبر نہیں ہے اور یہ بات اجتماع کے خلاف ہے اور اگر یہ کہتے ہو کہ یہ شخص کافر ہے تو کھنا بھی غلط ہے اس واسطے کہ حدیث شریفین میں آیا ہے جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا دوزخ سے نکل آئے گا اور اُس شخص کا دل تو ایمان سے پُر ہو رہا ہے پھر تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ وہ مومن نہیں ہے دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے خدا تعالیٰ کو دہل سے پہچانا اور اتنا وقت بھی پایا کہ زبان سے کلمہ شہادت نکال سکتا تھا مگر نکالا نہیں تو اُس شخص کو بھی ہم دریافت کرتے ہیں کہ مومن ہے یا نہیں اگر مومن کہتے ہو کہ مومن نہیں ہے تو بھی غلط ہے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا دوزخ سے نکل آئے گا اور اُس شخص کا دل تو ایمان سے پُر ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ زبانی سکوت کرنے سے ایمان قلبی معدوم نہیں ہو جاتا اس کا جواب یہ ہے کہ امام غزالی رحم نے ان دو صورتوں میں اجماع کو غیر تسلیم کیا ہے اور ان دونوں شخصوں کو مومن کہا ہے اور کہا ہے کہ ان دونوں کا زبان سے کلمہ شہادت نہ پڑنا بمنزلہ اور معاصی کے ہوگا جو ایمان کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں۔ (مسئلہ چہارم) بعض

کا قول ہے کہ غیب مصدر کا صیغہ ہے اسکو قائم مقام اسم فاعل کے کر دیا گیا ہے
 جسطرح صوم بمعنی صائم کے اور روز بمعنی نذر کے آجاتا ہے یومنون بالغیب
 میں دو قول ہیں (۱) وہ قول ہے جبکہ ابو مسلم اصفہانی نے اختیار کیا ہے کہ
 بالغیب وحقیقت مومنین کی صفت ہے یعنی ایمان والے جسطرح حضور کی حالت
 میں خدا پر ایمان رکھتے ہیں اسیطرح غیب میں خدا پر انکو ایمان ہے بخلاف منافقین
 کے کہ ایمان والوں سے انکی ملاقات ہوتی ہے تو انہما کہتے ہیں اور اپنے سرداروں
 کے پاس جا کر کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں مسلمانوں سے ہم تو ٹھٹھا کرتے تھے
 اُس کی نظریہ آیت ہے۔ ذَٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِي لَمْ خُنْهُ بِالْغَيْبِ۔ یعنی حضرت
 یوسف علیہ السلام کہتے ہیں یہ اسواسطے ہوا تاکہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ غیب
 کی حالت میں کمینے خیانت نہیں کی اسیطرح کہا کرتے ہیں۔ فَعَمَّ الصَّادِقُ
لَئِكَ فُلَانٌ يُّظَاهِرُ الْغَيْبِ۔ یعنی فلاں شخص تیرا چچا دوست ہے کہ پلشت
 بھی تیرے ساتھ دوستی رکھتا ہے اس آیت میں مومنین کی مدح پائی جاتی ہے
 کہ انکا ظاہر اور باطن یکساں ہے منافقین کی طرح ان کی حالت نہیں ہے کہ
 ان کے دلیں کچھ ہے زبان پر کچھ ہے۔ (۲) جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب
 وہ چیز ہے جو اس سے غائب ہو پھر اس غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ چہرہ دلیل
 قائم ہو سکتی ہے دوسری وہ کہ چہرہ دلیل قائم نہیں ہوتی اس آیت میں غیب سے
 وہ امور مراد ہیں جنکا ثبوت دلیل اور فکر سے ہوتا ہے اور ہمیں متقیوں کی بڑی
 مدح پائی جاتی ہے اور اس غیب میں اتنی چیزوں کا علم داخل ہے خدا تعالیٰ
 کی ذات اور صفات اور آخرت اور نبوت اور احکام اور شرائع یہ ایسے علوم ہیں

کہ استدلال سے ان کے حاصل کرنے میں مشقت غلیظ ہوتی ہے اسبواسطے
 متقی لوگ بنار عظیم کے مستحق ہوتے۔ ابو مسلم نے اپنے قول پر کئی طرح استدلال
 کیا ہے (۱) یہ کہ آیۃ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من
 قبلک وبالآخرة هم یوقنون میں اشیاء غائبہ کے ایمان لائیک ذکر فرمایا ہے
 پس اگر یؤمنون بالغیب سے بھی اشیاء غائبہ مراد ہوں تو معطوفت علیہ ایک
 چیز ہو جائیگے حالانکہ انہیں مغائرت ہونی چاہئے (۲) اگر یؤمنون بالغیب
 سے غائب چیزوں پر ایمان مراد ہو تو یہ بالکل صادق ہوگا کہ انسان کو علم غیب
 دیتا ہے اور یہ بات اس آیت کے خلاف ہے۔ وعندہ مفاتیح الغیب
 (۱) یعلمہا الاہوا جس تقدیر پر یہ مراد آئے کہ غیب کی حالت میں خدا
 پر ایمان رکھتے ہیں تو یہ قباحت لازم نہیں آتی (۳) غیب کا اطلاق اُسی چیز
 پر ہو سکتا ہے جسے حضور کا اطلاق بھی ہو سکتا ہو بنا بریں خدا تعالیٰ کی ذات اور
 صفات کو غیب نہیں کہہ سکتے پس اگر یؤمنون بالغیب سے اشیاء غائبہ
 کا ایمان مراد ہو تو خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لانا اسمیں داخل
 نہ ہوگا بلکہ صرف ایمان بالآخرت باقی رہ جائیگا اور یہ ہو نہیں سکتا اسواسطے
 کہ ایمان کا کہن اعظم خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لانا ہے پس ہا کہ
 لفظ کا ایسے معنی پر محمول کرنا کس طرح پر جائز ہوگا جس میں مقصود بالذات کا خارج ہو
 لازم آئے اور تفسیر مذکورہ بالا پر یہ قباحت لازم نہیں آتی (اول کا جواب)
 یہ ہے کہ یؤمنون بالغیب تمام غائب چیزوں کے ایمان کو شامل ہے اور اُس کے
 بعد والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک سے بعض

غائب چیزوں پر ایمان لائیکا بالتفصیل بیان فرمایا ہے پس اس میں تفصیل کا عطف اجمال پر پایا گیا ہے اور اس قسم کا عطف درست ہے جس طرح اس آیت میں واقع ہے۔ وملائیکہ وجبریل (دوسرے کا جواب) یہ ہے کہ اس میں تو کچھ شک ہی نہیں ہے کہ ہلکوبہت سی غائب چیزوں کا ایمان ہے پس یہ تخصیص ہر صورت میں لازم ہوئی اگر کوئی کہے کہ تم بندے کو عالم الغیب کہتے ہو یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم پیشتر غیب کی دو قسمیں بیان کر چکے ہیں ایک وہ کہ جنکا ثبوت دلیل سے ہو سکتا ہے دوسرا وہ کہ جنکا ثبوت دلیل سے نہیں ہوتا خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی اسکو نہیں جان سکتا اور جو امور غیبی اس قسم کے ہیں کہ جو دلیل سے معلوم ہو سکتے ہیں تو ان کی نسبت ہم کہہ سکتے ہیں کہ دلیل سے ہلکا انکا علم ہو سکتا ہے پس اب کوئی التباس لازم نہیں آتا بنا بریں ملکا کا قول ہے کہ شاہد سے غائب پر استدلال کرنا ایک قسم کی دلیل ہے (تیسری کا جواب) یہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ غیب کا لفظ اسی چیز میں مستعمل ہوتا ہے جو حاضر کے ساتھ بھی متصف ہو سکے جسکی دلیل یہ ہے کہ متکلمین اپنی کتابوں میں کہتے ہیں ہذا من باب الخفاء الغائب بالمشاہدہ وغائب سے خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کو مراد لیتے ہیں واللہ اعلم۔

(سئلہ پنجم) بعض شیعہ کا قول ہے کہ یومنون بالغیب میں غیب سے اما مہدی علیہ السلام ہیں جنکا خدا امتلاء نے قرآن میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا ہے قرآن کی آیت یہ ہے۔

وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفهم فی

الارض كما استخلف الذين من قبلهم۔ اور حدیث شریف میں یہ
آیا ہے کہ اگر دنیا کا صرف ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی خدا تعالیٰ اس دن
کو دراز کر دے گا حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص نکلے گا جس کا نام
میر سے نام کے مطابق اور جسکی کنیت میری کنیت کے مقابل ہوگی وہ شخص
زمین کو عدل اور انصاف سے بھر دے گا جطرح وہ ظلم اور ستم سے پُر ہوگی اس
قول کا جواب یہ ہے کہ بلا دلیل ایک مطلق کو خاص کر لینا باطل ہے (مسئلہ ششم)
نماز کے قائم کر نیکی مفسرین نے کئی طور پر تفسیر کی ہے (۱) نماز کا قائم کرنا یہ ہے
کہ ارکان کو تبدیل کے ساتھ ادا کرے اور اس بات سے نماز کو محفوظ رکھے کہ اس کے
فرائض اور سنن اور آداب میں خلل نہ واقع ہوا اور یہ اقام العود سے مانو ہے
لکھنے کی کبھی نکال کر درست اور سیدھا کرنے کو اقامت کہتے ہیں (۲) اقامت
صلوٰۃ سے نماز کی پابندی اور مداومت مراد ہے چنانچہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا
ہے والذین ہم علی صلاتهم یحافظون اور فرماتا ہے الذین ہم
علی صلاتهم دائمون اور اس وقت میں یہ قامت السوق سے مانو
ہوگا یہ اس وقت کہا کرتے ہیں جب بازار گرم ہوتا ہے اور چلتا ہے اسکی وجہ
یہ ہے کہ جب ایک چیز کی حفاظت اور نگہ رانی کیجاتی ہے تو وہ چیز قابل قدر اور
قابل رغبت ہوتی ہے اور جب اس چیز کا خیال اور نگہ رانی چھوڑ دی جاتی ہے
تو وہ چیز ناقص اور ردی سمجھی جاتی ہے اس کی طرف لوگوں کی رغبت باقی
نہیں رہتی (۳) اقامت صلوٰۃ سے یہ مراد ہے کہ سب کاموں سے فراغت
اور تنہا حاصل کر کے نماز کو ادا کرے اور اس کے ادا کرنے میں کسی قیمت کی سے کوتاہی نہ

ہو غرض یہ ہے کہ نماز کو نہایت اہتمام کے ساتھ ادا کرے جب کوئی شخص نماز کا کام کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے اور سب کاموں کو چھوڑ دیتا ہے تو عرب کے لوگ کہتے ہیں قامر بالامرا۔ اسطرح جب لڑائی پورے طور پر ہونے لگتی ہے تو کہتے ہیں قامت الحرب علی ساقمھا۔ یعنی جنگ اپنے ساق پر سیدھی نہو لگئی اور اس کے مقابل میں آتا ہے فعد عن الامر تفاعد عنه۔ یعنی اس کام کا ارادہ چھوڑ دیا اور بہت تڑپ (م) اقامت صلوٰۃ سے صرف نماز کا ادا کرنا مراد ہے اور اسکو اقامت کیساتھ اس لئے تعبیر کیا ہے کہ قیام نماز کا ایک رکن ہے اسطرح نماز کو قنوت یا رکوع یا سجود یا تسبیح کے ساتھ بھی تعبیر کیا جاتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلولانہ کان من المسبحین۔ یہاں تسبیح سے نماز

۲۸

مراد ہے اب معلوم کر دو کہ اسی معنی پر محمول کرنا زیادہ تر مناسب ہے جس میں متقیوں کی بڑی صفت اور ثناء پائی جائے اور یہ جب ہوگا کہ نماز کے قائم کرنے سے نماز کا مداومت اور پابندی کے ساتھ ادا کرنا اور اس کے ارکان اور شرائط میں نقصان اور کوتاہی نہ کرنا اس واسطے جو شخص لشکر کے خورد و نوش کا منتظم ہوتا ہے اس کو قہم اسی وقت کہتے ہیں جب بلا کم و کاست سب کے حقوق ادا کرتا ہے اور کوتاہی نہیں کرتا لہذا خدا تعالیٰ کی صفت قائم اور قیوم ہے کیونکہ ہمیشہ کے لئے اس کا وجود واجب ہے اور ہمیشہ کے لئے بندوں کو روزی بلا ذریعہ اسکی سرکار سے ملتی ہے۔

(مسئلہ ہفتم) تفسیر میں سے صلوٰۃ کے لغوی معنی چند ذکر کئے ہیں۔ (۱) ایک ذکر کہ صلوٰۃ کیا معنی اشتہار میں دعا کے ہیں کوئی شاعر کہتا ہے۔ اللہ ہر باقی

اشتہار

تفسیر القرآن بالقرآن

ترجمہ سورہ فاتحہ پارہ ۶

یہ ایک نہایت ہی عجیب و غریب تفسیر ہے جس کا مدکریم نے ہلکوتفتاح القرآن جیسی عجیب کتاب صرف غویں تالیف کرنیکی توفیق دی تھی جس نے یہ ثابت کر دکھایا کہ قرآن مجید کی براہِ مسلمانوں کے واسطے آسان کتاب اور زبانوں میں تو کیا اپنی مادری زبان میں بھی نہیں اُسی قادرِ کریم نے ہلکواسہنے خاص فضل سے اور کرم سے اور ہم سے ایک تفسیر القرآن تالیف کرنے کی ہمت دی اور توفیق عطا فرمائی چنانچہ کلامِ الہی کی تفسیر سورہ تفسیر سورہ فاتحہ تیار ہو چکی ہے اس تفسیر میں نئی اور عجیب باتیں حسب ذیل ہیں :-

اولیٰ - یہ کہ حتیٰ الوسع ہر ایک لفظ کا ترجمہ قرآن مجید کے عام محاورات کے مطابق کیا گیا ہے اور ہر ایک آیت کی تفسیر بھی دوسری آیات سے کی گئی ہے :-

دوئم - یہ کہ ہر ایک مضمون قرآنی کی نسبت ثابت کیا گیا ہے کہ وہ کسی خاص زمانہ یا کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہمیشہ کیواسطے ایک زندہ اور متقل صداقت ہے جس کے نمونے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں ہر وقت مل سکتے ہیں :-

سویئم - یہ کہ آیات قرآنی کے الفاظ نہایت صاف غیر متشبیہ اور غیر مبہم ہیں اور وہ ایسے عجیب نظام پر واقع ہوئے ہیں کہ ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی اُن سے مستفیض ہو سکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ دماغ اور لیاقتوں کا آدمی اُنھیں الفاظ سے لانا خواجہ کی باتیں اخذ کر سکتا ہے جیسا کہ یہ معمولی انسان کے لئے تذکرہ ہے ویسا ہی اعلیٰ درجہ کے حکیم فلاسفر اور عارف کیواسطے ہے :-

چھوائم - نمونہ مشہورہ کے مطابق ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی مع ترجمہ بالمحاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن مسلسل باترجمہ ساتھ رہے :-

پنجم - ترجمہ میں حتی الامکان یہ التزام کیا گیا ہے کہ قرآنی الفاظ کا مادہ اُن میں محفوظ رہے تاکہ اُس مادہ کا ہماری زبان میں رواج ہو اور جو اسر علم الہی میں اصل مادہ کے اندر مقصود ہیں وہ اُر دو ترجمہ سے ذلیل نہ ہو جائیں ششم - تمام اختلافی مسائل کی تعلیق اور لغوی تنازعات کی توفیق قرآنی آیات سے ایسی عمدہ طریق پر کی گئی

ہے کہ کسی فرقہ اسلامی کو مخالفت کا موقعہ نہ ہے بشرطیکہ وہ طالب حق راست باز اور خلص بندہ
خدا ہو۔

ہفتم۔ ہر ایک سورت کی آیت کے ساتھ سلسلہ وار نمبر دے گئے ہیں تاکہ حوالہ جات کے اخراج کے
وقت آسانی رہے۔

ہشتم۔ اس امر کی بڑی کوشش کی گئی ہے کہ تفسیر مختصر عربی ہو اور کوئی صداقت یعنی سچا مسئلہ اس سے
باہر بھی نہ ہے تاکہ سب لوگ آسانی خرید بھی سکیں اور تھوڑے وقت میں مطالعہ بھی کر سکیں اور کسی
صاحب کو کم وسعتی یا کم فرصتی کا عذر باقی نہ رہے۔

نہم۔ تمام اعتراضات کو جو قرآن مجید پر علوم جدیدہ اور قوانین قدرت اور تاریخ و جغرافیہ کی روش سے کئے
گئے ہیں قرآن مجید کے الفاظ سے ادا کیے گئے آیات محکمات سے نو ثابت کر دیا ہے اور صاف طور پر دکھلا
دیا گیا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں انوی یا نحوئی طریق پر یا محاورہ قرآن کی روش سے کوئی بات ایسی
نہیں جیسے انسانی علوم اور سچی تحقیقاتوں کی روش سے اعتراض ہو سکے۔

دھم۔ تمام تعلیم قرآنی کی نسبت یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ وہی تعلیم ہے جسکو دانشمند لگ صحیفہ قدرت
اور انسانی فطرت میں منقوش پاتے ہیں کوئی بات ایسی نہیں جو زبردستی منوائی جاوے یا جسکو تسلیم
اعقل انسان کا دل خود بخود تسلیم کر سکے اور جس کے ذریعہ سے لانا انتہا اصلاح اور بے حد ترقی
کا سلسلہ جاری ہو سکے اور کوئی بات ایسی نہیں جس پر عمل کرنے میں صحیح عقل کا خون کرنا پڑے
یا قوانین عدل و رحم کو توڑنا پڑے۔ تِلْكَ حَشْرٌ ۝۱۰۰

چنانچہ نمونہ کے طور پر دو صفحہ تفسیر القرآن کے شائع کئے جاتے ہیں ناظرین خود غور فرمائیں کہ
قیمت اس تفسیر کی تین روپیہ ہوگی۔ سورہ الحمد و پاکرہ الکہر کی تفسیر جو تیار ہو چکی ہے اسکی
علیحدہ قیمت ۲ روپے۔

جو صاحب پہلے سے کل تفسیر کی درخواست بھیجینگے جیسقدر حقہ تیار ہونے جاویں گے اُسقدر
ان کی خدمت میں بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال ہوتے رہیں گے۔ پیشگی قیمت بھیجنے
کی ضرورت نہیں محض ایک درخواست بخدمت منجبر صاحب مفید عام مقام تراوی منفع
گمناں ارسال فرماویں۔

يَبْنِي إِسْرَءِيلَ ذُرِّيَّتُكَ وَإِذْ يَنْفَعِيكَ إِلَهُيَ أَهْمُتْ عَلَيْكَ مَا لِي وَفَضْلُكَ عَلَى الْعَالَمِينَ وَأَنْتَ

اسے بنی اسرائیل جہری وہ ہمتیں یا کرو جو میں نے تم پر نازل کیں ہیں اور یہ بھی کہ تم کو جانوں پر فضیلت دی ہے اور
يَوْمَ الْأَحْزَى نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ أَقْرَبُ

اُس دن سے نہ کہ کوئی نفس کسی نفس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اُس کی طرف سے تقابل قبول کیجاو گی فت اور نہ اس کی طرف سے

يُصْرَفُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذْ أَخْبَرْنَا نَارُكَ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكَ مَسْجِدَ الْعَذَابِ يُذِلُّنَّكَ ﴿٢١﴾

سعادنا بجا دیا اور ان کو کہیں سے مدد نہ پہنچی اور اس وقت کو یاد کرو کہ جب تھے آل فرعون سے تم کو نبی مصلحتیں پہنچا کر

أَبْسَاءُ كُمْ وَيَسْخَبُونَ نِسَاءَكُمْ فِي دَلِكُمْ بِلَاءٍ مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٍ ﴿٢٢﴾

تھے تمھارے بیٹوں کو نکاح کرنے اور تمھاری عورتوں کو زندہ جھوڑتے تھے اور اُس میں تمھارے رب کی طرف سے ایک بلائے عظیم تھی فت

بنی اسرائیلوں پر یہی لعالمین کی طرف سے جو خاص خاص فضل ہوئے انہیں سچندہ ہیں اول یہ کہ فرعون کے دشمنانہ

ظلموں سے ان کو نجات دی فرعون کو غارت کیا اور بجائے اُس کے ان کو ملک کی حکومت عطا کی وہ یہ کہ ان میں انبیاء

علیہم السلام اور پادشاہ کثرت سے ہوئے سب سے یہ کہ انہیں آسمانی معاف اور توبہ نازل ہوئے رب چہاں فرعون

کی غلامی سے آزاد کر کے ملک وراثت بنایا جنگ میں انہیں کامیاب کیا میں و سلمیٰ اور انار اور تھیرے پانی کے چشمہ سے

ان تمام احسانات کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔

آیا کہ بنی اسرائیل کو فضیلت تمام امور میں دی گئی تھی یا خاص خاص میں ہمیشہ کے واسطے دی گئی تھی یا خاص

زمانوں میں تمام افراد کو دی گئی تھی یا بعض بعض کو اس کی تشریح آیات ذیل سے ہوتی ہے۔

وَجَعَلْنَا فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَ

جَعَلْنَاكُمْ مَلَكًا وَأَتَاكُمْ مَا لَمْ يَأْتِ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ اخْتَرْنَاَهُمْ عَلَىٰ

حَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ آيَاتِ سے ظاہر ہے کہ یہ فضیلت اس وقت میں تھی جبکہ ان میں انبیاء اور پادشاہ

ہوئے اور اس وقت کے لوگوں پر خاص خاص فضیلت علم میں تھی یعنی الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ وَ

جَعَلْنَا مِنْهُمْ آلَ فِرْعَوْنَ وَآلَ نَارٍ وَعَبِيدَ الطَّاغُوتِ ﴿٢٥﴾ إِنَّ آيَاتِ سے ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کفر

کی وجہ سے یعنی برادر صورت اور بنوہ شیطان بن گئے تھے پس ثابت ہوا کہ یہ فضیلت عالم میں بلکہ خاص ہے جو

بنی اسرائیل میں سے خاص خاص بندوں کو ایک خاص زمانہ میں نبوت مملکت اور علم کے لحاظ سے حاصل ہوئی تھی

یعنی تم جو قرآن اور مجھ کی جان بوجھ کر تکذیب کرتے تورات کی شہادتوں کو جو ان کے متعلق ہر عہد انبیا یا انھما کرتے۔

لوگوں کو تورات پر چلنے اور اپوری مطاوعت کا حکم دیتے پر خود عمل نہیں کرتے ہو بلکہ عالم ہو کر پیچرو لوگوں سے پہلے خود

کا فرضیت ہو میری ہزار در ہزار امتوں کو فراموش کر کے ناشکری اور فرامانی اور کفرشی اختیار کرتے اور جس نبی کے منتظر تھے

اُس کے مخالف بنتے ہو۔ ایسی طرح کفر تکذیب اور مخالفت کی حالت میں کوئی شفاعت قبول نہوگی نہ کوئی نفس کسی

کا نام انگریزی - اردو - فارسی - عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے - جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طویل پر اس میں نکالو اور دیکھو خواہ جس کا نام آپکو اردو زبان میں آتا یا فارسی - یا عربی - یا انگریزی میں اسکی مدد سے خود کامل دیکھ پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جانچ پڑتال - اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل رائے حاصل کر سکتے ہو - ہر مرض کے علاج میں - انگریزی و یونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں - سہل و سہل اور بڑی ادویہ کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے - شہر و دیہات میں علاج ملنا شروع ہو سکے - ہر قسم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفز اور ایام صحت میں مونس و نگہار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور دھارمی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے - یہ ایک ایسی جامع اور مفید - اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی - یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ہے کل قیمت ہر جلد ۱۰ روپے - کمپانڈروں - طالب علموں - اور غیر علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں - ہیڈ ماسٹر اور معزز عہدہ داروں کے نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے -

۵۔ رسالہ اعضا کے مخصوص - اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آشک - سوزاک و جریان - نامری ضررات جلق - عقر - سمرعت - انزال - اختلام - عسرت الطمث - استسقاء وغیرہ کا علاج - جماع کے قواعد اور آداب - اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں - نیز تمام اودہ جوان کے اعضا کے متعلق ہیں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا اس میں کامل علاج ہے قیمت ۸ روپے

۶۔ مفید النساء والصبیان - اس رسالہ میں ان تمام ناگہانی دکھوں - اور دردوں کا علاج ہے جو عورتوں کی بخیری اور دایوں کی ناوائی اور اویات رسوں کی پابندی سے حاملہ اور نوجوان نرینہ کو ہمارے ملک میں وبائے عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳ روپے

۷۔ تشخيص الامراض - اس کتاب میں مفید عام کی طرح تمام امراض لغت کی ترتیب پر درج کئے جا کر ہر ایک مرض کی تعریف - اسباب - کیفیت - علامات - امتحان اور تشخيص درج کئے گئے ہیں - قلب - جراحی - آراض قابلہ - آراض العین - آراض المسواں - امراض العیال - امراض اسین وغیرہ میں سے کوئی مرض مشتبه نہیں ہوتا - تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے یہ کتاب مفید عام کے ساتھ بلکہ ڈاکٹری اور دوائی کا ایسا کامل لکچر ہے - بجا نام ہے کہ ہر کسی کتاب کی ضرورت نہیں

یہ کتاب پچھلے سال کے ستمبر میں شائع ہوئی تھی اور اس وقت تک اسکی کاپیاں تمام دارالحدیث و مدارس و کتب خانوں میں بکریں ہو چکی ہیں اور اس کتاب کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اس نے ہر طبیب کو اپنی طبیعت کے مطابق اور اسکی ضرورت کے مطابق اس کتاب سے استفادہ کرنے کی سہولت دی ہے اور اس کی قیمت بھی بہت کم ہے

الاشھاد تواوڑی

یہ اشتھاری پرچہ ہے جو ایک ہزار ماہوار
چھپکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ ماہوار شائع ہوا
کرے گا۔ شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ۳۰
فی صفحہ شہ ماہی ۱۰۰ روپیہ اور فی سال ۳۰۰ روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو
صاحبان اپنی طبع شن اشتھارات یا رسائل یا زبان اردو یا انگریزی وغیرہ
اشاعت کی واسطے ارسال فرماویں وہ شرح ذیل شائع کئے جاسکتے ہیں ہونٹ ۳۰
فی عدد چار روپیہ ماہوار ۳ ماہ سے زیادہ ایک تولہ تک مئے روپیہ ہوا۔
ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا سکی کسر سے مئے روپیہ ماہوار ۲ ماہروں کے لئے
اپنی اپنی اشاعت کا یہ نہایت آسان ذریعہ ہے اجرت اشتھار و رخواست
کیسا سٹھ آنی چاہئے۔ ورنہ عدم شمول معاف۔

نوٹ۔ تمام درخواستیں۔ بنام فتح محمد خاں منیجر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی
ضلع کرنال آتی جائیں۔

المشہد
خاکسار فتح محمد خاں منیجر

تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی
ضلع کرنال۔ صوبہ پنجاب

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آتی چاہئے

وَمِنْ أَعْرَاضِ عَنِ النَّبِيِّ قَاتِلَهُ مَعْلِيَّةٌ ضَمَّكَ وَشَرُّهُ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ
مِنْ خَيْرِهِ كَمَا كُنْتَ بِإِلَهِكَ وَسَطَ نَزْلِكَ تَنَزَّلُ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَنَحْنُ كَمَا كُنَّا وَنَحْنُ

تذکرۃ القرآن

جلد - نمبر ۱۱ ماہ اگست سنہ ۱۹

{ یہ ایک ماہواری رسالہ جو اغراض ذیل پر چھپ کر شائع ہوتا ہے }

۱۔ قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا
قرآن کریم کو تمام بنی نوع کی واسطے کامل واعطاء اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا
اور ایسی نیا و نیا و تہذیب پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

۲۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہودہ ضد
اور تعصب کو دور کر کے کوشش کرنا۔ جسے مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن
بنانے بددی۔ اور استعجابی کو کمزور یا اور تمام اقوام کو بالعموم حقیقی صلاحیت
و سعادت سے محروم کر دیا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کی بجائے انکو سوتا
کا پرستار بنا دیا ہے۔

۳۔ مومن و منافقین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید
و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے کسی قوم۔ یا کسی شہر کی دل آزاری نہ کیا۔ بلکہ سچی
ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے طور پر انہیں طریق سے تمام بد اخلاقی۔ بے دینی۔ اور
بے ایمانی کے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

چھاپہ گھر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

جن صاحبان کے زیر قیمت سلی گزشتہ واجب الادا ہے ہزار قربانی مع قیمت سدرن رحمت قرآن شکر فرمائی اور عہدہ ماہواری

۲۔ مفتاح القرائت۔ اسکومعنی اُردوخواں ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ ہزار لغتوں اور ایک لاکھ سولہ صیغوں پر ایسا حادی اور صرف نحو میں ایسا شاق ہوجاتا ہے کہ قرآن مجید باترجم پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے بھی اسکوجاریانحی مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابرت میں حشر کرتے ہیں۔ پس تمام بچوں کے محانوں اور بوڑھوں کو چاہئے کہ اسکوفرد پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی باترجم تیار کرتے رہیں۔ ایسی عجیب خداوانہمت کی طرف سے خلقت نکلیں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید باترجم آتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی قرآن مجید پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر باترجم پڑھایا کریں۔ کیونکہ آنکھوں کے ہوتے اندھا ہو کر چلنا سخت ناوانی ہے اگر ایسا ہی کرینگے تو انشاء اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہوجائے گا کہ تمام وہابیات وغریب گندے شعراور جھوٹے قیصے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے ٹھیکہ ہوا ہوجائینگے اس قاعدہ سے اُردو فارسی کے ہزار لغت آجائیں گے جن سے محنت کی تعلیم میں بھی بڑی مدد لگی اور ٹل کا امتحان بکائے چھ سال کے چار سال میں پاس ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مفتاح العرب۔ اس کے ذریعہ سے معمولی اردو خواں تمام صرف نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا حاوی اور شائق ہو جاتا ہے۔ کہ تیزن۔ تشعب۔ صرف میر۔ دستور المبتدی۔ فصول الہدی۔ تہذیب ہدایت النہج۔ کافیہ۔ شرح ملاں اور مراح الاعمال۔ وغیرہ وغیرہ سے دو سال میں نہیں ہو سکتا جو صاحب مفتاح القرآن کے بعد اس کو پڑھنا چاہیں۔ وہ ایک مہینے میں ہی اس کو ختم کر سکتے ہیں اس کے بعد کسی دوسری کتاب مرنے یا غوی کی ضرورت نہیں رہتی۔

۴- مفید عام۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک لغات ادویہ و عللج ہے ہر مرض اور دوا

تَذْكِرَةُ الْقُرْآنِ

ماہ اگست سن ۱۹۰۷ء

جلد ۲ نمبر ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ

تفاسیر قرآنی میں اختلاف اور ان میں توفیق و تطبیق

{ سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ نمبر ۷ }

(مسئلہ ہفتم) مفسرین نے صلوٰۃ کے نفویٰ معنی چند ذکر کئے ہیں۔ (۱) ایک

یک صلوٰۃ کے معنی لغت میں دعا کے ہیں، کوئی شاعر لکھتا ہے۔ شعرا

وقابلها الیوم فی دنہا + وصلی علی دنہا وارتسم

اس شعر میں صلوٰۃ سے دعا مراد ہے اور ارتسام کے معنی بھی دعا کرنے کے ہیں۔

(۲) خازن زنجی کا قول ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ صلے سے مشتق ہے کہ جو آگ کے معنی

میں ہے جب ککڑی کو آگ پر بینک بینک کر سیدھا کرتے ہیں اُس وقت کہتے

ہیں صلیت العصا پس اسی طرح نماز پڑھنے والا نماز کی حالت میں اپنے ظاہر اور

باطن کے درست کرنے میں سعی کرتا ہے بطرح کوئی شخص آگ پر لکڑی کو سیدھا کرتا ہے (۳) صلوٰۃ کے اصل معنی ملازمت کے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تَصَلُّیْ نَاسِرًا حَامِیَةً اور فرماتا ہے سِیَّصَلِّیْ نَاسِرًا ذَاتِ لَهَبٍ اور گھوڑ دوڑ میں جو گھوڑا دوسرے نمبر پر رہتا ہے اسید اسلے اس کو بھی بیٹلے کہتے ہیں کہ اگلے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے۔ (۴) صاحب کشف کا قول ہے کہ صلاۃ صلی سے فعلت ہے جو حالت بیان کرنے کے لئے آتا ہے بطرح زکوٰۃ نکالنے سے مشتق ہے اور تغیم اور تمیز کے لئے واؤ کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور صلوٰۃ کے اصل ہنسنے دو نوئی بلائیکے ہیں اس واسطے کہ نماز پڑھنے والا رکوع اور سجود میں ایسا کرتا ہے اور دعا اگر نیا اسلے کو بھی صلی کہتے ہیں اس واسطے کہ خشوع اور نیاز نہ ہی اس کو رکوع اور سجود کرنے والے کے ساتھ شائبہ ہوتی ہے میں لکھتا ہوں استعمال پر دو کتبیں ہیں (۱) بحث یہ ہے کہ اشتقاق کہہ سکتا ہوں کشف نے ذکر کیا ہے اس سے قرآن کی حجت ہونے میں طعن عظیم لازم آتا ہے وہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا لفظ نہایت درجہ مشہور لفظ ہے کہ شب و روز مسلمانوں کی زبان پر رہتا ہے پھر یہ لکھا کہ وہ تحریک الصلوٰۃ سے مشتق ہے یعنی اُس کے اصل معنی سر پہ ہلانے کے ہیں نہایت درجہ بعید از قیاس ہے اہل نقل سے اس امر کی بالکل شہرت نہیں اور اگر ہم تسلیم بھی کریں کہ اُس کے اصل معنی لغت میں یہ ہی تھے پھر یہ معنی بالکل نامعلوم اور نیا معنی ہو گئے کہ کسی کسی کے کوئی اس معنی کو نہیں جانتا تو یہ خرابی لازم آتی ہے کہ تمام الفاظ میں اس قسم کے معنی کا نکلنا جائز ہو اور جب ہم اس بات کو روا رکھیں تو اس امر کا

کیونکہ یقین ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی مراد ان الفاظ سے وہی معنی ہیں جو ہمارے
 زمانہ میں ان الفاظ سے متبادر ہوتے ہیں کیونکہ یہ احتمال نکل سکتا ہے کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ الفاظ اور معنی کے لئے موضوع ہوں اور خدا
 تعالیٰ کی مراد ان الفاظ سے وہی معنی ہوں مگر ہمارے زمانہ میں وہ معنی پوشیدہ
 ہو کر نیست و نابود ہو گئے ہوں بطرح بقول تمہارے اسی لفظ میں موجود ہے
 اور یہ بات باجماع مسلمین باطل ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ اشتقاق کہ جو متنا
 کشاف نے ذکر کیا ہے مردود اور باطل ہے۔ (۲) دوسری صلوٰۃ شرع کے
 اندر افعال مخصوصہ کے مجموعہ کا نام ہے جو ترتیب کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں
 جسکی ابتداء تکبیر تحریمہ سے اور اختتام تحمیل سے ہوتا ہے اور صلوٰۃ کا اطلاق
 بطرح فرض پر آتا ہے اسبطرح نفل پر بھی آتا ہے لیکن اس آیت میں خاص
 فرض مراد ہے اسواسطے کہ فلا حیت فرض کے اوپر ہی موقوف ہے کیونکہ رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک اعرابی سے نماز فرض کا طریقہ بیان فرمایا
 تو اس نے عرض کیا بخدا اے میں اس سے زیادہ کرونگا نہ کہ رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا اقلہ ان صدق۔ یعنی اس نے
 اگر یہ بات سچ کہی ہے تو اپنی مرکو پہنچ گیا۔ (مسئلہ ہشتم) رزق کے معنی
 کلام عرب میں حصہ اور نصیب کے آتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔
 وَتَجْعَلُونَ مِنْ قَمَرِ اَنْكُم تَكْدُونَ۔ اور حصہ سے وہی حصہ مراد ہے جو
 ایک شخص کے لئے خاص ہو دوسرے کی اسیں شریعت نہونی دوسرے کو
 اس قسم کا حصہ نہ ملے بعض کہتے ہیں رزق وہی ہے جو کھالیا جائے اور اسٹھیا

کر لیا جائے اور یہ قول باطل ہے اس واسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَانْفِقُوا**

مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ یعنی ہمارے رزق دے ہو گے میں سے صرف کرو پس اگر رزق

وہی ہو کہ کھالیا جائے پھر اس کا صرف کرنا ناممکن ہے اور بعض کہتے ہیں رزق وہ

چیز ہے جو آدمی کے ملک میں داخل ہے یہ قول بھی باطل ہے اس واسطے کہ آدمی

دعا مانگا کرتا ہے۔ **اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ وَلَدًا صَالِحًا وَاَوْجِبْهُ صَالِحِيَّةً**

حالانکہ وہ اولاد یا نوجو کا مالک نہیں ہوتا اس واسطے دعا مانگتا ہے۔ **اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ**

عَقْلًا وَاَعِيْشِيْ بمعنی خدایا مجھ کو عقل عطا فرما جس سے میں زندگی پوری کروں

یہاں بھی رزق کے ساتھ تعبیر کرتا ہے حالانکہ عقل کیسے ملک میں داخل نہیں ہوتی

علاوہ بریں بہائم کے لئے رزق دیا جاتا ہے حالانکہ بہائم اس کے مالک نہیں

ہوتے اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ عرف شرع میں کس چیز کو کہتے ہیں

ابوالحسین بھرمی کا قول ہے کہ رزق کسی حیوان کو ایک چیز کے انتفاع پر

قادر کر دینے اور اس بات پر قادر کر دینے کا نام ہے کہ دوسرے کو اس چیز سے

نفع نہ اٹھانے دے پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا نے تعالیٰ نے ہم کو رزق دیا

ہے قوائس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے مال سے نفع اٹھانے

پر قدرت دی ہے اور جب خدا نے تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں **اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا**

مَا لَا يَأِيْلُ اِلَّا اِلَيْكَ تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اس

مال اور گھوڑے کو ہمارے لئے خاص کر دے اور خاص کرنیکی یہی صورت ہے

کہ ہم کو ان سے انتفاع حاصل کرنے پر قدرت عطا فرمائے اور کوئی ہم کو منع نہ کر سکے

جاننا چاہئے کہ مستغنیٰ نے کیونکہ رزق کے یہی معنی بیان کئے ہیں تو اس ضرورت

سے اُن کو کھنا پڑا ہے کہ حرام رزق نہیں ہوتا اور ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ حرام بھی کبھی رزق ہو جاتا ہے اور اُس کی دو دلیلیں ہیں ایک تو یہ کہ رزق کے معنی اصل لغت میں حصّہ اور نصیب کے ہیں پس جس شخص نے حرام سے نفع اُٹھایا تو یہ بھی حرام اُس کا حصّہ ہو گیا ضرور ہوا کہ اُس حرام کو اُس شخص کا رزق بھی کہیں گے دوسری دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے - وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا اللَّهُ ذَرَقُهَا - اور ہم دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات ایک شخص تمام عمر چوری کا مال کھا کر زندگی پوری کر دیتا ہے تو لازم آئے کہ بغیر رزق کھائے اُسکی زندگی پوری ہو جائے اور معتزلہ نے اپنے قول پر کتاب اور سنت اور دلیل عقلی سے استدلال کیا ہے کتاب سے استدلال کرنے کی کئی صورتیں ہیں (۱) خدا تعالیٰ متقیوں کی تعزیر میں فرماتا ہے - وَمَا زَرَقْنَا هُمْ يَنْفِقُونَ پس اگر حرام بھی رزق ہو تو لازم آتا ہے کہ مال حرام کا خدا کی راہ میں صرف کرنا بھی مدح اور ثناء کا موجب ہو (۲) اگر حرام رزق ہو تو کسی کا مال غصب کر کے خدا کی راہ میں اُس کا صرف کرنا درست ہو اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے جو پہنے تم کو رزق دیا ہے اُس میں سے صرف کرو اور صلوات اللہ علیہ اس بات پر اجماع ہے کہ مال مَغْصُوب کا خدا کی راہ میں صرف کرنا جائز نہیں ہے بلکہ جس کا مال ہے اُس کو واپس دینا واجب ہے اس سے بھی ثابت ہوا کہ حرام رزق نہیں ہو سکتا (۳) خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ هُوَ يَتِيمٌ مَّا أَنْزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ رِزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِمَّا حَرَّمَ اللَّهُ حَرَامًا وَحَلَّالًا قُلْ اللَّهُ أَكْبَرُ اس آیت میں خدا سے تعالیٰ نے اُن لوگوں کو مفتی فرمایا ہے جو خدا سے تعالیٰ کے دئے ہوئے رزق کو حرام کرتے ہیں اس سے ثابت ہو گیا کہ حرام مذکور نہیں ہوتا

اور حدیث سے اس طرح پر ثبوت ہوتا ہے کہ ابو الحسن نے کتاب العزیز میں اپنی اسناد کے ساتھ صفوان بن اُمیہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اس وقت عمرو بن قمرہ آپ کے پاس آیا آپ سے اُس نے عرض کیا خدا تعالیٰ نے میری قسمت میں شقاوت لکھی ہے میں دیکھتا ہوں کہ بغیر اپنے ہاتھ سے دف بجائے ہوئے مجھ کو رزق نہیں ملتا مجھ کو آپ گائیکی اجازت دیدیجئے اس طرح کہ میرے لئے اُسیں گناہ نہ رہے آپ نے فرمایا میں تیرے لئے اجازت نہ دوں گا اور تیری خاطر اور چھپرا نعام نہ دوں گا اسے دشمن خدا تو جھوٹ بولتا ہے خدا تعالیٰ نے تو مجھ کو رزق طیب دیا ہے مگر تو نے بجائے اُس رزق کے کہ جو خدا تعالیٰ کے اُس رزق کو اختیار کیا ہے کہ جو میرے اوپر اُس نے حرام کر دیا ہے خبردار اگر اس قصہ کے بعد تو کچھ مجھے کہے گا تو میں تجھ کو دردناک مار لگاؤں گا اور دلیل عقلی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بندے کو حرام کے ساتھ استغناء اٹھانے سے منع فرمایا ہے اور اُس کے مالک کو اختیار دیا ہے کہ لوگوں کو استغناء اٹھانے سے منع کر سکتا ہے اور جو شخص کسی چیز کے لینے اور اس سے استغناء اٹھانے کی ممانعت کر دے تو نہیں کہہ سکتے کہ اُس شخص نے اُس کو رزق دیا ہے مثلاً اگر بادشاہ لشکر کو ایک چیز میں تصرف کرنے سے منع کر دے تو نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے اپنے لشکر کو وہ چیز دیدی یعنی رزق جب ہی کھینکے جب مالک کی طرف سے تصرف کی اجازت مل جاوے اور ممانعت نہ رہے اس سے ثابت ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے جس مال میں تصرف کرنے سے ممانعت کی ہے یعنی اس کو حرام فرمایا ہے وہ مال بندے کے حق میں

رزق نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اصحاب نے آیات سے حجت پکڑنے کا یہ جواب دیا ہے کہ اگرچہ تمام حلال اور حرام خدا کی طرف سے ہیں مگر حیطہ خدا تعالیٰ کو خالق المحدثات اور یا خالق العرش والكرسى کہتے ہیں یا خالق الکلاب والمنازیر کوئی نہیں کہتا یا حیطہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ حینا لیشرب بها عباد الله یہاں عباد سے متقی مراد ہیں اگرچہ کفار بھی خدا کے بندے ہیں سطح منازلہم میں چونکہ رزق کی نسبت جناب باری کی طرف ہے اس گراحت اور شرف کی وجہ سے رزق سے رزق حلال مراد ہے اگرچہ حرام ہی رزق ہے اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث کہ جو شئے بیان کی ہے خود ہمارے لئے حجت ہے اس واسطے کہ آنحضرت مسلم نے جو اس شخص سے فرمایا تھا کہ تو نے اس رزق کو اختیار کیا جسکو خدا تعالیٰ نے تیرے اوپر حرام کر دیا ہے اس سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کس طرح رزق حلال ہوتا ہے حرام بھی ہوتا ہے اور دلیل عقلی کا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ محض لغت کا ہے یعنی لغت میں حرام کو رزق کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور لغت کا ثبوت دلائل عقلیہ سے نہیں ہوتا واللہ اعلم (مسئلہ نہم) اتفاق کے اصل معنی ہاتھ سے مال نکلانے کے ہیں یہی وجہ سے جب کسی چیز کے خریدار زیادہ ہو جاتے ہیں تو کہتے ہیں۔ نفق البیع نفاقاً۔ اور جب جانور کی روح نکل جاتی ہے تو کہتے ہیں نفقة الدابة۔ اس واسطے جو ہے کے سوا کس کو نفقا اور سُرنگ کو نفق کہتے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں وار ہے۔ ان تبغی نفقاً فی الارض یعنی اگر تو زمین میں سُرنگ لگا سکے (مسئلہ دہم) وما ز قناہم میں چند فائسے ہیں (۱) خدا

مسئلہ پریسین
بہی ترویجی

تعالے نے لفظ من داخل فرمایا ہے کہ جو تبیض کیلئے آتا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ اصراف اور فضول خرچی سے محفوظ رہیں کیونکہ قرآن میں اس کی مخالفت وارد ہوئی ہے (۲) فعل کے مفعول کو مقدم کر کے فرمایا تاکہ اُس کا ہتھم بالشان ہونا ثابت ہو گویا یہ معنی ہوئے کہ بعض مال کو صدقہ کے لئے خاص کر لیتے ہیں (۳) آیت کے اندر جو انفاق مذکور ہے اُس میں انفاق واجب اور انفاق مندوب دونوں داخل ہیں اور انفاق واجب کی چند قسمیں ہیں (۱) زکوٰۃ جس کا بیان اس آیت میں ہے الذین یکنش الزہب والفضة ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فلبشراہم بعذاب الیم الایۃ (۲) اپنی ذات پر اور اُن لوگوں پر جن کا نفقہ واجب ہے مال کا صرف کرنا (۳) جہاد میں صرف کرنا اور جہاں صرف کرنا مستحب ہے اُس کو بھی انفاق کہہ سکتے ہیں چنانچہ خدا کے تعالے فرماتا ہے۔ و انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یأتی احدکم الموت۔ یہاں اس طرح خرچ کرنے سے صدقہ مراد ہے اس واسطے کہ اُس کے بعد وارد ہوا ہے فاصدقوا و اکن من الصالحین۔ یہ سب قسم کے خرچ اس آیت کے نیچے داخل ہیں کیونکہ خدا تعالے کے لئے ہر طرح صرف کرنا بیح اور ثناء کا موجب ہے۔

اس تفسیر پر پیر سوالات حسب ذیل ہیں

سوال اول۔ آپ خود غور فرماویں کہ لفظ ہدایت پر جو دین کی بنیاد ہے

کے قدر بحث ہے کون سے معنی کو صحیح سمجھا جاوے اور کس طرح اطمینان ہو
سوال دوم۔ ایک لفظ تقویٰ میں کس قدر اختلاف اور پھر تمام دلائل قرآن
 سے پیش کئے گئے ہیں یعنی اول تقویٰ کے معنی فرط ضیانت اور پورے
 طور سے محفوظ رکھنے کے ہیں۔ (۲) کبائر اور صغائر سے بچنے کے۔ (۳) خشیت
 اور خوف کے۔ (۴) تقویٰ کے۔ (۵) ایمان کے۔ (۶) توبہ۔ اور (۷)
 طاعت کے۔ (۸) ترک معصیت کے۔ اور (۹) اخلاص کے۔ ایک ہی
 لفظ کے مختلف آیات میں الگ الگ معنی پر اطمینان کیسے ہو۔

سوال سویم۔ الذین یؤمنون کا تعلق متقین سے اس کی صفت
 لکھا ہے۔ (۲) بمنزلہ تفسیر کے۔ اور ایمان کی حقیقت اول تو زبان سے اقرار
 کرنا اور قلب و جوارح سے افعال کا عمل میں لانا ہے۔ (۲) ایمان تمام کبائر
 سے اجتناب کرنے کا نام ہے۔ (۳) ایمان اصل میں تمام طاعات کا نام
 ہے۔ (۴) ایمان کی حقیقت زبان سے اقرار دل سے یقین کرنے کے
 لکھے ہیں۔ (۵) ایمان کے معنی قلب اور نیز زبان کی تصدیق ہے۔ (۶)
 ایمان محض عمل قلبی کا نام ہے۔ (۷) ایمان فقط زبان سے اقرار کا نام ہے
 (۸) ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اب اس قدر اختلافی معنوں میں کن معنی
 پر اطمینان کیا جاوے۔

سوال چہارم۔ اس جگہ کے معنی درحقیقت مومنین کی صفت لکھی
 ہے۔ (۲) اشیاء غائبہ پر ایمان لانا۔ (۳) غیب کے معنی امام مہدی علیہ السلام
 قرار دے ہیں۔ اب کس کو صحیح سمجھیں۔

سوال پنجم۔ اول نماز قائم کرنا یہ ہے کہ ارکان کو تعدیل کے ساتھ ادا کرے۔

(۲) اقامت کے معنے لکڑی کی کچی نکال کر اُس کو درست اور سیدھا کرنے کے

لکھے ہیں۔ (۳) اقامت صلوٰۃ سے نماز کی پابندی اور ملاومت مراد ہے۔

(۴) اقامت صلوٰۃ سب کاموں سے فراغت اور تجرد حاصل کر کے نماز

ادا کرنا۔ (۵) اقامت صلوٰۃ صرف نماز کا ادا کرنا ہے۔ (۶) صلوٰۃ کے لغوی

معنے دعا کے ہیں۔ (۷) صلوٰۃ کے معنے آگ کے ہیں جو صلے سے مشتق

ہے۔ صلوٰۃ کے اصل معنے ملازمت کے ہیں۔ (۹) صلوٰۃ صلے سے بمعنے

حالت بیان کرنے کے ہے۔ (۱۰) صلوٰۃ شرع میں افعال مخصوصہ کے مجہو

کا نام ہے۔ اب ان صورتوں میں کیسکو تسلیم کریں۔

سوال ششم۔ اول توزق کے معنے کلام عرب میں حصہ اور نصیب کے

لکھے ہیں۔ (۲) رزق معنے کسی حیوان کو ایک چیز کے انتقام پر قادر کرنے کے

لکھے ہیں۔ (۳) اب کیسکو صحیح سمجھیں (۴) رزق عام ہے یعنی حلال و حرام دونوں

سے مراد ہے اور دوسری جگہ رزق کے معنے رزق ہے۔

سوال ہفتم۔ اول نفاق کے اصل معنے ہاتھ سے مال نکالنا ہے۔

(۲) جانوروں کی روح نکلنے کو نفقہ کہتے ہیں اور نفاق چوہے کے سوراخ کو اور

اور نفق سُرنگ کو کہتے ہیں۔ (۴) انفاق سے مراد مال صدقہ کا خاص کر لینا

ہے۔ (۵) ینفقون سے مراد اپنی ذات پر اور ان لوگوں پر جن کا نفقہ واجب

ہے مال صرف کرنا مراد ہے۔ (۶) جہاد میں صرف کرنا اور جہاد صرف کرنا

مستحب ہے اُسکو انفاق کہنا ہے۔ ایسے اختلاف میں کی طرح اطمینان ہو سکتا

ہو سکتا ہے۔ یہ تو عام الفاظ کا جھگڑا ہے جہاں مسئلہ نجات پر بحث شروع
۱۔ اس کے اختلافات کا کچھ حد و حساب ہی نہیں سوائے حیرانی اور پریشانی
کے اور کوئی نتیجہ ہی برآمد نہیں ہوتا۔

الراقبہ

خاکسار عبد الغفور خاں ساکن کانوڑ ریاست پٹیالہ

جتنی فی اللہ میاں عبد الغفور خان صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کو معلوم ہے کہ تذکرۃ

۱۱ نکاحیہ طرز کلام نہیں ہوا کہ کسی شخص یا فرقہ کا نام لیکر اس پر اعتراض کرے یا کسی ایک
مفسر کو نکتہ چینیوں کا نشانہ بناوے بلکہ اس کا طرز بیان قرآن کے طرز پر ہے

کہ ہر ایک مسئلہ کو عام پیرایہ میں بیان کرے جس سے کسی شخص یا فرقہ کی
دل آزاری نہ ہو اور مطلب بھی صاف صاف بیان ہو جائے اگر آپ اپنے

خط میں بھی اس پیرایہ کو مدنظر رکھ کر اس طرح تحریر فرماتے کہ مفسرین نے تمام
الفاظ قرآنی کے معانی بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے یہاں تک کہ ایمان

تقویٰ، ہدایت، غیب، اقامت صلوٰۃ اور خیرات کا پتہ بھی نہیں لگتا
چنانچہ بعض نے یہ معنی کئے ہیں اور بعض نے یہ تو بہتر تعاتذ کرۃ القرآن کا نشا

یہ بھی نہیں ہے کہ لفظی اور لغوی مباحثہ اُس میں چھیڑے جائیں تاہم فی زمانہ پو
قرآن مجید کی نسبت طرح طرح کے توہمات اور شکوک تو تعلیم یافتوں کے

دلوں میں پیدا ہوتے ہیں انہیں سے یہ وہم بڑا ہی زبردست ہے کہ قرآن
مجید کے الفاظ نہایت ہی مشکل اور سہم ہیں اُن سے مبتدی کو کچھ سہہ لگتا ہے

ایسی وجہ کی وجہ سے قرآن مجید کا بامعنی پڑھنا اور پڑھانا متروک ہو گیا ہے۔
 ایسے توہمات کو دور کرنا اور قرآن مجید کو صاف نور کا مل ہدایت روشن بیان
 اور عام فہم ثابت کرنا تذکرۃ القرآن کا فرض ہے تاکہ وہ خوف اور وہ تنہا فرغ
 ہو جائے جو قرآن پاک کی طرف سے عام طور پر دلوں میں بھانٹیں ہو چکا ہے
 اسلئے ہم آپ کی اصل چٹھی و عبارات زیر بحث کو بہ تمامہ تذکرۃ القرآن میں
 جگہ دیکر آپ کے سوالات کا جواب دینا شروع کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے جملہ الفاظ اپنے مضامین کو ظاہر کرنے کے واسطے تجویز فرمائے
 اُن سے زیادہ کامل زیادہ آسان زیادہ واضح اور زیادہ بلیغ دوسرے الفاظ
 ہو ہی نہیں سکتے اور جس ترتیب پر وہ رکھے گئے ہیں اُس سے بہتر اور کوئی
 ترتیب ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ذیل میں ہم الفاظ زیر بحث کی ایک مختصر تفسیر
 کرتے ہیں جو ثابت ہو جاوے گا کہ جس قدر معانی قرآن مجید کے مطابق مفسرین
 نے اپنے اجتہاد سے کئے ہیں وہ سب اپنے اپنے موقع پر صحیح و درست
 ہیں اُن میں کوئی خلاف یا تضاد نہیں بلکہ ایک حالت کے مابین ہیں اور
 ایک مسئلہ کی تشریح و تفصیل ہیں جس سے ظاہر ہو جاوے گا کہ قرآن مجید
 کا کوئی لفظ مبہم یا شکوک یا وہم میں ڈالنے والا نہیں بلکہ صاف نور اور کامل
 ہدایت ہے۔

هُدًى لِّلْمُسْتَقِیْنَ ۝ متقیوں کے واسطے ہدایت ہے۔ ہدایت کے
 مختلف معنی ہیں اول راستہ بتلادینا جب کہ آیات ذیل میں۔ وَاَمَّا ثَمُودُ
 فَهَدٰیْنَاھُمْ فَاَسْتَجَبُوْا لِّلْعٰی عَلٰی الْمَدٰی ۝ اور ہم نے ثمود کو ہدایت کی

مگر انھوں نے ہدایت کے مقابلہ پر اندھے پن کو پسند کیا۔ وکل قوم ہادۃ
 ہر ایک قوم کے واسطے ایک ہادی ہے دویم راہ راست پر قائم کر دینا جیسا کہ
 آیات ذیل میں انک لا تمہدی من اجبت ولكن الله يهدي
 من يشاء ﴿۱﴾ تو جس شخص کو چاہے ہدایت نہیں کرنا بلکہ اللہ جسکو چاہے
 ہدایت کرتا ہے لیس علیک ہدا ہم پر ہم تجھ پر انکی ہدایت کا ذمہ
 نہیں ہے کسی مخلوق کے تمام قوائے کو اپنے کام میں لگا دینا جس سے
 وہ اپنے کمال کو پہنچ سکے جیسا کہ آیت ذیل میں سبھ اسم ربك الا
 علی الذی خلق فسوئے والذی قد مر فہدی۔ اپنے رب
 کے نام کی تسبیح کو جس نے پیدا کیا پھر درست کیا اور جس نے تقدیر میں
 مقرر رکھی۔ ان ہر سہ معنی کے لحاظ سے قرآن مجید متقیوں کے واسطے ہدایت
 ہے ابتدائی درجوں میں تو یہ محض راستہ بتلانے کا کام دیتا ہے پھر
 جعفر کو فی انسان اس کے حکموں کو ماننا سمجھنا اور ان پر عمل کرتا ہے
 اسی قدر اس کے قوائے راہ راست پر قائم ہوتے جاتے ہیں آخر کار
 تمام ارادہ شوق جذبات اور عمل عین قرآن کے مطابق ہو جاتے ہیں اور
 وہی صراط مستقیم ہے پس اسے استعداد کے لوگوں پر اس کا فیضان
 تعلیمی طور پر ہوتا ہے دویم درجہ میں خواص الادویہ کے طور پر اس واسطے اس کا
 نام شفاء لما فی الصلۃ ہے سویم درجہ میں تائیدات غیبی تعلیمات
 ربانی الہامات اور مکاشفات کے دروازہ کھلتے ہیں جو تمام اندرونی بیرون
 کو دور کر کے صاف نور میں لیجاتے اور تمام کج رویوں کی بجائے استقامت

پیدا کر دیتے ہیں۔ مگر یہ تعلیمی اور تاثیر نتائج اُسی انسان میں پیدا ہو سکتے ہیں جو قرآن کے حکموں کو ماننے خدا سے ڈرے تمام گناہوں سے بچے اور نیکیوں کو اٹھیا کر کرے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے **هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ** یہ

متقیوں کے ہدایت ہے۔ متقی کے معنی ہیں خدا سے ڈرنے والا۔ گناہوں سے بچنے والا۔ اپنے آپ کو ہر قسم کے فساد سے محفوظ رکھنے والا۔ اتفاقاً اُد درجہ کے کبیر گناہوں سے بچنا دوسرا درجہ ہے صفا درجہ سے بھی بچنا اور تیسرا درجہ ہے ہر قسم کی مٹاؤں سے بھی بچنا اور ہر حال میں خدا سے ڈرنے زچنا۔ پس جقدر کسیر کا آقا ہو گا اُس قدر قرآن اُس کو سبھائے گا اور اُس قدر نیک امر اُس میں مرتب کرے گا۔ اتفاقاً اور ہدایت میں وہی نسبت ہے جو حیات اور نشوونما میں ہے جو تخم زندہ ہے وہ تو نشوونما پائیگا اور جو مرچکا ہے وہ گل جائیگا قرآنی توہم ہمنزلہ ہے پاشی کے ہے۔ گویا کہ قرآن کی اُپدیشی ہدایت سے وہی لوگ نشوونما پائی رو حانی پاسکتے ہیں جن کے اندر وہ حافی زندگی باقی ہے چنانچہ قرآن مجید خود فرماتا ہے۔ **لَیْسُ ذَٰلِكُمْ بِحَیَاتٍ**۔

اس حیات کی کیفیت وہ سری آیت میں اس طرح بیان فرماتا ہے۔ **اِنَّمَا تُنۡدِیۡنَ مَعَهُمْ اَزۡکٰرَکُمۡ وَخَشَیَ الرَّحۡمٰنُ بِالۡغَیۡبِ** (اے محمد تو اُنسی کو سبھی اس کے نام سے چرخیجت پر چلتا اور درپردہ رحمن سے ڈرتا ہے کیسے عام فہم اور بیہوش البتہ یہ الفاظ ہیں۔ **هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ**۔ متقیوں کے واسطے ہدایت ہے مگر تمام اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب انسانی پر کیسے کامل طور سے ہیں انہی الفاظ میں اُن کے درجہ کی تسلیم اور انہیں میں اعلیٰ درجہ کی تقدیم

کیسی افصح اور ابلغ اور سچر کسی اسہل طور پر شامل ہے یہی تو اس کا نام ذکر
الدعالمین ۴۶ اور حکمت بالغت ۴۷ ہے۔

ہدایت کے انتہائی فیضانوں اور انسانی کمالات کے اعلیٰ مراتب پر پہنچنے
کے واسطے خالی ڈرنا اور گناہوں سے بچنا جیسا کہ ضروری ہیں ویسے ہی نیک
اعمال بھی ضروری ہیں اسلئے تقویٰ کے ساتھ اعمال کا ذکر ہے۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
جو غیب پر ایمان لاتے نماز قائم کرتے اور اس سے
يُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِمَّا أُنْزِلَ
جو تم کو دیا فرما کرے جو اس کلام پر ایمان رکھتے ہیں جو تجھ پر
۱۵

مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ
نازل کیا گیا اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں

ایمان کے معنی ہیں سچ جاننا اور اس کا تعلق قلب سے جیسا کہ آیات ذیل
سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَقْوَامِهِمْ وَلَمْ
تُحْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۖ جو لوگ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے انہیں سے بعض ایسے
ہیں کہ ان کے دل ایمان نہیں لائے کتب فی قلوبہم الایمان ۴۸
انکے دلوں میں ایمان لکھا گیا۔ وَقُلُوبُ مُطْمَئِنِّينَ بِالْأُجْمَانِ ۴۹ اور اس کا
دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے بعض مفسرین ایمان میں اعمال کو بھی شامل
کرتے ہیں گویا معنی آیات ذیل کی رو سے غلط ہیں۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۵۰ گویا کہ اعمال صالح ایمان سے علیحدہ چیز ہیں

اسی طرح ہر صد ہا آیات میں ایمان کے ساتھ اعمال صالح کا ذکر ہے ۱۱

اگر اعمال صالح ایمان کے اندر شامل ہوں تو بیغائہ تکرار لازم

آتا ہے جو فصاحت و بلاغت کے خلاف امر ہے ۱۲ **الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ** جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہ کیا۔ گویا کہ ظلم کرنا یا نہ کرنا ایمان سے علیحدہ شے ہے ۱۳

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا نُصْحَ الْبَلَاءِ عَلَيْكُمْ الْقَصَاصُ فِي الْقِتَالِ اے مومنو تم پھر مقتولوں کا قصاص لکھا گیا ہے۔ یہاں پھر قاتلوں کو مومن کے لفظ سے پکارا گیا ہے ۱۴ **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ** جو لوگ ایمان

لائے اور ہجرت نہیں کی اگر ایمان میں اعمال صالحہ داخل ہوتے تو ہجرت

میں اسیں شامل ہوتی ۱۵ **وَإِنْ كُنَّا لَنَفْتِنَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَقْتُلُوا** فَا صَلِّحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ تُبِعَتْ أَحَدُهُمَا عَلَى الْاُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا **تِلْوَ الَّتِي تَبْعِي حَتَّىٰ تَفِي إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ** اگر مومنوں کے دو گروہ

آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کرادو پھر اگر ایک دوسرے پر بغاوت کرے تو بغاوت کرنے والے سے لڑو جب تک وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ یہاں پھر آپس میں لڑنے والوں اور بغاوت کرنے والوں کو بھی

مومن شمار کیا گیا ہے۔ جس ایمان کا اقرار محض زبان سے ہو وہ ایمان نہیں

بلکہ نفاق اور دغا بازی ہے جیسا کہ قرآن مجید منافقین کی نسبت فرماتا

ہے۔ **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ** یخادعون الله والذین آمنوا ۱۶ بعض لوگ کہتے ہیں

کہ ہم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں وہ اللہ کو اور مومنوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ پس آیات قرآنی سے صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے محض زبان سے اقرار کرنا ایمان نہیں بلکہ نفاق اور دغا بازی ہے اور اعمال صالحہ ایمان سے علیحدہ چیز ہیں۔

غیب میں وہ تمام امور شامل ہیں جو ہمارے حواس ظاہری و باطنی کے ادراک سے باہر ہیں مثلاً ماہیت ذات باری تعالیٰ۔ احوال آخرت وجود ملائکہ۔ بہشت و دوزخ وغیرہ۔ ایسے امور کی نسبت جو کتب آسمانی میں مذکور ہوا اُسکو سچ جاننا اور خیالی بحثوں سے بچنا انسان پر واجب ہے کیونکہ جو باتیں ہمارے ادراک سے دور ہیں اُن میں جھگڑے کرنا احاطہ انسانی سے باہر قدم مارنا ہے جس کا نتیجہ سوائے پیچ در پیچ چیرائیوں اور بے معنی فسادات کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اُن سے منکر ہونا بھی تمام دینی اصلاحوں اور ترقیوں کو روکتا ہے۔ ایک طرف فہمی باتوں میں بحثیں اُٹھانے سے لاکھوں سو فطائی اور دھرمیہ بنگلے دوسری طرف کٹر وٹروں اشخاص اُن کے انکار سے کافر مرتد اور زندقہ بنگلے۔ زمانہ حال کے حکیم اور فلاسفہ اُن مسائل میں بحث نہیں کرتے جو انسانی ادراک سے باہر ہیں بلکہ ایسی باتوں کو ایمانیات میں داخل کر لیتے ہیں اُن کی تمام ترقیات ہیغایات کا یہی ایک راز ہے جسکو فلاسفروں نے ہزار ہا سال کی طویل طویل بحثوں کے بعد آج معلوم کیا ہے مگر قرآن کریم نے آج سے تیرہ سو برس پہلے بتلادیا تھا۔ انور

ایمان بالغیب تمام فسادوں اور اختلافوں کا علاج اور تمام دانائی و حکمت کی بنیاد ہے۔ **فَاعْتَبِرْ يَا أُولِيَ الْبَصَارِ**

ہر ایک ایمان جو ابتدا میں کمزور ہوتا ہے رفتہ رفتہ زور پکڑ کر عملی طاقت پکڑتا جاتا اور اتقا و اعمال صالح کو خوب ترقی دیتا ہے اور سچا مومن اپنے کمال عبودیت و خشیت اور حسن اخلاق سے ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ آیا ذیل میں سچے مومن کی علامات ظاہر فرمائی گئی ہیں **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِئْتَا شَيْءٍ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** ہوئے جیسے کہ آپ کے حکم کو اپنے آپ میں ملے اور پھر آپ کے فیصلے کے خلاف ان کے دل میں حرج نہ رہے اور آپ کے حکم کو تسلیم کر لیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا بَلَغَ عَلَيْهِمْ حَدٌّ مِّنَ الْأَمْرِ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ مومن تو وہی ہیں جن کے دل جو کراہی کے وقت دھل جاتے ہیں اور جب ان کو اس کی باتیں سنائی جائیں ان کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ جو مسکات نہام کرتے اور ہمارے دے ہوئے میں خرچ کرتے ہیں اس کے واسطے

هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لِّمِمَّا ذُحِّرَتْ عَنْهُمْ وَمَغْفِرَةٌ ان کے رب کے پاس اور عفو و رحمت ہیں اور مغفرت اور

رِزْقٌ كَرِيمٌ

ایمان ایک قلبی عمل ہے جو تمام ترقیات روحانی کی بنیاد اور تمام

اختلافات دینی کا علاج ہے اس کے بعد دوسرے عمل کا ذکر ہے و

يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ اور نماز قائم کرتے ہیں یعنی اپنی نمازوں کو تمام ارکانوں

کی پابندی اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں جیسا کہ دوسرے الفاظ

اس عمل کی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ
يُمَاقِفُونَ ۲۳ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ الَّذِينَ
هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُمَاقِفُونَ ۲۴ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی محافظت
کرتے ہیں الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۲۵ جو لوگ اپنی نمازوں
پر مداومت کرتے ہیں۔ وَهُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۲۶ اور وہ اپنی نمازوں
میں خشوع کرتے ہیں۔ صلوٰۃ کے لغوی معنی ہیں دعا۔ آگ پر لکڑی کو نیک کے
سیدھا کرنا۔ داخل ہونا۔ سرین ہلانا۔ شرع میں صلوٰۃ اُس خاص عبادت کا
نام ہے جو معروف ہے اقامت کے لغوی معنی ہیں سیدھا کرنا کھڑا کرنا کسی کام
کو پوری توجہ اور شوق کے ساتھ کرنا پس اقامت صلوٰۃ کے معنی ہوئے نماز
مشرعوہ کو پوری توجہ اور شوق کے ساتھ ہمیشہ ادا کرتے رہنا اِس کے بعد
تیسرے عمل کا ذکر ہے وَمِمَّا زَكَّاهُمْ يَتَّقُونَ ۱ اور ہمارے دے
ہوئے میں سے خراج کرتے ہیں مثلاً کسب حلال میں سے اپنی اور اپنے
آل و عیال کی پرورش کرتے والدین اور قرابتیوں سے سلوک کرتے بکوة
اور صدقات دیتے اور خیرات کرتے ہیں۔ مِنْ تَبْعِيضٍ کے لئے ہے
جس سے یہ مراد ہے کہ کل خراج کو دینا ضروری نہیں ورنہ لَا تَشْرَفُوا کے مخفی
ہونا بیگانگا۔ اگر کوئی علم یا فن آتا ہے اُس سے اوروں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔
اتفاق کا بڑا درجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو عزیز ترین ہے اُسکو بھی نیک
راتے ہیں جائز طور پر خراج کرنے سے دریغ نہیں مثلاً جسم دماغ اور جان جیسا کہ
قرآن مجید فرماتا ہے كُنْ تَالُوْا لَیْسَ رَاحَتِیْ تُنْفَعُوْا مِنِّیْ اَلْحَبْشُوْنَ ۷۷ تم تمہاری

کو کبھی نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی عزیز چیزوں میں سے خج نہ کرو۔

پس ثابت ہو گیا کہ تمام آیات ہدیٰ للْمُتَّقِينَ الذِّیْنَ یُؤْمِنُونَ
بِالْغِیْبِ وَیَقِیْمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ یُنْفِقُونَ وہ کیسی مامت
اور کیسی واضح اور کیسے ابلیغ نظام پر واقعہ ہیں کوئی شک و شبہ کی ان میں گنجائش
نہیں اب رہی مسئلہ نجات کی بحث۔ پہلے ہم اسکو بتامیہ اصل ترجمہ تفسیر
سے نقل کرتے ہیں پھر آخر میں دکھلائینگے کہ تمام آیات قرآنی جو نجات کے مسئلہ
پر متخالف یا متضاد معلوم ہوتی ہیں وہ باہم کیسی موافق اور مطابق ہیں۔

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَاطِبَةُٰ ذَٰلِكُمْ
بلکہ جس نے بُرائی کئی اور اُس کی خطائے اُس کو گھیر لیا پس وہ لوگ
أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
دوزخی ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

۲۰

صاحب کثافات نے بیان کیا ہے کہ بلی سے اس چیز کا اثبات ہے کہ جو
حرف نفی کے بعد مذکور ہو چکی ہے یعنی لَوْ تَمَسَّنَا النَّارُ سِوَا ذَٰلِكُمْ
کہ بلکہ تمکو ہمیشہ کے لئے آگ چھوئے گی بدیل قولہ تعالیٰ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
اور جاننا چاہئے کہ سَيِّئَةً ہر گناہ کو کہہ سکتے ہیں اس واسطے کہ خدا تعالیٰ نے
فرماتا ہے وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اور فرماتا ہے مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا
يُجْزَ بِهَا اور چونکہ یہ گمان ہو سکتا تھا کہ ہر گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ اس بات پر
یکساں ہے کہ اس کا مرتکب ابدالاً باد دوزخ میں رہے گا اس واسطے خدا تعالیٰ نے
بیان فرمایا کہ خلود کا استحقاق جب ہو گا کہ جب ہر طرف سے گناہ انسان
کو گھیرے یہ بات ظاہر ہے کہ احاطہ کی حقیقت میں جسم کی طرف کر سکتے ہیں

جو دوسرے مجرم کو محیط ہو جیسے شہر بنامہ شہر کو یا پالہ پانی کو محیط ہوتا ہے اور گناہ کے احاطہ کرنے میں حقیقت میں احاطہ نہیں ہوتا کیونکہ گناہ مجسم چیز نہیں ہے پس اس واسطے ہم مَیْمَنۃ سے گناہ کبیرہ مراد لیتے ہیں بدو وجہ - (۱) محیط چیز کا یہ قاعدہ ہوتا ہے وہ دوسری چیز کو یعنی محاذ کو چھپا لیتی ہے اور گناہ کبیرہ بھی ثواب طاعات گھیر لینے کی وجہ سے گویا اُن کو چھپا لیتا ہے پس یہی جہت ان میں مشابہت پائی جاتی ہے (۲) گناہ کبیرہ جب عبادات کے ثواب گھیر لیتا ہے تو گویا ان عبادات پر غالب آجاتا ہے بطرح دشمن کا لشکر کسی شخص کو گھیر کر اُس کے اوپر غالب آجاتا ہے اور اس شخص کی خلاصی نہیں ہو سکتی پس گویا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے بلکہ جس شخص نے گناہ کبیرہ کیا اور اُس کے گناہ کبیرہ نے اسکی عبادتوں کو گھیر لیا اور مغلوب کر لیا تو وہ لوگ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اگر کوئی اعتراض کرے یہ آیت یہودیوں کے حق میں وارد ہوئی ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے سبب کے خاص ہونے کا اعتبار نہیں ہوتا تو اسی دلیل سے معتزلہ نے استدلال کیا ہے کہ اہل کبار کو ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہوگا اور جاننا چاہئے کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اُس کا ذکر کر دینا یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ اہل قبلہ کا اسباب میں اختلاف ہے کہ اصحاب کبار کے لئے وعید ثابت ہے یا نہیں بعض نے وعید ثابت کی ہے اور وہ دو فریق ہیں بعض نے وعید مزید ثابت کی ہے۔ جمہور معتزلہ اور خوارج کا قول یہی ہے اور بعض نے وعید منقطع کو ثابت کیا ہے یہ بشر المریسی اور خالدی کا قول ہے اور بعض ان کے حق میں وعید نہیں ثابت

کرتے اور یہ قول شاذ ہے لوگ اسکو مقاتل بن سلیمان مفسر کی طرف نسبت
 کرتے ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اسبات کا ہکویقین ہے کہ خدا تعالیٰ ضرور
 بعض گناہوں کو اور بعض گنہگاروں کو بخشید گا مگر اس بات کی ہم تفصیل نہیں کر سکتے
 کہ کسکو بخشید گا اور کس کو نہ بخشید گا اور اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ
 ان میں سے کسی کو ایک مدت تک عذاب دے گا تو ابداً اسکو عذاب
 نہ ملے گا بلکہ ان کے عذاب کو منقطع کر دے گا اکثر صحابہ اور تابعین اور اہل سنت
 والجماعہ اور اکثر ائمہ کا قول یہی ہے اور یہ بحث دوسلوں پر مشتمل ہے (۱)
 اسبات کا یقین کرنا کہ ان کے لئے وعید ثابت ہے (۲) یہ بات کہ اگر وعید
 ان کے لئے ثابت ہو تو آیا وہام کے طور پر ہے یا نہیں (مسئلہ اول) وعید
 کے بیان میں اور پیشتر ہم معتزلہ کے دلائل اس کے متعلق ذکر کرتے ہیں اس کے
 بعد فرقہ مرجیہ خالصہ کے اس کے بعد اہل سنت والجماعہ کے ذکر کریں گے انشاء
 تعالیٰ۔ واضح ہو کہ معتزلہ نے عموماً اس کے اوپر اپنے قول کا مدار رکھا ہے
 کہ جو اسباب میں وارد ہیں اور یہ عموماً دو قسم کے ہیں بعض بصیغہ تن وارد
 ہوئے ہیں یعنی شرط کے طور پر اور بعض بصیغہ جمع پہلی قسم کی چند آیتیں ہیں (۱)
 آیت الموارثت میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ الٰہی
 قَوْلُهُ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا يَخْلَقْ نَارَ اَخْلَدَ اِلٰہی
 فیہا یعنی جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کے
 حدود سے آگے بڑھے خدائے تعالیٰ اسکو دوزخ میں داخل کرے گا اور ہمیشہ
 وہ شخص دوزخ میں رہے گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص صلوٰۃ اور صوم اور

حج اور زکوٰۃ اور جہاد کا تارک ہے اور شرابخواری اور زنا کرنے اور میگناہ کے
 قتل کا مرتکب ہے تو وہ حدودِ الہی سے آگے بڑھنے والا ہے پس ضرور ہے
 کہ وہ اہل عذاب سے ہوا سو اسلئے کہ اصول فقہ کے اندر یہ بات ثابت ہو چکی
 ہے کہ حرفِ سن شرط کے مقام پر عموم کا مفید ہوا کرتا ہے اور جبکہ مخالف سنی
 اسکو کافر کے اوپر محمول کیا اور یوں گنہگار کے اوپر محمول نہیں کیا تو اس کا یہ قول
 خلافِ دلیل ہوا اور علاوہ بریں بدو وجہ مخالف کا قول باطل ہوتا ہے (۱)
 خدا تعالیٰ نے سواریش کے متعلق اپنے حدود بیان فرما کر ان لوگوں کو جو
 ان حدود کی پابندی کریں ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ان لوگوں کے لئے
 جو ان حدود کی پابندی نہ کریں وعید فرمائی ہے اور جو شخص کہ خدا و رسول پر
 ایمان لائے تو وہ ان حدود کی بلاشبہ پابندی کرنے والا ہوگا بخلاف
 اس شخص کے کہ اسکی ربوبیت کا منکر اور اس کے انبیاء اور اس کے احکام کا
 مکذب ہو پس اسکو ان حدود کی خبرت رغبت دلانا زیادہ ضروری ہے
 نسبت اس شخص کے کہ جو خدا و رسول پر ایمان لایا جسکی ذات سے یہ بات
 بعید ہے کہ حدودِ الہی کی پابندی نہ کرے اور جبکہ ابتدائی آیت سے یوں
 مراد ہوا تو آخر آیت سے بھی وہی مراد ہوگا۔ (۲) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔
 تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ اِذَا رَسِمَتْ عَلَيْكَ فَاصْلِحْ وَلَا تَتَذَكَّرْ فِيهَا بَعْدَ تَذَكُّرِهَا
 پھر خدا تعالیٰ نے انکی پابندی پر وعدہ کوا اور نافرمانی پر مترتب فرمایا ہے
 پس سیاق آیت کا مقتضی یہ ہے کہ انہیں حدود میں نافرمانی کرنے کے ساتھ
 وعید متعلق ہے نہ یہ کہ ان کے ساتھ دوسری حدود بھی شامل کجائیں اسی سلسلے

ان حدود سے تعدی کرنے میں اہل ایمان کو زجر ثابت ہوگا اور اگر اُس سے اہل ایمان مراد ہوں تو انکو زجر نہیں ہو سکتا اور جبکہ ثابت ہو گیا کہ اس وعید سے سب لوگ مراد ہیں خواہ مومن ہوں یا کافر تو ان لوگوں کا قول باطل ہوگا جو کافر کے ساتھ وعید کو خاص بتلاہے ہیں اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ویتعد حد و دہ جمع مضاف ہے اور جمع مضاف تمھاریے نزدیک عموم کے مفید ہوتی ہے جیسے کوئی کہے ضعیف عینہی تو اس سے تمام غلاموں کا مارنا مراد ہوتا ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی تو معلوم ہوا کہ یہ آیت اُس شخص کے ساتھ خاص ہے کہ جو تمام حدود الہی میں تعدی کرے اور وہ کافر ہے نہ مومن تو اس کا یہ جواب ہے کہ از روئے لفظ اگرچہ تمھارا قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے لیکن چند قرینے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ تمام حدود میں تعدی کرنا مراد نہیں ہے (۱) ویتعد حد و دہ سے پہلے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے ثلاث حدود اللہ پس دونوں جگہ پر حدود دہی حدود مذکورہ مراد ہونگے۔ (۲) اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان بھی اس آیت سے حدود الہی میں نافرمانی کرنے سے زجر اور مخالفت کرنا مقصود ہے اور اگر تمھارا قول صحیح ہو تو صرف کافروں کے لئے مانعت ثابت ہو مومنین کے لئے مانعت نہ ثابت ہو (۳) اگر حدود سے تمام حدود مراد ہوں تو اس پر وعید کے مرتب فرمانے کا کوئی نتیجہ نہ نکلیگا اس واسطے کہ کوئی شخص تمام حدود و جا میں تعدی نہیں کر سکتا اس واسطے کہ بیشتر حدود ایسے ہیں کہ تعدی کے اندر جمع نہیں ہو سکتے یعنی ان میں تضاد ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص ایک حالت میں مذکور

شہوت اور نافرانیت کا معتقد نہیں ہو سکتا اور دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں پایا جاتا کہ جس نے کوئی گناہ نہ چھوڑا ہو (۴) جو شخص مومن کو قصداً قتل کر ڈالے اس کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا يَبْنِي جَوْشَخْصٌ مَوْسَنَ كَوْقَصْدٌ خُونِ كَرُؤَاوِے اِسْ كِی جَزَاؤُهُمْ هِے هِمِشَه اِس مِیں رَهے گا اِس آیت سے ثابت نہیں ہے کہ قتل مومن کی جزاء خلود فی النار ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ اس کو یہ جزا دی جائیگی لِقَوْلِهِ

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا مُّجْتَرِبًا يَنْبَغِي لِيُكْرِمَ اِسْ كَا بَدَلْهَ يَابِگَا۔ (۵) خدا فرماتا ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رُحُوْا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْاَدْبَارُ وَمَنْ يُّوَلِّحْمُ يُوَسِّدْ دُبُوْرَهُ اِلَّا مُّخْرِجًا لِّقِتَالٍ اَوْ مَحْجَبًا اِلٰی فِئْسَةٍ فَقَدْ بَاْعَ بَعْضُہٗ مِّنَ اللّٰہِ وَمَا وَاكُ جَهَنَّمُ وِبِئْسَ الْمَعٰی

۲۵

یعنی اے ایمان والو جب تم کافروں سے لڑائی کے لئے ٹھہراؤ تو ان کی طرف پیٹھ مت پھیرو اور جو اُس روزان کی طرف پیٹھ پھیرے گا بجز اس شخص کے جو لڑائی کے لئے داؤ کرے یا اپنے گروہ میں شے کے آتے پس اُس نے خدا کے غصے کی طرف رجوع کیا اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جہنم بُری بازگشت ہے (۶) خدا تعالیٰ فرماتا ہے مِمَّنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا اَیْرَہُ یعنی جو ذرہ بھر نیکی کر لیا اُسے دیکھ لیا اور جو ذرہ بھر بُرائی کرے گا اُسے دیکھ لیا۔ (۷) خدا تعالیٰ فرماتا ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالِکُمْ بَيْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ مِیْنِے ایمان والو اپنے مالوں کو باطل طور پر مت کھاؤ اور اسکے کچھ بعد فرماتا ہے وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ عَلٰوًا وَاظْلَمًا فَاَسُوْفٌ نَّصْلِیْہِ نَارًا یعنی جو شخص کفری

اور ظلم سے کرے گا تو عنقریب ہم اُسکو دوزخ میں پہنچائینگے (۸) خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّكَ مِنْ يَاقَتِ ثَرْبَةٍ مَجْمُوعًا فَإِنَّ لَهُ جَمْعًا لَا يَمُوتُ فِيمَا وَلَا يَحْيَىٰ وَيَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتُ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ یعنی تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص اپنے پروردگار کے پاس مجرم بنکر آئے گا تو اُس کے لئے جہنم ہے نہ اُس میں مرے گا اور نہ زندہ رہے گا اور جو مومن ہو کر اُس کے پاس آئے گا اچھے کام کر کے تو ان لوگوں کے لئے بلند درجے ہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور فاسق عذاب دائمی کے مستحق ہیں بطرح کہ مومن صلیع ثواب کا مستحق ہے (۹) خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا یعنی نامراد ہو گیا وہ شخص جس نے ظلم اختیار کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص نماز روزہ کرتا ہو اور ظالم ہو تو وہ بھی اس وعید میں داخل ہے۔

(۱۰) معاصی کا بیان فرما کے خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ إِثْمًا يَظَاهَرُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُخْلَدُ فِيهِ مِمَّا نَا بِعَنِي جَوَابًا کرے گا گناہ سے لے گا اور قیامت کے روز اسکو بڑھا کر عذاب دیا جائیگا اور ہمیشہ ذلت کے ساتھ اس میں رہے گا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاسق اور کافر کا حال ایک ہی ہے یعنی دونوں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے پھر اس کے جو اپنے فسق سے توبہ کریں یا کفر کو چھوڑ کر ایمان اختیار کریں (۱۱) ارشاد ہوتا ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فِرْعَ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ مَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ الْآيَةِ جُوشِ نَحْسٍ نَبِيٍّ لَا يَكُنَّا تَوَاسُ كَ لَئِ اس سے بہتر ملیگی اور وہ لوگ اس روز پریشانی سے امن میں ہونگے اور جو بُرائی کرے گا تو اُس کا یہ

حال ہوگا الاخر اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بطرح تمام عبادتوں پر خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اسی طرح تمام گناہوں پر اسکی وعید متعلق ہے (۱۲) فَاَمَّا مِنْ تِلْكَ وَائِلِ الْحَيَاتِ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْحَيِّمَ هِيَ الْمَائِلَةُ يَنْبَغِي وَشَخْصٌ سَرَّكَشِي كَرَّے اور حیات دنیادی کو اختیار کرے تو دوزخ اُس کا ٹھکانا ہے (۱۳) وَمِنْ عِصْيِ اللَّهِ وَمِنْ سَوَّلَةٍ فَاتِّلْهُ نَارَ جَهَنَّمَ بَعْثِي وَشَخْصٌ خُذْ وَرَسُولُ كِي نَا فَرْمَانِي كَرَّے اُسکے لئے دوزخ کی آگ ہے اور اس آیت میں کا فَرْمَانِی فَاَسْتَقْبَلُ كِي كُچھ تفصیل نہیں ہے۔ (۱۴) یہی آیت جسکی ہم تفسیر کر رہے ہیں بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَآحَاكَتْ بِهَا خَطِيئَتَهُ الْآيَةُ پس خدا تعالیٰ نے آیت کے شروع میں سے فرقہ مرجع کا قول بیان فرمایا ہے یعنی وَقَالُوا لَنْ تَمْسُقَنَا لَكَ الْآيَاتُ مَا مَعْدُونَ دَات پھر خدا تعالیٰ اُن کے قول کو رد فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَآحَاكَتْ بِهَا خَطِيئَتَهُ فَاُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ پس یہ وہ آیات ہیں جن سے معتزلہ اور خوارج نے اپنے قول پر استدلال کیا ہے اسلئے کہ ان سب آیات میں حرف تَنْ شرط کے موقع پر موجود ہے اور اس بات کو بچند وجوہ ثابت کیا ہے کہ ہر لفظ عموم کا مفید ہوتا ہے (۱) اگر حرف تَنْ عموم کے لئے موضوع نہ ہوتا تو دو احتمال تھے خصوص کے لئے موضوع ہوتا یا عموم الوجود خصوص کے اندر مشترک ہوتا اور یہ دونوں باتیں باطل ہیں پس ثابت ہوا کہ عموم کے لئے مشترک ہے پہلے اس کے باطل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اگر خصوص کے لئے موضوع ہو تو لازماً آتا ہے کہ جب متکلم اس قسم کا کلام برے تو ہر شخص کو جس سے وہ شرط عمل میں آئے جزا دینا خوب نہ ہوا سولہ سطرے کہ اس تقدیر پر وہ جزا اُس شرط کے اوپر مرتب نہ ہوگی

حالانکہ سب جانتے ہیں کہ جو شخص یہ بات کہے من دخل داری اکر منتہ
یعنی جو کوئی میرے گھر آئیگا اُسکی میں تعظیم کروں گا تو اس متکلم کو چاہئے کہ تمام اُسے
دالوں کی تعظیم کرے پس معلوم ہوا کہ یہ لفظ خصوص کے لئے نہیں ہے اور مشترک
بھی نہیں ہو سکتا بدو وجہ ایک تو یہ کہ اشتراک اصل کے خلاف ہے دوسرے
یہ کہ اگر مشترک ہو تو جب تک متکلم سے تمام احکامات کا استفسار نہ کیا جائے
جزا کی شرط برتر ہوئی کیفیت نہیں معلوم ہو سکتی مثلاً اگر کوئی کہے میں
داری اکر منتہ تو اس سے کہنا چاہئے تیری مراد مردوں سے ہے یا عورتوں

سے اور جب وہ کہے مردوں سے مراد ہے تو دریافت کرنا چاہئے عرب سے
مراد ہے یا عجم سے اور جب کہے عرب سے مراد ہے تو دریافت کرنا چاہئے عرب
سے مراد ہے یا عجم سے اور جب کہے عرب سے مراد ہے تو کہنا چاہئے عرب
سے مراد ہے یا مصر سے وھلمر حوا یہاں تک کہ تمام احتمالات اس سے
دریافت کرنے چاہئیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ اہل لسان اس بات کو پسند
نہیں کرتے پس ثابت ہو گیا کہ قول بالاشتراك باطل ہے (۲) جب کوئی
شخص کہے من دخل داری اکر منتہ تو یہ ذمی عقل کا استثناء اس سے صحیح
ہوگا اور استثناء سے وہی چیز خارج ہوتی ہے جسکا داخل ہونا قبل از استثناء
ضروری ہوتا ہے اس واسطے کہ استثناء متصل میں مستثنیٰ منہ کے تحت میں
مستثنیٰ کا دخول صحیح ہونا ضروری ہے اب باقی رہی یہ بات کہ صحیح ہونیکے ساتھ
داخل ہونے کا اعتبار ضروری ہو یا ضروری نہ ہو تو این دونوں میں سے پہلا احتمال
بچند وجوہ باطل ہے (۱) اگر یہ بات صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ جماعہ غنی فقہاء کمالا

کا نام انگریزی - اردو - فارسی - عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طویلہ پر اسے نکالو اور دیکھو خواہ جس کا نام انگریزی زبان میں آتا یا فارسی - یا عربی - یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کامل طبع پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و علاج کی جانچ پڑتال - اور قابل افتخار امراض میں جب چاہو کامل رائے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں - انگریزی و یونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ سہل و آسان اور ایسی ادویہ کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے - شہر و دیہات میں علاج بلاتر ہو سکے۔ ہر فرم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جاننظر اور آیام صیبت میں مونس و نگہاں ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے۔ یہ ایسا ایسی جامع اور مفید - اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اس کی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ہے کل قیمت ہر جلد ۸۰ - کپاٹھروں - طالب علموں - اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں - ہیڈ ماسٹر اور معزز عہدہ داروں کے نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے۔

۵۔ دس سالہ اعضا مخصوص - اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آشک - سوزاک و جربان - نامور کی طہرات جلتی بختر - سرعیت انزال - اختلام - عسرت الطمث - استسقاء وغیرہ کا علاج - جماع کے قواعد اور آب - اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں۔ نیز تمام ادویہ جہان کے اعضا کے متعلق ہیں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا اس میں کامل علاج ہے قیمت ۸۰

۶۔ مفید النساء والصبیان - اس رسالہ میں ان تمام ناگہانی دکھوں - اور دردوں کا علاج ہے جو عورتوں کی بخیری اور دایوں کی نادرانی اور واسیات رسمن کی پابندی سے حاملہ و زچہ اور نوزائیدہ کو ہمارے ملک میں وبائے عالمگیری کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳۰

تشخیص الامراض - اس کتاب میں مفید عام کی طرح تمام امراض لغت کی ترتیب پر درج کئے جا کر ہر اک مرض کی تعریف - اسباب - کیفیت - علامات - امتحان اور تشخیص درج کئے گئے ہیں - طلبت - تجرچی - امراض قابلہ - امراض العین - امراض السنون - امراض الصبیان اور امراض التین وغیرہ میں سے کوئی مرض مشتہ نہیں - تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے یہ کتاب مفید عام کے ساتھ ملکہ انگریزی و یونانی کا ایسا کامل نسخہ ہے جو آجائے کہ پھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں

یہ کتاب ہر شخص کے لئے مفید ہے جو اس میں تمام امراض کی تعریف و علاج کے ساتھ ساتھ ان کی علامات و اسباب و تشخیص و علاج کے لئے تمام ضروری معلومات درج ہیں۔ اس کتاب کی قیمت ہر جلد ۸۰ ہے۔

الاشہاد تراویح

یہ اشہاری چھپے ہوئے ایک ہزار ماہوار

چھپکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ ماہواری شائع ہوا

کرے گا۔ شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ۳۰

فی صفحہ شش ماہی ۴۰ روپیہ اور فی سال ۱۰۰ روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو

صاحبان اپنی طبع مشق اشعارات یا رسائل زبان اردو یا انگریزی وغیرہ

اشاعت کی واسطے ارسال فرمائیں وہ بشرح ذیل شائع کئے جاسکتے ہیں ہر ماہ

فی عدد چار روپیہ ماہوار ۳۰ ماہ سے زیادہ ایک تولہ تک منہ سے روپیہ ماہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا اسکی کسر سے منہ سے روپیہ ماہوار۔ تاجروں کے لئے

اپنی اپنی اشاعت کا یہ نہایت آسان ذریعہ ہے اجرت اشعار و رخواست

کیساتھ آنی چاہئے۔ ورنہ عدم تعمیل معاف۔

نوٹ۔ تمام رخواستیں۔ بنام فتح محمد خاں منیر تذکرۃ القرآن مقام تراویح

ضلع کراچی آنی چاہئیں۔

المشہد

خاکسار فتح محمد خاں منیر

تذکرۃ القرآن مقام تراویح

ضلع کراچی۔ صوبہ پنجاب

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشگی آنی چاہئے

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ دِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّارِ
جس نے میرے ذکر سے بچھڑا لیں گے واسطے نلنگ ننگ کی اور قیامت کے دن ہم ان کو گھڑاؤں میں

تذکرۃ القرآن

جلد - نمبر ۱۱ ماہ سہ ماہیہ

{ یہ ایک ماہواری رسالہ جو اغراض ذیل پر چھپ کر شائع ہوتا ہے }

۱۔ قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا
قرآن کریم کو تمام بنی نوع کی واسطے کامل واعطا اور حقیقی غیر خواہ ثابت کرنا
اور ایسی ایجادیں و تدابیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

۲۔ قرآن کی کالیست و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس پر ہودہ فتنہ
اور تعصب کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔ جسے مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن
بنانا کہ ہمدردی اور استقامتی کو گھوڑا اور تمام اقوام کو بالعموم حقیقی صلاحیت
و سعادت سے محروم کر دینا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کی بجائے انکو رسوا
کا پرستار بنادیا ہے۔

۳۔ سقری لغتیں کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید
و نبیائے خدا و تعصب کی رو سے کسی قوم یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کیا بلکہ سچی
ہمدردی اور سچی غیر خواہی کے طور پر احسن طریق سے تمام بد اخلاقی بے دینی اور
بے ایمانی کے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

چھاپکار مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

جن صاحبان کے ذمہ قیمت سال گزشتہ واجب الادا ہے برادر ہوائی مع قیمت سندروال مرحمت فرما کر شکر فرمایں اور عند الشراہ ہوں

عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کی واسطے بہت مفید کتاب

مجموعہ تذکرۃ القرآن جلد ۱۱۱ میں مصلحہ ذیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث
 ۱۔ (۱) دلائل برستی باری تعالیٰ (۲) اساتے باری تعالیٰ کی حقیقت اُن کے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تقدیر
 (۴) دعا کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ فضاہلہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶)
 معاشرت یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح پرہوشتے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت (۸) غفلت کے
 خطرناک نتائج اور اُن کا اکیل ملحق (۹) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اُس کے نتائج اور اُن طاقتوں کو نوازل کرینکی
 خرابیاں قیمت مع محصول ڈاک و پوسٹ

۲۔ مفتاح القرآن۔ اسکو معمولی اردو خواں ایک مہینہ میں یاد کر کے پانچ روز لغتوں اور ایک لاکھ سوڑ
 صیغوں پر ایسا حاوی اور صرف نحو میں ایسا شائق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید بآزجہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے
 بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابریت میں ختم کر
 جیں۔ پس تمام بچوں جوانوں اور بڑوں کو چاہئے کہ اسکو فراموش نہ کریں۔ پھر تمام قرآن مجید کی بآزجہ پڑھا
 کرتے ہیں۔ ایسی عجیب خدا داد نعمت کی طرف سے غفلت نہ کریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے
 کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید بآزجہ آتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی
 قرآن مجید پڑھانا چھوڑیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر بآزجہ پڑھا کر لیں۔ کیونکہ آنکھوں کے ہوتے اندھا ہو کر
 چلنا سخت ناوانی ہے لہذا یہی کرینگے تو انشاء اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصوں کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام
 واہیات غزلیں گند سے شر اور جھوٹے قہقہے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے کلیتہً ہوا
 ہو جائینگے اس قاعدہ سے اردو فاسی کے ہزار ہا نئے آجائیں گے جن سے مدت کی تعلیم میں بھی
 بڑی مدد ملے گی اور ملل کا امتحان بچائے چھ سال کے چار سال میں پاس ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العرب۔ اس کے ذریعہ سے معمولی اردو خواں تمام صرف نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا
 حاوی اور شائق ہو جاتا ہے کہ میزان۔ منشعب۔ حرف میر۔ دستور المبتدی۔ فصولی اکبری۔ تحفہ
 ہدایت النعمہ۔ کافیہ۔ شرح ملاں اور مراح الارواح۔ وغیرہ وغیرہ سے دو سال میں نہیں ہو سکتا جو
 صاحب مفتاح القرآن کے بعد اسکو پڑھنا چاہیں۔ وہ ایک مہینے میں ہی اسکو ختم کر سکتے ہیں اس کے
 بعد کسی دوسری کتاب مر فی یا نحو کی ضرورت نہیں رہتی۔

۴۔ مفید عام۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک لغات ادویہ و علاج ہے ہر مرض اور دوا

تذکرۃ القراء

ماہ ستمبر ۱۹۰۰ء

جلد ۲ نمبر ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَرُّوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تفاسیر قرآنی میں اختلاف اور ان میں توفیق و تطبیق

{ سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ نمبر ۹ }

زہیدؑ کے اندر جہیں جمع منکر سے استثناء ہے اور جاء فی الفقرۃ الکلام
زیدؑ کے اندر جہیں جمع معروف سے استثناء ہے کچھ فرق نہوا سو اسطے کہ دونوں
کلاموں کے اندر زید کا داخل ہونا صحیح ہے اور دونوں میں فرق بالبداهتہ معلوم
(۲) جب عدو سے استثناء نکلیا جاتا تو اس چیز کا داخل ہونا مستثنیٰ عنہ میں
ضروری ہوتا پس ثابت ہوا کہ تمام مقامات میں استثنیٰ کا یہی فائدہ ہوا سو اسطے
کہ کسی اہل لغت نے اس استثناء میں جو عدو پر داخل ہوا اور اس میں کہ عدو پر
داخل نہ ہو کچھ فرق نہیں کیا پس ثابت ہوا کہ استثناء میں وہی چیز خارج کی جاتی

کہ اگر استثناء نہ ہو تو اُس چیز کا داخل ہونا واجب ہووے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حرف تن شرط کے مقام پر عموم کے لئے آتا ہے۔ (۳) جب یہ

آیت نازل ہوئی انکم وما تعبدون من دون اللہ حسب جہنم یعنی تحقیق تم اور وہ چیز کہ جسکو تم سوائے خدا کے پوجتے ہو جہنم کا جھونک ہے تو ابن زبیری نے کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کرونگا اور حضورؐ میں انکراش نے کہا اے محمد کیا فرشتوں کی پرستش نہیں کیگئی کیا حضرت علیؓ

ابن مریم کو لوگوں نے نہیں پوجا پس اُس نے بھی عموم لفظ سے استدلال کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کلام کو رد نہیں کیا پس ثابت ہوا کہ حرف تن عموم پر دلالت کرتا ہے (قسم دوم) معتزلہ کے دلائل میں سے یہ ہے کہ جمع معروف باللام کے صیغہ سے وہ اس میں استدلال کرتے ہیں اور یہ صیغہ کئی آیات میں وارد ہوا ہے (۱) وان الفجار لفي حميم

یعنی فاجر لوگ دوزخ میں ہونگے۔ جانتا چاہئے قاضی اور جبائی اور ابوالحسن کا قول ہے کہ یہ صیغہ عموم کا مفید ہوتا ہے اور ابوشم کا قول ہے کہ عموم کا مفید نہیں ہوتا اور ہم کہتے ہیں اس بات کا ثبوت کئی طرح پر ہو سکتا کہ صیغہ عموم کا مفید ہوتا ہے (۱) جب انفار نے امامت کی درخواست کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کیا۔

الاثمنا من قرئین اور انفار نے اس حجت کو تسلیم کیا اگر جمع معروف باللام الجنس استغراق پر دلالت نہ کرتی تو یہ حجت صحیح نہ ہوتی اس واسطے کہ بعض الائمہ من قرئین اس بات کے منافی نہیں ہے کہ دوسری قوم سے بھی کوئی امام ہو

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مانعین رکوع کے ساتھ قتال کرنے کا قصد کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے اَمَرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ یعنی مجھ کو لوگوں سے قتال کرنے کا حکم ہے جب تک کہ وہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ نہ کہیں، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عموم لفظ سے استدلال کیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یا کسی اور اصحابی نے یہ نہیں فرمایا کہ اس سے یہ فائدہ نہیں حاصل ہوتا بلکہ استثنائ کی کی طرف رجوع کیا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلَا بِحَقِّهَا اور رکوع بھی اس کے حق میں ہے (۱) اس جمع کی تاکید ایسی چیز سے ہوتی ہے پس ضرور ہوا کہ جمع معرف باللام استغراق کے مفید ہوا اور تاکید ہونے کا ثبوت اس آیت سے ہوتا ہے فَسَجِدْ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اِجْمَعُونَ اور بعد تاکید کے جمع معرف باللام کو استغراق کے لئے مقتضی ہونا متفق علیہ ہے اور یہ کہ اصل میں استغراق کے لئے ہونا اس واسطے ضروری ہے کہ یہ الفاظ تاکید کے ہیں اور تاکید کے معنی یہ ہیں کہ جو ایک حکم اصل میں ثابت تھا۔ پس اگر اصل میں استغراق نہ ہوتا اور ان الفاظ کی وجہ سے حاصل ہوا کرتا تو ان الفاظ کے حکم اصلی کی تقویت نہ ہوتی اور ایک حکم جدید پیدا ہوتا اور یہ الفاظ اس محل کا بیان ہوتے تاکید نہ ہوتے اور جبکہ یہ الفاظ بالاتفاق تاکید کے لئے آتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اصل متبوع کے اندر استغراق پایا جاتا ہے (۲) اسم کے اوپر جب الف لام داخل ہوتا ہے تو اہل لغت سے منقول ہے کہ وہ اسم معرف ہو جاتا ہے پس غور یہ ہے کہ الف لام سے ایسی چیز مراد ہو چکی وجہ سے اس سے

جسم کی تعیین ہو جائے اور یہ تعیین جمع کے اندر اس وقت ہو سکتی ہے کہ اس سے تمام افراد مراد ہوں اس واسطے کہ تمام افراد کا علم بالا جمال مخاطب کو ہوتا ہے اور اگر تمام مراد نہوں بلکہ بعض ہوں تو معرفت اور تعیین نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ بعض افراد بعض سے اولیٰ نہیں ہوتی پس وہ بعض مجہول ہو گئے اگر کوئی اعتراض کرے جبکہ اس سے اس جنس کی ایک خاص جماعت مراد لپچائے تو اس جنس کی معرفت بائینہر ہو سکتی ہے اس کا یہ جواب ہے کہ اس تقدیر پر الف لام کا فائدہ کیا ہوگا یہ بات بغیر الف لام کے بھی موجود ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر کسی شخص نے کہا رایتہا رجالاتا تو اس میں جنس کی تمیز یعنی رجال کی غیر رجال سے امتیاز اس میں بھی حاصل ہو گئی پس ثابت ہوا کہ اس کے علاوہ بھی الف کا کچھ فائدہ ہوتا ہے اور وہ فائدہ بجز استعراق کے اور نہیں ہے (۴) جمع معرفت باللام سے ایک فرد کا استثناء صحیح ہوتا ہے خواہ کوئی فرد ہو اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمع معرفت باللام محوم کے مفید ہوتی ہے (۵) جمع معرفت باللام کے اندر نکتہ سے زیادہ کثرت کے معنی پائے جاتے ہیں اس واسطے کہ جمع منکر سے جمع معرفت کا استثناء کرنا صحیح ہوتا ہے اور اس کے برعکس صحیح نہیں ہوتا یعنی رایتہا رجالاتا کہہ سکتے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ مستثنیٰ کی نسبت مستثنیٰ منہ میں بکثرت ہوتی ہے پس تقریر مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ جمع معرفت کا مفہوم یا تو کل افراد ہونگے یا بعض بعض کا ہونا باطل ہے اس واسطے کہ کل کے علاوہ جتنے عدد ہوتے ہیں سب کا استثناء کرنا جمع معرفت سے صحیح ہوتا ہے اور یہ بات اوپر معلوم ہو چکی ہے کہ مستثنیٰ منہ میں مستثنیٰ کی نسبت بکثرت پائی جاتی

ہے پس ثابت ہوا کہ جمع معرفت باللام استفراق کے مفید ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب
اور ابوالہاشم کے طریقہ کے موافق یعنی یہ کہ جمع معرفت باللام عموم کے مفید نہیں
ہوتی ہے پس اس آیت سے بدو وجہ استدلال ہو سکتا ہے (۱) جب کسی وصف
پر ایک حکم شرتب ہو تو اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ وصف اس حکم کی علت
ہے پس وان الفجار لفی جمعیم کا مقتضی یہ ہے کہ فجار دخول دوزخ کے لئے
علت ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو حکم عام ہونا لازم ہو گیا اس واسطے کہ اس کی
علت عام ہے اور یہی مدعا تھا اور اس باب میں طریقہ تیسرا بھی ہے جسکو خویر
نے بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان الفجار میں الف لام تعریف نہیں ہے
بلکہ الّٰہی کے معنی میں ہے اور اس کا ثبوت بدو وجہ ہوتا ہے (۱) اس کے
جواب میں حرف فاء آتا ہے جیسے اس آیت کے اندر والمساقر والمساقرۃ
فاقطعوا ایدیہما۔ یا جس طرح کوئی کہے الّٰہی یلقانی فلا درہم یعنی
جو مجھے ملاقات کرے اس کے لئے درہم ہے (۲) جس کے اوپر الف لام فعل
ہوتا ہے فعل کا عطف کرنا اس کے اوپر درست ہوتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ
فرماتا ہے ان المصدقین والمصدقات واقرضوا اللہ قرضاً حسناً پس
اگر ان المصدقین بمعنی ان الذین اصدقوا کے ہوتا تو اس کے اوپر واقرضوا
کا عطف صحیح ہوتا اور جبکہ یہ عطف موجود ہے تو ثابت ہو گیا کہ ان الفجار لفی
جمعیم کے معنی یہ ہوئے ان الذین فجروا فہم فی الجمعیم اور یہ جمع کا مفید
ہے (۱) یہ آیت ہے جس سے اس امر کے اوپر استدلال کیا گیا ہے یوہ فحش
المتعین الی الرحمن وفلاً ولسوق المجرمین الی جہنم وحرّٰ یعنی جس روز کہ

ہم پر ہیزگاروں کو زمین کی طرف سوار کر کے جمع کریں گے اور حجرہوں کو جنہم کی طرح
 پیسا سا ہانکیں گے۔ پس اس آیت کے اندر الجرحین کا لفظ جمع معرفت باللام ہے
 (۳) وَنَذِرُ الظَّالِمِينَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَتَّبِعُونَ ظُلْمًا لَّهُمْ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْمَوْلُودُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَضْحَكُوا
 دینگے (۴) وَلَوْ يَرَى الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ ظُلْمَهُمْ أَلَّا يُغْنِي عَنْهُ كِبَارُهُ
 وَلَئِنْ يُدْخِلْهُمْ أَفْئِدَةُ الْمُتَعَالِي لَوُغِلُوا بِغَضَبِي أَنْ يُبَيِّنَ لَهُمْ أَمْرَهُمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ
 کی پشت کے اوپر کوئی چلتا ہوا جانور نہ چھوڑے مگر ان کو تاخیر دیتا ہے اس آیت
 کے اندر بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے عذاب میں تاخیر کرتا ہے اور
 اس کا صدق اس بات پر موقوف ہے کہ ایک روز خدا تعالیٰ انکو عذاب
 دیوے (قسم سوم) عموماً میں سے وہ جمع کے صیغے ہیں جو الذی کے کلمہ
 کے ساتھ مفعول ہیں وہ یہ ہیں (۱) وَلَيْلُ الْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ إِذَا أَتَوْا
 عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ یعنی خرابی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے کہ جب
 لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں (۲) إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ آمَنُوا
 لَيْتُمْ ظُلْمًا أَلَّا يَكْفُرُوا فِي بَطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا
 یعنی جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں کے اندر
 آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں جائیں گے (۳) إِنَّ الَّذِينَ
 تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي الْأَيَّةِ یعنی جن لوگوں کی فرشتے جان لگاتے
 ہیں اور وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے ہوتے ہیں تو فرشتے ان سے
 کہتے ہیں الخ پس اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ جو شخص
 ہجرت کو ترک کر دے اور رسول کی نصرت نہ کرے اسکی یہ سزا ہے اگرچہ وہ

شخص خدا اور رسول کا اقرار کرتا ہو (۴) وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ
 سَيِّئَةٍ مِّثْلَهَا وَتُرْهِقُمْ ذَلَّةً یعنی جن لوگوں نے بُرائیاں کسائی ہیں تو
 بُرائی کا بدلہ اسی کی مثل ہے اور اُن کے اوپر ذلت چھائیگی۔ اِس آیت کے
 اندر خدا تعالیٰ نے کافر اور غیر کافر کے اندر فرق نہیں فرمایا (۵) وَالَّذِينَ
 يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَتَّقُونَ اللَّهَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ یعنی جو لوگ
 چاندی اور سونا جمع کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں اسکو خرچ نہیں کرتے (۶)
 وَلَكِنَّهُمْ يَكْنِزُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ
 قَالَ إِنِّي تُبْتُ إِلَهُاتٍ یعنی اُن لوگوں کی توبہ نہیں ہے جو بُرائیاں کرتے رہتے
 ہیں یہاں تک کہ جب اُنہیں سے کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اب میں نے
 توبہ کر لی۔ پس اگر خالق اہل وعید اور اہل عذاب نہ ہوتا تو اس قول کے کیا
 معنی ہوتے بلکہ اسکو توبہ کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی (۷) إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ
 يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَلَّا يَكُونَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَن يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا
 یعنی جو لوگ خدا سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین کے اندر
 فساد مچاتے ہیں اُنکی جزا یہی ہے کہ اُنکو قتل کر دیا جائے یا سولی پر چماتے۔
 (۸) إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ عَهْدَ اللَّهِ وَآيَمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا
 خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ۔ یعنی جو لوگ خدا کے عہد اور اپنی قسموں سے ٹھن
 قلیل کو مول لیتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں کہ آخرت میں اُن کے لئے حصہ نہیں
 ہے (قسم چہارم) عموماً میں سے کل کا لفظ ہے جیسا کہ اِس آیت کے
 اندر موجود ہے وَلَوْ أَن لَّكَ نَفْسٌ ظَلَمْتَ مَّا فِي الْأَرْضِ لَآ مَتَّكَتْ بِهَا یعنی

اگر ہر نفس ظالمہ کے پاس جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ ہوتا اپنے ہڈے میں
 ویڈا لے پس اس آیت کے اندر اللہ پاک نے ظاہر فرمایا کہ ظلم کرنے والوں
 کو ان کے ظلم کی یہ سزا دی جائیگی (قسم پنجم) اس کے ثبوت کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ
 نے جو کچھ وعیدات فرمائی ہیں سب خدا تعالیٰ پوری فرمایا اور اس کا ثبوت
 اس آیت سے ہوتا ہے لَا تَخْشَوْنَ الدِّينَ وَقَدْ قَدْ مَتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ
 مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ یعنی میرے پاس جھگڑا کر
 میں پیشتر تمہارے پاس وعید بھیج چکا میرے پاس بات میں فرق نہیں آتا
 اور میں بندوں پر ظالم نہیں ہوں اور اس آیت سے بدو وجہ استدلال ہوتا ہے
 (۱) خدا تعالیٰ نے ان کے عذر دور کرنے کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ
 تمہارے پاس وعید پہنچ چکی تھی تو یہ مقصود ہوا کہ وعید کے آجانیکے بعد کیوں
 عذر باقی نہیں رہا اور کیسکو اس کے عذاب سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ (۲) مَا
 يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدَيَّ سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ جس عذاب کے اوپر
 وعید کے الفاظ دلالت کرتے ہیں خدا تعالیٰ ویسا ہی ظاہر فرمایا گا۔ یہ تمام وہ
 عموماً قرآنی ہے جن سے ان لوگوں نے اپنے مدعا پر استدلال کیا ہے اور
 عموماً حدیث بھی کثرت سے ہیں جن سے وہ لوگ استدلال کرتے ہیں۔

(قسم اول) وہ احادیث جن کے اندر لفظ مَن سے عموم کے معنی پائے جاتے
 ہیں (۱) وقاص بن ربیعہ نے مسور بن شداد سے روایت کی ہے وہ
 کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ أَكَلَ بِأَخِيهِ أَكَلَهُ أَكَلَهُ
 اللَّهُ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ الحیث یعنی جو شخص اپنے بھائی کا ایک خوراک کھانا کھا لیا گا

خدا تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے کھلائے گا اور جو اپنے بھائی کا ایک
جوڑا پہنتے کا لیکا خدا تعالیٰ اس کو آتش دوزخ کے کپڑے پہنائے گا اور شخص
ایک جگہ بھی دکھا دے یا نام کے لئے کھڑا ہوگا خدا تعالیٰ اس کو اس کی جزا دیگا
اور یہ حدیث فاسق کے حق میں نص ہے (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے مَنْ كَانَ ذَا لِسَانَيْنِ وَكَانَ ذَا وَجْهَيْنِ كَانَ فِي النَّارِ ذَا
لِسَانَيْنِ وَذَا وَجْهَيْنِ یعنی جو شخص دو زبان اور دو منہ کا آدمی ہوگا دوزخ میں
بھی دو دو زبان اور دو منہ کا ہوگا۔ اور اس حدیث کے اندر رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کافر یا غیر کافر کی کچھ تفصیل بیان نہیں فرمائی (۳) سعید بن زید
کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مِنْ خَلِمَ قَيْدَ شَابِرٍ
۹ آذِنِ الْحَدِيثِ یعنی ظلم سے کسی کی ایک بالشت بھر زین لیکا قیامت کے
روز اس کے گلے میں ساتوں زمینیں طوق کر کے ڈال دی جائیگی (۴) حضرت
النسائی کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الْمُؤْمِنُ مِنَ امْنِ
النَّاسِ وَالْمُسْلِمُ مِنَ مَسَلَمَةِ الْمَسَامُونَ مِنَ لِسَانِهِ وَبَدَنِهِ وَالْمُهْلِكُ مِنَ حِمَا
الشَّوْءِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَبْدٌ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بِوَاقَعِهِ
یعنی مومن وہ ہے جس سے لوگ امن میں ہوں اور مسلم وہ شخص ہے جسکی
زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہتے ہوں اور جہاں وہ ہے جو بدی کو
چھوڑ دے قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جنت میں وہ
بندہ داخل نہ ہوگا جو اپنے ہمسایہ کو اپنے ظلم سے امن میں نہ رکھے۔ اس حدیث
سے فاسق ظالم کے لئے وعید ثابت ہوتی ہے اور ثابت ہو گیا ہے کہ وہ اپنے

موسن جیسا کہ معتزلہ قائل ہیں کہ کفر اور اسلام کے درمیان میں واسطہ ثابت کرتے ہیں (۵) ثوبان رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپسے مَنْ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاكِرٍ ثَلَاثَةٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ الْكَبْرَى وَالْعُلُولِ وَالَّذِينَ يَعْنِي جَوْشَخْص قِيَامَتِ كے روز تین باتوں سے پاک ہو کر آئینگاہ جنت میں داخل ہوگا تکبر اور قریب اور قرض اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے اندر یہ تین باتیں ہوں گی وہ داخل جنت نہوگا اور نہ اس کلام کے کچھ معنی ہونگے اور دین سے یہ مراد ہے کہ جو شخص گنہگار مر جائے اور توبہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور توبہ نہ کی ہو (۶) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کُلِّ مَسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلِّ خَمْرٍ حَلَامٌ وَمَنْ شَرَبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَمْ يَتُبْ مِنْهَا لَمْ يَشْرِبْ فِي الْآخِرَةِ یعنی ہر نشہ اور غیر شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے اور جو شخص دنیا میں شراب پیئگا اور اس سے توبہ نہ کرے گا تو آخرت میں اُسکو نہ پیئگا اور یہ حدیث فاسق کی وعید کے حق میں اور اسباب سے کہ وہ اہل ظلود سے ہے صریح ہے اس واسطے کہ جب آخرت میں اُسکو پیئگا تو اُسکا حاصل یہی ہے کہ جنت میں نہ داخل ہوگا اس واسطے کہ جنت میں وہ چیزیں ہیں کہ جنکی دل خواہش کرتا ہے اور آنکھوں کو اُن سے لذت حاصل ہوتی ہے (۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مَثَلُكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَخْشَوْنَ اِلٰى وَلَعَلَّ بَعْضُكُمُ الْحَيُّ يَسْمَعُ مِنْ بَعْضٍ فَمَنْ قَصَبَ لِحَبِي اَخِيهِ فَاَتَمَّا قَطَعَتْ لِهَ قَطْعًا مِنَ النَّارِ یعنی تمھاری مثال ایک بشر ہوں اور ایسا ہوتا ہے کہ تم میرے پاس کوئی جھگڑا لاتے ہو

اور ایسا ہوتا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی نسبت اپنی دلیل صفائی کے ساتھ بیان کرتا ہے اور جس کے لئے میں اس کے مہمانی کے حق کا حکم دیدوں تو میں نے اس کے لئے دوزخ کا ٹکڑا کاٹ کر دیدیا (۸) **بخاری**
بن ضحاک سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے من حلف بملۃ سوائے اسلام کا ذباً متعللاً فهو کما قال ومن قتل
 نفسه بشتی یعد ذباً بد فی نار جہنم یعنی جو شخص سوائے اسلام کے کسی
 دوسرے ملت کی قصد اچھوٹی قسم کھائے گا یعنی مثلاً کہے اگر میں نے ایسا
 کیا۔ تو میں نمرانی ہوں یا یہودی ہوں۔ تو وہ ویسا ہی ہوگا اور جو شخص کسی
 چیز سے اپنی جان کو قتل کر ڈالے آتش دوزخ میں اسی چیز سے اسکو عذاب دیا
 جائیگا (۹) **عبداللہ بن عمر** سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بارہ میں فرمایا ہے من حافظ علیہما کانت لہ نوراً
 وبرہاناً حدیث یعنی جو شخص نماز کی پابندی کرے گا وہ اس کے لئے قیامت
 کے روز نور اور برہان اور نجات ہوگی اور جو اسکی پابندی نہ کرے گا اس کے
 لئے نہ نور ہوگا نہ برہان نہ نجات نہ ثواب اور وہ شخص قیامت کے روز
 قارون اور ہامان اور فرعون اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا اور یہ حدیث
 اس بات میں نص ہے نماز کے چھوڑنے سے اعمال جبط ہو جاتے ہیں اور وہ
 شخص ہمیشہ دوزخ میں رہے گا (۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
 وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من لقی اللہ من منہما
 لفیہ کعبید وثین یعنی جو شخص شراب کا عاری ہو کر خدا سے ملیگا تو بہت پرست

کی مانند ہو کر ملیگا اور جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس سے عمل کا جیہ کرنا مر
 ہے (۱۱) ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جو شخص کسی بھیا رست اپنی جان کو قتل کرے گا تو اس کا بھیا راس کے
 ہاتھ میں ہوگا اپنے پیٹ میں اسکو مارتا ہوگا اور ہمیشہ کے لئے آتش دوزخ میں
 گرے گا اور جو شخص کسی پہاڑ سے قصد کرے کہ اپنی جان کو ہلاک کر دے تو ابداً لا
 تک آتش دوزخ میں گزرتا ہے گا (۱۲) ابو ذرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں
 کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ایسے کہ خدا تعالیٰ ان سے
 کلام نہ کرے گا اور نہ قیامت کے روز انکی طرف دیکھے گا اور نہ انکو پاک کرے گا اور
 انکے لئے عذاب الیم ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہیں وہ تو
 نامراد اور ٹوٹے میں ہو گئے آپ نے فرمایا نیچے کو ازار کر نیوالا اور احسان جتانیو
 اور جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے سودے کو بیچنے والا اور نیچے ازار کر نیوالے سے منع
 یہ ہے کہ جو تکبر سے تہ بند کو گھسیٹتا ہوا چلے اور ظاہر ہے کہ جس سے خدا تعالیٰ
 کلام نہ فرمائے گا اور رحم نہ کرے گا اور اس کے لئے عذاب الیم ہوگا تو وہ شخص اہل دوزخ
 سے ہوگا اور فاسق کے حق میں اس کا وارد ہونا اس باب میں نص ہے (۱۳)
 حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جو شخص ایسا علم سیکھے جو ابتداءً اللہ سیکھا جاتا ہے اور وہ شخص دنیا کا آسنا
 کمانے کے لئے سیکھے تو قیامت کے روز وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا اور جو
 شخص جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا تو اس میں شک نہیں ہے کہ وہ دوزخ میں ہوگا۔
 اس واسطے کہ بندہ دو حال سے خالی نہ ہوگا جنت میں ہوگا یا دوزخ میں (۱۴) حضرت

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص علم کو چھپائے قیامت کے روز اسکو آگ کی لگام دی جائیگی (۱۵)

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے بھائی کا مال مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو خدا تعالیٰ سے ملے وقت خدا تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا اس واسطے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان الذين يمشون بعهد الله وایمانهم ثم ناقضوا العہد

یہ حدیث وعید کے حق میں اور نیز اس بات کے حق میں نفی ہے کہ جس طرح یہ آیت کفار کے حق میں وارد ہوئی ہے اسی طرح فتناء کے حق میں وارد ہوئی ہے (۱۶) ابوامامہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں فرمایا رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے جو شخص کسی مسلمان کا مال ناحق مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو خدا تعالیٰ اس کے اوپر جنت کو حرام کر دیگا اور دوزخ واجب کر دیگا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ ٹھوڑی سی چیز ہو آپ نے فرمایا اگرچہ درخت املاک کی

شاخ ہو (۱۷) سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے کہا میں ایک ایسا شخص ہوں کہ ان تضاد پر پیری بسر اوقات ہے

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کوئی تصویر بنائے گا تو اسکو خدا تعالیٰ عذاب دیگا

یہاں تک کہ وہ اس کے اندر جان ڈالے اور جان نہ ڈال سکیگا۔ اور جو شخص ان لوگوں کی بات پر کان لگائے کہ جو اس سے بھاگتے ہیں اس کے کان میں تانا

بگاڑ ڈالا جائیگا اور جو شخص لوگوں سے کوئی خواب بنا کر بیان کرے کہ میں نے
 یہ خواب دیکھی ہے اور درحقیقت دیکھی نہ ہو تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ دو جوئے کے
 اندر گرہ لگائے (۱۸) معقل بن یسارؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا ہے کوئی بندہ ایسا نہیں
 جسکو خدا تعالیٰ ایک رعیت کا حاکم بنائے اور وہ اپنی رعیت پر ظلم کرتا
 ہو اور جائے مگر خدا تعالیٰ اس کے اوپر جنت کو حرام کر دے گا (۹) جب
 حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے قضا کے بارہ میں گفتگو کی اور حضرت
 عثمانؓ کو قاضی بنانا چاہتے تھے تو حضرت ابن عمرؓ نے کہا میں نے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فراتے ہوئے سنا جو قاضی اس قسم کا ہو کہ
 جہل سے حکم دے تو وہ اہل دوزخ سے ہے اور جو قاضی ظلم حکم دے وہ بھی
 دوزخی ہے (۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مسلمان
 مسلمان ہو جائیکے بعد کسی کو اپنا باپ بتلائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا
 باپ نہیں ہے تو بتلانے والے کے اوپر جنت حرام ہے (۲۱) حسن حج نے
 اپنی بکرہ سے روایت کی ہے جو شخص کسی نفس کو قتل کر ڈالے جس سے
 عہد ہو چکا ہو تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے اور جب قتل کفار کا حال یہ ہے
 تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جنہوں نے اولاد رسول کو قتل کر ڈالا (۲۲) ابو سعید
 خدریؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو
 شخص دنیا میں حریر کو پہنیگا آخرت میں اسکو نہ پہنے گا اور جب آخرت میں
 نہ پہنا تو اس کا حاصل یہی ہوگا کہ جنت میں نہ جائیگا لقولہ تعالیٰ فیہا ما

الانفس (قسم دوم) وہ احادیث مائتہ جن کے اندر سن کا حکم نہیں ہے اور وہ بھی کثرت کے ساتھ ہیں (۱) حضرت نافع سے کہ جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں مسکین تنکیر داخل نہوگا اور نہ بوڑھا زنا کار اور نہ وہ شخص کہ جو خدا پر اپنے اعمال کا احسان جتاوے اور ظاہر ہے کہ جب یہ لوگ جنت میں نہ داخل ہونگے تو دوزخ میں داخل ہونگے (۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص جنت میں داخل ہونگے شہید اور وہ غلام جو اپنے مالک کی غیر خرابی کرے اور اچھی طرح سے اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور وہ صاحب عفت جوانی کا کو روک کر رکھے اور تین شخص دوزخ میں داخل ہونگے حاکم ظالم اور وہ دولت مند جو خدا کا حق ادا نہیں کرتا اور وہ محتاج کو جو تنکیر کرتا ہے (۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خدا تعالیٰ نے رحم کو پیدا کیا اور جب پیدا کر کے فارغ ہوا تو رحم کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یہ قطع سے پناہ مانگنے کی جگہ ہے یعنی میں اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی مجھ کو قطع کرے خدا تعالیٰ نے فرمایا اچھا کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ جو مجھ کو جوڑے میں اُس سے جوڑوں اور جو مجھ کو قطع کرے میں اُس کو قطع کر لیا رحم نے عرض کیا ہاں یعنی میں راضی ہوں خدا تعالیٰ نے فرمایا پس یہ بات اس طرح ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا دل چاہے تو اس آیت کو پڑھ دیکھو فصل عسیتم ان تولیتم ان تفسد وافی الاضی و تقطع

انہما مکمل اولکلت الذین لعنہم اللہ فاعصمہم واعلمی ابصارہم اگر تم
 حاکم ہوئے ہو کیا اُس کے قریب ہو جاؤ گے کہ زمین میں فساد کرو اور اپنے
 رحوں کو قطع کرو یہ وہ لوگ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں لعنت کی ہے اور
 اُس نے اُن کو بہرہ کر دیا اور اُنکی آنکھوں کو اندھا بنا دیا اور یہ قاطع رحم کی حد
 میں اور آیت کی تفسیر میں نفس ہے اور عبد الرحمن بن عوف کی حدیث
 میں ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رحمان ہوں۔ رحم کو میں نے پیدا
 کیا اور اپنے نام سے اس کا نام بنایا پس جو اُس سے جوڑے گا میں بھی اس
 سے جوڑوں گا اور جو اُسکو قطع کرے گا میں اس سے قطع کروں گا اور ابو بکر
 کی حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گناہ کے
 سبب سے میں اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ اس گناہ والے
 کے لئے دنیا میں عذاب بھیجے اور آخرت میں اس کے لئے جہاد عذاب
 ہو جو قدرت میں ظلم اور قطع رحم سے خوف کرتا ہوں (۴) معاذ بن جبلؓ سے
 مرہی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حاضرین سے فرمایا بنو
 کے اوپر خدا تعالیٰ کا حق کیا ہے لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اُس کا رسول
 خوب جانتا ہے آپؐ نے فرمایا یہ حق ہے کہ اسکی عبادت کریں اور اس کے
 ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر آپؐ نے فرمایا بھلا بندوں کا حق اگر وہ ایسا
 کریں خدا تعالیٰ کے اوپر کیا ہے لوگوں نے عرض کیا خدا اور اُس کا رسول
 خوب جانتا ہے آپؐ نے فرمایا یہ حق ہے کہ اُنکو بخشنے اور عذاب نہ کرنے
 اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک چیز ضرر کے اوپر موقوف ہوتی ہے تو ضرر

کے نہ پائے جانے سے وہ چیز معدوم ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ جب بندے اسکی عبادت نکریں گے تو انکو نہ بخشا گیا (۵) ابو بکرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جب دو مسلمان تلواروں سے آپس میں لڑیں اور ایک شخص دوسرے کو قتل کر ڈالے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائینگے ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل تو جائیگا مگر مقتول کے جانکی کیا وجہ ہے آپؐ نے فرمایا وہ اپنے صاحب کے قتل پر حرمیں تھا۔

مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے - (۶) حضرت ام سلمیٰؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مومنے اور جانبداری کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھرتا ہے (۷) حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا

۱۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا جان ہے کہ اہل بیت سے کوئی شخص بغض نہ کرے گا مگر خدا تعالیٰ اسکو دوزخ میں داخل کریگا اور جب بغض کرنے والے دوزخ کے مستحق ہیں تو قتل کرنے والے بطریق اولیٰ مستحق ہونگے (۸) حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ خیر کے سال میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تیرا نک کہ وادی القرار میں پہنچے پس اس حال میں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہا تھا ایک تیرا نک کے آکر لگا اور اس تیرا نک اسکو قتل کر ڈالا لوگوں نے کہا اس کے لئے جنت کی مبارکبادی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان

ہے جنین کے دن جو ایک شملہ اُس نے غنیمت میں سے لے لیا تھا اور اسکے حصہ میں نہیں تھا وہ شملہ اس کے اوپر آگ ہو کر بھڑک رہا ہے جب لوگوں نے یہ حال سنا ایک شتمہ یا دو شتمے بیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اپنے فرمایا یہ دوزخ کا شتمہ ہے یا مومنخ کے دوزخ کے دو شتمے فوا

(۹) ابو بردہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص جنت میں داخل نہ ہونگے دائم الخمر اور قاطع رحم اور جادو کی تصدیق کر نوالا (۱۰) ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بندہ ایسا نہیں جس کے پاس مال ہو اور وہ

اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو مگر خدا تعالیٰ قیامت کے روز اسکے اوپر آتش دوزخ

کے پتھر جمع کر کے اس کی پیشانی اور پشت کو ان پتھروں سے داغ دے گا جب تک

کہ اپنے بندوں میں فیصلہ نہ کرے اُس روز میں کہ جسکی مقدار تمہارے حساب سے

پچاس ہزار برس کی ہوگی یہ معتزلہ کے تمام استدلالات تھے جو انہوں نے عموماً

قرآن اور احادیث سے قائم کئے ہیں اب ہم اہل سنت کے جوابات کا بیان

کرتے ہیں پس واضح ہو کہ اہل سنت نے معتزلہ کے دلائل کا بچند وجوہ جواب دیا ہے

(۱) ہم تسلیم نہیں کرتے کہ شرط کے مقام پر جن عموم کے لئے آتا ہے اور نہ

تسلیم کرتے ہیں کہ جمع معرفت باللام عموم کے لئے آتی ہے اور اس کا ثبوت

کئی طرح پر ہوتا ہے (۱) ان دونوں لفظ پر کل اور بعض کا کلمہ داخل ہو سکتا ہے

پس کہہ سکتے ہیں کل من دخل داری اکھنتہ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں بعض

من دخل داری اکھنتہ اور کہہ سکتے ہیں کل الناس کذا و بعض الناس کذا

اور اگر من شرطیہ استغراق کا مفید ہوتا تو لفظ کل کے اس کے اوپر داخل
 کرنے سے تکرار لازم آتی اور لفظ بعض کے داخل کرنے میں اجتماع نقیضین
 ہو جاتا اور جمع معترف باللام کا حال بھی یہی ہے پس ثابت ہوا کہ یہ لفظ عموم
 کے مفید نہیں ہوتے (۲) یہ الفاظ کتاب اللہ میں وارد ہوئے ہیں اور کہیں
 اُن سے استغراق مراد ہے اور کہیں بعض افراد مراد ہیں اس واسطے کہ اکثر عموماً
 قرآن کے مخصوص ہیں اور مجاز یا اشتراک کا قائل ہونا اصل کے خلاف ہے
 اور بالضرور یہ کہنا پڑے گا یہ الفاظ ایسے معنی کے لئے موضوع ہیں جو عموم اور
 خصوص کے اندر قدر مشترک ہیں یعنی اُس پر محمول کرنا چاہئے کہ ان الفاظ سے اکثر
 افراد کا فائدہ ہوتا ہے اور اس بات کی تفصیل نہ ہونی چاہئے کہ استغراق کے
 مفید ہوتے ہیں یا نہیں (۳) اگر یہ الفاظ قطعی طور پر عموم کے مفید ہوتے تو ان کے
 اوپر تاکید کے الفاظ کا داخل کرنا محال ہوتا اس واسطے کہ تحصیل حاصل کی محال ہوتی
 ہے اور جبکہ اُن کے اوپر تاکید کے الفاظ بخوبی داخل ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ الفاظ
 ہرگز عموم کے مفید نہیں ہوتے۔ پھر اگر ہم تسلیم بھی کریں کہ یہ الفاظ عموم کے مفید
 ہوتے ہیں تو اس کے اندر دو احتمال ہیں یا تو قطعی طور پر عموم کے مفید ہونگے
 یا قطعی طور پر قطعی طور پر عموم کا مفید ہونا باطل ہے اس واسطے کہ اس بات میں کچھ کلام
 نہیں ہے کہ اکثر کو بھی بسا اوقات کل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں جیسے واو تبت
 من کل شئی کے اندر موجود ہے کہ وہ عورت درحقیقت تمام چیزوں کی مالک
 نہیں اور سب کچھ اُس کے پاس نہیں تھا پس ثابت ہوا کہ اگر یہ الفاظ عموم کے
 مفید بھی ہوں تو قطعی طور پر مفید ہوتے ہیں اور یہ مسئلہ مسائل ظنیہ سے نہیں ہے ہذا

ان عموماً سے استدلال کرنا اس کے اندر صحیح نہ ہوگا اگر تسلیم کیا جائے کہ قطعی طور پر یہ الفاظ عموم کے مفید ہوتے ہیں تو اس بات کا شرط کرنا ضروری ہے کہ کوئی شخص نہ پایا جائے اس واسطے کہ بالاتفاق عام کی تخصیص کا احتمال ہونا ہے پھر یہ بات تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ ان کے لئے کوئی شخص نہیں پایا جاتا زیادہ سے زیادہ اتنا کہہ سکتے ہو کہ تلاش کرنے سے کوئی شخص معلوم نہیں ہوا اور عدم علم سے عدم وجود نہیں ثابت ہوا اور جبکہ استغراق کا ثابت ہونا محضات کے نہ ہونے پر موقوف ہوا اور یہ شرط نا معلوم ہے تو استغراق کی دلالت ایک معلوم شرط پر موقوف ہوئی تو ضرور ہوا کہ وہ دلالت نہ پائی جائے اور اس مدعا کی تاکید اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ اَآذَنُ نَحْنُ اَمْ تَصْحٰفٌ اَمْ كُفْرٌ تَشْتَدِیْ لَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ کہ تمہارے قول کے موافق اس آیت میں تمام کفار کی نسبت عدم ایمان کی خبر دی ہے باوجودیکہ بہت سے کافر مشرف باسلام ہوئے پس معلوم ہوا کہ یا تو یہ صیغہ عموم اور شمول کے لئے موضوع نہیں ہے یا موضوع ہے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کوئی قرینہ پایا جاتا تھا جسکی وجہ سے جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو اس عموم سے خصوص مراد ہے پس جو قرینہ اس وقت موجود تھا اسکی مثل اس وقت بھی موجود ہو سکتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ تخصیص کے لئے محض کا بیان ہونا ضروری ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ جن آیات میں صغ کا بیان ہے وہ اس کے لئے محض ہیں اور ہمارے قول کو ترجیح ہے اس واسطے کہ آیات صغوبہ نسبت آیات وعید کی خاص ہیں اور آیات وعید عام ہیں اور خاص کو لاحوالہ عام کے

اور پر تقدّم ہوتا ہے اور اگر تسلیم کیا جائے کہ مخصوص نہیں پایا جاتا لیکن عموماً
 وعید اور عموماً وعدہ کے مابین تعارض ہے لہذا ان میں ترجیح کی ضرورت ہے
 اور وہ ترجیح ہمارے ساتھ بچند وجوہ ہے (۱) وعدہ پورا کرنا اسکی صفت کرم کے
 اعتبار سے بہ نسبت وعید کے پورا کرنا اسکی زیادہ فروری ہے (۲) بہت سی
 احادیث میں وارد ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر سابق
 اور غالب ہے پس عموماً وعدہ کا ترجیح دینا اولیٰ ہوا (۳) وعید خدا تعالیٰ
 کا حق ہے اور وعدہ بندے کا حق ہے اور بندہ اپنے حق کے حاصل کرنا مکلف
 ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات غنی ہے چاہے اپنا حق ملے چاہے نہ ملے اور اگر
 یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ کوئی معارض نہیں پایا جاتا تو اسوقت یہ کہہ سکتے ہیں
 کہ عموماً کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں قطعی طور سے ان پر عموم ثابت نہیں
 ہو سکتا اگر کوئی اعتراض کرے کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہو مگر خصوصیت سبب کا
 اعتبار نہیں ہوتا تو اس کا یہ جواب کہ بلاشبہ یہی بات ہے مگر جب کہ ہم نے
 دیکھا کہ بہت سے الفاظ عامہ اسباب خاصہ کے اندر وارد ہوئے ہیں اور مراد
 فقط وہی اسباب خاصہ ہیں تو معلوم ہوا کہ عموم کے لئے ان الفاظ کا مفید ہونا
 قوی نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔ اور جو لوگ کہتے کہ اہل کبار کو آخرت میں مذاب
 نہ ہوگا انہوں نے بچند وجوہ استدلال کیا ہے (۱) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔
 ان الحزى اليوم والشوع على الکافرین یعنی آج کے رسوائی اور برائی کا درد
 کے اوپر ہوگی اور فرماتا ہے انا قد اوحى الینا ان العذاب حلی من کذب
 وتوئے۔ یعنی ہمارے پاس وحی بھی گئی کہ مذاب اس شخص کے اوپر ہے جو

تجو تکذیب اور سرتابی کہے ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ رسوائی اور عدا
اور بدی کے معنے کافرین کی ذات میں منحصر ہیں ثابت ہوا کہ اس ماہیت
کا فرد بجز کافرین کے کسی کے اندر نہیں پایا جاتا (۲) خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ يَا حَيَاةِ الدِّينِ اسْوِفُوا انْفُسَكُمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ
الذَّنُوبَ جَمِيعًا اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الْحَكِيْمُ یعنی کہو اے میرے بندوں جنہوں

نے اپنی جانوں کے اوپر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو

و بلاشبہ خدا تعالیٰ سب گناہ بخشدے گا بیشک وہ بخشنے والا رحیم کریم والا

ہے۔ اس آیت کے اندر خدا تعالیٰ حکم دیدیا کہ ہم سب گناہ بخندینگے اور

توبہ یا عدم توبہ کا کچھ ذکر نہیں فرمایا اور اس سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ

تمام گناہوں کو معاف کر دے گا (۳) خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ رَبَّكَ لَذُو

مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰی ظُلْمِهِمْ یعنی تیرا پروردگار بخشش والا ہے لوگوں کے لئے اُن

کے ظلم پر۔ اور علیٰ کا کلمہ زمانہ حال کا مفید ہوتا ہے جیسے کوئی کہے رَأَتْ الْمَلِكَ

علی اکلم سوا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ میں نے بادشاہ کو کھانا کھاتے وقت دیکھا

پس اسی طرح یہاں بھی ضروری ہے کہ اُن کے ظلم کے اندر مشغول ہوتے وقت

خدا تعالیٰ اُنکو بخشدے اور ظاہر ہے کہ ظلم کرنے وقت اُن سے توبہ کا

پایا جانا محال ہے پس معلوم ہوا کہ بدون توبہ کے اُنکی مغفرت ہو جائیگی اور

اس آیت کا مقتضی توبہ ہے کہ کافر کی بھی مغفرت ہو جائے اس واسطے کہ خدا

فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ الظُّلْمُ عَظِيْمٌ یعنی شرک بڑا ظلم ہے مگر اس کے اوپر عمل کافروں

کے حق میں ترک کیا گیا پس باقی لوگوں کے اعتبار سے اس کے اوپر عمل برابر یا

رہا اور فرق یہ ہے کہ کفر کا درجہ معصیت کی نسبت بہت زیادہ ہے (۴)
 خدا تعالیٰ فرماتا ہے فَاذْنَبْكُمْ نَارًا تَلْفَحُ الْآيَةِ یعنی میں نے تمکو ڈایا جلتی
 ہوئی آگ سے جس میں وہی شخص پہنچے گا جو شقی ہے جس نے تکذیب کی
 اور روگرداں ہوا اور ہر آگ جلنے والی ہوتی ہے پس گویا کہ خدا تعالیٰ کا
 فرمانا ہوا کہ آگ میں وہی جائے گا جو تکذیب کرنے والا اور روگرداں ہو اور
 کوئی نہ جائیگا (۵) خدا تعالیٰ فرماتا ہے كَلَّمَآلُفِّیْہِیَا فَوْجٌ سَالِمٌ خَرَجَ
 الْمَیَا تَكْمِیْدٌ یَّرْقُلُوْبِیْ قَدْ جَاءَ مَا نَدِیْمُ فَلَئِنْ بَاوَقَلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ
 اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِی ضَلَالٍ كَبِیْرٍ الْآیَةِ یعنی ہر گاہ دوزخ کے اندر ایک دل ڈالا جائے
 دوزخ کے داروغہ اُس سے کہیں گے کیا تمہارے پاس ڈرائیوا نہیں آیا تھا
 وہ کہیں گے ہاں آیا تھا سو ہم نے اسکی تکذیب کی اور ہم نے کہا خدا تعالیٰ نے
 کوئی چیز نہیں اتاری ہے اور تم تو بڑے گمراہی کے اندر ہو۔ اس آیت سے
 بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جتنے لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ سب کے سب تکذیب
 کرنے والے ہوں گے۔ اگر کوئی کہے یہ آیت کفار کے حق میں خاص ہے جیسا
 اُس کے ماقبل سے معلوم ہوتا ہے وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوا بِرَبِّہُمْ عَذَابٌ جَعَلْنٰہُ
 وَمِیْسَ الْمَصِیْرِ اِذَا الْفَوْا فِہَا سَمِعُوا لَهَا شَیْقًا وَهٰی تَفْوًا تَكَادُ تُمِیْتُ مِّنَ الْعِظْمِ
 یعنی جن لوگوں نے اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کیا اُن کے لئے جہنم کا عذاب
 ہے اور جہنم بڑی بازگشت ہے جب وہ اُس کے اندر ڈالے جائیں گے تو اسکی
 چیخ سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی قریب ہوگی کہ غصہ کے مارے اس کے چوڑ
 بند لگ ہو جائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعض کفار کے حق میں وارد

ہے یعنی وہ کفار کا یہ قول ہوگا بلے قد جاءنا نذیر فکذبنا وقتلنا ما نزل
 اللہ منہ اسیہ تمام کفار کا قول نہ ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے
 ماقبل کی آیت اس بات کی مانع نہیں ہو سکتی کہ اس کے مابعد کی آیت
 سے محسوس مراد نہ ہو اور یہ بات کہنا کہ یہ قول تمام کفار کا نہیں ہے غیر مسلم ہے
 اس واسطے کہ یہود و نصاریٰ بھی کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اوپر کچھ نہیں اتارا ہے اور جب ایسا ہوا تو ان کے اوپر یہ بات صادق
 آگئی کہ وہ کہتے تھے ما انزل اللہ منہ شیء (۶) خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہل نجاز
 الا الکفر یعنی ہم بدلہ نہ دیں گے مگر بڑے ناشکر کو اور کھو کر جو اس آیت کے اندر
 واقع ہوا ہے مبالغہ کا صیغہ ہے لہذا اس سے کا فر مراد ہوگا۔ (۷) جبکہ خدا تعالیٰ
 نے لوگوں کی دو قسمیں بیان فرمائیں ایک وہ لوگ جن کے منہ روشن اور سفید
 ہونگے اور وہ لوگ جن کے منہ سیاہ ہونگے تو اس کے بعد بیان فرمایا فاما الذین
 ابسودت وجوههم افرتم بعد ایمانکم جن لوگوں کے منہ باہ ہونگے ان سے
 کہا جائیگا کیا تم نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا پس ثابت ہوا کہ سیاہ منہ بجز کفار
 کے دوسروں کے نہیں گئے (۸) جبکہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی تین قسمیں بیان
 فرمائیں ایک سابقون دوسرے اصحاب المیمنہ تیسرے اصحاب المشئمہ
 اس کے بعد بیان فرمایا کہ سابقون اور اصحاب المیمنہ جنت کے اندر ہونگے
 اور اصحاب المشئمہ دوزخ میں جائیں گے پھر بیان فرمایا کہ یہ تیسرے لوگ کافر
 ہونگے یعنی وفالاولیون آمنوا وکنا ترابا و عظاما آسمان المعروث یعنی وہ کہتے
 ہیں کہ جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے کیا ہم پھر (ٹھاسے) جائیں گے (۹)

صاحب کبیرہ کو آخرت میں رسوا نہ کیا جائیگا

اور جو شخص دوزخ میں داخل ہوگا ضرور رسوا کیا جائیگا پس

ثابت ہوا کہ صاحب کبیرہ دوزخ میں داخل ہوگا اور اس بات کا ثبوت کہ

صاحب کبیرہ کے مومن ہونے کا بیان والَّذِينَ يُمِنُونَ بِالْغَيْبِ کی

تفسیر میں بیان کر چکے ہیں اور مومن کے رسوا نہ ہونیکا ثبوت بچہ وجہ ہوتا ہے

(۱) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

کہ خدا نبی کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کریگا (۲)

إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ یعنی اُس روز رسوائی اور بُرائی کا فوج

پر ہوگی (۳) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ اِلٰی قَوْلِهِ

وَلَا تُخْزِيهِمُ الْقِيَامَةُ اُس کے بعد خدائے تعالیٰ فرماتا ہے فاستجاب لَهُمْ رَبُّهُمْ

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اِنَّ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَتَتَكَلَّمُونَ

فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كَے اند تمام لوگ داخل ہیں جنہیں یہ صفات

پائے جائیں خواہ عامی ہوں یا زانی یا شارب الخمر پس جبکہ خدائے تعالیٰ نے

اُن سے یہ حکایت فرمائی کہ اُنھوں نے خدائے تعالیٰ سے اس بات کی دعا کی

ہے کہ قیامت کے روز ہکو رسوا نہ کرنا پھر بیان فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اُنکی یہ

دعا قبول فرمائی پس معلوم ہوا کہ خدائے تعالیٰ اُنکو رسوا نہ کرے گا اور اس سے

ثابت ہو گیا کہ عصات اہل قبلہ کو خدائے تعالیٰ رسوا نہ کرے گا اور یہ بات کتب

شخص دوزخ میں جائیگا وہ رسوا ہوگا اس آیت سے ثابت ہوتی ہے

اِنَّكَ مِنْ تَدْخُلِ النَّارَ فَمِنْ اَخْرِجْتَهُ - یعنی اے ہمارے پروردگار جبکہ

تو دوزخ میں داخل کرے اسکو نو نے رسوا کر دیا پس ان دونوں مقدمہ کے
مجموعہ سے ثابت ہوگا کہ صاحب کبیرہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا (۱۰) بہت
آیات عامہ وعدے کے اندر وارد ہوئے ہیں جیسے یہ آیت - وَالَّذِينَ آمَنُوا
بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولَئِكَ عَلَى هُدًى
مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور جو لوگ اس چیز پر ایمان لاتے ہیں
کہ جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو میرے پہلے اتاری گئی اور آخر
پر وہ یقین رکھتے ہیں وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور
وہی کامیاب ہوں گے ہیں پس خدا تعالیٰ نے ہر مومن کے لئے خلافت
کا حکم دیا ہے اور دوسری آیت میں ہے - إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا
وَالنَّصَارَى وَالصَّالِحِينَ مِنْ أَمْرِ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلُوا صَالِحًا فَأُولَئِكَ
أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا نُكَلِّفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْمِلُونَ یعنی تحقیق جو لوگ
ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صابین جو اللہ پر اور
یوم آخرت پر ایمان لایا اور اُس نے اچھا کام کیا تو اُنکے لئے اُن کے پروردگار
کے پاس انکا اجر ہے اور اُنکو کچھ خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے پس
وَعَمَلًا صَالِحًا لَّنْكَرِهِ اس بات میں واقع ہوا ہے لہذا ایک عمل کا کرنا بھی اُس کے
لئے کافی ہے اور ارشاد ہوتا ہے وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ پس جو کوئی اچھے کام کرے مرد ہو
یا عورت اور وہ مومن ہو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اس قسم کی
آیات بہت سی ہیں اور چھٹے اس بارہ میں ایک جگہ گانہ رسالہ لکھا ہے جسکو

اُن آیتوں کا دیکھنا مقصود ہو اس رسالہ کو مطالعہ کرے ان سب دلائل کا جواب یہ ہے کہ یہ سب آیات عموماً وعید کی معارض میں اور ہر ایک آیات کی تفسیر میں جو جو کلام ہیں وہ انشاء اللہ اپنے موقع پر آئینگا اہل سنت والجماعہ کا مذہب یہ ہے کہ بعض گنہگاروں کو بخشینگا اور بعض کا حال معلوم نہیں ہے اور انہوں نے قرآن کی بہت سی آیتوں سے استدلال کیا ہے (حجت اول) وہ آیات ہیں جو خدا تعالیٰ کے غفور الرحیم ہونے پر دلالت کرتی ہیں مثلاً۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا يَفْعَلُونَ
یعنی وہ ایسا ہے کہ جو اپنے بندوں سے توبہ کو قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسکو جانتا ہے اور دوسری یہ آیت ہے
وَمَا آصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ
یعنی جو تم کو مصیبت پہنچی تو ان اعمال کی وجہ سے ہے کہ جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے اور بہت سے اعمال بد کو بخشدیتا ہے اور ایشاد ہوتا ہے وَمِنْ آيَاتِهِ الْجُبُورُ فِي الْجَحِيمِ كَالْأَعْلَامِ اَلِیٰ تَوَدُّ یَوْصِنَ بَمَا كَسَبُوا وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ
نیز امت کا اجماع ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بخشینگا اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک نام عفو ہے پس ہم کہتے ہیں کہ عفو سے یا تو مستحق عذاب سے عذاب کا ساقط کرنا مراد ہو یا ان لوگوں سے عذاب کے مستحق نہیں ہیں دوسرا احتمال باطل سے اس واسطے کہ جو شخص عذاب کا مستحق نہ ہو اسکا عذاب دینا امر قبیح ہے اور جو شخص ایسا فعل چھوڑ دے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس نے فلاں شخص کو معاف کر دیا ایسا ہے کہ اگر کوئی کسی پر ظلم کرے تو اسکو

معاف کرنیوالا نہیں کہیں سکتے معاف کرنا استیوقت کہیں گے جب کو ضرر پہنچا یا نہ
حق ہوا اور پھر ضرر نہ پہنچا ہے اس واسطے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَإِنَّ تَقْوَا**
أَقْرَبَ لِلتَّقْوَىٰ یعنی یہ بات کہ معاف کرو وہ سب سے گہری کے بہت قریب
ہے اور فرماتا ہے **وَهُوَ الَّذِي يُقْبِلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنْ السَّيِّئَاتِ**
یعنی وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو بخشتا
ہے پس اگر تائب سے عذاب ساقط کر نیکا نام عفو ہوتا تو اس میں تکرار بلا فائدہ
لازم آتی پس معلوم ہوا کہ عفو اس شخص سے عذاب ساقط کر نیکا نام ہے جب کہ
عذاب دینے کا حق حاصل ہو (حجت دوم) وہ آیات ہیں جن کے اندر
تعالیٰ کے غافر اور غفور اور غفار ہونیکا بیان ہے جیسے **غَافِرٌ لِّذُنُوبِهِ**
وَقَابِلُ التَّوْبِ اور **رَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ الْوَاسِعَةِ** لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ اور
غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ والیک مصیروں سے مغفرت اس شخص سے عذاب کے ساقط کر نیکا
نام نہیں ہے جو عذاب کا مستحق نہ ہو پس ضرور ہوا کہ مغفرت اس شخص سے عذاب
ساقط کر نیکا نام ہو جس کے عذاب دینے کا حق حاصل ہوا اور احتمال اول اس
باطل ہے کہ خدا تعالیٰ مغفرت کی صفت بندوں پر احسان ظاہر کر نیکی کے لئے
بیان فرماتا ہے پس اگر پہلے معنی صحیح ہوں تو یہ بات نہیں ثابت ہوگی اس
کہ قبیح کے ترک کرنے میں احسان نہ ثابت ہوگا بلکہ یہ احسان اپنی ذات پر ہوگا
کیونکہ اگر اسکو ترک کر دیتا تو مذمت اور ملامت کا مستحق ہو کر درجہ الوہیت سے
خارج ہو جاتا پس اس امر قبیح کا ترک کرنا بندوں پر احسان نہیں ہو سکتا اور
جب یہ باطل ہو گیا تو دوسرے معنی پر مغفرت کا محمول کرنا ضروری ہوا

کا نام انگریزی - اردو - فارسی - عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طے پر اس میں نکالو اور دیکھلو خواہ اس کا نام انگریزی یا اردو زبان میں یا فارسی - یا عربی - یا انگریزی میں اسکی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ وصالہ کی جانچ پڑتال - اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل راستے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں - انگریزی و یونانی نسخجات جو اعلیٰ درجہ قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ سہل الیون اور یو ایو کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے - شہر و دیہات میں علاج ملاد ہو سکے۔ ہر قسم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفز اور آیات مصیبت میں مونس و غمگسار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طریقہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید - اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ہے ۴ قیمت ہر جلد ۱۵ - کپاندروں - طالب علموں - اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں - ہیڈ ماسٹر اور مغز غبدہ داروں کے نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے۔

۵۔ **دس سالہ اعضا مخصوصی** - اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آتشک - سوزاک و جریان - نامری ضررات - بطن - عقر - سرخیت - آنزال - اختلام - عسرت الطمث - استسقاء وغیرہ کا علاج - جماع کے قواعد اور ادب - اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں۔ نیز تمام ادویہ جو ان کے اعضا کے متعلق ہیں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا اس میں کامل علاج ہے قیمت ۸

۶۔ **مفید النساء والعصیان** - اس رسالہ میں ان تمام ناگھانی دیکھوں - اور دردوں کا علاج ہے جو عورتوں کی بخبری اور دایوں کی نادانی اور وہابیات رسموں کی پابندی سے حاملہ و زچہ اور نوزائیدہ کو ہمارے ملک میں وہاں عالمگیری کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳

۷۔ **تشخیص الامراض** - اس کتاب میں مفید عام کی طرح تمام امراض لغت کی ترتیب پر درج کئے جا کر ہر اک مرض کی تفریق - اسباب - کیفیت - علامات - امتحان اور تشخیص درج کئے گئے ہیں۔ طب - جراحی - امراض قابلہ - امراض العین - امراض النسوان - امراض العصیان اور اسین وغیرہ میں سے کوئی مرض مستثنیٰ نہیں ہا تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے یہ کتاب مفید عام کے ساتھ ملکہ لکڑی اور یونانی کا ایسا کامل نسخہ نہ بخانا ہے کہ کچھ کسی کتاب کی ضرورت نہیں

یہ کتاب انگریزی - اردو - فارسی - عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طے پر اس میں نکالو اور دیکھلو خواہ اس کا نام انگریزی یا اردو زبان میں یا فارسی - یا عربی - یا انگریزی میں اسکی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ وصالہ کی جانچ پڑتال - اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل راستے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں - انگریزی و یونانی نسخجات جو اعلیٰ درجہ قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ سہل الیون اور یو ایو کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے - شہر و دیہات میں علاج ملاد ہو سکے۔ ہر قسم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفز اور آیات مصیبت میں مونس و غمگسار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طریقہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید - اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ہے ۴ قیمت ہر جلد ۱۵ - کپاندروں - طالب علموں - اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹروں - ہیڈ ماسٹر اور مغز غبدہ داروں کے نصف قیمت پر دیا جاسکتی ہے۔

الاشهاد تراوڑی

یہ اشھاری پچھتے جواکھڑا رہا ہوا

پھیکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ ماہواری شائع ہوا

کر گیا۔ شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ۳۰

فی صفحہ ششماہی انیس روپیہ اور فی سال ستر روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو

صاحبان اپنی طبع شدہ اشھارات یا رسائل زبان اردو یا انگریزی وغیرہ

اشھاعت کیواسطے ارسال فرماویں وہ بشرح ذیل شائع کئے جاسکتے ہیں ہر سال

فی عدد چار روپیہ ماہوار۔ سہ ماہی سے زیادہ ایک تولہ تک ہٹے روپیہ ماہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا اسکی کسر سے ستر روپیہ ماہوار تاجروں کے لئے

اپنی اپنی اشھاعت کا یہ نہایت آسان ذریعہ ہے اجرت اشھارہ درخواست

کیساتھ آنی چاہئے۔ ورنہ عدم تعمیل معاف۔

نوٹ۔ تمام درخواستیں۔ بنام فتح محمد خاں منیجر تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی

ضلع کونال آئی جائیں۔

المشہد

خاکسار فتح محمد خاں منیجر

تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی

ضلع کونال۔ صوبہ پنجاب

اس رسالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈاک دو روپیہ ہے جو پیشی آتی چاہئے

وَمِنْ أَعْرَاضٍ عَنْ دِرْهَمَاتٍ لَهُ مَعْلِيَّةٌ ضَمَّكَ وَنَحْمُكَ يَا مَعْشَرَ الْمَنَاجِي
جس شیر ذکر کو پچھرا پس کے واسطے لنگن تنگ کی اور قیامت کے دن ہم کو لگاؤ اٹھاؤ گئے

تذکرۃ القرآن

جلد - نمبر ۱۱ ماہِ حرمت سنہ ۱۹

۱۔ یہ ایک ہوا ری سالہ جو اغراض ذیل پر چمکے شائع ہوتا ہے {

اول۔ قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالوں کی صورت میں شائع کرنا
قرآن کریم کو تمام نئی نوع کی واسطے کامل واعطا اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا
اور ایسی ایجادیں و تدابیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دوم۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہودہ ضد
اور تعصب کو دور کر کے نئی کوشش کرنا۔ جسے مذہب کو ایک دوسرے کا دشمن
بنانا کہ ہم دوسری اور استقامتی کو کھو دیا اور تمام اقوام کو بالعموم حقیقی صلاحیت
و سعادت سے محروم کر دیا اور خداوند عالم کی سچی پرستش کی بجائے انکو رسوا
کا پرستار بنا دیا ہے۔

سوم۔ حق تعالیٰ کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ دینا جو حق
دینا یعنی ناقص و تعصب کی رو سے کسی قوم یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کیا بلکہ سچی
ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے طور پر حسن طریق سے تمام مداخلاتی۔ بے دینی اور
بے ایمانی کے دور کو نئی کوشش کرنا۔

چہاؤم۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔

حق صاحبان کے ذمہ نسبت سلی گرفتار واجب الاز ہے براہِ جہانی مع قیمت سہولت مرمت و ترمیم شکر قرائن اور عند اللزوم باہر ہوں

عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کو اسے نہایت ضروری کتاب

مجموعہ تذکرۃ القرآن ۱۱ جلد جس میں تفصیل مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث

۱۔ (۱) دلائل برہوتی باری تعالیٰ (۲) اسمائے باری تعالیٰ کی حقیقت ان کے اعمال اور خواص (۳) مسئلہ تعمیر

(۴) دعا کی حقیقت اور انعامات الہی کا ذکر (۵) کون لوگ غضب الہی کے نیچے ہیں اور کون گمراہ ہیں (۶)

معاشرت یعنی مرد و عورت کے باہمی تعلقات کس طرح بہروستے ہیں (۷) اسلامی حفظ صحت (۸) غفلت کے

خطرناک نتائج اور ان کا کابل علاج (۹) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اس کے نتائج اور ان طاقتوں کو زائل کر دینے

خواہیاں قیمت مع محصول ٹکاک دو روپیہ

۲۔ مفتاح القرآن۔ اسکو معمولی اردو خواں ایک مہینہ میں یا دو کر کے پانچزار لغتوں اور ایک لاکھ سو گز

صیغوں پر ایسا حاوی اور صرف نحو میں ایسا شاق ہو جاتا ہے کہ قرآن مجید بترجمہ پڑھ سکتا ہے۔ چھوٹے بچے

بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید با معنی پڑھ سکتے ہیں اور بے معنی پڑھنے کی برابریت میں ختم

ہیں۔ پس تمام بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کو چاہئے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی بترجمہ تلاوت

کرتے رہیں۔ ایسی عجیب فدا و خدمت کی طرف سے غفلت نکریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے

کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید بترجمہ آتا ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اب بچوں کو بے معنی

قرآن مجید پڑھانا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو پڑھا کر بترجمہ پڑھایا کریں۔ کیونکہ آنکھوں کے ہونے اذہا ہو کر

چلنا سخت ناواقف ہے مگر ایسا ہی کیونکہ قرآن اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصص، کو ایسا رواج ہو جائیگا کہ تمام

واہیات غریب گند سے شعر اور جھوٹے قصے جنہوں نے ہمارے سینوں اور دنیا کو پر باد کہ کھا ہے گلیتہ ہو

ہو جائیگے اس قاعدہ سے اردو فارسی کے ہزار ہا لغت آجائیں گے جن سے امت کی تعلیم میں بھی

بڑی مدد ملے گی اور مل کا امتحان بجائے چھ سال کے چار سال میں پاس ہو سیکے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العرب۔ اس کے ذریعہ سے معمولی اردو خواں تمام صرف نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا

حاوی اور شاق ہو جاتا ہے۔ کہ میزان۔ تشعب۔ حرف میر۔ دستور المبتدی۔ فصول الکبریٰ۔ تجرید

ہدایت النور۔ کافہ۔ شرح طائ اور مراح الادلح۔ وغیرہ وغیرہ سے دو سال میں نہیں ہو سکتا جو

صاحب مفتاح القرآن کے بعد۔ کو پڑھنا چاہیں۔ وہ ایک مہینہ میں ہی اسکو ختم کر سکتے ہیں اس کے

بعد کسی دوسری کتاب مرنے یا غوی کی ضرورت نہیں رہتی۔

۴۔ مفید عام۔ عرف معین الحکیم۔ یہ ایک لغات ادویہ و علاج ہے ہر مرض اور دوا

جلد

نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّعُكَ عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَمَانُؤُنَاكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا
اللہ کے راستہ میں اس لوگوں کو لڑو جو تم سے ملاتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُواهُمْ حَيْثُ
کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا جہاں کہیں ان کو پایا واپس لے لو
ثَقَمْتَهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكَ وَالْفِتْنَةُ
اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکال دیا ہے تم بھی انہیں نکال دو کیونکہ فتنہ

أَشَدُّ مِنَ الْقِتْلِ ۝ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
بغلامی کی نسبت سخت تر ہے اور مسجد حرم کے قریب ان سے نہ قبول کرو

حَتَّى يُقَاتِلُوا فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُواكُمْ فَاغْلِبُواكُمْ لَكُمْ
وہ تم سے دے دیں پر لڑائی نہ کریں پس اگر وہ تم کو شکست دینے میں آجائیں تو تم کو

حَسْرًا عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ يَأْتُوا بِكَ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
پس اگر وہ تم کو شکست نہ دے سکیں تو تم پر حسرت ہے کافروں کے لیے اللہ بخشنے والا مہربان

بادشاہ تھے جاں سے مارا مدیان کی عورتوں اور بچوں کو اسیر کیا مویشی
 اور مال و اسباب کو لوٹا۔ شہروں اور قلعوں کو پہونک دیا۔ سب ملی فوج
 اسلئے غصہ ہوا کہ عورتوں کو کیوں جیتا رکھا۔ استثنائاً ۳۳ و ۳۴ ان کے
 بتوں کو توڑ ڈالیا۔ گھنے باغوں میں آگ لگائی و ان کے محبوبوں
 کی بھدی ہوئی عورتوں کو پکنا چور کیمبو استثنائاً ۳۵ جزیرہ لینا۔ لوٹ
 مارنا اور خوبصورت عورتوں کو پسند کرنا۔ یثوع ۳۶ الہی فرشتہ یثوع
 کا لشکر پہونک آیا تب اوس یثوع نے تمام لوگوں کو جو شہر میں تھے کیا مٹ
 کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا کیا بیل کیا بھینسا۔ رگدھا سب کو یک محنت
 ہلاک کیا۔ تیغ کیا حرم کیا ۳۷ سب کو پہونک دیا مگر سونا اور روپا
 یثوع ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ سنگا کر کے جلائے۔ درجہ اوپر شہر ہون
 کا تو وہ لگانا۔ قتل عام کرنا پادشاہوں کو پہانسی دیکر پتھر اڈ کرنا۔ پادشاہ
 فنا کرنا۔ بلکہ حسب الحکم خداوندی کوئی آدمی روح باقی نہ رکھا۔ ایک پادشاہ
 پہاگ کر پاعیل کے خیمہ میں آیا اور سنہ فریجے اور سکوسہ میں بیٹھ گاڑ دی قاشی
 ۴۱ و دو کنواریوں کو سپاہیوں کے لئے رکھا۔ سموئیل ۴۲ و اوڈنے
 رہے پادشاہ کا تاج اوتار اپنے سر پہ رکھا لوگوں کو آروں اور رکھاڑ
 اور لوہے کے دانوں کاڑیوں کے بیچے کیا اور اینٹوں کے جلتے پڑاؤ
 میں جلا دیا۔ ملاطین ۴۳ و ۴۴ سناخم نے تمام نالہ عورتوں کے
 پیٹ پہاڑ ڈالے۔ قبروں سے ڈیاں لکڑا کے الہی حکم سے جلوہ بین
 استثنائاً ۴۵ جب خداوند تیرا خدا سات قوموں کو تیرے حواسے

کرے اور نہیں مارے جو حرم کچیو۔ اول سے عہد نہ کرے اور نہ رحم نہ کرے اور نہ
اس قسم کے غضبناک آتشیں احکام تو رات میں بکثرت ہیں جو اس زمانہ اور
اقوام کے حالات کے لحاظ سے عین عدل و انصاف ہوں گے ہم انبیاء
علیہم السلام پر بے انصافی اور ظلم کی بدظنی نہیں کر سکتے اور ممکن ہے کہ ہمیں
سے ثابت سے احکام بے اصل بھی ہوں قرآن مجید نے صاف طور پر حکم فرمایا
﴿لَا تَكْرَاهُوا فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ﴾ اسلام ہی جبر نہیں
ہے ہدایت اور گمراہی میں کھلا فرق ہو گیا اس حکم کے مطابق حضرت محمدؐ
مصطفیٰ صل اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء برحق کا یہ عمل تھا کہ جب کسی پھر
کو ضرورتاً اندفع مخالفین کے لئے لشکر روانہ کرتے تو سردار لشکر کو یہ نصیحت فرماتا
کہ ملک مفتوح کی عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو نقصان نہ پہنچانا خالق ہوں
اور عباد تلک ہوں اور خالقانہ نشینوں کو خراب نہ کرنا۔ کھیتوں کو ست جلانا
چھلدار درختوں کو موت کا ثنا جو عہد کر و اسیر قائم رہنا۔
انبیاء سے بنی اسرائیل کے حالات میں بس قدر تشدد اور غضب انتہا درجہ کو
پہنچا ہوا ہے اور بس قدر مسیحؑ کے حالات میں نرمی اور حلم حد الشافی سے
متجاوز کئے ہوئے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی مجھے ایک گال پر تپانچہ
مارے دو ستر گال بھی پھیرے اور اگر ایک کوس بیگار میں پکڑ لیجائے تو دو
کوس چلا جا۔ اگر کوئی تیرا کپڑا کپڑے تو او سے دیدے۔ یہ تمام احکام
مصلحت ملکی و قومی و اخلاقی اور دینی کے ایسے مخالف ہیں کہ ان کے
مطابق نہ کبھی عمل ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ بدون کے ساتھ نہ نیکی کرنا ظالم

ظلم پر حوصلہ دینا ایسا ہی بُرا ہے جیسا کہ نیکون کے ساتھ بدی کو نہا
اور راستبازوں پر ظلم کرنا۔ نہ یہ عقل سلیم کا ہی تقاضا ہو سکتا
ہے نہ تجربہ انسانی کا اور نہ کسی قانون مستقل کا۔ جن ممکن ہے کہ
خاص قوم مسیح علیہ السلام کے لئے ایک خاص وقتیں یہہ قوانین سفید
ہوں اس لئے قرآن مجید جو تمام تعلیموں کا کمال اور تمام باطل کا
نیست کرنے والا ہے ہر ایک امر میں میانہ روی رحم عدل اور مصلحت چمکانہ
کو مد نظر رکھ کر محل انتقام پر انتقام کی تعلیم دیتا ہے محل انصاف پر انصاف
کی اور محل رحم پر رحم کی ایک طرف تو عام طور پر حکم فرما دیا کہ دین میں
زبردستی کا کوئی کام نہیں دوسری طرف جبکہ دنیا کے بدکار رستگروں
خواہ نوحہ مخالفت اور خونریزی پر آمادہ ہوں اور ایذا رسانی و خلیجی
سے باز نہ آدین اور سوقت کے واسطے اجازت ہے ”جو لوگ تم سے
لڑیں تم بھی اللہ کے رستہ (یعنی جان و ایمان کی حمایت) میں اون سے
لڑو اور زیادتی نہ کرنا اللہ کی طرح زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا
اور اپنے قاتلوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے اونہوں کے تمکو
لٹکا لایا ہے تم بھی اونکو وہاں سے نکال دو کیونکہ فساد کا برابر ہنا خونریزی
سے بڑھ کر ہے اور ادب والی مسجد یعنی خانہ کعبہ کے قریب اون سے
مست لڑو جب تک وہ تم سے اسکے اندر لڑائی نہ چھڑیں پس اگر وہ تم کو
قتل کریں تو تم بھی انکو قتل کرو ایسے کافروں کی یہی سزا ہے اگر وہ باز نہیں
(تو تم بھی باز رہو) پس تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہاں تک اونکو

کہ ملک میں فساد نہ رہے اور اللہ کے واسطہ میں ہو جاوے (یعنی میں
 میں زبردستی موتوں ہو کر آزادی حاصل ہو جائے) پس اگر فساد باز نہ آئے
 تو (اوتوں پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرنی چاہئے کیونکہ) زیادتی تو ظالموں کے
 سوا کے کسی پر جائز نہیں۔ حرمت والے مہینوں کا بدلہ حرمت والے مہینہ
 اور تمام ادب والی چیزوں میں اگلے کا بدلہ جو تمپر کسی قسم کی زیادتی کرے
 تو جیسی زیادتی اور ستمپر کی ویسی ہی زیادتی تم ہی اوسپر کرو اور اللہ سے
 ڈرتے رہو اور جانے رہو کہ اللہ انہیں کا ساتھی ہے جو سچی ہیں۔ ۱۹ سے ۲۰ تک
 ان آیات بینات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو انہیں لوگوں کے قتل
 کرنے کی اجازت ہے جو انکو قتل کرتے رہے اور جنہوں نے انکو گھروں سے نکال کر
 جلا وطن کر دیا اور پھر بھی جنگ کے منصوبوں سے باز نہ آئے مگر اجازت جنگ کے
 ساتھ حد اعتدال پر قائم رہنے اور زیادتی سے بچنے کا بار بار حکم ہے۔
 خانہ کعبہ کے قریب یا کسی حرمت والے مہینہ میں اگر وہ خود قتال کا ابتداء نہ
 کریں تو مسلمانوں کو باز رہنے کا حکم ہے اور اس قتال کی حد ہی قرار دی
 ہے کہ فتنہ بند ہو کر عام آزادی حاصل ہو جائے جو جس دین میں چاہے
 رہے کوئی زبردستی نہ کی جاوے۔ یہاں قتال میں بھی بار بار حکم ہے کہ
 اگر وہ باز رہیں تو تم بھی خدا سے غفور و رحیم کی طرح باز رہو پھر بار بار تاکید
 ہے کہ جب قدر زیادتی وہ تمپر کر چکے ہیں اوسقدر زیادتی کی تمکو اجازت ہے
 زیادہ کی نہیں۔ انتقامی حرکات میں بار بار حد انصاف کو قائم رکھنے کا حکم
 دینے اور معاذین کے باز رہنے پر معاف کرنے کی تاکید ہے۔ پس ان احکام

میں نہ تو انبیاءِ بنی اسرائیل والے آتش فشاں غضب اور تشدد کی اجازت
 ہے نہ مسیح علیہ السلام والے بے معنی علم اور نرمی کی۔ خود انجیل شریف نامہ بتا
 کہ یہ احکام ایک خاص وقت اور ایک خاص قوم کے واسطے تھے کیونکہ
 آئندہ کے واسطہ وہ فرماتے ہیں جب میں آؤں گا دنیا کی ساری قومیں جی
 پٹیں گی۔ متی ۲۴؎ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں
 کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اس کے کام کے موافق سزا دیگا۔ بعضے یہی
 سو نکاح فرمہ نہ چکینگے۔ متی ۲۴؎ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے ظہور سے جو تمام انبیاء سابقین کے کمالات کا مجموعہ ہیں اور جنکا آنا
 تمام انبیاء علیہم السلام کے آنے کے برابر ہے ایسا ہی ظہور پذیر ہوا۔
 بوحہ۔ اور آریں اور جینیوں میں انجیل سے کہیں بڑھ کر خیالی رحم کی تعلیم
 ہے یہاں تک کہ جینی مت کے بعض لوگ بکانا جائیز نہیں سمجھتے کہ اس بہت
 سے جانور ہلاک ہوتے ہیں پاؤں میں جو ٹاڈا لکڑی نہیں چلتے کہ بہت سے
 جانور روندے جاتے ہیں۔ منہ کھلا نہیں رکھتے کہ ہوا کے ساتھ جانور منہ
 اندر نہ بامیں بچھو ساپ۔ جون اور چڑھی تک کا مارنا گوارا نہیں کرتے۔
 نہانے سے بھی پرہیز کرتے ہیں کہ اس میں بہت سے چھوٹے حیوانات کا خون ہوتا
 ہے۔ مگر کہاں تک کوئی انسان اس خیالی رحم پر عمل کر سکتا ہے۔ منہ کو بند کر لیا
 تو سانس کے ساتھ حیوانات ہلاک ہوں گے سانس ہی بند کر لیا تو خود مر گیا۔ اگر
 تمام دنیا کھانا بکانا اور پانی پینا اور ہوا میں م لینا چھوڑ دے جبکہ ان اصولوں کا
 منشا ہے تو کیا نتیجہ ہو۔ صحیح اصولوں کے ہی تمام دنیا پابند ہو جائے تو کیا حال ہو

ان تصورات کو جانے دو یہی دیکھو کہ کیا تمام قوانین ان اصولوں کے کبھی کچھ طور پر پابند ہو سکتے ہیں یا ہو سکیں گی کیا یہ اصول انسانی حالات اور عقول کے مطابق تمام پولیس اور فوج کی سخت موقوف کردہ دینی چاہئے تمام طور پر بند و قین اور باروت و گولہ اور تمام سامان حرب ایک قلم و نیا سے معدوم کر دینے چاہئیں تمام قوانین تفریسی ایک سخت جلا دینے چاہئیں مگر ایسا نہ کبھی ہوا اور نہ کبھی ہو سکتا ہے حسن معاملت صبر عفو اور رحم کی تعلیم جو قرآن میں ہے وہ حکیمانہ اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ اسکے مطابق تمام دانشمندان کا عمل رہا اور رہیگا :

۸
ناسمجہ اور فاسق پسند لوگوں نے اسلام پر یہ بہتان شائع کیا ہے کہ قرآن مجید نے زبردستی مسلمان بنانے کی تعلیم دی ہے اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیات قرآنی کے رو سے ثابت کر دین کہ یہ بہتان کیا لغو اور باطل ہے :

۱، لَا اِكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ اسلام میں جبر نہیں ہے۔ بدایت اور گمراہی میں کھلا فرق ہو گیا ہے۔

۲، قَالَتْ اَلْاَعْرَابُ اِمَّا قُلُّ لَمْ تُوْمِنُوْا وَلٰكِنْ قَوْلُوْا سَلَمًا وَّمَا يَدْخُلُ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔ اعراب نے کہا ہم ایمان لائے (اے محمد) تو ان سے کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے مگر یہ کہو کہ ہم فرمانبردار ہو گئے کیونکہ ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے زبان کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا پس زبردستی

کیسے کوئی مومن ہو سکتا ہے اگر جان یا مال کے نقصان سے کوئی شخص باز سے ایمان کا اقرار کرے اور ولیدین اس کے ایمان نہ ہو تو یہ نفاق میں داخل ہے منافقین کی نسبت حکم ہے **إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّلْهِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ** منافق جہنم کے۔

(۳) **وَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ** جو چاہے مومن ہو جائے اور جو چاہے کافر رہے۔

(۴) **أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ** کیا تو اے محمدؐ

لوگوں کو مومن بننے پر مجبور کرتا ہے (نہیں)

(۵) **وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجْرُكَ حَتَّى يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ**

تیم ابلاغہ ماء منہ ذلک بائعہم قوم لا یعلمون۔ اور اگر مشرکین میں

کوئی شخص تجھے پناہ چاہے اسے پناہ دے کہ وہ خدا کا کلام سن پھر اس کو

اس کے اس میں کی جگہ پہنچا دے اسلئے کہ وہ لوگ بے علم ہیں۔

(۶) **إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ لِّسَلِّطِ عَلَيْهِمْ مَّصِيطٍ** تو محض نصیحت کرنے والا ہی

تو انہیں کوئی داروغہ نہیں ہے۔ ان آیات بنیات سے صاف ظاہر ہے

کہ دین میں زبردستی جائز نہیں اور نہ وہ ایمان جبکا اقرار کوئی انسان مجبور

ہو کر کرے۔

(۷) **وَمَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا** اگر کوئی پھر جاتا ہی

پھرے ہنئے تمکو اونکا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا کسی کام کا ہے بلکہ نفاق میں

داخل ہے جسکی سزا جہنم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام محض سمجھانا

اور نصیحت کرنا ہے نہ کسی قسم کی زبردستی کرنا۔ پھر یہ کیسا شرمناک جھوٹ ہے جو مخالفین نے اسلام پر باندھا ہے کہ اسلام میں زبردستی جائز ہے یا اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا ہے۔ خدا اپنی مخلوق پر رحم فرما دے۔ نادانوں کو تو جھوٹ سے شرم نہیں ہوتی مگر دانایوں کو تو ایسے سفید جھوٹ سے شرم کرنی چاہئے۔ پھر زبردستی مسلمان کرنے کی ایک دلیل پیش کی گئی ہے کہ جو مسلمان نہیں ہوتا اس سے جزیہ لیا جاتا ہے حالانکہ یہ رقم خفیف جولا کہہ رویہ پرتین رویہ اور کچھ آنے ہوتی ہے رعایا غیر اسلام سے ان کی جان و مال کی حفاظت میں بطور شکس کے لیجاتی اور مسلمان مالداروں کو زکوٰۃ کے طریق پر لاکھ رویہ میں سے دھامی ہزار رویہ اوکرنے پڑتے ہیں علاوہ برین لڑائی کے وقت سامان جنگ وینا پڑتا ہے مگر غیر مذہب کے اس ادا سے بری رہتو ہیں۔ اب مسلمان رعایا سے پرچونذہبی شکس لگتا ہے اسکا مقابلہ کر مسلمان پرتو ایک لاکھ رویہ میں سے دھامی ہزار رویہ وینا اور لڑائی کے وقت سامان جنگ سے مدد کرنا لازم ہے۔ غیر مسلمان رعایا سے پرتو ایک لاکھ رویہ میں سے محض تین رویہ اور کچھ آنے ہیں۔ دنیاوی اغراض کے لحاظ سے مالدار لوگوں کو مسلمان ہونے میں کس قدر نقصان رہتا ہے۔ اس لحاظ سے جزیہ مسلمان ہونے کا موید ہے نہ کہ مسلمان ہونے کا۔ جو دنیا پرست انسان ہے وہ کیوں تین رویہ کی جگہ دھامی ہزار رویہ دنیا اور لڑائی کے وقت سامان جنگ سے مدد کرنا گوارہ کر سکتا ہے۔ ہاں خالص ایمان جو چلے سوا کرادے اور اسنے مال کو کیا جانوں تک کو راہ خدا میں شمار کرایا غیر مسلمان

جو مالدار نہ ہوں وہ صرف دو آنے کے پیسہ دیکر ہر طرح سے آزاد اور اپنی
اپنے جان و مال کی حفاظت کی صرف مطمئن ہو جاتے ہیں یہ کیس تو سیول سروس
سے بھی کئی درجہ کم ہے چہ جائے کہ ایک گورنمنٹ کاٹیکس متوج قوم پر پھر
کیسا شرمناک جھوٹ ہے جو یہ کہہ جاتا ہے کہ خبر یہ مین مسلمان کرنے
کے واسطے ایک زبردستی تھی۔ ہاں اگر بعض شائمان اسلام نے خونریزیوں
کی اور مغلوب قوموں پر جو روکستہ کئے اس اسلام پر کیا الزام یہ انوکھے
ذاتی معاملات میں جنکی ہزارہ خود بھگتے۔ وہ ہی تو مسلمانوں میں ہی سے تہج
جنہوں نے عمر کو عثمان کو علی کو حسین کو فوج کر ڈالا اور کعبہ کو جلا دیا تھا
اونکے کردار سے اسلام کو کیا تعلق ہے۔ اسمیں یہی شک نہیں کہ دنیا پر
مسلمانوں نے ظالم بادشاہوں کے خوشامد سے ظالمانہ مسئلہ ہی بہت گھس
وئے تھے جسے بد ذات شکبر اور ظلم پیشہ سلاطین کو مذہب کی بناوٹی آڑ میں
خونریزیوں کے موقع ملے مگر قرآن مجید حالات و احادیث رسول صائم اور حال
خلفائے راشدین اور ظالمانہ افتراؤں سے مطلقاً پاک صاف ہیں کہ کہ
بدکار شکبر مشرک اور نا اہل لوگوں نے خدا سے واحد کی حقیقی پرستش اور سچی تعظیم
کی مخالفت میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے خالص تابعین کی اولیٰ
نقصانات و مسائل تک براہ پہنچائے ہر طرح سے اونکو ذلیل اور تنگ کرنا چاہا
جب انکے صدق و فاء و خلوص میں کوئی کمی نہ ہوئی بلکہ بقدر مخالفت شری
کئی اوسقید وہ ثابت قدمی اور جان نثاری دکھاتے گئے یہاں تک کہ شریک
اونکے قتل کے درپے ہو گئے اور حجاز و یرقلمیر کرنے لگے اس پر نہ اسٹی مسلمان تر

نے ٹکودر میں نصرت دی اور تم قلیل تھے جب کفار کی نصیحتیں وفن کی گئیں اور تم
آنحضرتؐ نے عبرت انگیز الفاظ میں یہ فرمایا۔ نبی کے تم بڑے رشتہ دار تھے
تم نے میری تکذیب کی اور لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھے وطن سے نکالا
لوگوں نے مجھے جگہ دی تھیں مجھے لڑائی کی اور لوگوں نے مدد دی۔

ششم غزوۃ الکدہ۔ یہ حملہ ہرگی لڑائی سے سات روز بعد سلیم
عطفان قبیلوں پر کیا گیا مگر لڑائی نہ ہوئی۔ اسکی بنا وہی قریشی ظلم تھی۔
ہفتم غزوۃ الانذار یا غزوۃ ذی اسہ۔ یہ حملہ نجد کی طرف قریش کے
قبیلہ عطفان پر ہوا مگر لڑائی نہیں ہوئی۔

۱۴۷
ہشتم غزوۃ الجحان یا غزوۃ بنی سلیم۔ اس میں بھی لڑائی نہ ہوئی
قبیلہ عطفان و سلیم دینے کے مسلمانوں پر نہ بخون مارنے کے واسطے
جمع ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ کو جب اس اجتماع کی خبر پہنچی تو احتیاطاً
خود پیش قدمی کی مگر وہ لوگ تفرق ہو گئے اسلئے اپنے تعاقب نہ فرمایا۔ عطفان
کے حملہ میں ایک یہ واقعہ ہوا کہ حضرت صلعم کے کپڑے بارش سے بیگ گئے
تھے آپؐ انکو ایک درخت پر لٹکا کر نیچے لپیٹ گئے وغیرہ جو عطفانیوں
کا سر غنہ تھا آنحضرتؐ کو اکیلے لیٹے ہوئے دیکھ کر تلوار بر حصہ سر پر آ بیو چلا
لٹکا کر کہنے لگا کہ آج تمہکو مجھ سے کون بچائے گا اپنے فرمایا اللہ۔ اس حملہ
کے رعبے وغیرہ دھکا کھا کر گر پڑا تب فوراً آنحضرتؐ اٹھ کر تلوار اٹھالی
اور فرمایا کہ اب تمہیکو کون بچا دیگا دشمنوں نے جواب دیا کہ کوئی نہیں۔ مگر
آپؐ نے اوسکو معاف کر دیا اور فرمایا کہ میں قتل کرنے کے واسطے نہیں آیا بلکہ

رحم کرنے کے واسطے آیا ہوں انہی عداوت اور انحضرت کے فوق العادہ
رحم کو دیکھ کر عشور مسلمان ہو گیا۔ اس بڑے فضل خداوندی کی نسبت قرآن
میں ارشاد ہے اذ ہم قوم را ن یسبطوا الیکم ایدیم فکف ایدیم
عنکم۔ خدا کی نعمت کو اسے مسلمانو یا کر جب ایک قوم نے اپنے ہاتھ
بہرہ و ساز کرنے چاہے پر خدا نے انکے ہاتھوں کو تھمے روک دیا۔

نہم غزوة السویق۔ بدر کی شکست کے بعد باقی ماندہ کفار مکہ کو سخت آگ
لگ گئی۔ ابوسفیان دو سو سوار لیکر مدینہ کو روانہ ہوا اور راہ میں مدینہ
سے ایک منزل پر خمیہ زن ہوا۔ رات کو سلیم بن شکم یہودی کے یہاں بوقت
افدائی اوس یہودی نے مسلمانوں کے حالات کی اسکو خبریں دی ۱۵

ابوسفیان نے اپنے ڈیرے پر آکر حیدر سپاہی بھیجے انہوں نے مدینہ
کی کچھ روکنے آگ لگا دی اور دو آدمی کو مار ڈالا اور مکہ کی راہ کی مسلمانوں
نے خبر پا کر قرقرہ الکدر تک تعاقب کیا ابوسفیان کا لشکر اپنے ستو چھوڑ کر مکہ
کو چلتے ہوئے اس غزوہ کا نام غزوہ السویق ستون والی جنگ بھی ہے
دہم غزوہ اُحد۔ اُحد ایک پہاڑ مدینے سے دو ڈوہائی میل کے فاصلہ
پر ہے۔ دسمن مکہ سے چل کر مدینہ پہنچے۔ لڑائی کا سامان جو ابوسفیان شام
لایا تھا اور کئی پیشبندی کے لئے حضرت کو بدستگ سفر کرنا پڑا انتہا ب
وہی سامان مسلمانوں کے مقابلہ پر جمع کیا گیا اس جنگ میں قریش کے
ساتھ قبیلہ بنی تمھامہ اور بنی کنانہ بھی شریک ہو گئے تھے کھار کی سلح فوج
تین ہزار کے قریب ہو گئی تھی۔ جس میں سات سو زہرہ پوش سوار تھے۔ انہوں نے

سپرداری ابوسفیان مدینے کے شمال مشرق میں ایک خاص مقام اپنا سوچا
 قائم کر لیا اور اس میں اور شہر مدینہ میں حد فاصل صرف کوہ امد کی گھاٹی تھی۔
 اس مورچہ سے انہوں نے اہل مدینہ کے کھیتوں اور باغوں کو تباہ کرنا شروع
 کر دیا۔ اسپر صحابہ کو بھی غصہ آیا اور آنحضرت سے کمال اصرار و دفاع
 کی درخواست کی آپ ہزار آدمیوں کو لیکر مقابلہ کے واسطے مدینے سے
 باہر نکلے۔ عبداللہ بن ابی ایک سردار جو مدینہ میں رہتا تھا اور نظاہر مسلمانوں
 کے ساتھ تھا اب میں دیکھ کر جنگ میں اپنے تین سو آدمیوں سمیت مسلمانوں
 سے الگ ہو گیا جس سے مسلمانوں کی جمعیت ساٹھ سو ہو گئی اس جمعیت میں
 کل دو گھوڑے تھے مگر مجاہدین کمال شجاعت اور استقلال سے آگے بڑھے
 پہلے گئے اور غلامانے خواستے گزر کر کوہ امد پر پہنچ گئے۔ لشکر اسلام رات بھر
 اس پہاڑ کی کھوپڑیاں پڑا کر صبح نماز فجر کے بعد میدان میں آجما۔ آنحضرت نے
 کوہ امد کے نیچے نیچے فوج کی صف کو آراستہ کیا اور عبداللہ بن حبیر کو چند
 آدمیوں سمیت عقب لشکر ایک ٹیلے پر متعین کر کے قطعی حکم دیا کہ جو ہوسوم
 دھان سے نہ ہلنا۔ مشرکین کو اپنی کثرت پر بڑا کھنڈ تھا اپنے بدوئوں کو
 قلب لشکر میں دھکے مار رہا تھا اور میدان میں چلے آئے اور ان کے ہر واروں
 کی بیشیاں لڑائی کے گیت گاتی اور ڈھول بجاتی تھیں۔ قریش نے پہلے بڑے
 زور شور سے حملہ کیا مگر مسلمانوں نے بڑی بہادری سے انہیں پس پا
 کر دیا حضرت حمزہ لشکر کھار کو پریشان دیکھ کر قلب لشکر میں گھس گئے گویا کہ
 مسلمانوں کی فتح ہو چکی تھی کہ عبداللہ بن حبیر کے ساتھی آنحضرت کے حکم کو

فراموش کر کے باسیدال غنیمت مورچہ چھوڑ بیٹھے اتر آئے۔ دشمن سورج پانی
 ایکہ سوار دن کو سمیٹ فوج اسلام کے عقب پر آگئے۔ جنگ عظیم ہوئی حضرت
 حمزہ اور عبداللہ بن جبرہ شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت
 ابابکر صدیقؓ بھی مجروح ہوئے۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان نے امیر حمزہ کا جگر
 چیر کر چھپایا۔ اور مسلمان مقتولوں کی گوش و بینی کا ٹکڑا اور انکے کھانا
 اپنے اسپر آنحضرت صلم اور صحابہ کرام کو جو شل یا مگر آپ تو رحمت اللعالمین
 تھے اوس روز سے لاشوں کی پامالی کرنے کی وحشیانہ رسم جو پہلے سے یہودیوں
 فارسیوں۔ رومیوں۔ یونانیوں اور نیز عیسائیوں میں جاری تھی یہاں تک
 کہ سولہویں صدی عیسوی تک زندہ کوسوں کے اعضائے کاٹ کاٹ کر
 ۱۶ اونکو مار ڈالتے تھے۔ مسلمانوں میں قطعاً حرام کی گئی۔ اس لڑائی میں گو
 مسلمانوں کو صدر عظیم پہنچا مگر ایک فائدہ عظیم ہی حاصل ہوا کہ نبی کی نافرمانی کا
 صریح نتیجہ تمام مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ نفع ہو ہوا اگر شکست کہانی ڈیری اور
 منافقوں کا نفاق اور یہودیوں کا بغض صاف ظاہر ہو گیا۔

یازدہم غزوہ حمراء الاسد یہ مقام مدینہ سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے
 جب اہل کہ مقام احد سے فتحیابی کے بعد آہٹھ دس میل کے فاصلہ پر چلے گئے
 تو پھر اونکو خیال آیا کہ جو ہو سو ہو ایک دفعہ مسلمانوں کا استیصال ہو سکے طور پر
 کہ دین اس خبر کو سنکر آنحضرت جو جمعہ اپنے اجاب کے جو احد میں شریک ہو
 تھے مقابلہ کے واسطہ روانہ ہوئے اور ہر شریکین حمراء الاسد میں قریش کو
 کہہ رہے تھے نہ تمہیں محمد کو مارا اور نہ مسلمانوں کی جو ان عورتوں کو اپنے

پہچھے چڑھا لاسے تھے برا کیا۔ لوٹ جاؤ۔ آپ نے پیشتر دو جامہ سون کو بھیجا لیکن
 نے اونکو قتل کر ڈالا۔ مگر لڑا ہی نہ ہوئی کیونکہ قریش سیدہ کے گھیرنے چلے آئے
 دوازہم غزوہ ذات الساقع یا غزوہ مجارب یا غزوہ بنی النجار یا
 غزوہ بنی ثعلبہ۔ یہ وہی بنی ثعلبہ ہیں جنہیں سابق غزوہ بنی فظفان میں
 مقابلہ ہوا چاہتا تھا۔ اب کی دفعہ یہ لوگ پھر جمع ہوئے اور مدینہ پر لوٹ مار
 کر رہا ارادہ کیا آنحضرت اونپر چڑھے اور نخل متامین خیمہ بنایا۔ دو دن لشکر
 آگے سامنے رہے۔ یہیں آپ نے نازخوف اور فحاشی۔

سایز دھم غزوہ بدر الموحّد۔ احد کے جنگ کے بعد ابوسفیان کہہ گیا
 تھا کہ آئندہ سال میں جنگ سخت ہوگا، حملہ غزوہ ذلت الرقاع کے بعد
 آپ نے اس کے مقابلہ کی تیاری کی مگر ابوسفیان راستہ سے ہٹ بیٹھ گیا۔

چہار دھم غزوہ دومة الجندل یہ ایک مقام مدینہ سے پندرہ
 سولہ منزل دور تھا ابن اسمیل کا بنایا ہوا ہے یہاں دشمنان اسلام
 جمع ہوئے اور منافقین کو فارت کا شروع کر دیا اور اونکا قصہ تھا کہ مدینہ
 پر جا بیٹھیں اسلئے نظر پیشیدی آنحضرت نے وہاں کا غم کیا مگر وہاں پہنچنے
 پر دشمنان کی جمعیت پرانڈہ ہو گئی۔

یا نزد دھم غزوہ المشایع یا غزوہ بنی المصطلق۔ الحثام ایک
 شخص اپنی تمام قوم اور ان تمام عربوں میں پھر اجیر اور کی تقریر کا اثر کرتا
 اور انہیں اسلام کی مخالفت پر ابلیغ کرتا تھا۔ آنحضرت اس خبر کی تحقیق کر کے
 فرسبع تک جا پہنچے مخالفین کی طرف سے پہلے تیر چلتے تھے مگر ان کی طرف

حکم کیا گیا۔

شاہزادہ ہم غزوہ خندق یا غزہ ۱۰ احزاب۔ آنحضرت نے اس وقت
 پہ مسلمانوں کی صلاح سے اپنی فوج کے گروہ خندق کھدوائی تھی۔ عرب کے بہت
 سے قبائل اہل اسلام کے استیصال کے لئے جمع ہوئے یہودی ایک جماعت سہم
 حقیق نصری دھیمی بن اخطب نصری وکنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نصری و
 ہوزہ بن قیس وایلی والوعار وایلی۔ بنی نضیر اور بنی وایلی قبیلے بہت
 لوگوں کو ساتھ لیکر خیبر سے چل کر قریش مکہ کے پاس آئے اور انہیں اپنی
 کمک ورفاقت کے قوی وعدے دیکر آنحضرت سے لڑنے کی گواہی اور
 سخت ترغیب دی کہ ایک دفعہ ملکر مسلمانوں کا استیصال کر ہی ڈالیں
 قریش نے یہ وعدہ سوال کیا کہ تم اہل کتاب ہو یہ بتلاؤ کہ تمہارا دین اچھا ہے
 یا محمد کا۔ یہود نے باوجود اہل کتاب اور موحد ہونے کے یہی جواب دیا
 کہ اے قریش تمہارا دین اوس کہیں بہتر ہے اور تم اوس زیادہ حق
 پر ہو چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں
 دیکھا جنکو کتاب کا حصہ دیا گیا۔ وہ بتوں کو اور شیطانوں کو مانتے ہیں
 کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ یافتہ ہیں۔ یا لوگو
 اوس چیز کا حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انکو اپنے فضل سے عطا کی پس
 تحقیق جسے تو اہل ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی تھی اور نیز ملک عظیم
 عطا کیا تھا۔

قریش اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور اجتماع عظیم کیا یہ وہ

یہو دغطفان قریس کے پاس آئے اور وہی مضمون پیش کیا اور کہا کہ قریش سب
 اس امر میں متفق ہیں وہ بھی جمع ہوئے۔ قریش اور غطفان فعل کھوئے
 ہوئے۔ قریش کا سپہ سالار ابوسفیان تھا اور غطفان کا بن جعین خزازی
 غرض اس ہزار فوج جہاد کیستصال اسلام کا ارادہ مصمم کر کے لشکر خدا کے
 مقابلہ پر روانہ ہوئے۔ مقابلہ پر مسلمان محض تین ہزار تھے۔ قریش تو
 اندین کے اوسط طرف اترے جب طرف بارشی ندیاں بہتی تھیں یہودی یعنی بنی
 کنانہ شامل تھا نہ بنو زلفیہ۔ بنو نضر غطفان اہل نجد وغیرہ احد کے طرف اتر
 مسلمان تلح پہاڑ کے عقب میں اترے خیبر کا ایک یہودی حسی بن
 اخطب نام کعب بن اسد قرطی رئیس بنی قریظہ کے پاس آیا جو پہلے انھوں
 سے صلح کا عہد کر چکا تھا مگر حسی بن اخطب کے بھگانے سے وہ پھر شامل ہو گیا
 اور نقص عہد کی شامت نہ ڈرا۔ الغرض ایک جم غفیر ہر طرف اسلام کی نفاذ
 پر کھڑا ہو گیا۔ اس واقعہ کی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے: *وَجِبِ تَمِیْرًا*
اور نیچے کی طرف آئیے اور جب آنکھیں گھبرانے لگیں اور دل گلوں
تک پہنچ گئے اور تم اللہ پر کسی قسم کے ظن کرنے لگے اور سوت مومن ابتلا
میں ڈالے گئے اور سخت زلزلے سے ہلا دے گئے۔ اور جب منافق لوگ
 اور وہ لوگ جنکے دلوں میں مرض تھا کہنے لگے کہ *یٰٰہے اللہ اور اس کے رسول*
سو دھوکے کا وعدہ کیا، اس ٹرائی میں نوفل بن عبد اللہ کفار کی طرف سے
حملہ آور ہوا اور خندق میں گر کر مر گیا دشمنوں نے خون بہا دیکر اس کی لاش بنی
جاسی گرنی اللہ نے سفت دے دی شدت اور غلبہ مخالفین دیکھ کر منافق

بنے ایساں لوگ علیحدہ ہونے شروع ہو گئے اور کل تین سو آدمی انھیں
 صلح کے پاس رعب کیا تب خدای لشکر غلصہ بن ہونین کی امداد کے
 واسطے آیا۔ ہوا کی تیزی اور سردی نے دشمنوں کے خیمہ کو کھیر لیا
 رعب او شیر بٹھایا کہ وہ رات کو ہاگ گئے اور کفی اللہ المومنین
 القتال کی تصدیق ظاہر ہوئی۔ اس جنگ میں غطفان۔ بنو فزیرہ
 بنو نضیر اور اہل خیبر نے ابتداء مخالفت کی اور استیصال اسلام ارادہ
 قریش کے شامل ہوئے اور بعض بد عہد اور عہد شکن ثابت ہوئے اسلام
 بعد میں ان کی ساتھ غزوات یا جنگ پیش آئے جکا ذکر علیحدہ آسکا۔ یہ
 یاد رکھنا چاہئے کہ یہود کے ساتھ جہاد ہونے کی وجہ یہ ابتداء دشمنی اور
 عہد شکنی ہے۔

ہفت دھم غزوہ بنو لحيان۔ اس لڑائی کی وجہ یہ ہوئی کہ
 عضل اور قارہ عرب کے دو قبیلے تھے ان لوگوں کے سفیر جنگ احد بعد
 آنحضرت کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم لوگ مسلمان ہو چکے ہیں ہماری
 تعلیم کیواسطے چند واعظین اسلام بھیج دیجئے چنانچہ آنحضرت صلعم نے عامر
 حبیب۔ مزد۔ زید۔ عبداللہ بن طارق۔ خالد۔ حزم۔ اور رعب کو
 روانہ فرمایا۔ یہ اونکا فرستایا موقعہ پاکر حبیب اور زید کے سواے باقی حبیب
 سفیروں کو جو بطور واعظین گئے تھے قتل کر ڈالا اور حبیب و زید کو کے مین
 لاکر بیچ ڈالا۔ بدیل کا بیٹا حلیان تھا اسلئے ان معاونین قتل کو بنو لحيان
 کہتے ہیں۔ اس غداری کے پاداش کے لئے آنحضرت صلعم کو انہر جلد

کرنا پڑا اگر وہ لوگ پہاڑ میں پہاگئے۔

ہشتم غزوہ ذوقرب یا غزوہ غابہ۔ ابوذر اور اسکا بیٹا

آنحضرت صلعم کے بیس اونٹنیوں پر محافظ تھے اور ابوذر کی بیوی بھی ساتھ

رہتی تھی اونپر عینہ بن جضزاری نے چھاپ مارا۔ ابوذر کا بیٹا مارا گیا۔ ابوذر

کی بیوی اور اونٹنیوں کو عینہ لگیا کئی روز سے بعد ابوذر کی بیوی سول

خدا کی خاص اونٹنی پر سوار ہو کر عینہ فراق کی قید سے بہاگ آئی سی

لوٹوں کے السداد کے لئے فزار یون پر تلے کیا گیا اور اونٹھیاں واپس

لے لی گئیں گرا وجو د طاقت کے آنحضرت صلعم نے زیادہ تعاقب نہ فرمایا۔

نور دہم غزوہ فتح مکہ۔ اس عظیم الشان فتحیابی کے جنگ سے پیشتر

رسول خدا صلعم نے مکہ معظمہ کی زیارت کا قصد فرمایا تھا جب حدیبیہ میں پہنچے

اہل مکہ نے زیارت سے اونکو روک دیا۔ آپؐ فرمایا کہ میں لڑائی کے واسطے

نہیں آیا ہوں۔ غرض شریط ذیل پر صلح ہو گئی۔ ایک دفعہ مسلمان مدینہ کو

واپس جائیں اور یکے میں داخل ہوں اگر آمیزہ سال مسلمان زیارت کعبہ کے

واسطے آئیں تو کھلے ہتھیاروں نہ آویں اور تین دن سے زیادہ نہ ٹہریں

اگر کوئی مسلمان ہلکا اسلام ہو کر مشرکین کیسے لہنا چاہئے تو اسے اختیار

اور آزادی ہے اگر کوئی آدمی مشرکین میں مسلمان ہونا چاہے تو مسلمان

اسے واپس کر دیں جس قوم کی مرضی ہو اسی وقت مسلمانوں کی طرف ہر جا کو

یا اہل مکہ کی طرف۔ اسکو اختیار ہے۔ اس شرط کے بعد پیغمبر خدا مدینہ

رسیم عمرہ مدینہ کو واپس چلے آئے۔ منہو گریام قبیلہ قریش کی طرف اور خراہ سلا

کی طرف ہو گئے۔ بنو بکر اور خزاعہ میں مدت سے جنگ چلا رہا تھا اسلام
کے نئے مشغل سے ان کے جنگ بند ہوئے تھے جب اہل کدواہل اسلام میں
صلح ہو گئی اور وقت ان جنگجو قوم کو چلا بیٹھنا حال ہو گیا۔ نوفل بن
سعد وید نے جو بنو بکر کے ایک دوسرا سپاہی تھا خزاعہ پر شبنخون مارا جبکہ خزاعہ
بے خوف و خطر و تیز نام پیچھے پر غافل پڑے تھے۔ نوفل کے حملہ سے جنگ
اڑھٹھے اور جنگ شروع ہو گیا۔ بنو بکر ہتھتے ہتھتے حرم مکہ میں پہنچ گئے۔

۲۳ وہاں کفار مکہ نے پہلے ان کی امداد بھیجا دی۔ اس کی جب اللہ بھیج کر دیا
بنو بکر کے ساتھ شریک ہو گئے مکہ والوں کی امداد سے بنو بکر قومی تڑا اور
خزاعہ کمزور ہو گئے اسلئے ہنزل بن ورتا خزاعی اور رافع کے گہر میں
پناہ گزین ہوئے تاہم صبح تک نہایت خزاعہ مارے گئے اور صبح کے ہوتے
ہی بھاگ گئے پھر عربین سالم خزاعی کو چالیس آدمی کے ساتھ مدینہ کو انحضرت
صلعم کی خدمت میں بھیجا کہ بنو بکر اور اہل مکہ کی عہد شکنی کا اظہار کرے بعد میں
کفار مکہ کو بھی اپنی عہد شکنی پر اندس ہوا اور ابوسفیان کو جھوٹی عذرت اور
جیلہ نرا شیعوں کے لئے مدینہ کو روانہ کیا۔ اسلئے آنحضرتؐ کہا کہ میں
مدینہ کی صلح میں موجود نہ تھا اس لئے میں جا ہتا ہوں کہ آپ عہد مابعدہ
تجدید کریں اور صلح کی مدت کو بڑھا دیں۔ آنحضرتؐ ان کی یہ بھی قبول فرمایا
و کہ یہ چلے گئے اور خزاعہ کے مقابلہ میں بنو بکر کی امداد خلافت عہد مدینہ کے
خبر عربین سالم کے ذریعے پہنچ چکی تھی۔ آپؐ ابوسفیان فرمایا کہ کیا تم نے کوئی
عہد شکنی کی ہے جسکی تجدید چاہتے ہو۔ ابوسفیانؓ کہا سعادۃ اللہ علیہما

تب آپ نے فرمایا۔ الحال سابقہ عہد و بیمان کو سمجھئے دو۔ آخر ابوسفیان واپس
 چلا گیا۔ ابوسفیان کے جلنے کے بعد آنحضرت نے ایک سفیر کے کو بھیجا اور حسب
 ملک قوانین اخلاق کہلا بھیجا۔ یا تو خزانہ کے مقتولوں کا خون بہا ویدو
 یا بنو کبر کی حمایت اور جانبداری سے الگ ہو جاؤ یا حدیبیہ کی صلح کا عہد جو
 ہمارے تہارے درمیان ہے اسے پھیر دیا کہ نے یہ خیال کر کے
 کہ مسلمان ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں صلح کا عہد پھیر دیا چونکہ اہل مکہ نے عہد کو دفنانے
 لکھا اسکو واپس کر دیا اور خزانہ پیر خلافت عہد حملہ آور ہوئے اس لئے آپ
 مکہ پر چڑھاؤ کی اور اس حملہ میں وہ نہ جمی رحم اور شفقت و کہلائی جسکی نظیر تاریخ
 عالم میں منی مشکل ہے۔ فرمایا جو کہی ابوسفیان کے طریق گسٹا دے اسے امان
 جو کوئی اپنا پہانک بند کرے اسے امان جو کوئی مسجد میں چلا جاوے اسی
 امان عرض مکہ فتح ہوا اور کچھ بڑی خوشنیر ہی وٹان نہوی مگر کوئی تنفس ہی چہ
 مسلمان نہیں کیا گیا جب مکہ فتح ہو گیا تو خبر آئی کہ ہوازن قوم اہل اسلام
 سے لڑنے کو اٹھی ہو گئی ہے اور انکا سپہ سالار ملک بن عوف تھری تھا
 لیکن غزوہ ہوازن۔ فتح مکہ کے بعد قوم ہوازن مسلمانوں سے
 جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے مسلمان اپنی کثرت کے کھٹہ میں کینقد رلا پر داہو گئے
 تھے اسلئے پہلے پہل ہوازن قوم کے تیر اندازوں نے انکا منہ پھیر دیا
 مگر اب ہوازن کے لئے ایام نصرت پہنچ چکے تھے خدا کا فضل شامل حال تھا تھا
 ہوازن گزینچا تھا اسلئے آخر کار قیاب ہوئے اور دشمن ہیاگ کر وادی
 اور طاس میں پہنچے۔

لبست و کم غزوہ اوطاس۔ ہزاروں قوم کے لوگ حبش
 وادی میں پہنچے تو ان کا دل ان تک تعاقب کیا گیا۔
 لبست و دوئم غزوہ طائف۔ ثقیف قوم کے لوگ ربیع طاس
 سے ہٹا کر طلعہ طائف میں جمع ہوئے اس واقعہ کا اہل اسلام نے محاصرہ
 کیا۔ جب پناہ گزین گھبرائے آپ نے فرمایا جو کوئی طلوعہ سے اترے وہ
 آزاد۔ اس عہد کے سنتے ہی بہت غلام اتر آئے۔ ثقیف مسلمان ہو گئے
 تب انہوں نے یہ غلام طلب کئے۔ آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ
 وہ آزاد ہو چکے نصف آخر رمضان ہی تمام ثقیف مسلمان ہو کر دینے
 میں پہنچے اور اسی لڑائی سے کمین کیا بلکہ کل عرب میں کفر کا خاتمہ
 ہو گیا۔ ساتھ ہی کفار قریش کی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ ان تمام لڑائیوں
 میں کسی شخص کو بے جبر و اکراہ مسلمان نہیں کیا گیا۔ کسی جنگ کی ابتدا
 بلا وجہ آنحضرت کی طرف سے نہیں ہوئی۔ کسی فتح اور غلبہ کے بعد انتقامی
 جوش نہیں دکھایا گیا۔ تھوڑے تھوڑے بہاؤن سے معافی دی
 گئی۔ کسی مرتد یا بڑے مرد یا عورت یا بچہ کو جھڑپ نہ تھی
 تکلیف نہیں دی گئی کامل غلبہ کے بعد کوئی بے ہمتی ظاہر نہیں کی گئی
 ہر موقعہ نصرت و قوت پر شفقت و رحمت کو غالب رکھا جن لوگوں نے مسلمان
 ہو کر ہون سے نکالا ہر طرح کی تکالیف اور کموینہ کی مدتوں بغیر و غلبہ
 کی حالت میں ان کے خون کے پیاسے مہے بار بار دہو کے دئے
 عہد توڑے شیخون مار۔ ہمیشہ مسلمانوں کی پیروی کی کہ دیتے رہے

اور بھی تدبیر کرتے رہے کہ اسلام کا نام دنیا سے مٹ جائے جب اذکونعلو
 کیا تو سوائے انصاف رحم اور معافی کے اور کوئی معاملہ ان کے ساتھ نہ کیا
 لبست و سونم وہ غنا و انبویہ جو عہد شکن خلاف پسند افق
 یہود کے ساتھ اس وجہ سے ہوئے کہ وہ متواتر مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی
 کرتے رہے۔ دشمنان مکہ کی سازشوں میں شامل ہو کر اسلام کی بیخ کنی میں
 یا حضیہ طور پر سامی رہے۔ آنحضرت صلعم کو مار ڈالنے کی تجاویز کرتے رہے اور
 ہمیشہ مسلمانوں کو دکھ و مینے اور مار ڈالنے کے موقع تلاش کرتے رہے۔ انکا
 مختصر و فصل الخطاب صفہ مولانا مولوی نور الدین بھیروی سے نقل کیا جاتا ہے
 ۲۶۔ پس آنحضرت کو واعظ ہونے کے سوا۔ قاضی اور حاکم بننا پڑا۔ اور انسانی
 فطرت کے لحاظ سے یہ امر نہایت ضروری تھا۔

مدینے کی رونق افروزی کے وقت عربین قسم کے لوگ تھے کچلے شمن
 جیسے قریش اور ان کے حلیف۔ دوسرے وہ لوگ جسے عہد پیمان ہو چکے تھے جیسے
 یہود کے مختلف قبائل۔ تیسرے منافق ظاہرین اسلام کے ساتھ اور
 باطن میں کفار کے دوست۔ عامہ عرب میں بعض قومیں اسلام کی ترقی
 خواہ تھیں جیسے خزاعہ۔ اور بعض دشمن کی فتح کے طالب جیسے بنو کعبہ اور
 بعض قومیں بالکل خاموش اور حیران تھیں۔

آنحضرت نے مدینے میں پہنچتے ہی یہود سے ایک عہد کیا۔ بجا خلاصہ
 یہ ہے یہ فرمان محمد رسول اللہ نے تمام مسلمانوں کو خواہ وہ قریش ہوں خواہ
 اہل ثیرب (مدینے کا پیرانا نام ہے) اور سب لوگوں کو چاہے کسی مذہب پر

قوم کے ہون جنھوں نے مسلمانوں سے صلح اور جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے لئے عام ہوگی۔ اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اپنے برادران اسلام کے دشمنوں سے صلح یا جنگ کریں۔ یہود جو ہماری حکومت اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہیں تمام ولتوں اور اذیتوں سے بچائے جائیں گے اور ہمارے است کے ساتھ مساوی حقوق اور انکو ہماری نصرت اور حمایت اور حسن سلوک کے حاصل رہیں گے۔ یہود ابن عوف بنی نجار بنی حارث بن جسم بنی غالب بنی اوس اور سب ساکنان یثرب مسلمانوں کے ساتھ ملکر ایک قوم سمجھے جائیں گے۔ اور وہ اپنے اعمال مذہبی کو دینی آزادی کے ساتھ بجالائیں گے جیسا مسلمان اپنے رسوائت دینی کو ادا کرتے ہیں۔

یہود کی حفاظت اور حمایت میں جو لوگ ہیں یا جو ان سے دوستی کرتے ہیں انکو بھی تحفظ اور آزادی حاصل رہیگی۔ مگر ہون کا تعاقب کیا جائیگا۔ اور انکو منراد بجا نیگی یہود مسلمانوں کی شرکت یثرب کو سب دشمنوں سے بچانے میں کریں گے۔ اور تمام وہ لوگ جو فرمان کو قبول کریں گے یثرب میں محفوظ و مامون رہیں گے۔ مسلمانوں اور یہود کے دوست ہون کا بھی ویسا ہی اعزاز کیا جاوے گا جیسا خود ان کا کیا جاوے گا۔

سب سچے مسلمان اوس شخص سے بیزار ہیں گے جو کسی گناہ یا ظلم یا اتفاقی بغاوت کا مرتکب ہوگا اور کوئی شخص کسی مجرم کی حمایت نہ کریگا۔ گو یہ کیا ہی غریزہ و قریب ہووے۔

آئندہ جو تنازعہات ان لوگوں میں ہوں گے جو اس فرمان کو قبول کریں گے

اور فاضلہ خداوند عالم کے حکم کے موافق رسول اللہ فرمائیں گے۔
 تھوڑے دنوں بعد یہود ان نبی نصیر اور نبی قرظہ اور نبی قنیقاع
 اس معاہدے میں شامل ہو گئے۔ اس فرماں سے وہ بھیج رسم دفع
 ہو گئی جو عرب میں رائج تھی کہ مظلوم ظالم سے انتقام لینے میں اپنی ذاتی قوت
 یا اپنے اغزہ کی طاقت پر بھروسہ کرتا تھا اور سی اور عدل گسٹری جنگ
 و جدل پر پوت قوت تھی۔ ابن ہشام صفحہ ۷۱ اولایف آف محمد صفحہ ۷۲۔
 یہو دہرے نسی القتب تھے۔ چونکہ وہ اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ بھی تھے
 اور عقل بھی۔ اور فرقہ منافقین سے انکو اتفاق تھا اور باہمی بھی یہود
 میں اتفاق تھا (بر خلاف عرب جن میں باہمی سخت نا اتفاقی تھی)
 لہذا وہ نہایت خطرناک دشمن اس جمہوری سلطنت کے تھے جو شارع
 اسلام کے زیر حکومت قائم ہوئی تھی۔

۲۸

ناتربیت یافتہ قوموں میں شاعروں کا وہی مرتبہ ہوتا ہے۔ اور شاعر
 وہی اقتدار رکھتے ہیں جو اہل اخبار ہند قوم میں۔ شعراء یہود چونکہ
 نہایت ذہنی علم اور ذہنی شعور رکھتے تھے لہذا اہل مدینہ پر بڑے حاوی تھے۔
 اس قوت کو انہوں نے اس میں صرف کیا کہ مسلمانوں میں نفاق ڈالنے
 لگے اور دشمن اور فریق مخالفین انھیں عداوت کو ترقی دینے لگے
 بلکہ میں کہتا ہوں باہم اہل اسلام میں اختلاف و عداوت کا بیج بوتے تھے
 شمس بن قیس یہودی نے ایک بار دیکھا کہ انصار سلمان دہینے کے اصل
 باشندے، باہم کمال محبت و اتفاق سے بیٹھے ہیں۔ اور خیال کیا یہی گرو

اشہار تفسیر القرآن بالقرآن

یہ ایک نہایت ہی عجیب و غریب تفسیر ہے جس فادر کریم نے ہکومتقل القرآن جیسی عجیب کتاب صرف نحوین تالیف کرنیکی توفیق دی تھی جس نے یہ ثابت کر دکھایا کہ قرآن مجید کی ہر برہمنوں کے واسطے آسان کتاب اور زبانوں میں تو کیا اپنی مادری زبان میں بھی نہیں اسی فادر کریم نے ہکواہنے خاص فضل سے اور کم سے اور رحم سے ایک تفہیل القرآن تالیف کرنے کی ہمت دی اور توفیق عطا فرمائی چنانچہ پامرا لکھ کی تفسیر معہ تفسیر سورہ فاتحہ تیار ہو چکی ہے اس تفسیر میں نئی اور عجیب باتیں حسب ذیل ہیں :-

اولیٰ - یہ کہ حتی النوع ہر ایک لفظ کا ترجمہ قرآن مجید کے عام محاورات کے مطابق کیا گیا ہے اور ہر ایک آیت کی تفسیر بھی دوسری آیات سے کی گئی ہے :-

دوہم - یہ کہ ہر ایک مضمون قرآنی کی نسبت ثابت کیا گیا ہے کہ وہ کسی خاص زمانہ یا کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہمیشہ کیواسطے ایک زندہ اور مستقل صلات ہے جس کے نمونے ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم میں ہر وقت مل سکتے ہیں :-

سوم - یہ کہ آیات قرآنی کے الفاظ نہایت صاف غیر مشتبہ اور غیر مبہم ہیں اور وہ ایسے عجیب نظام پر واقع ہوئے ہیں کہ ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی ان سے استفادہ کر سکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ دماغ اور لیاقتوں کا آدمی انہیں الفاظ سے لانتھا علاج کی باتیں اخذ کر سکتا ہے جیسا کہ ہر معمولی انسان کے لئے تذکرہ ہے ویسا ہی اعلیٰ درجہ کے حکیم فلاسفہ اور عارف کیواسطے ہے :-

چہارم - نمونہ مشہورہ کے مطابق ہر ایک صفحہ کے بالائی حصہ میں آیات قرآنی معہ ترجمہ یا محاورہ درج کی گئی ہیں تاکہ ایک قرآن سلسلہ با ترجمہ ساتھ رہے :-

پنجم - ترجمہ میں حتی الامکان یہ التزام کیا گیا ہے کہ قرآنی الفاظ کا مادہ ان میں محفوظ رہے تاکہ اس مادہ کا ہر ای زبان میں رواج ہو اور جو اس سر علم الہی میں اصل مادہ کے اندر مقصود ہیں وہ اہ دو ترجمہ سے نال نہیں ہوں اور ششم - تمام اختلافی سائل کی تطبیق اور لغوی تنازعات کی توفیق قرآنی آیات سے ایسی عمدہ طریق پر کی گئی

ہے کسی فرقہ اسلامی کو مخالفت کا موقع نہ ہے بشرطیکہ وہ طالب حق راست باور اور مخلص بندہ
خدا ہو۔

ہفتم۔ ہر ایک سورت کی آیت کے ساتھ سلسلہ وار نمبر دے گئے ہیں تاکہ حوالہ جات کے اخراج کے
وقت آسانی رہے۔

ہشتم۔ اس امر کی بڑی کوشش کی گئی ہے کہ تفسیر مختصر بھی ہو اور کوئی صداقت یعنی تجا سلسلہ اس سے
باہر بھی نہ ہو تاکہ سب لوگ باسانی خرید بھی سکیں اور تھوڑے وقت میں مطالعہ بھی کر سکیں اور کسی
صاحب کو کم و سستی یا کم فرستی کا عذر باقی نہ رہے۔

نہم۔ تمام اعتراضات کو جو قرآن مجید پر علوم جدیدہ اور قوانین قدرت اور تاریخ و جغرافیہ کی رو سے کئے
گئے ہیں قرآن مجید کے الفاظ سے اور ایسی آیات حکمت سے نثوابت کر دیا ہے اور صاف طور پر دکھلا
دیا گیا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں انوی یا نحوی طریق پر یا محاورہ قرآن کی رو سے کوئی بات ایسی
نہیں جہر انسانی علوم اور سچی تحقیقاتوں کی رو سے اعتراض ہو سکے۔

دہم۔ تمام تعلیم قرآنی کی نسبت یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ وہی تعلیم ہے جسکو دانشمند لگ محیف قدرت
اور انسانی فطرت میں متعوش پاتے ہیں کوئی بات ایسی نہیں جو زبردستی منوائی جاوے یا جسکو سلیم
العقل انسان کا دل خود بخود تسلیم نہ کر سکے اور جس کے ذریعے سے لانا تھا اصلاح اور بے حد قربت
کا سلسلہ جاری نہ ہو سکے اور کوئی بات ایسی نہیں جہر عمل کرنے میں صمیم عقل کا خون کرنا پڑے
یا قوانین عدل و رحم کو توڑنا پڑے۔ **تِلْكَ حَشْرَةٌ كَامِلَةٌ**

چنانچہ نمونہ کے طور پر دو صفحہ تفسیر القرآن کے شائع کئے جاتے ہیں ناظرین خود غور فرمائیں کل
قیمت اس تفسیر کی تین روپیہ ہوگی۔ سورہ الحمد و یا سورہ الکمر کی تفسیر جو تیار ہو چکی ہے اسکی
علیحدہ قیمت ۲ روپے۔

جو صاحب پہلے سے کل تفسیر کی درخواست بھیجینگے جہد قدر حصہ تیار ہوتے جاویں گے اُسیندر
ان کی خدمت میں بذریعہ قیمت طلب پارسل ارسال ہوتے رہیں گے۔ پیشگی قیمت بھیجنے
کی ضرورت نہیں محض ایک درخواست تجدید منہج صاحب مفید عام مقام تلواری منسلک
کرنال ارسال فرماویں۔

يٰۤاَيُّهَا اِسْرٰٓئِيْلُ ذِكْرُوْا مَتِّقُوا الَّذِيْ اٰمَرْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَاتَّقُوْا

اسے بنی اسرائیل! یہی وہ متبتیں یاد کرو جو مجھے تم پر نازل کیں ہیں۔ اور یہ بھی کہ تمکو جہانوں پر فضیلت دی گئی اور

يَوْمَ لَا تُخْزٰى نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ

اُس دن سے نہ کہ کوئی نفس کسی نفس کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور اُس کی طرف سے تقاضا قبول کیا جائیگا۔ اور نہ اس کی طرف سے

يُصْرَفُونَ ﴿٢٠﴾ وَاِذْ تَخَافُ لَوُكُلُوْنَ اِلٰی فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْمًا الْعَذَابِ يَذَّبَحُونَ ﴿٢١﴾

معاذ اللہ! یاد کرو اور ان کو کہیں سے نہ بچھلیا اور (اسوقت کو یاد کرو) جب تھے آل فرعون سے تمکو تجارت دی جو تمکو بڑی تکلیفیں پہنچا کر

اَبْسَاءُ لَكُمْ وَيَسْحَبُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِيْ ذٰلِكَ لَعَلٌّ لِّمَنْ رَزَقْنَاهُمْ عَظِيْمٌ ﴿٢٢﴾

تھے تمھارے بیٹوں کو فروغ کرنے اور تمھاری عورتوں کو زندہ بچھڑتے تھے اور اُس میں تمھارے رب کی طرف سے ایک بڑے عظیم نعمت

ہی اسرائیلیوں پر یہی العالمین کی طرف سے جو خاص خاص نفل ہوئے انہیں سے چند یہ ہیں اول یہ کہ فرعون کے وحشیانہ

ظلموں سے ان کو نجات دی فرعون کو غایت کیا اور بجائے اُس کے تمکو ملک کی حکومت عطا کی۔ دوم یہ کہ ان میں انبیاء

علیہم السلام اور پادشاہ کثرت سے ہوئے۔ سئم۔ یہ کہ انہیں آسمانی معافیت اور تائب نازل ہوتے رہے چہاں فرعون کی

کی غلامی سے آزاد کر کے ملک وارث بنایا۔ چہل میں انہیں پورا سایہ کیلین و سلویٰ اور اوار اور تھہر سے پانی کے چشمہ سے

ان تمام احسانات کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔

فَاَيُّهَا اِسْرٰٓئِيْلُ كُفِّرُوْا عَنْكُمْ رِجْسَكُمُ الَّذِيْ كُنتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَاِذْ جَعَلْنَا لَكَ اٰیٰتٍ اَنْ تَقُوْلَ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی

آیا کہ بنی اسرائیل! کو فیضیت تمام امور میں دی گئی تھی یا خاص خاص میں ہمیشہ کے واسطے دی گئی تھی یا خاص

زمانوں میں تمام اذکار کو دی گئی تھی یا بعض بعض کو ا کی تسبیح آیات ذیل سے ہوتی ہے۔ اِذْ جَعَلْنَا لَكَ اٰیٰتٍ اَنْ تَقُوْلَ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی

جَعَلْنَا لَكَ اٰیٰتٍ اَنْ تَقُوْلَ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٢٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٢٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٢٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٢٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٢٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٢٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٣٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٤٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٥٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٦٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٧٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٨٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿٩٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٠٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١١٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٢٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٣٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٤٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٠﴾

اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥١﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٢﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٣﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٤﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٥﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٦﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٧﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٨﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٥٩﴾ اِنِّیْ اَمْرٌ اَتٰی ﴿١٦٠﴾

منزل

وَإِذْ قَرَّبْنَا بَٰلِغَ الْهَجَرِ فَأَجْبَيْكُم وَأَعْرِفْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿٥٠﴾ وَإِذْ وَعَدْنَا

مُوسَىٰ أَنْ يَكُونَ لَكَ نَمْرُودًا ثُمَّ أَتَاهُ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذْ أَنْبَأْنَا مُوسَىٰ لِلْكَتَابِ وَالْقُرْآنِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

کرنے کا کام آئیگا اور کسی قسم کی مدد مل سکے گی۔
فہم متعلق مغرب سے ہیں (بلا، بمعنی ابتلا جو کبھی مصائب کے ساتھ ہوتا اور کبھی انعامات کے ساتھ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے
وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْبَشَرَ لَاحِظَاتِ الْفِجْرِ وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالْحَسَنَاتِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٥٠﴾ میں مقصود ہوتا ہے
أَوَّلِ فِتْنَةٍ وَفِتْنَةٍ تَكْبِيرُ وَجَارِ دُونِهَا وَارْزُقُوا فِي أُنْ كَ غَرُورِ شَرِّكَ ثَمَرِ شَرِّهِ وَغَفَلْتَ كَوْدُورِ كُنَا دَوْرَ عَامٍ مَوْسُونَ
کَ غَفَلْتَ لَاطِرًا دَوْرًا مَوْسُونَ صَغِيرًا مَوْسُونَ کَ لَمَلِ مَوْسُونَ صَغِيرًا مَوْسُونَ غُلُوبِ مَوْسُونَ وَفَا صَبْرًا مَوْسُونَ رِضَا مَوْسُونَ
کے ملاح کو بڑھانا۔ بلائے انعامی کے نتائج یہ ہوتے ہیں کہ بدکار بے ایمان لوگ ظلم اور بدکاری میں پڑھتے اور مومن خدا
پرست لوگ عبادت محبت اور عشق الہی میں ترقی کرتے ہیں۔ جو غافل اور ضعیف الایمان لوگ ہوتے ہیں وہ عموماً اپنی خدا
میں مشت پڑ جاتے ہیں۔ پس نتائج کے لحاظ سے ایک وقت بلائے مصیبت زیادہ مفید ہوتی ہے اور ایک وقت
بلائے انعامات عموماً بلائے مصیبت زیادہ اصلاح اور فزائیات کا موجب ہوتی ہے کیونکہ مصیبت کے وقت انسان
شکستہ دل ہو کر خدا کے گم ہوتے ہوئے عز و فناء کرتا رہتا اور گڑبڑاتا مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں
مقر کو تو بہ کرتا ہے اور اگر انسان ہمیشہ گڑبڑاتا اور تو بہ کرتا رہے تو مصیبت دور رہتی ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔
مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدْلٍ إِذْ شَكَرْتُمْ مَّا كَانَتْ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ كَبَتِ غَفْرُونَ ﴿٥١﴾
فل۔ یدشال تمام غافلین عرب کیواسطے ایک زبردست ہدایت اور نبوت ہے کہ چھٹی موسیٰ کے مقابلہ پر فرعون جیسا
زبردست پادشاہ مع اپنی قوم کے غرق ہوا اسطرح کے گردن کشاں عرب تم سبھی ہلاک ہو جاؤ گے اگر میری مخالفت کرتے رہے
مٹھیں کو بہ سرفروساں مٹھیں سمجھو۔ اُس کی مدد پر خدا سے قدر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محمد کے سامنے تمام گردن کشاں
عرب کا خاتمہ ہو گیا۔

نفس کے کام آئیگا اور کسی قسم کی مدد مل سکے گی۔

فہم متعلق مغرب سے ہیں (بلا، بمعنی ابتلا جو کبھی مصائب کے ساتھ ہوتا اور کبھی انعامات کے ساتھ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے

وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْبَشَرَ لَاحِظَاتِ الْفِجْرِ وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالْحَسَنَاتِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٥٠﴾ میں مقصود ہوتا ہے

أَوَّلِ فِتْنَةٍ وَفِتْنَةٍ تَكْبِيرُ وَجَارِ دُونِهَا وَارْزُقُوا فِي أُنْ كَ غَرُورِ شَرِّكَ ثَمَرِ شَرِّهِ وَغَفَلْتَ كَوْدُورِ كُنَا دَوْرَ عَامٍ مَوْسُونَ

کَ غَفَلْتَ لَاطِرًا دَوْرًا مَوْسُونَ صَغِيرًا مَوْسُونَ کَ لَمَلِ مَوْسُونَ صَغِيرًا مَوْسُونَ غُلُوبِ مَوْسُونَ وَفَا صَبْرًا مَوْسُونَ رِضَا مَوْسُونَ

کے ملاح کو بڑھانا۔ بلائے انعامی کے نتائج یہ ہوتے ہیں کہ بدکار بے ایمان لوگ ظلم اور بدکاری میں پڑھتے اور مومن خدا

پرست لوگ عبادت محبت اور عشق الہی میں ترقی کرتے ہیں۔ جو غافل اور ضعیف الایمان لوگ ہوتے ہیں وہ عموماً اپنی خدا

میں مشت پڑ جاتے ہیں۔ پس نتائج کے لحاظ سے ایک وقت بلائے مصیبت زیادہ مفید ہوتی ہے اور ایک وقت

بلائے انعامات عموماً بلائے مصیبت زیادہ اصلاح اور فزائیات کا موجب ہوتی ہے کیونکہ مصیبت کے وقت انسان

شکستہ دل ہو کر خدا کے گم ہوتے ہوئے عز و فناء کرتا رہتا اور گڑبڑاتا مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں مٹھیں

مقر کو تو بہ کرتا ہے اور اگر انسان ہمیشہ گڑبڑاتا اور تو بہ کرتا رہے تو مصیبت دور رہتی ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے۔

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدْلٍ إِذْ شَكَرْتُمْ مَّا كَانَتْ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ كَبَتِ غَفْرُونَ ﴿٥١﴾

فل۔ یدشال تمام غافلین عرب کیواسطے ایک زبردست ہدایت اور نبوت ہے کہ چھٹی موسیٰ کے مقابلہ پر فرعون جیسا

زبردست پادشاہ مع اپنی قوم کے غرق ہوا اسطرح کے گردن کشاں عرب تم سبھی ہلاک ہو جاؤ گے اگر میری مخالفت کرتے رہے

مٹھیں کو بہ سرفروساں مٹھیں سمجھو۔ اُس کی مدد پر خدا سے قدر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ محمد کے سامنے تمام گردن کشاں

عرب کا خاتمہ ہو گیا۔

فل۔ غرق فرعون کے بعد جب موسیٰ چالیس رات کیواسطے کوہ طور پر تشریف لے گئے اور رب العالمین کے عہد و بیار

محل کرتے رہے۔ اپنے بھائی ہارون کو ان کی اصلاح اور انعام کے واسطے چھوڑ گئے تھے۔ واقعہ غرق سے پیشتر ہی ان

نے قبیلوں سے مہبت سے زیورات مانگے تھے۔ سامری نے ان زیورات کو سہ لاکھ لاکھ چھڑے کی شکل بنا دی اور پھر

کا نام انگریزی۔ اردو۔ فارسی عربی زبان میں لغات کی ترتیب پر صبح کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغات کے طبع پر اس میں نکالو اور دیکھو خواہ اس کا نام انگریزی زبان میں یا فارسی۔ یا عربی۔ یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کامل دیکھو علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جانچ پڑتال۔ اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل اسے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں۔ انگریزی دیونانی نسخجات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ سہل الیوم اور یومی اوویہ کی طرف سے خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اسکی مدد سے۔ شہر و دیہات میں علاج بلاتوا ہو سکے۔ ہر فرم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفز اور آیام صحت میں مونس و نگار ہوگی اس کے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طریقہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید۔ اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اسکی نظیر زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی۔ یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد پچیس روپے قیمت ہر جلد غلے۔ گپانڈروں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط نقدیق ڈاکٹروں۔ ہیڈ ماسٹر اور معزز عہدہ داروں کے نصف قیمت پر دی جا سکتی ہے۔

۵۔ دس سالہ اعضاء مخصوص۔

اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً آتشک۔ سوزاک و جریان۔ نامری ضررات۔ چلتی۔ عقر۔ سرعیت۔ آنزال۔ احتلام۔ عسرت الطمث۔ استسقاء وغیرہ کا علاج۔ جماع کے قواعد اور ادب۔ اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج کئے گئے ہیں۔ نیز تمام اودتہ جہان کے اعضاء کے متعلق ہیں صبح میں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا اس میں کامل علاج ہے قیمت ۸ روپے

۶۔ مفید النساء والصبیان۔

اس رسالہ میں ان تمام ناگہانی دیکھوں۔ اور درووں کا علاج ہے جو عورتوں کی بیخبری اور دایوں کی نادانی اور وہابیات رسموں کی پابندی سے جا ملتا ہے۔ نیزہ اور نوزائیدہ کو ہارے ملک میں دباے عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳ روپے

۷۔ تشخیص الامراض۔

اس کتاب میں مفید عام کی طرح تمام امراض لغت کی ترتیب پر درج کئے جا کر ہر اک مرض کی ترتیب۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ امتحان اور تشخیص صبح کے گزرتے ہیں۔ طلب۔ جراحی۔ امراض قابلہ۔ امراض العین۔ امراض النسوان۔ امراض الصبیان۔ امراض السنین وغیرہ میں سے کوئی مرض مشتتہ نہیں ہے۔ تمام امراض پر یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے۔ یہ کتاب مفید عام کے ساتھ ملکہ اکثری اور دیونانی کا ایسا کامل نسخہ نہ تھا جسے کہ کبھی کسی کتاب کی ضرورت نہیں

بہت ہی اچھے نسخے ہیں۔ اس کتاب کی نسبت ہمارا دانا محض اس قدر معتاد کہ ہر اک مرض کی ترتیب اور تشخیص اس میں درج ہے۔ یہ کتاب ہر اک مرض کی ترتیب اور تشخیص اس میں درج ہے۔ یہ کتاب ہر اک مرض کی ترتیب اور تشخیص اس میں درج ہے۔

الاشهاد تراوڑی

یہ اشتھاری پرچہ ہے جو ایک ہزار ماہوار

چھپکر تذکرۃ القرآن کے ساتھ ماہواری شائع ہوا

کر دیا۔ شرح اندراج فی ماہ چار روپیہ فی صفحہ فی سہ ماہی ملے

فی صفحہ شش ماہی انیس روپیہ اور فی سال ستر روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو

صاحبان اپنی طبع شدہ اشتھارات یا رسائل یا زبان اردو یا انگریزی وغیرہ

اشاعت کیلئے اسلئے ارسال فرماویں وہ بشرح ذیل شائع کئے جاسکتے ہیں ہوزن ۳۰

فی ہزار چار روپیہ ماہوار۔ ۳۰ ماہ سے زیادہ ایک تولہ تک مٹے روپیہ ماہوار۔

ایک تولہ سے زیادہ فی تولہ یا اسکی کسر سے مٹے روپیہ ماہوار۔ تاجروں کے لئے

اپنی اپنی اشاعت کا یہ نہایت آسان ذریعہ ہے۔ اُجرت اشتھار و رخواست

کیساتھ آنی چاہئے۔ ورنہ عدم تمویل معاف۔

نوٹ۔ تمام درخواستیں۔ بنام فتح محمد خاں منجھڑی تذکرۃ القرآن مقام تراوڑی

ضلع کرنال آئی جائیں۔

المشہد

خاکسار فتح محمد خاں منجھڑی

تذکرہ القرآن مقام تراوڑی

ضلع کرنال۔ صوبہ پنجاب

تذکرۃ القرآن نمبر (۱)

بابت دسمبر ۱۹۸۸ء

ۛۛۛ

یہ رسالہ ماہوار ہی شائع ہوا کر چکا اور اس کے اعتراض سب ذیل ہو گئے۔

اول سحرانی مضامین اور سائل کو ماہوار رسالوں کی ضرورت میں شائع کرنا اور ایسی تجاویز پیش کرنا۔
پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دو حکم قرآن کی کاملیت اور اخلاصیت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا۔
سویکم مخالفین کے اعتراضات کا جواب مناسبت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید
سے دینا۔

چہارم مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا۔
قیمت سالانہ مدد محمول ڈاک دور وہیہ ہے جو پیشگی ادا ہوتی چاہیے۔

تمام خط و کتابت وغیرہ بشام سنیجر کارخانہ تذکرۃ القرآن مقام نار نول
ریاست پٹیالہ صوبہ پنجاب ہونی چاہیے

ۛۛۛ

مطبع حسینی اگرہ باہتمام سید محمد علی طبع شد

عجیب و غریب اور تمام تعلیم یافتوں کے واسطے نہایت ہی ضروری

اور مفید کتاب

(۱) مفید عام عرف معین الحکیم یہ ایک لغت الادویہ و علاج ہے۔ ہر مرض اور دوا کا نام انگریزی اور دو فارسی اور عربی زبان میں لغت کی ترتیب پر درج کیا گیا ہے۔ جس مرض یا دوا کا حال معلوم کرنا ہو تو فوراً لغت کے طور پر اس میں نکالو اور دیکھ لو۔ خواہ اس کا نام آپ کو اردو زبان میں آتا ہو یا فارسی یا عربی یا انگریزی میں۔ اس کی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو۔ یا کم از کم کسی خاص نسخہ و معالجہ کی جانچ پڑتال اور قیاس و انخا امراض میں جب چاہو کامل رائے حاصل کر سکتے ہو۔ ہر مرض کے علاج میں انگریزی و یونانی نسخات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں دیے گئے ہیں سہل الوصول اور دیسی ادویہ کی طرف خاص توجہ دی گئی تاکہ اس کی مدد سے شہر و دیہات میں علاج بلا وقت ہو سکے۔ ہر فہیم و ذی علم کے لئے یہ کتاب حالت صحت میں رفیق جانفزا اور ایام مصیبت میں مونس نگہار ہوگی۔ اس کے تتمہ میں اخلاقی اور روحانی امراض کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے یہ ایک ایسی جامع مفید اور قابل اعتبار کتاب ہے کہ اس کی نظیر زمانہ سابق اور حال کی کتابوں میں نہیں دیکھی جاتی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ہے کل قیمت ہر سہ جلد عطا کیا ڈنر دن طالب علموں اور غریب علم دوست اشخاص کو بشرط تصدیق ڈاکٹر ان ہیڈ ماسٹران اور معزز عہدہ داران نصف قیمت پر دیجا سکتی ہے۔

(۲) رسالہ اعضاے مضمومہ۔ اس میں تمام امراض مضمومہ مثلاً آتشک و سوزاک۔ جریان

نامر دی صفراء جلق۔ عقر۔ سرعت انزال۔ احتلام۔ عسرت العظم۔ اسقاط وغیرہ کا

نوٹ۔ تہران کمیشن کی بابت ملحدہ علامت سے فیصد کر سکتے ہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّىْ عَلَى سَائِلِكَ لَكَرِيمِ

تذکرۃ القرآن نمبر ستمبر ۱۹۸۰ء

دلائل برہمتی باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی برہمتی پر جو بیشمار دلائل ہیں اور جن کو قرآن مجید نہایت اعلیٰ درجہ پر بیان فرماتا ہے وہ پانچ اقسام پر منقسم کئے جاسکتے ہیں۔

اول۔ وہ دلائل جو فطرۃً ہر ایک انسان کے اندر موجود ہیں یعنی جن کو ہر ایک انسان پیدا ہونے ہی سے پورا پورا پتا ہے۔
دوم۔ وہ دلائل جو نظام عالم پر غور کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

سوم۔ وہ دلائل جو حالات انسان پر نظر ڈالنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

چھارم۔ وہ دلائل جو انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے حالات پر نظر کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔
پنجم۔ وہ دلائل جو ایمان صحیح اور اعمال صالحہ کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔

اول۔ وہ دلائل جو فطرۃً ہر ایک انسان کے اندر موجود ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہر ایک انسان خواہ کسی فرقہ یا کسی ملت کا ہو نیکی و بدی کی تمیز اپنے اندر رکھتا ہے۔ نیکی کے وقت خود بخود لبّاش ہوتا اور بدی کے وقت خوف کھاتا ہے اگر کوئی شخص راستباز محسن اور خدا پرست ہو تو عاقل لوگ بھی جنہوں نے کسی جگہ ادب اور اخلاق کی تعلیم نہیں پائی ہوئی اوس کی تعریف کرنے لگتے ہیں برعکس اس کے جو شخص ظالم و غافل اور بدکار ہو۔ اوس کو سب لوگ برا کہتی ہیں

مصیبت واقع ہوتی ہے یا موت سانسے دکھائی دیتی ہے اوس کو بھی خدا یاد آجاتا ہے فرعون جیسے شکبر بادشاہ نے بھی مر لے دم اقرار کیا تھا کہ میں رب پر ایمان لایا وہ ہی رب جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ میں نے خود اپنی زندگی میں اس قسم کے بہت سے مثالین دیکھی ہیں کہ ایسے شخص جنہوں نے تمام عمر غفلت تکبر اور ظلم میں گزاری سخت بیماری کی حالت میں وہ بھی خدا کی طرف جھک گئے قرآن مجید اس فطری یقین کی نسبت کہ مصیبت کی تڑپ میں آتا ہی مددگار ہوتا ہے اس طرح پر اشارہ فرماتا ہے اَمَّنْ يَخْلُبُ الْمُضْطَرُّ اِذَا دَعَا تَرْجُمَہ

کون ہے جو بے قرار کی بھار کو سنے جو وقت وہ اسے پکار رہا ہے

پھر تمثیل کے طور پر ایک اور جگہ فرماتا ہے فَاِذَا دَكُّوْا فِی الْفُلَیْ دَعَا اللّٰهُ مُخْلِصِیْنِ لَّہُ الدِّیْنِ فَلَمَّا تَخَجَّوْا لَی الْبَرِّ اِذَا هُوَ یُشْرِکُوْنَ ۝ تَرْجُمَہ پس جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تب اللہ کو فاعل ایمان اور یقین کے ساتھ پکارتے ہیں۔ مگر جب ہم سلامتی کے ساتھ اذکورہ کشتی میں پہنچا دیتے ہیں تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ یعنی اللہ کو بھلا کر خود پرستی دنیا پرستی اور بت پرستی میں چمکاتے ہیں۔

تیسری فطری دلیل یہ ہے کہ ہر ایک صحیح الفطرت اور نیک انسان کا دل خدا کو مانتا ہے اور اوس کی عبادت کی طرف جھکتا ہے سخت بدکاریوں اور مشکبرانہ زندگی کی وجہ سے یہ یقین کم زور پڑ جاتا بلکہ بعض اوقات نابود ہو جاتا ہے مگر عموماً کسی نیک چلن انسان کو سوال کر کے دیکھ لو کہ کیا اس عالم کا کوئی خالق ہے تو اوس کا دل ضرور گواہی دے گا کہ ہاں میرا اور تمام عالم کا ایک خالق ضرور ہے جو رب العالمین چنانچہ اس فطری اقرار کی طرف قرآن مجید اس طرح پر اشارہ فرماتا ہے۔ اَلَسُنْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی ۝ تَرْجُمَہ

(روحون سے سوال ہوا) کیا میں

تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے جواب میں کہا۔ ہاں ہے۔

چونکہ فطری دلیل ہستی باری تعالیٰ پر یہ ہے کہ شروع خلقت سے آج تک

کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس نے کسی نہ کسی صورت میں اپنا کوئی معبود قرار نہیں دیا۔
 کسی نے خاص اللہ کو اپنا معبود بنایا۔ کسی نے سورج کو۔ کسی نے چاند کو۔ کسی نے پتھر کو۔
 کسی نے دریا کو کسی نے سمندر کو کسی نے پہاڑ کو۔ کسی نے درخت کو۔ یہ زبردست میلان جس سے
 کوئی قوم کسی زمانہ میں خالی نہیں رہی صاف ثابت کرتا ہے کہ معبود کی تلاش ہر ایک انسان
 کی فطرت میں ضرور ہے اکثر اوقات اس فطری جوش نے ایسا زور کیا ہے کہ انسان کو اندہاپنا کر
 پتھر درخت اور مورتوں کے آگے جھکا دیا اور ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کو سجدہ کر دیا ہے اس فطری
 جوش اور رہبری عقل کا مقابلہ قرآن مجید نے ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے اس طرح پر
 فرمایا ہے۔ **قَالَ اِيۡرَاۤهُۡمُ كَيْفَ اَدۡرَاۤءُ نَتَّخِذُ اَصۡنَٰمًا ۗ اِلَٰهَةً ۚ اِنِّیۡۤ اَرٰۤیۡكَ وَ قَوۡمَکَ
 فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝ وَ کَذٰلِكَ نُرِیۡۤ اِبۡرَٰهٖمَ مَلٰٓئِکَتِ السَّمٰوٰتِ وَ اِلَٰہِ رَضٰی وَ لَیۡسَ کُنَّ
 مِنَ الْمُؤۡفِیۡنِیۡنَ ۚ فَلَمَّآ جَنَّ عَلَیۡہِ الَّیۡلُ رَاۡ کُوۡکَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیۡۤ اَنۡکَلَمَآ اَقۡلَ ۚ قَالَ
 لَا اَحِبُّ اِلَٰہَ اٰلِیۡنَ ۚ فَلَمَّآ رَاۡ لَقَمًا یَّارِیۡعًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیۡۤ اَنۡکَلَمَآ اَقۡلَ ۚ قَالَ لَئِنۡ کُنَّ
 یَحۡدِثُۡنِیۡ سَآۤءَۃً ۙ کَوۡفَرًا ۚ مِنَ النُّجۡمِ اَلۡصَّٰلِیۡنَ ۚ فَلَمَّآ رَاۡ السَّمۡسَ یَارِیۡعَةً ۚ قَالَ هٰذَا
 رَبِّیۡۤ اَلۡاَکْبَرُ ۚ قَالَ لَیۡفَوۡرِیۡۤ اِنۡ یَّۤاۡمِۡا تَشۡرِکُوۡنَ ۚ اِنِّیۡ وَ جَحۡشٌ وَ جَحۡشِیۡ لِلۡلَہِ
 فَطَرِ السَّمٰوٰتِ وَ اِلَٰہِ رَضٰی حَنِیۡفًا ۚ وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیۡنَ ۚ**

جب ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کہا تو مورتوں کو خدا بتاتا ہے میں تو تمہیں اور تیری قوم کو مریختا ہوں
 ہوا دیکھتا ہوں اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں دکھاتے رہے تاکہ اس کا یقین
 قائم ہو جاوے پس جب اسپہرات آئی ایک ستارہ نکلا دیکھا بولا کہ یہ میرا رب ہے مگر جب وہ ستارہ چھپ گیا
 تو کہا کہ میں جب جانے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا کہا یہ ہی میرا رب۔ مگر
 جب وہ چھپ گیا کہا کہ اگر میرا رب میری ہدایت نہ کرے تو بے شک میں بے راہ قوم میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر
 سورج کو چمکتا ہوا دیکھا۔ کہا یہ ہی میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہوا کہا ای میری قوم میں ادنیٰ نام
 بتوں سے جلتی تم خدا ٹھہرتے ہو۔ بے زار ہوں۔ میں تو خالصاً اس ذات کی طرف پھر گیا ہوں جس نے

زمین و آسمان پیدا کیا ہے اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

اس قصہ میں عجیب و غریب سبق ہیں فطرتی جویش نے ابراہیم علیہ السلام کو پہلے ظاہری معبودوں کی طرف جھکایا مگر وہ آزادانہ اپنی عقل سے کام لیتے رہے اور جو ن جو ن مصنوع معبودوں میں نقص دیکھتے رہے۔ تو ن تو ن اون سے متنفر ہوتے گئے اپنی عقل کو اپنے باپ دادا اور قوم کے عقل کے تابع نہیں کیا۔ بلکہ حق اور آزادی کی ساتھ اون پر اعتراض پکڑ لے رہے۔ سب سے بڑی دلیل حقیقی معبود کی نسبت آپکے ذہن میں یہی رہی کہ وہ رب مبرا سرور اور سب سے بڑا ہونا چاہیے۔ اور کبھی اوس کا نور غائب بھی نہ ہو۔ اس بنا پر پہلے ستارہ کو خدا ٹھہرایا۔ پھر چاند کو۔ پھر سورج کو۔ پھر انکو متغیر الحال دیکھ کر حقیقی خدا کی طرف جھک گئے۔ جو آسمان اور زمین کا نور ہے اور جسکا نور کبھی غائب نہیں ہوتا۔ اس قصہ میں ایک بڑا سبق یہ ہے کہ انسان کو اندھے یا گونگے طور پر اپنی فطرتی جذبات کی اطاعت نہ کرنی چاہیے اور نہ باپ دادا کی رسومات کو سجدہ کرنا چاہیے بلکہ عقل سلیم کو حق اور آزادی کے ساتھ اپنا راہبر بنا کر کامل نور اور کامل یقین کی تلاش کرنی چاہیے۔ دوسرا بڑا سبق یہ ہے کہ انسان کے واسطے طرح طرح کے بت ہیں ایک تو وہ بت ہیں جو موجودہ حالت میں ظاہر طور پر بت معلوم ہوتے ہیں ایسے بتوں کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے باپ دادا اور قوم کے تعلقات بڑے زبردست اور نازک ہوتے ہیں مگر صریح شرک اور ضلالت میں اوٹکا بکھڑکنا چاہیے جب کوئی شخص جرات اور بہمت کے ساتھ خالصاً اللہ اپنے دنیاوی تعلقات کو ترک کرے تو فوراً اللہ تعالیٰ اوس کا ہادی اور مددگار ہو جائیگا۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے امائی مذہب کو چھوڑ دینے پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اسی طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں دکھلا لے رہے ہیں۔ تیسرا بڑا سبق یہ ہے کہ انسان ایک وقت میں غیر خدا کو معبود قرار دے سکتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ستارہ کو خدا بنایا۔ پھر چاند کو پھر سورج کو۔ ایسا ہی انسان سے اپنے عقائد اور اعمال میں

صدرا طرح کی غلطیاں ہو سکتی ہیں اور ان کی اصلاح کا بھی طریق ہے کہ جس قدر
اوس کی عقل ترقی کرتی جائے اور پچھلے عقاید اور اعمال کے نقص معلوم ہوں اوس قدر
اوند کو درست کرتا رہے۔

چوتھا یہ سبق ہے کہ جب تک اپنے موجودہ عقاید و اعمال انسان کو کسی حقیقی اور دائمی
نور تک نہ پہنچا دیں اوس وقت تک غافل اور لاپرواہ بنے بلکہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح
یہی کہتا رہے۔ لَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ دِينِي لَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ ٥ یہی ملت
ابراہیمی ہے جس کا خلاصہ مطلب آیات مذکورہ بالا میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یہی دانائی
اور ترقی کاملت ہے ایسی ملت سے وہ ہی لوگ مستغفر ہو سکتے ہیں جو احمق ہیں جیسا کہ
خود قرآن مجید فرماتا ہے وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ شَافِعٍ لَهُ لَنْ يَجُوزَ لَهُ عَمَلُهُ ۝ ۱۷
ترجمہ۔ ملت ابراہیمی سے کون لغت کرتا ہے مگر وہی شخص جسے اپنے نفس کو بیوقوف بنالیا ہے

پا بچوں فطرتی دلیل ہستی باری تعالیٰ پر عبادت و عشق الہی کا اور انتہائی ترقی
کرنا کلیہ قاعدہ ہے کہ جس زمین میں رائی کایج نہ ہو اوس میں رائی کا درخت نہیں
ہو سکتا۔ جس جگہ جامن کا تخم نہ ہو اوس جگہ جامن کا درخت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر
روح انسانی کے اندر عبادت و عشق الہی کا کوئی تخم نہ ہو تو کسی طرح ممکن نہیں کہ عبادت
و عشق الہی عابدوں اور عارفوں میں اس قدر ترقی کرے کہ ان کو دنیا اور مافیہا سے
بیخبر بنا دے اس فطرتی تخم کی طرہ قرآن مجید اس طرح پر اشارہ فرماتا ہے۔ كَلِمَةً
طَيِّبَةً تَنْشِجُ طَبِيبَةً اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝ ٥ تَوْعِنِ اُكْلُهَا كُلُّ
حَيْثُ يَادِرُّنَ دَرِيْقًا ۝ ترجمہ۔ پاک کلمہ درخت کے مشابہ ہے اوس کی جڑ ثابت ہے اور شاخ
آسمان میں ہے ہر ایک موسم میں اپنے رب کی عبادت سے چل دیتا ہے۔

دوم وہ دلائل جو نظام عالم پر غور کرنے سے حاصل ہوتے ہیں
ان دلائل کا خلاصہ دو اسمائے الہی ہیں ایک رَبِّ الْعَالَمِينَ اور دوسرا دُجُنْ —

ربوبیت اور رحمانیت کے انتظاموں پر غور کرنے سے عجیب عجیب نشان ملے ہیں پہلی دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان کے واسطے غذا کا پورا پورا سامان موجود ہو کوئی ادنیٰ حیوان ہو یا اعلیٰ۔ خشکی میں رہتا ہو یا تری میں ویرانہ میں یا آبادی میں۔ زمین پر یا ہوا میں غرض جس جگہ کوئی حیوان ہے اسی جگہ اس کا رزق موجود ہے کڑوڑے پائے قسم کے حیوانات زمین پر رہتے ہیں مگر رزق سے کوئی محروم نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ثُمَّ يُرْجِمُ

تمام دابتہ الارض کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ وَهُوَ ذُو الْعَرْشِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اور وہ ہر شے کا رب ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان اپنی اپنی غذا کو پہچانتا ہے چراگا ہوں میں دیکھو جس جگہ چرند و پرند آنا وانا چرتے اور چلتے ہیں میوے زمین پر پھیلے ہوئے ہیں موجود ہوتی ہیں۔ مگر کوئی جانور زہر دہن کو نہیں کھاتا۔ غذا اور دوا میں تمیز جانور کو کیسے حاصل ہوئی کس مدرسہ طبی میں اوہنوں نے یہ تعلیم حاصل کی۔ یہ تمام رحمانیت الہی کا انتظام ہے۔ ہوا الذی علی غلظہا علیہ اور جس نے پرورش و بقا سے نفع وغیرہ کے طریق مقرر کر دیے اور ہر ایک مخلوق کو اس کے حسب حال ہدایت کر دی۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان بچہ جتنے اور اونکے پالنے کا طریق جانتا ہے قبل از وقت اپنی اپنی مناسب طلبا ریان شروع کر دیتے ہیں شہد کی مکھی کو دیکھو کہ قبل از وقت کیا عجیب جھلٹ تیار کرتی اور شہد بناتی ہے۔ ابا بیل کو دیکھو کیسا عجیب غائب قبل از وقت تیار کرتا ہے انجن ہاری کیسا نفیس چھوٹا سامیٹ کا گھر تیار کرتی ہے بیا کیسا عجیب گونلا قبل از وقت بناتا ہے اسی طرح ہر ایک جانور اپنے اپنے مناسب جگہ اختیار کرتا۔ اور پھر اپنے بچوں کے جلنے اور طریق پرورش کو کیسے جانتا ہے۔ پرندوں کو دیکھو کہ کس کس احتیاط کے ساتھ اپنے انڈوں کو سہتے ہیں پھر بچوں کو کس کس طریق

سے چکنا سکھاتے ہیں۔

سبھی بچے جتنے ہیں اور پالتے ہیں نہیں بے طرح بے گھر ڈالتے ہیں
غذا کو سبھی اپنے پہونچاتے ہیں مکان اور رہائش کو سب جانتے ہیں
کہان سے یہ تعلیم پائی اوخون نے فراسے یہ کیونکر کمانی اوخون نے
نہیں جانور کوئی زہرون کو کھاتا اگرچہ وہ ہو طہرادل لبہا تا
یہ تعلیم سب پاک رحمان کی ہے بھلا اس میں کیا تاب حیدان کی کہ
وَ اَوْحٰی رَبُّكَ اِلٰی الْخَيْلِ اَنْ اَتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ کُبُوْرًا وَ کُنِ الشَّجَرُ
وَ مِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۚ وَ تَرْجُمُ ۚ ہنہ شہد کی کہی کو بتلایا کہ پہاڑ اور درختوں میں گھر
بنالے اور جہان چہرے ملانے ہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ ہر موسم میں غذاؤں کا نیا ذخیرہ طیار ہو جاتا ہے دیکھو
فصلوں اور بادل آتے اور اندازہ اندازہ سے پانی برسا جاتے ہیں ابھی تو کل زمین
خشک اور برہنہ تھی اور ابھی تر بہتر اور سرسبز ہو جاتی ہے تمام گرد و غبار روئے
زمین سے دھویا جاتا۔ اور کوڑھ کرکٹ کے میدان سبزہ کے دل رہا منظر بن جاتے
ہیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّقَدْرٍ تَرْجُمُ
اور ہنئے آسمان سے پانی اندازہ اندازہ سے۔

پانچویں دلیل یہ ہے کہ ہر ایک حیوان اپنے طریق بود و باش کو جاننا اور اپنے
مکان کو پہچانتا ہے مچھلیاں پرناخوب جانتی ہیں پناؤں اور خوب جانتی ہیں شکاری جانور گات گاتانا
اور اپنے شکاروں کو پکڑنا خوب جانتے ہیں چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے۔
اَوْ کُمْ یَدْعٰۤی اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صَمْتَ وَّ یَقْبِضُوْنَ ۚ مَا یَمْسُکُهُمْ اِلَّا الرَّحْمٰہُ
ترجمہ کیا اوہوں نے پرندوں کی طرف نظر نہیں کی جو اون کے اوپر پر پھیلاتے اور بند کرتے
ہیں اون کو رحمن کے سوائے کوئی نہیں سنبھالتا۔

جانوروں کی ہڈیاں ہلکی ہوتی ہیں اور گوشت بہت کم ہوتا ہے گوڑے کے بجائے ہڈیوں میں
زیادہ ہری ہوتی ہے۔ گوشت زیادہ تر سینے کی ہڈی پر جوتا ہے تاکہ پرواز کے وقت
خوب زور لگ سکے۔ چوہیوں کو دیکھو کہ ان کے سانس کی ترکیب ایسی رکھی ہے کہ پانی کی
اندھری اونٹنیں سانس بآسانی آسکتا ہے۔ شکاری جانوروں کو پھاڑنے والے پتھر
اور دانت دے گئے ہیں۔ بیرنے والوں پر ندوین کا بدن کشتی نما ہوتا اور اونکے غونگی
اونٹلیوں کے درمیان جمی ہوتی ہے۔ جو بیرنے میں مدد دیتی ہے پایاب پٹنے والوں
کی ٹانگیں اور جو خچین لمبی ہوتی ہیں۔ الغرض جیسا کہ کسی جانور کا طریق زندگی ہے اویکے
مطابق اویکا اعضا مائل ہیں۔ سُبْحَہُ رَبِّکَ الْاَعْلٰی الَّذِیْ حَلَقَ قَسْوٰی و
الَّذِیْ قَدَّرَ فَهَنْکَ ترجمہ رب اعلیٰ کے نام اسبچ کر کہ جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ پروردگار کیا۔ اور جو
پرورش دینا و نپونہ کے علم ہی و طریق مقرر کیا۔ پروردگار طریق بتلا ہی دیے۔

سما تو میں دلیل یہ ہے کہ اقسام اشیاء اپنے اپنے خواص پر ہمیشہ قائم ہیں
گھاس میں اپنے خواص کیونکہ نہیں اپنے خواص - دودھ میں اپنے خواص شکر میں اپنے
خواص سسکیٹے میں اپنا خواص - پانی میں اپنے خواص اور آگ میں اپنے خواص ہمیشہ
کے لئے قائم ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی جانور نہ پانی پر اعتبار کر سکتا نہ دودھ پر نہ گھاس پر
نہ اناج پر نہ علم طب قائم ہوتا نہ کیمیا نہ طبعی نہ حیوانات نہ نباتات نہ بخونم کیونکہ تمام
علوم کی بنیاد کوائف الاسٹیا کی کیسان رہنے پر ہے - ہر ایک حیوان غذا کے تردد میں
ہلاک ہو جاتا - اگر کبھی گیہوں میں سسکیٹے کے خواص آتے - اور کبھی شکر میں گیہوں کے
خواص تو ہر طرح کوئی حیوان اپنی غذا غور کر سکتا تھا - وَلَٰكِنْ يَّجْعَلُ لِّلنَّاسِ اللّٰهُ قَبْلَ يَلَامِ
وَلَٰكِنْ يَّجْعَلُ لِّلنَّاسِ اللّٰهُ تَحْتَ يَلَامِ پس کیا یہ تمام انتظام خود بخود قائم ہے کیا کبھی کوئی
انتظام خود بخود قائم رہ سکتا ہے - یہ تمام رحمانیت الہی کا انتظام ہے -

آٹھویں دلیل یہ ہے کہ عالم کی تمام مخلوقات اگرچہ علیحدہ علیحدہ ہیں مگر غور کرئیے
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام یک دوسرے کے فادوم اور ایک دوسرے سے ایسے متعلق
 ہیں۔ گویا ایک ہی جسم کے اعضاء ہیں۔ مثلاً سورج کو دیکھو کہ روڑا سے میل کے قائلہ
 پر ہے مگر زمین کا تمام کارخانہ اسکے سہارے پر چل رہا ہے۔ دن کا نکلنا۔ ہوا و نکلا
 چلنا۔ بادلوں کا آنا۔ کیتوں کا پکنا اسکے طفیل ہے۔ اگر دس روز سورج غائب ہو جائے
 تو دیکھو کیا حال ہوتا ہے۔ لَا الشَّمْسُ يَنفَعُ لَهَا أَنْ تَدِيرَ الْأَقْمَرُ وَلَا تَلِيلُ
 سَابِغِ الْهَادِ ترجمہ سورج کی محال تین کہ چاند کو جا پکڑے۔ اور نرات کی محال ہے
 کہ وہ پریشندی کرے۔ پھر ہوا اور پانی کو دیکھو کہ اگر علیحدہ علیحدہ مخلوقات ہیں
 مگر تمام حیوانات کی زندگی انہیں پر ہے۔ پھر نباتات کی طرغ غور کرو کہ کس کثرت سے
 انسان اور حیوان کا گذران ان پر ہے۔ پھر دیکھو کہ جب قدر حیوانی فضلات نکلتے ہیں
 وہ تمام ان نباتات کی غذا ہیں۔ ہمارے سانس کے ساتھ جو خراب ہوا نکلتی ہے
 وہ درختوں اور روئیدگی کی غذائی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک دوسری مین ہی تمام
 روئے زمین غلاظتوں اور خراب ہواؤں کے ذخیرہ سے ایسی متعفن اور زہریلی
 ہو جاتی کہ ایک منٹ کے واسطے ہی کسی حیوان کا زندہ رہنا محال ہو جاتا۔ ہزار ہا ہزار
 ستارے ہیں جن کا کچھ حد و حساب نہیں۔ مگر تمام یک دوسری کی کشش پر اپنے اپنے
 چکروں میں پھر رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝
 ترجمہ تمام اجرام آسمان میں پیرتے ہیں۔ الغرض غور کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ
 اگرچہ عالم میں کروڑاٹے قسم کے مخلوقات ہیں اور ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ
 اور کروڑوں مہینوں کے فاصلے پر ہیں۔ مگر فی الحقیقت تمام ایک دوسرے سے ایسے
 متعلق ہیں۔ وابستہ ہیں۔ گویا کہ تمام کے تمام ایک ہی جسم کے اعضاء ہیں۔
 یا یونہی کہ کل عالم ایک ہی جسم ہے پس یہ ایک قطعی دلیل اس بات کی ہے کہ کل عالم کا

خالق اور منتظم ایک ہی ہے جو رب العالمین ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ضرور مخلوقات کے علیٰ علمہ علیہم ہوتے۔ اور ضرور خدا ڈپٹتے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے **وَلَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَٰهُ**
غَيْرُ اللَّهِ لَفَسَدَتَا ترجمہ اگر اللہ کے سوا اسے زمین و آسمان میں کوئی اور بھی خدا ہوتا تو ضرور
دونوں میں فساد پڑ جاتے۔

توین دلیل یہ ہے کہ سورج ہمیشہ اپنے وقت پر نکلتا۔ اور اپنے وقت پر چمپتا ہے چاند
ہمیشہ اپنے وقت پر نکلتا۔ اور اپنے وقت پر چمپتا ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک کردار ارضی و سماوی
اپنی اپنی چال پر قائم ہے کبھی اپنی اپنی چال اور اپنے اپنے وقت سے نہیں چوکتے۔ پس
کون ہے جسے ایسا بیکار انتظام کر رہا ہے کہ کبھی ایک ذرہ بہر کی بیشی نہیں ہوتی وہی
ہے جو رب العالمین احکم الحاکمین ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ**
الرَّحْمٰنِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ترجمہ یہ اللہ کا انتظام ہے جو بر دست اور حکمت والا ہے۔

دسویں دلیل یہ ہے کہ ہر ایک انسان ہر ایک حیوان اور ہر ایک نبات کے اندر
غذا کی تقسیم ہونے کا ایسا کامل انتظام رکھا ہے کہ ہر گ اور ہر ریشہ میں پورے غذا
اور اس کے مناسب غذا پہنچ جاتی ہے۔ پٹے اپنے وجود کو دیکھو کہ جو غذا ہم کھاتے ہیں
حلق سے نیچے اترنے کے بعد ہمیں کچھ نہیں رہتی۔ کہ وہ کہاں گئی۔ اور کیا کیا
اوس میں تغیرات ہوئے اور کس کس طریق سے ہر ایک رگ و ریشہ میں اوس کا
حصہ پہنچا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بالوں میں بالوں کے مادے ناحق میں ناخون
کے مادے۔ دانتوں میں دانتوں کے مادے۔ ہڈی میں ہڈی کے مادے۔ گوشت
میں گوشت کے مادے۔ پٹوں میں پیٹوں کے مادے۔ دماغ میں دماغ کے مادے
اور اسی طرح دل پیٹ جگر طحال گردہ مثلی وغیرہ میں اون کو مناسب مادی اور اسی طرح علیہ
علیہ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک ریشہ میں۔ اس کے مناسب مادے پہنچ جاتے ہیں۔ اب تلو تو سہی ایک
غذا کو لاکھوں کو مادی کو اب اس طرح سے جو اور کئی لاکھوں ریشہ ایک ذرہ اور ہر ایک ریشہ میں کچھ نہ گھولتا

اُنکی فضلات واپس آتی۔ اور کتنے ایسا کامل انتظام اور کتنے نامانوس اور ہر جگہ مناسب طور پر جسٹہ رسد پہونچانے اور فضلات کو واپس لایہ کیا گیا۔ کیا ایسا عجیب و غریب اور کامل انتظام جسکی ایک مثال بھی تمام عالم کے بادشاہ اور حکما رملکر نہیں کر سکتے۔ خود بخود ہو گیا یہ تمام اللہ کا انتظام ہے۔ جو رب العالمین اور رحمن الرحیم ہے سُبْحَانَ الْمَلٰٓئِکٰتِ وَالْاَرْمٰضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَلَا یُؤَدُّهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ اَمْ رَجَعْتُمْ اَسْمٰوٰنَ اور زمین کا رب ہو اور اُن تمام اشیائے کارب ہے جو اُن کے درمیان میں اُنکی حفاظت سے وہ نہیں تھکتا اور وہ بڑا عالی مرتبہ اور عظمت والا ہے۔ پھر نباتات کی طرف ایک میدان یا باغ میں کڑے ہو کر دیکھو کہ ایک ہی زمین اور ایک ہی پانی اور ایک ہی ہوا سے ہزاروں رنگ، دیو اور ذائقہ کے پھول پھل پتہ اور شاخیں پیدا ہوتی ہیں اور اُن تمام کے خواص علمی و فطریہ ہوتے ہیں۔ مگر آئب کا درخت آئب بنا آ ہے۔ آڑو کا درخت آڑو بناتا ہے کید کا درخت کیدہ ناسپاتی کا درخت ناسپاتی۔ سیب کا درخت سیب اور انار کا درخت انار۔ اسے انسان کیا یہ سب کچھ تو کرتا ہے اسے یہ قوت انسان کیون غفلت میں پڑا ہے اور اوس ب کریم کا شکریہ ادا نہیں کرتا جس نے ہمارا ہنر و قسم کی نعمتیں تیرے واسطے پیدا کی ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَمُوتُوْا بِمَعْرِکُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمَنْ مَّوْلٰکُمْ فَعَدَلْکُمْ فِیْ حٰیٰتِیْ حُسْرٰۃً ۭ فَاَمَّا شَآءَ سَکَرٰکُمْ ۭ

گیارہویں دلیل یہ ہے کہ ہر ایک انسان اور حیوان کی فطرت میں یہ علم و انکسار ہے کہ ہر ایک شے اپنے خواص پر ہمیشہ کے واسطے قائم ہے۔ مثلاً اگر ایک چوہے بچہ کو جسے بلی کہی انگور نہیں کھایا۔ ایک انگور کھلا دیا جاوے تو ہمیشہ کے واسطے الفین کر لیتا ہے۔ کہ تمام انگور خوش ذائقہ ہوتے ہیں پھر جب دوبارہ انگور اُسکے روبرو لاو گے تو اُسکی طلب کر لیا۔ اگر ایک دفعہ آگ سے اوس کا ہاتھ جل جاوے تو آئندہ کو ہمیشہ آگ سے ڈرتا رہے گا۔ یہ ہمیشہ کا علم اوسکو کمان سے ہوا۔ اور ہمیشہ

کے واسطے ایک ہی دفعہ کے تجربے سے وہ کہی قابل ہو گیا۔ یہ محض فطرتی اصول ہے جو اوس کے ساتھ پیدا ہوا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر ایک شے کے خواص کے نسبت اوسکو علم ہی نہ ملتا۔ ہمیشہ کے واسطے یقین دلانا محال ہو جاتا۔ اور سخت مشکلات پیش آتی سنَّۃَ اللہِ الْخَیْ قَدْ مَلَّکَتْ۔

بارہویں دلیل زبانوں اور رنگتوں اور خط و خال کا اختلاف ہی اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان میں امتیاز محال ہو جاتا اور سخت خرابیاں واقع ہوتی۔ غریزہ اور دوستوں کا پہچانا محال ہو جاتا جیسا کہ خود قرآن کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خُلُقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ اَخْلَاقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ تَرٰجِمَہ تحقیق آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور ہماری زبانوں اور رنگتوں کے اختلاف میں جانیوالوں کے واسطے نشانات ہیں۔ اسی قسم کے واسطے نشانات ہیں جو نظام عالم پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ جیسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کل عالم کا ایک خالق اور رب نہ رہے چنانچہ ان تمام دلائل کی طرف قرآن مجید سب تفصیل ذیل اشارات فرماتا ہے۔ اِنَّ فِیْ خُلُقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ اَخْلَاقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ تَرٰجِمَہ تحقیق زمین و آسمان کی پیدائش اور رات دن کے اختلافات میں اہل دانش کے واسطے نشانات ہیں جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے یا کھڑے اور آسمانوں اور زمین کے مخلوقات میں غور و فکر کر سکتے ہیں۔ اسے رب ہمارے یہ تو نے داخل نہیں کیا۔ تو پاک ہے۔ پس حکمو آگ کے عذاب سے بچا۔

سویکم وہ دلائل جو گذشتہ اور موجودہ حالات انسانی پر نظر ڈالنے سے پیدا ہوتی ہیں

اول قوموں اور بادشاہوں کا زیر و زبر ہونا تو اس پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کبھی کسی قوم نے علوم و فنون اور قواعد تہذیب و تادیب میں ترقی کی تو وہ قوم بادشاہ بنا دی گئی۔ اور برعکس اس کی جب آرام طلبی عیاشی جہالت اور ظلم فساد میں پڑ گئی تو رفتہ رفتہ غارت کر دی گئی۔ اسی طرح ہر زمانہ ہمیشہ زیر و زبر ہوتا رہا۔ ایک وقت ہندوستان کا ستارہ عروج پر تھا۔ پھر یونان نے عروج پایا۔ پھر روم نے پھر اسلام کی سلطنتیں ممالک ایشیا و افریقہ و یورپ میں قائم ہو گئی اور اب یورپ کی سلطنتیں دنیا کے کل ممالک میں زور پر ہیں۔ الغرض جب کبھی کسی قوم کو غلبہ ہو وہ ترقی علوم و فنون اور قواعد تہذیب سے ہی ہوا اور جب زوال آیا تو ظلم اور فسادات سے ہی آیا۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يُكَيِّدُ مَن يَكْفُرُ حَتَّىٰ يُؤْتِيَهُم مَّا بَاغْتُمُوهُمُ تَرْجِمُهُ یعنی اللہ کسی قوم کے حالات کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنے نفسوں کی حالات کو نہ بدلیں۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ ظالم پیشہ لوگ کبھی سرسبز نہیں ہوتے اور اگر اون کو کسی وقت دنیاوی عروج حاصل ہو بھی جاوے۔ تو وہ جلد جاتا رہتا ہے۔ اور ان کی نسلیں منقطع کر دی جاتی ہیں۔ کیا کبھی ایسے شخص کی بڑبڑتی بھی دیکھی گئی ہے جس نے اپنی عمر چوری راہزنی اور خونریزی میں گزاری ہو۔ کیا ایسے شخص کے مکانات اور اولاد میں ترقی اور رونق ہوتی ہے اس کی طرف قرآن مجید اشارہ فرماتا ہے وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ترجمہ یعنی آخری عزت اور فتح خدا ترسون کو ہی نصیب ہوتی ہے پھر فرماتا ہے۔ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مِثْلًا تَرْجِمُهُ تحقیق خدا ترسون کے واسطے کامیابی ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ خیرات کرنے والے اشخاص دنیا میں بڑی رونق اور عزت پاتے ہیں اور برعکس اسکے سود خوار اور راشی اور ظالموں کے سلسلے قطع کر دئے جاتے ہیں اگر خود غور کرو تو اس قسم کی مثالیں ہر ایک سببی اور ہر زمانہ میں کثرت سے ملین گی۔

چنانچہ خود قرآن مجید فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُرِيّ الصّٰدِقَاتِ تَرْجُمَہ اللہ تعالیٰ ص۔ قات کی
بڑھتی کر اور سود کو مٹاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے فَاَنْظُرْ کَیْفَ کَانَ حَاقِیۃُ الظّٰلِمِیۡنِ تَرْجُمَہ
یعنی خود نظر کرو کہ ظالموں کا خاتمہ کیا ہوتا ہے۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ جب قدر مفید خدایٰی کام ہیں وہ دنیا میں قائم رہتے ہیں اور
جو مضر ہیں چاہے جہاں کی طرح برباد کر دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً فارسی زبان میں
ہزار ہا کتابیں تصنیف ہوئیں۔ مگر جو شہرت اور عزت گلستان و بوستان کو حاصل ہے وہ
کسی کو حاصل نہیں۔ ایسا ہی جب قدر کوئی زیادہ مفید کتاب ہے۔ اسے بقدر اوسکو قیام
حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید جو تمام آسمانی کتابوں میں اکمل اور افضل کتاب ہے
اسکی برابر ابتداء سے آج تک کسی کتاب کی حفاظت اور شہرت نہیں ہوئی۔ مشہور نزول
سے آج تک ہزار ہا حافظ اور قاری چلے آتے ہیں جو ایک طرح سے اسکے محافظ ہیں
کسی شریک یا مخالف کو ایک ذرہ بھر آمیزش کا موقع آج تک نہیں ملا۔ اگرچہ تقاسیر میں
بہت کچھ رطب و یابس بھردیا گیا۔ مگر خاص قرآن ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ
کامل طور پر ایک محفوظ ہے اور ایسا ہی ابد الابد تک محفوظ رہے گا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے
اِنَّا کَانَ یَسْفَعُ النَّاسَ فِیْمَکْتُبِیۡنِیۡ اِلَیْہِمْ طَرَجِیۡمَہ مگر جو چیز بنی نوع کے واسطے مفید ہوتی
ہے وہ ہی زمین میں قرار پذیر ہوتی ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَکَ لَخَافِظُوْنَ تَرْجُمَہ
ہم نے ہی قرآن اتارا اور ہم ہی اوسکے محافظ ہیں۔

چہارم وہ دلائل جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات پر
نظر ڈالنے سے حاصل ہوتے ہیں

عباد الصالحین کا یہ گروہ تمام عالم سے نرالا ہوتا ہے۔ اگر اُن کی حیات اور تعلیم پر بطور
عور سے دیکھا جاوے تو عجیب عجیب نمونہ انسانی کمالات کے نظر آتے ہیں۔ حق پرستی
استقامت شجاعت حلم اور عفویں کی تائید روزگار ہوتے۔ اور افلاس و تنہائی کیساتھ

ایسے ایسے کام کو کہہ سکتے ہیں۔ کہ زبردست بادشاہ بھی اویں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

دنیا پرستوں کا ظاہر ہیں آنکھوں میں اودن کے قول اور دعویٰ خلاف عقل معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ہوتا وہی ہے جو اذکے منہ سے نکلتا ہے۔ تھوڑی دیر کے واسطے اس نظر کو خیال میں لاؤ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام غربت اور یکبسی کی حالت میں اپنے آپکو یہودیوں کا ظاہر بادشاہ فرماتے ہیں۔ اور فقیہوں اور فریسیوں کو اذکی ریاکاری اور ظاہر پرستی پر تنبیہ کرتے ہیں بچی اکی نسبت فرماتے ہیں کہ یہی ایلیا بنی ہے۔ جسے آسمان سے اترنا تھا اور میں وہ ہی مسیح ہوں جس کا تورات میں وعدہ دیا گیا تھا۔ ان اقوال کو ظاہر ہی اور دین کے خلاف پا کر یہودی علماء اذکی تکفیر اور تکذیب پر آمادہ ہوتے۔ اور آخر کار سخت غضب میں آکر اذکو واجب الدار قرار دیتے اور اذون کے مارنے کے منصوبہ باندھتے ہیں مگر اذکو نشانہ زمین ملتی ہیں۔ کہ کوئی انسان تجھ کو نہ مارے نہ قتل سے نہ صلیب سے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تجھ کو عزت کے ساتھ اٹھا دے گا اور نبی آخر الزما کی معرفت کفار کے تمام الزام رد کر دے گا۔ اور تیری عزت و مہارت ظاہر کر دے گا۔ اور تیرے تابعین کو تیرے مخالفین پر قیامت غالب کرے گا۔ اب غور کرو کہ یہ اس وقت کا کلام ہے جبکہ مسیح علیہ السلام کے دشمن ہر طرف سے محیط ہو رہے ہیں اور بڑے زور پر ہیں اور آپ کے ساتھ محض چند اشخاص ہیں۔ جو سخت اضطراب کی حالت میں ہیں۔ مگر ہو ا وہی جو مسیح علیہ السلام کے اقوال سے یعنی نبی آخر الزما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے تمام الزامات کو رد کیا اور مسیح علیہ السلام کی مہارت و عزت کو دنیا پر ثابت کر دیا۔ پھر یہود جو دشمن تھے وہ روز بروز ذلیل و خوار ہوتے گئے اور ہوتے جاتے ہیں۔ اور تابعین مسیح علیہ السلام یعنی نصاریٰ و اہل اسلام کی بادشاہتیں دنیا میں قائم ہو گئی اور ایسا ہی تا قیامت ہوتا رہے گا کہ مسیح علیہ السلام کے تابعین تا قیامت مخالفین پر غالب رہیں گے۔ جیسا کہ ان عجیب بشارات

کی طرف جو مسیح علیہ السلام کو علیہ خافضین اور شدت اضطراب کے وقت حاصل ہوئیں
قرآن مجید اشارہ فرماتا ہے **وَإِذْ قَالَ اللَّهُ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ سَلَامٌ إِنِّي أَمَرْتُ النَّاسَ أَنْ يَتَّبِعُواكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّهُمُ الْكَافِرُونَ**
مِنْ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاجْعَلْ لِلَّذِينَ اتَّبَعُوكَ خِزْفًا وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا إِلَٰهًا آخَرَ
اگر موسیٰ علیہ السلام کے حالات پر نظر کرو تو ایسی ہی عجیب قدرت و کمائی دیتی ہے۔
جبکہ فرعون نے عام حکم دیدیا کہ تمام فوج موسیٰ پر دفترا جا پڑے۔ اور موسیٰ عام معاہدہ
ہمراہیوں کے بہاگ پڑے تو کیا کوئی قیاس کر سکتا تھا کہ جو بہاگ جا رہا ہے وہ غالب
ہو گا اور جو تعاقب کر رہے ہیں۔ وہ غرق کر دے جائیں گے۔ مگر یہی ہوا کہ موسیٰ
علیہ السلام اپنے ہمراہیوں سمیت امن و امان کے ساتھ دریائے گزر گئے اور فرعون اور
اور اس کا لشکر غرق کر دے گئے۔ کیا تو یہ عالم تھا کہ فرعون بنی اسرائیل
کے بیٹوں کو پکڑواتا اور قتل کر داتا۔ اور سخت سخت تکالیف پہنچاتا تھا۔ اور کیا ایسا
ہو گیا کہ ایک بنی اسرائیل کے بچے نے اس کے بیان پرورش پائی اور اسی کو فارت
کر دیا۔ اس کرشمہ آسمانی کیطریقہ تعالیٰ اس طرح اشارہ فرماتا ہے **وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ لَا سُبْحَانَكَ
مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ لَا يَسُوءُ زَكِّيًّا وَلَا يَتَّبِعُونَ أَمْرًا لَّهُمْ وَلَا يَنْصَبُونَ سُلْطَانًا
وَعِٰى ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ۖ وَإِذْ قَرْنَا بَكْمُ الْيَمِّ فَأَخَذْتُمُوهَا وَغَرَّقْنَاهَا
فَإِنَّ فِرْعَوْنَ وَآلَهُمْ تُنْظَرُونَ ۖ** ترجمہ اے بنی اسرائیل اسو ق کو یاد کرو۔ جبکہ ہم نے تمہیں فرعون
کی قوم سے بچایا۔ جو تم کو اذذاب دیتے تھے۔ تمہیں بیٹوں کو قتل کر داتا تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ بہنو تو تمہیں تمہارا
رب کی طرف سے سخت بلا تھی اور یاد کرو جبکہ تمہارا ساتھ ہم نے دریا کو بہاڑ دیا۔ پس تم کو بچا لیا اور آل فرعون کو
غرق کر دیا۔ اور یہ سب کچھ تمہاری نظروں کے سامنے ہوا۔ پھر نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی
علیہ وسلم کے حالات پر نظر کرو جبکہ کفار مکہ سخت نبلہ اور غضب کے حالت میں ہیں۔
اور تجویزین کرتے ہیں کہ اس نبی کا قتل سے خاتمہ کر دیا جاوے۔ اور محاصرہ
قاتل مقرر ہو گئے ہیں۔ مگر آنحضرت صلعم میان کفار سے نکلا کہ ایک غار میں چھپ گئے ہیں

تو کیا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ یہ نبی جو کفار سے تنگ آ کر خوف کی حالت میں وطن کو چھوڑتا اور ایک غار میں چھپتا ہے۔ تمام سرکشوں کو باطل کر دیگا۔ جس کی تعلیم نے دس سال تک سخت مخالفت دیکھی وہی تعلیم تمام علوم ظاہری و باطنی کا سرتاج ثابت ہوگی اور اگر سے نکلے فتوحات پر فتوحات نصیب ہوگی۔ یہاں تک کہ ایک وقت اسلام کی عظمت کل عالم پر ثابت ہو جاوے گی۔ اور مخلوقات انسانی کا ایک حصہ کثیر اور مسکین المرسلین و خاتم النبیین مانے گا۔ تمام ظاہری سامان سخت مخالف ہیں۔ دس سال کا تجربہ مخالف شہادت دے رہا ہے مگر آپ کے یقین اور ارادہ میں ایک ذرہ بہترزل نہیں جیسا کہ قرآن مجید

فرماتا ہے (اِذْ قَالَ لِيَصَاحِبُهُ اَلْعَزَّوْنَ مَاذَا يَأْتِيكَ فَاَنْزَلَ اللهُ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَ اٰيَةً كَاَيُّهَا لَمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا السَّفٰلٰى وَ كَلِمَةَ اللّٰهِ هِيَ الْعُلٰى) ترجمہ جب محمد نے اپنے ساتھی سے کہا کہ افسردہ خاطر مت ہو تحقیق اللہ ہمارے ساتھ ہے پس اللہ نے اوپر تکبیر اوتاری اور ایک شکر کی ساتھ اسکی مدد کی جبکہ او سے نہیں دیکھا اور کافروں کے باتوں کو پست کر دیا۔ فی الحقیقت اللہ کا کلام ہی بلند ہوتا ہے۔ اس قدر تمہیدی بیان کے بعد ہم ذیل میں چند دلائل نمونہ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات پر نظر کرنے سے ذات باری کی نسبت پیدا ہوتے ہیں۔

پہلی دلیل اونکا معجز نما اخلاص ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں اسے باپ میں بھگواؤ تیری قوم کو صاف بھگا ہوا دیکھتا ہوں۔ قوم اوں کو دھمکانی تھی کہ ہم تجھ کو تیرا کردار دینگے۔ یا جلا دینگے۔ مگر اون کے الفاظ میں ایک ذرہ بہر بناوٹ ظاہر نہیں ہوتی مسیح علیہ السلام کی نسبت یہود نے مارنے کا ارادہ کر لیا اور برسرِ بازار یہی تجاویز ہو رہی ہیں۔ مگر آپ کی زبان پر وہی ہے جو دل میں ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف سخت از سخت تجاویز ہو رہی ہیں اونکے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جاتا۔ یہاں تک کہ قتل کرنے کے ارادہ

مستعد ہو گئے ہیں۔ مگر ممکن نہیں کہ اون کے اقوال میں ایک ذرہ بھرتیدیلی کر سکیں۔
 قائلوں نے امام حسین علیہ السلام کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے اون کے فرزند ان و برادران کو لٹرون
 کے سامنے شہید کر چکے ہیں۔ ہر طرف سے تیر دن اور نینون کی بوچھاڑ پڑ رہی ہے۔ تمام
 تن زخموں سے چھلنی کی طرح ہو گیا ہے۔ اور قریب ہے کہ تن مبارک زمین پر گر پڑے۔
 اور گھوڑوں کے سمون سے روندنا جاوے۔ یہ سب کچھ آپ کے واسطے آسان ہے
 مگر نیرید پلید کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ممکن نہیں ہے۔ تمام عزیز دن کا خاک و خون میں
 ملجانا ہر طرح سے ذلیل و تنگ ہونا اور اپنے وجود کا قتلہ ہو جانا شیر و شکر معلوم
 ہوتا ہے مگر اخلاص کو ہاتھ سے دنیا اور زبان سے قلب کے خلاف اقرار کرنا ہرگز
 گوارا نہیں۔

سر داو وندا و دست در دست نیرید والدہ دلیل لا الہ است حسین
 انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے حالات میں اس قسم کی مثالیں بیشمار دیکھنے میں
 آتی ہیں۔ کہ آ رہ سے چمنا۔ آگ میں جلنا۔ پتھروں سے مار کمانا۔ تلواروں سے کٹنا۔
 ساحر و مجنون کھانا اور ہر طرح کی ذلت اور مصیبت برداشت کرنا اون کے واسطے ایک
 معمولی بات تھی۔ مگر جوت بونایا یا کرنا اور اخلاص کو چھوڑنا اون کے واسطے ناممکن تھا
 مگر افسوس کہ فی زمانہ بھی ایک سنت انبیاء متروک اور قطعاً متروک ہے ظاہر می مستون
 پر بہت کچھ سنا جاتا ہے۔ مگر اخلاص کا عام و نشان باقی نہیں رہا ہے تمام اعمال کی بنیاد
 اور روح ہے اور کبکی تمثیلات سے تمام قرآن مجید اول سے آخر تک بھرا ہوا ہے۔

دوسری دلیل اون کا معجز نما صبر و توکل ہے تمام قرآن مجید اول سے
 آخر تک اس قسم کے مثالوں سے بھرا ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی
 تکلیفیں اور مصیبتیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کمال صبر و شکر کی ساتھ برداشت
 کرتے رہے۔ کسی نقصان اور ذلت کو الہی احکام پر مقدم نہیں کیا اپنی طرف سے

تبلیغ احکام میں جان توڑ کر کوششیں کرتے رہے۔ ظاہر اعلیٰ لفظوں اور ان کا میونگو
کچھ حقیقت نہیں سمجھا۔ اپنے رب کی رضا میں راضی اور اس کے وعدوں پر متوکل رہا
مان بآپ عزیز و اقارب اور مان و دولت وغیرہ کا اظہار حق کے وقت کچھ خیال
نہیں کیا۔

تیسری دلیل اُن کی معجز نما خیر خواہی خلافت ہے۔ جو لوگ اُن کو نگاہ
کرتے گا لیان نکالتے ہر طرح سے ذلیل و بدنام کرتے اور نہیں کی اصلاح کے ساعی رہتے
تھے۔ کسی قسم کے اجر کی امید خلقت سے نہ رکھتے تھے۔ بلکہ اجر کے بجائے اُن سے
طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھاتے پھر بھی اُن کی دینی اور دنیاوی حالت درست
کرنے کی تیاریوں میں سرگرم رہتے تھے۔ قرآن مجید میں اس قسم کی صدمہ سے
تمثیلات ہیں۔

چوتھی دلیل وہ دانشمندانہ جان بازی اور جان نثاری ہے۔
جو انبیاء علیہم السلام اظہار حق اور اصلاح خلافت کے کاموں میں ظاہر کرتے رہے
کسی بد چلنی اور بد رسمی میں کبھی ساتھ نہیں دیا ہاں نیک رسوم اور عمدہ اخلاق
کے پیلائے میں سب سے آگے قدم رکھتے رہے۔ کسی قسم کی طمع و مصلحت اور دُشمنوں کا
لحاظ نقصان اور تکالیف کا خوف اُن کے نیک اور اوروں میں رد و بدل نہیں
پیدا کر سکتا تھا بلکہ غالباً اللہ ہر قسم کی مصیبت اور نقصان کو عہد اُٹھانے کے
لئے آمادہ رہتے تھے۔

پانچویں دلیل اُن کی تعلیم حق ہے۔ زمانہ میں کیسی ہی بت پرستی
اور جہالت و ظلمت چھائی ہوئی ہو لوگوں کے عقائد اعمال اور ہومات کیسے ہی خراب
ہوں گرانہی تعلیم ہمیشہ پاک صاف رہی ہے تمام عالم میں شرک کفر اور ظلم کا سخت
اظہار ہو رہا ہے لوگوں کی عقلیں بہر وہ تعلیمات اور تعصبات کی وجہ سے خراب ہو گئی

ہیں۔ گراون کی آنکھوں۔ اور یقون میں کوئی نقص ظاہر نہیں ہو سکتا ہر قسم کا تعصب اور ہر قسم کی جہالت اون سے دور ہے نہ بد صحبت نہ بد رسومات کسی قسم کا بد اثر پہنچا سکتے ہیں نہ ظالمون اور بدکاروں کی ہبکاوت کوئی اثر کرتی ہے۔ اون کا دل روشن اور نیک عقائد صحیح اور نیک اعمال نیک اور اون کی تعلیم حق ہے۔

چھٹی دلیل وہ دائمی شہر اور غلبہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کو سخت منافقون اور زولتوں کے بعد حاصل ہوتا رہا جسکی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاحِلٰلِیْنَ اَنَا وَرَاسِلٰی تَرْجَمَہ اعدے لکھ دیا ہے کہ ضرور میں اور میری رسول ہی غالب رہا کرینگے۔ فرعون اور اوس کا لشکر غارت ہوا۔ اور آجنگ ذلت کے ساتھ اون کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام آخر کار قیاب ہوئے۔ اور عزت کے ساتھ اون کا نام روشن ہے مسیح علیہ السلام کے مخالفین پر تاقیامت لعنت ہے۔ اور وہ ہمیشہ ذلت پر ذلت اور تباہی پر تباہی دیکھتے جاتی ہیں۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کی غرت روز بروز دنیا میں زیادہ ہے اور اون کے تابعین کی تمام عالم پر سلطنتیں قائم ہوتی جاتی ہیں۔ حضرت خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخر کار تمام مخالفین پر غالب آئے یہاں تک کہ آپ کی حیات میں آپ کے مخالفین عرب میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہا تھا۔ اور تمام کا خاتمہ سخت ذلت اور بوائی کے ساتھ ہو چکا تھا۔ اور روز بروز آپ کا ہی دین تمام دنیا میں پھیلتا جا رہا ہے اور قریب ہے کہ تمام عالم سیرف جنگ پڑی۔ اقوام یزید نے پناہ کا نام حسین علیہ السلام کا کوئی ننود دنیا میں نہ ہے اور اپنی طرف سے سخت الحاد اور کفر کے جوش میں غلامی ہی کر چکے تھے مگر دنیا میں اس وقت اولاد حسین اس کثر سے موجود ہے۔ مگر شاید کوئی شہر سید سے خالی نہ ہوگا۔ اور تبرا حسن و حسین پر بڑی کثرت سے نام رکھے جاتے ہیں۔ لیکن یزید کی نسل با نام کا شخص کہیں دیکھنے یا سننے میں نہیں آتا۔ وہی یزید جو اپنے آپ کو خلیفہ وقت اور

امیر المؤمنین قرار دیتا تھا۔ اور حسین علیہ السلام جیسے امام کو باغی گردانکر قابل سزائش قرار دیتا تھا۔ اوس کا نام نفرت اور حقارت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ لیکن حسینؑ کی دنیا میں وہ عزت باقی ہے جسکی مثالین بہت کم ہیں۔

پنجم وہ دلائل جو جہد فی سبیل اللہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وہ دلائل ہیں جو انسان کے ایمان کو کامل یقین تک پہنچا دیتے ہیں۔ چہار اقسام کے دلائل محض ظن غالب پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن یقین ہیقت تک حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ انسان الہی رضا کے راستہ میں خود محنت نہ اٹھاوے۔ خود عرضی اور نفسانیت کو قطعاً چھوڑا دھر ہر قسم کے شرک اور ظلم سے پاک و صاف ہو کر اللہ کریم کی طرف کھینچا جھکیا اور اپنے مال و جان کو اوسکی راہ میں فدا کرنا۔ اور اوسکے حکموں کی پوری پوری اطاعت کرنا حصول یقین کے لئے ضروری ہیں جب انسان طالب حق ہو کر کچھ محنت اٹھائی شروع کرتا۔ اور اپنے معبود کا سچا پرستار۔ پرستار بننا ہے تب اللہ کریم کی طرف سے خاص خاص انعامات نازل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ جو اوسکے ایمان کو خالص اور اوسکے یقین کو کامل کر دیتے ہیں۔ یہ انعامات مختلف حالتوں کے مطابق مختلف ہوتے ہیں۔

ابتدائی حالت میں جبکہ رسمی طور کا ایمان ہوتا ہے۔ یعنی جیسا کہ اباؤ اجداد کو دیکھا دیا ہے ہماری ایمان ہو گیا۔ اور جسطرح سے اؤکو عبادت کرتے دیکھا ویسی ہی ہم بھی کرنے لگے لیکن ایمان اور اعمال سے جو حاصل ہوتا ہے اوسپر کچھ خیال نہیں کیا اور نہ اوسکی کچھ طلب پیدا ہوئی۔ بلکہ غافلانہ اور سادہ لوحوں کی طرح اپنی زندگی بسر کرتے رہے اور سوقت تک تو محض اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کسی قدر توجہ اور خلوص کے ساتھ کیا جاوے تو مثلاً ایک اطمینان اور سرور حاصل ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ يَتَذَكَّرُ الْغُلُوْبُ ۝ ترجمہ

خبردار ہو کہ اللہ کے ذکر سے دلون کو اطمینان حاصل ہوتا ہے الخ لفظ خیر وارے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت کے مخاطب غافل اور سادہ لوح اشخاص ہیں جو اس اطمینان قلبی سے بے خبر ہیں۔ پھر ایک اور آیت میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے **هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِكَيْ لَا دُولَ إِلَّا بِمَا تَأْمُرُ أَيْمَانُهُمْ** ترجمہ اللہ ہے جو ایمان والوں کی سکینت نازل کرتا ہے تاکہ ایمان پر ایمان زیادہ ہو الخ۔ اس آیت شریفہ سے صاف ظاہر ہے کہ ابتدائی ایمان جو ناقص ہے اس کی ترقی اس طرح ہوتی ہے کہ اللہ کریم و لوہر ایک اطمینان نازل فرماتا ہے جو پہلے ایمان کو زیادہ کرتا ہے۔ الغرض وہ سرور جو ابتدا ایمان میں خیرات صدقات اور عبادات کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ ایک دلیل ہے اس ذات پر جو ہمارے تمام علموں کو دیکھتا اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اس سرور کا ہمیشہ طالب رہنا چاہیے کیونکہ روحانی ترقیات اور ایمانی عروج کا یہی پہلا زینہ ہے۔

دوسرا درجہ ایمانی ترقیات کا یہ ہے کہ انسان جن باتوں کو محض ایمانی یا اعتقادی طور پر مانتا تھا اب ان کی اصل حقیقت کو خود دیکھنے اور محسوس کرنے لگ جاتا ہے مثلاً پہلے ایمان تھا کہ اللہ تعالیٰ مومنین اور کافروں کا ساتھی اور والی ہے۔ مومنون کو اسی پر توکل رکھنا چاہیے وہ خداوند قریب ہے۔ اور پکارنیوالے کی پکار کو سنتا ہے مصیبت کے وقت میں اپنے غلص بندہ کی امداد اور دلاری کرتا ہے۔ اور اس کے برابر کوئی رفیق نہیں۔ اور اس کی برابر کوئی مولائین نیکی سے وہ خوش ہوتا اور بدی سے ناراض ہوتا ہے جس قدر انسان نیکی اور احسان کا راستہ اختیار کرے اسی قدر قرب الہی کا قرب زیادہ ہوتا جاتا ہے اور جس قدر بدی اور خود غرضی کے راستہ اختیار کرے اسی قدر جناب باری سے دور اور مردود ہوتا جاتا ہے ان تمام مسائل پر جو ایمان تھا اب واقعی علم اور یقین کی صورت میں بدلتا جاتا ہے کیونکہ ان تمام مسائل کو تجربہ بنا خاص اپنی زندگی میں دیکھ لیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے **وَلِلَّهِ وَلِیُّ الَّذِينَ آمَنُوا یُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ** ترجمہ

اللہ مومنوں کا دوست ہے اور کواہد سیرے سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے الخ جب تک
 الٰہی معیت ہدایت عالیہ رحمت کے آثار و نوح کا خاص اپنے نفس پر تجربہ اور مشاہدہ نہ ہو جاوے
 اور سوقت تک ایمان ناقص اور موجب خطرات رہتا ہے۔ ایسے لوگ خواہ کسی ہی عالم و فاضل
 یا جاہل مطلق بڑی بڑی غلطیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کے کرام
 کی تکذیب اور مخالفت ایسے ہی لوگوں کی ہاتھوں سے ہوتی ہے ایسی ہی علماء یہود و نصاریٰ
 جو سچ علیہ السلام کی تکفیر اور تحریف پر آمادہ ہوئے ایسے ہی لوگ تھے جو حسین علیہ السلام
 اور کل نبی فاطمہ کی خونریزی۔ اور تذلیل پر نکلے رہے جب تک انسان اپنے رب سے غافل
 عنایات اور ہدایات کا طالب نہ بنے۔ بلکہ اپنے علم اور عقل کو کافی نہ سمجھے۔ اور اپنے ظانوں
 اور اسباب پر غنی بنا رہے وہ جاہل اور تکبر ہے۔ اوسے اپنے رب کو غفور۔ رحیم و کریم
 اور ذو الفضل عظیم نہیں سمجھا۔ تبھی تو وہ دور ہے۔ دور عبادت کرتا اور غفلت والا پروائی میں
 اپنی عمر عزیز کو برباد کرتا ہے۔ نہ کہی خاص انعامات الٰہی کی امید رکھتا ہے۔ اور نہ کہی
 سچی طلب کے ساتھ انکی خواہش کرتا ہے۔ اور کی زبان سے آیات لَعْنَتُ عَلَیْہُمْ عَذِیْبُ الْمُنْعَصِفِ عَلَیْہُمْ
 بار بار نمازون میں کہنا محض رسمی طور پر ہے۔ نہ تو اس کے مطابق اس کے اعمال ہیں اور نہ انعامات
 الٰہی کی اس کے اندر خواہش ہے قرآن مجید فرماتا ہے وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَتَّى قُلُوبُہُمْ
 اِذْ قَالُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی سَيِّدِنَا مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ جَعَلَہُمْ دُجًّیًا وَخَسَفَہُمْ
 شُبُہُنَا جَابِیۡہُ جَبَلٌ اَوْنِ کَاۤیۡہُ قَوْلِہَا کہ اللہ نے انسان پر کچھ نہیں اتارا الخ
 تیسرا درجہ وہ ہے جبکہ بندہ اللہ کے واسطے ہو جاتا ہے اور اللہ
 کریم اوس کا رفیق اور مادی اور محافظ اور ناصر بن جاتا ہے۔
 یہ وہ مقام ہے جس میں کہ بندہ پر تائیدات غیبی روئے صادقہ۔ مسکشفات الہامات
 اور تفسیر ربانی کے دروازہ کھل جاتے ہیں جن انعامات الٰہی کو پہلے قصہ کہانیوں کے

رنگ میں سنتا تھا۔ یا کسی کسی اپنی زندگی میں محسوس کرتا تھا اب وہ انعامات لگاتار
 بارش کی طرح برسے رہتے ہیں۔ ان انعامات کے ذکر اور تمثیلات سے قرآن مجید
 بھرا ہوا ہے۔ ذیل میں نمونہ کے طور پر محض چند آیات ورج کی جاتی ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ
 مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ ترجمہ اللہ مومنین کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ؕ
 ترجمہ اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے وَالْقَوَّٰلُ اللّٰهُ ؕ لَيُعَلِّمَنَّ اللّٰهُ ؕ ترجمہ
 اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہارا معلم بن جاوے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ
 اٰمَنُوْا ترجمہ اللہ تعالیٰ مومنین سے بلاؤں کو دور کرتا ہے وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ
 مَنْ يَنْصُرُهُ ؕ ترجمہ اللہ تعالیٰ ضرور اوسکی مدد کرتا ہے جو اللہ کی خدمت کرتا ہے
 وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لِّهٖ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ ترجمہ
 جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اوس کے واسطے خلاصی کے راستہ بنا دیتا ہے۔
 اور ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جس کا وہ گمان نہیں کر سکتا اِلَّا اَنْ اُوْحٰیَ
 اللّٰهُ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؕ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوْا يَنْتَقِبُوْنَ ؕ
 لَهُمُ الْبَشٰرَةُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ ترجمہ خبردار تحقیق اللہ کے
 وہ دوست ہیں جس کو کوئی خوف نہیں ہوتا نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ مومن اور
 متقی ہوتے ہیں اون کے واسطے اس دنیا میں اور آخرت میں بشارتیں ہیں۔
 اَرْحَبُ دَعْوَةٍ الدَّاعِ اِذَا دَعَا فَلَیْسَ بِمُتَّبِعٍ وَّلٰی لَیْسَ بِمُتَّبِعٍ لِّعَلَّاهُمْ
 یُؤْتُوْنَ ؕ ترجمہ میں پکارنے والے کی پکار کو سننا ہوں۔ جب وہ مجھ کو پکارتا
 ہے پس چاہیے کہ مجھے دعاؤں کی قبولیت چاہا کریں۔ اور مجھے ایمان رکھیں تاکہ
 اون کو رشید حاصل ہو۔

پس وہ دلائل جو ذات باری تعالیٰ کی نسبت انسان کو جبہ نفس کے بعد حاصل
 ہوتی اور اس کے غلیات کو کامل نقیب کے درجہ پر پہنچا دیتی ہیں۔ جب ذیل میں۔

اول اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہو جانا۔

دوہم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو کر عرفان ذوق و شوق اور تقویٰ میں ترقیات و بہتیاں حاصل ہونا۔

سویکم ہدایات فیسی ذریعہ ان اور رشتہ کا حاصل ہونا۔

چارم اللہ تعالیٰ کا ہادی اور والی محافظ ہو جانا۔

پنجم غیب سے مدد ہو کر پختہ

ششم روایات و حدیث کا شفا اور الہامات کی صورت میں تنزیل ملا کر ہونا

ہفتم وادان کا قبول ہونا اور پیش از وقت ادائیگی قبولیت کی خبریں ملنا۔

ہشتم ہر قسم کے خوفنا اور حزن سے نجات کئی حاصل ہو کر بہشتی لذات کا اسی

وہا میں اس کے شوق ہو جانا۔

یہی تعلقات ربانی ہیں جو انسان کے ایمان کو کامل یقین تک پہنچا دیتے ہیں

چونکہ ان تعلقات کی آرزو نہیں رکھتا وہ سخت نادان ہے۔ کیا اس کو الہی رحمت و

معفرت پر کچھ ایمان نہیں۔ کیا وہ الہی الغامات کو محدود و محدود سمجھتا ہے۔ افسوس

ایسے ناقص اور فاسد ایمان پر۔ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَتِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ

ترجمہ اپنے رب کی رحمت سے کون نا امید ہوتے ہیں مگر وہ ہی جو بے راہ ہیں۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ اِذْ تَاٰوَاۡهُمْ اَمَّا اَنْزَلَ اللَّهُ عَلَی الْبَشَرِ مِّنْ شَيْءٍ ۝۱۵

ترجمہ انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسے کہ قدر کرنی چاہیے تھی۔ جب ان کے یہ

قول رہے کہ اللہ نے انسان پر کچھ نازل نہیں کیا۔

پس کل دلائل جو ہستی باری تعالیٰ پر بیان ہوئے حسب ذیل

ہیں اول دلائل فطرتی یہ پانچ قسم ہیں

(۱) ہر ایک انسان میں نیکی بدی کی تمیز ہونا بدی کے وقت خود بخود خوف کھانا اور نیکی

کے وقت بکاش ہوتا۔

(۲) مصیبت کے وقت ہر ایک انسان کا خدا کو گہکارنا۔

(۳) ہر ایک نیک چلن انسان کا خدا کو ماننا۔

(۴) تمام قوموں کا ابتداء آفرینش سے آج تک کوئی نہ کوئی مسیحا و قرار دینا

(۵) عابدوں اور عارفوں کا عبادت اور عشق الہی میں جیہ قربات کرنا

دو یکم وہ دلائل جو نظام عالم پر غور کرنے سے حاصل ہوتے ہیں
یہ بارہ قسم کے ہیں

(۱) ہر ایک اونی و اعلیٰ حیوان کے واسطے غذا کا پورا پورا سامان موجود ہونا۔

(۲) ہر ایک حیوان میں اپنی اپنی غذا کی تمیز فطرنا موجود ہونا۔

(۳) ہر ایک حیوان میں بچہ جتنے اور اون کے پالنے کا علم ہونا۔

(۴) فصلوار غذاؤں کا نیا ذخیرہ طیار ہو کر پانا۔

(۵) ہر ایک حیوان کا اپنے اپنے طریق پر رہائش سے واقف ہونا اور اپنے مکمل

پہچاننا۔

(۶) ہر ایک حیوان میں اوس کے مناسب حال اعضاء موجود ہونا۔

(۷) تمام اشیاء کا ہمیشہ کے لئے اپنے اپنے خواص پر قائم رہنا۔

(۸) تمام مخلوقات کا ایک دوسرے سے ایسا متعلق ہونا جیسا کہ ایک جسم کے اعضاء

ہوتے ہیں۔

(۹) چاند سورج اور سیاروں کا ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر نکلتا۔

(۱۰) ہر ایک نبات اور حیوان کے اندر مذکورہ نسبتیں جوہر کا پورا پورا انتظام۔

(۱۱) ہر ایک حیوان کو فطرنا یہ علم ہونا کہ تمام شیاؤں پر اپنے جسم ان سے ہمیشہ کے واسطے قائم ہیں

(۱۲) تمام حیوانوں کی زبانوں رنگتوں اور خط وخال کا مختلف ہونا۔

سیکھ وہ دلائل جو حالات انسانی پر نظر ڈالنے سے حاصل ہوتے ہیں اس قسم کے دلائل ہیں

(۱) قوموں اور بادشاہوں کا اپنی اپنی بدی نیکی کے مطابق زیر و زبر ہوتے رہنا۔

(۲) ظالموں کا انجام خراب ہونا۔

(۳) خیرات اور صدقات اور احسان کا انجام اچھا ہونا۔

(۴) مفید خلائق کا مون کا دنیا میں قرار پذیر ہونا۔

چہاں وہ دلائل جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی حالات پر نظر ڈالنے سے حاصل

ہوتے ہیں اس قسم کے چہ دلائل ہیں

(۱) ان کا معجزنا انما ص (۲) ان کا معجزنا سب کو توکل (۳) ان کی معجزنا خیر خواہی خلائق (۴) ان کا

حق اور اصلاح خلائق کے راستہ میں ان کی اشد مذہب جانیازی اور جانوری (۵) ان کی تعلیم حقہ (۶) ان کے

خلاف قیاس فتوحات اور دائمی عزت جو سخت مخالفتوں اور زلتوں کے بعد حاصل ہوتی رہی۔

پہنچ وہ دلائل جو جہد فی سبیل اللہ سے پیدا ہوتی ہیں فی الحقیقت یہی دلائل ہیں انسان

ظنیات سے کامل یقین تک اور ظلمات سے صاف نور میں پہنچا دیتی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) خیرات اور صدقات و عبادات سے الظنیات صریح حاصل ہوتا (۲) مسائل دینی کا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہونا

(۳) اللہ کا ساتھ ہو جانا (۴) اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو کر عرفان ذوق بشوق اور تقویٰ میں ترقی یافتہ ہونا

(۵) ہدایات نبوی نور عرفان اور رشد کا حاصل ہونا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کا یاد دہی اور والی اور محافظ ہو جانا۔

(۷) غیبی امداد کا وقتاً فوقتاً پہنچنے رہنا۔

(۸) رویا سے صادقہ۔ مکاشفات اور الہامات کی صورت میں تنزیل ملائکہ ہونا۔

(۹) کوعاون کا قبول ہونا اور پیش از وقت ان کی قبولیت کی خبریں ملنا۔

(۱۰) ہر قسم کے خوف اور حزن سے نجات لگتی حاصل ہو کر ہستی لذات کا احساس ہی

عالم سے شروع ہو جانا۔

علاج جملہ کے قواعد و آداب اور بہت سے ضروری مضامین لغت کی ترتیب پر درج ہیں نیز تمام ادویہ جو ان امراض کے علاج کے متعلق ہیں درج کئے گئے ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور فسادات کا اس میں کامل علاج ہے۔ قیمت ۸۔

(۳) مفید الناس والعیال - اس رسالہ میں اون تمام ناگمانی د کمون اور درون کا علاج ہے جو عورتوں کی بخیری و ایمون کی نادانی اور واہیات رسمن کی پابندی سے حاملہ اور زچہ اور نوزائیدہ بچوں کو ہمارے ملک میں دبا کے عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہے ہیں قیمت ۳۔

المشہور

فاکسار عبدالحکیم خان ایم۔ بی۔ اسٹنٹ سرجن پٹیلہ شفا خانہ نارنول

مذکورہ بالا کتب بھیجئے تذکرۃ القرآن سے بھی مل سکتی ہیں

مفید عام کی نسبت عدد ہاتھ لکھی سندات میں سے چند کا خلاصہ

(۱) خلاصہ کے لکھنے کر نیل ڈاکٹر چالیس ڈبلیو ادون صاحب بہادر سی ایم۔ جی آئی۔ اے مفید عام نہایت ہی مفید کتاب ہے صاحب مدد کے سوجلدین خرید فرما کر تمام شفا خانجات ریاست پٹیلہ میں افادہ عام اور دل افزائی مصنف کی غرض سے تقسیم فرمائیں اس قدر دانی اور دل افزائی کا مصنف نہایت ہی شکر گزار ہے۔

(۲) ترجمہ چٹھی عام نمبر ۸۷۸ سورنہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۸ء سلم از جانب سرجن کر نیل ادوسی۔ سائے۔ انشیکٹر جنرل شفا خانجات سول پنجاب بنام صاحبان سول سرجن پنجاب۔

صاحب من۔ اسٹنٹ سرجن عبدالحکیم خان ایم۔ بی۔ نے ایک کتاب مفید عام تصنیف کی ہے چٹھی ہذا کے ساتھ اس کتاب کی بابت ایک رائے درج کی جاتی ہے جو لکچرار سرجری لاہور میڈیکل اسکول سے حاصل کی گئی ہے اس سے ظاہر ہو کہ یہ تصنیف سرجری کے لائق ہے اور اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو ہاسپٹل اسٹنٹوں کے واسطے لوکل یا ڈیز کی معرفت چند نسخے خرید فرمائیں خلاصہ چٹھی صاحب لکچرار سرجری میڈیکل اسکول لاہور یہ تصنیف ہاسپٹل اسٹنٹوں اور عیون کی واسطے

یقیناً مفید ہوگی اس کی عبارت سلیس اور عام فہم ہے یونانی کے مطابق ہی دلچسپ طور پر علاج درج کیا گیا ہے ایسی سخت محنت کے کام پر مصنف کی ضرورت دل افزائی ہونی چاہئے اس چٹی کے بعد مستقبل کتب شفاخانوں اور بیونس پبل کیٹون کی واسطے خریدی جا چکی ہیں۔

(۱) بے دلیں صاحب بہادر ڈپٹی کسٹرن ضلع راولپنڈی ۷ جلدین (۲) رائے بہادر حبیبوت رامی صاحب سول سرجن منظر نگار ۶ جلدین۔ (۳) کیٹن لے سی بارٹن صاحب ڈپٹی کسٹرن ضلع گرگانہ ۹ جلدین (۴) سرجن کیٹن ڈی ٹی لین صاحب سول سرجن ضلع کانگرہ چار جلدین (۵) ریاست تانبہ ڈاکٹر تیرتھ رام صاحب ۱۲ جلدین۔ (۶) سرجن کیٹن بیچ ایم مورس صاحب سول سرجن فیروز پور ۶ جلدین (۷) سرجن کیٹن جان ملوینی صاحب سول سرجن بنوں ۵ جلدین (۸) سول سرجن ہزارہ جلدین مصنف ان تمام محنفوں کا دل سے شکر گزار ہے۔

(۳) خلاصہ رائے ڈاکٹر اسکاٹ صاحب ایم۔ ڈی مین بے دل سے اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ایسی کتاب اُردو یا انگریزی میں آج تک نہیں دیکھی جو ادویہ کے خواص اور امراض کا علاج اس کمال اور خوبی کے ساتھ بیان کرے یہ کتاب ایسی جامع اور ایسی قابل اقبال اور ایسی مفید ہے کہ اسکی کوئی نظیر نہیں اسکی ایک ایک جلد ہر گھر میں ہونی چاہیئے۔

(۴) خلاصہ رائے حکیم کریم اللہ صاحب حکیم بیٹا۔ مفید عام ایک نہایت ہی عجیب و غریب اور نہایت ہی مفید اور ایک بڑی نظیر کتاب ہے ہر ایک مرض کا نام ہر زبان میں سے علاج مفصل و مدلل درج کیا گیا ہے زمانہ سابق و حال میں کوئی اسکی نظیر نہیں۔ ہر گھر میں اس کی ایک جلد رہنی چاہیئے۔

نوٹ۔ اسیدہ کہ ہاسپٹل مسٹون کی درخواستوں پر ایتھاندہ اطفال میں بھی مفید عام خرید کر شفاخانوں میں بھیجی جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 تذکرۃ القسین
 بابت ماہ نومبر ۱۸۹۹ء
 جلد ۱۲
 نمبر ۱۲

بفضلہ تعالیٰ یہ سالہ ماہواری شائع ہوا کریگا اور اس کے اغراض
 حسب فریل ہون گے
 اول قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہواری رسالہ کی صورت میں شائع کرنا اور ایسی
 بنیادیں اور تدابیر پیش کرنی جن سے قرآنی علوم کا رواج ہو
 دوم قرآن کی کاملیت اور فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا
 سوم تحالفین کے اعتراضات کا جواب دینا بت شائستگی اور حلم
 کے ساتھ قرآن مجید سے دنیا
 چھارم مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا
 قیمت سالانہ معہ محصول اکٹھا کر دینا جو ہنگی ادا ہونی چاہیے

التاس منیجر

جن صاحبان کے ذمہ قیمت سالانہ واجب الادا ہے۔
 براہ مہربانی مرحمت فرما کر مشکوٰۃ
 فرمایا اور عند اللہ ہو۔
 قطعاً

غور سے پڑھو اور عبرت پکڑو

یاد رکھو کہ جو قرآن کا غافل ہو اور شیطان کے پنجہ میں جا پھنسا بھی لے یا کینہ اور بی لک
تعمید ہو انسان کو شیطانی وساوس و شیطانی تسلط سے بچا سکتا ہی اللہ تعالیٰ فرماتا
وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
جس سے غافل ہو تا ہی ہم شیطان کو اوپر غالب کر دیتے ہیں تب وہ اس کا سامنے بن جاتا ہی
پھر ایک بجگہ فرماتا ہی جسے میرے ذکر سے منہ پھرا پس تحقیق اس کے واسطے گذران تنگ
ہو گی اور قیامت کے دن ہم اس کو نادمہ اور ٹھاؤنگے پس سجدہ لو یاد رکھو کہ مسلمانوں کو واسطے
قرآنی اذکار سے غفلت کرنا دینی اور دنیاوی بربادی کا باعث ہی۔ وقت ہر اب بھی
سمجھ لو اور قرآن کی طرف جھک جاؤ جس جس طریق سے ممکن ہو قرآنی اذکار اور قرآنی تعلیم کو
خوب راج دوسکے مشابہات کو پکڑ کر جھگڑائیں مت بھسو بلکہ محکمات کو مضبوط پکڑ کر
متفق ہو جاؤ اور تفرقہ اندازی سے باز آ جاؤ۔ اللہ کریم فرماتا ہی یہ قرآن اس کی رسی ہے
ہے تم متفق ہو کر مضبوط طور سے پکڑو اور تفرقہ نہ ڈالو اور اس کی نعمتوں کا شکر کرو کہ تم اس میں
جدتھ اور اللہ تمہارے دلوں کو ملاو یا اور اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے اور ہم
غنا جہنم کے کنارہ پر کھڑے تھے۔ پس اللہ نے ٹکڑے بکڑے کر دیے کہ تفرقہ بین پڑنا غار جہنم کے
کنارہ پر کھڑے ہونا ہی جس سے بچنے کی صورت سوا اسکے کوئی نہیں کہ قرآن مجید پر خلوص اور
اتفاق کے ساتھ قائم ہو جاؤ یہ اپنی عادات اور مذاق کو قرآن کی پیٹا بنانا ہر مسلمان کا
فرض ہے پس جن باتوں سے قرآن کریم منع فرماتا ہی ان سے تو بے نی جا ہیے اور جسکی
بابت حکم کرتا ہی اوپر قائم ہو جانا چاہیے مگر افسوس کہ مسلمانوں کی حالت کلیتہً قرآن کے
مخالف ہو گئی ہو اور اس مخالفت نے مسلمانوں کی دینی دنیاوی حالت کو تباہ
کر دیا ہی۔ کیا ہوا اگر ایک حسد باز زمین کا نام شروع کر دے تو سب کچھ اپنے لیے لوگ اس پر
گرد جمع ہو جاتے ہیں جیسے گند پر کہتیاں اگر بندیاں کچھ بنایا ہو الا جاتا ہو تو سب کی آنکھیں اسکی

تذکرۃ القرآن

بابت نمبر ۹۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مُحَمَّدٌ وَنُصَلِّ عَلَى رَسُولِهِ لَكُم

نمبر ۱۲

جلد

ذکر و فکر

هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ
کیا انہما اور سونہا کا برابر ہو سکتے ہیں پس کیا تم فکر نہیں کرتے
وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّمُؤْمِنِينَ وَفِي الْأَنْفُسِ أَفَلَا تَنصُرُونَ
یقیناً انہما کیلئے زمین میں خود تمہارا نفسوں نشان ہیں کیا انہیں کیجیے
لَٰنَ شَرِّ الْوَسْوَءِ الْخَافِضِ إِلَيْكُمْ الْبُكْرَةِ الَّذِينَ لَا يَقُولُونَ
اللہ کے نزدیک شر ترین حیوانات گونگے اور بہرہ بین جو عقل نہیں خرچ کرتے
وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا
اور رسولؐ نے کہا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بیکواس بنالیا

۱۔ قرآن مجید انسان کے اندر ذکر و فکر کی قوتیں پیدا کرنی چاہتا اور خود سراسر
دعوت و نصیحت ہے۔ سچے قصوں اور واقعی مثالوں سے انسان کو بیدار اور
خبردار کرتا اور حیوانی زندگی کے علاوہ ایک روحانی زندگی بخشنا جاتا ہے
چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اِنَّ هُوَ لَا ذِكْرَ لِّلْعَالَمِينَ یہ تمام جانوں کے واسطے
نصیحت ہی نصیحت ہے۔ پھر فرماتا ہے اِنَّ هُوَ لَا ذِكْرَ لِّكَرِّیْ لِّلْبَشَرِ
یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے۔ پس لازم تھا کہ دنیا کی تمام
زبانوں میں اس عام نصیحت نامہ کے ترجمہ ہو کر عام طور پر شائع کیے جائے

مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس طرف ابھی تک کچھ توجہ نہیں کی اور اسکے چھپا کر رکھنے کا تمام وبال اوٹھا رہے ہیں بلکہ جو تراجم آج تک اُردو یا فارسی میں ہوئے خود بھی ان سے استفادہ نہیں کرتے جو عربی کے عالم و فاضل کہلاتے ہیں وہ بھی اسکے معنی اور مطالب سے کچھ مذاق نہیں رکھتے۔ عربی دانی کا بڑا گھمٹ صرف و نحو کے بڑے فاضل مگر قرآن کے میدان میں اندھے نے بصر میں ایک فاضل اجل کو سینے خود دیکھا جو ایک بڑے شہر کا قاضی و مفتی تھا حدیث و فقہ سے واقف۔ قرآن کا حافظ۔ مگر قرآنی مضامین سے مطلق نا آشنا تھا جب کبھی کسی قرآنی آیت کے معنی اس سے دریافت کئے جاتے تو تفسیر میں منگا کر مطالعہ کیا کرتا۔ مجھے ایسے مولویوں کو دیکھ کر ہمیشہ سخت رنج ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک کاغذ کے برابر بھی قرآن کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ اگر یہ لوگ قرآن کی کچھ بھی قدر کرنے تو ضرور تھا جہاں اس صد ہا کتابین باسعی پڑھیں اسکو بھی پڑھ لیتے۔ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا کہ تمام علوم قرآن کے خادم ہیں اور جو علم قرآن فہمی کی غرض سے پڑھا جاوے وہ جائز ہے ورنہ ناجائز مگر ان مولوی صاحب کا یہ حال کہ اور علوم عربیہ یعنی صرف و نحو معقول منقول۔ حدیث و فقہ سے خاصے واقف مگر قرآن سے نا آشنا محض تھے۔ ہاں سمیعنی طور پر ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے مگر مہزون سے سخت لا برائی مغایرت اور متفرق تھا۔ کیا جس کتاب کا نام تذکرۃ للعالمین ہے اسکا یہی حق ہے کہ بمعنی پڑھی جاوے اور کبھی اوسپر غور و فکر تو کیا۔ معانی کی طرف خیال بھی نہ کیا جاوے۔ اگر مولوی لوگ ایک ادنی خیال کے ساتھ بھی تلاوت قرآن کریں تو ضرور ہے کہ خود بخود انکشاف ہوتا جایا کرے مگر اونچے نا شنائی اور بخیر شای ثابت کرتی ہے کہ

معانی کی طرف سے عمداً لا پرواہی اور نفرت ہی جس تو اثر اور شد و مد کے ساتھ قرآن مجید غور و فکر اور تدبر و تعقل کے واسطے زور دیتا ہے اگر اس کا مفصل بیان کیا جائے تو علیحدہ جلدیں درکار ہوں فی الحقیقت تمام قرآن اسی بیان سے بھرا ہوا ہے ذیل میں ہم محض چند آیات مثال کے طور پر درج کرتے ہیں۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ مُّبَشِّرٌ وَنَذِيرٌ وَلِيُنْذِرَ اُولُو الْاَلْبَابِ ط بركت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل دانش لوگ نصیحت پکڑیں۔ مگر افسوس تدبر اور تفکر سے کچھ واسطہ نہیں رہا بلکہ اُس آیت کے خلاف شب و روز عمل ہو رہا ہے۔ کیونکہ بھی اس خلاف ورزی پر درد پیدا نہیں ہوتا۔ مولوی لوگ خلافِ عمل دیکھ کر ایسی آیات کے معنی سے ہی دل جرا جاتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ يَسْتَنْذِرُ مَنِ كَانَ حَتَّىٰ تَحِقُّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ یہ تو نری نصیحت اور عام فہم قرآن ہے تاکہ زندہ دل لوگ اس سے ڈرے جاوین اور منکروں پر حجت قائم ہو پس چونکہ خلاف اور بد عملی کی وجہ سے لوگ مُردہ دل ہو گئے ہیں اسلئے نہ تو کوئی اسکو نصیحت سمجھتا ہے نہ کوئی عام فہم اور صاف صاف خیال کرتا ہے بلکہ اپنے اوپر حجتِ الہی قائم کر رہے ہیں۔ افسوس اون مولویوں پر جو علمیت کا دعویٰ کریں اور قرآن کی ایسی عبرتناک آیات سے عمداً غافل بنے رہیں بلکہ اسکے معنی کو غیر ضروری اور مہمل سمجھ کر جیسے تلاوت کرتے رہیں۔

وَاَنْزَلْنَاهَا اِلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ لَعَلَّكُمْ تَتَذَكَّرُونَ۔ اور ہم نے اس میں

مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس طرف ابھی تک کچھ توجہ نہیں کی اور اسکے چھپاؤ رکھنے کا تمام وبال اوٹھا رہے ہیں بلکہ جو تراجم آیتک اُردو یا فارسی میں ہو خود بھی ان سے استفادہ نہیں کرتے جو عربی کے عالم و فاضل کہلاتے ہیں وہ بھی اسکے معنی اور مطالب سے کچھ مذاق نہیں رکھتے۔ عربی دانی کا بڑا گھمٹ صرف و نحو کے بڑے فاضل مگر قرآن کے میدان میں اندھے نے بصر میں ایک فاضل اجل کو سینے خود دیکھا جو ایک بڑے شہر کا قاضی و مفتی تھا حدیث و فقہ سے واقف۔ قرآن کا حافظ۔ مگر قرآنی مضامین سے مطلق نا آشنا تھا جب کبھی کسی قرآنی آیت کے معنی اس سے دریافت کئے جاتے تو تفسیر میں منگوا مطالعہ کیا کرتا۔ مجھے ایسے مولویوں کو دیکھ کر ہمیشہ سخت رنج ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک کافیکے برابر بھی قرآن کی ضرورت نہیں سمجھی کیونکہ اگر یہ لوگ قرآن کی کچھ ہی قدر کرنے تو ضرور تھا جہاں اور صد ہا کتابیں باسحق پڑھیں اسکو بھی پڑھ لیتے۔ ایک مولوی صاحب نے بیان کیا کہ تمام علوم قرآن کے خادم ہیں اور جو علم قرآن فہمی کی غرض سے پڑھا جاو وہ جائز ہے ورنہ ناجائز مگر ان مولوی صاحب کا یہ حال کہ اوہ علوم عربیہ یعنی صرف و نحو معقول منقول۔ حدیث و فقہ سے خاصے واقف مگر قرآن سے نا آشنا محض تھے۔ ہاں جمیع طور پر ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے مگر معنوں سے سخت لا برائی مغایرت اور تنفر تھا۔ کیا جس کتاب کا نام تذکرۃ للعالمین ہے اسکا بھی حق ہے کہ بمعنی پڑھی جاوے اور کبھی اوسپر غور و فکر تو کیا۔ معانی کی طرف خیال بھی نہ کیا جاوے۔ اگر مولوی لوگ ایک ادنی خیال کے ساتھ بھی تلاوت قرآن کریں تو ضرور ہے کہ خود بخود انکشاف ہوتا جایا کوئے مگر اونکھ نا آشنائی اور بخیر شای ثابت کرتی ہے کہ

معانی کی طرف سے عمداً لا پرواہی اور نفرت ہی جس تو اثر اور شد و مد کے ساتھ قرآن مجید غور و فکر اور تدبر و تعقل کے واسطے زور دیتا ہے اگر اس کا مفصل بیان کیا جائے تو علیحدہ جلدیں درکار ہوں فی الحقیقت تمام قرآن اسی بیان سے بھرا ہوا ہے ذیل میں ہم محض چند آیات مثال کے طور پر درج کرتے ہیں۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ مُّكَيَّدٌ بِسُورٍ اُولٰٓئِیْهِ وَلَیْتَدَّكْسٰی
 اُولُو الْاَلْبَابِ ط بركت والی كتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے
 تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل دانش لوگ نصیحت پکڑیں۔
 مگر افسوس تدبر اور تفکر سے کچھ واسطہ نہیں رہا بلکہ آس آیت کے خلاف
 شب و روز عمل ہو رہا ہے۔ کیسکو بھی اس خلاف ورزی پر درد پیدا
 نہیں ہوتا۔ مولوی لوگ خلاف عمل دیکھ کر ایسی آیات کے معنی سے ہی
 دل جرا جاتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْآنٌ مُّبٰیْنٌ یَسْتَذِیْرُ مَنْ كَانَ
 حَتّٰی یُصِیْحَ الْقَوْلُ عَلٰی الْكَافِرِیْنَ۔ یہ تو نری نصیحت اور عام فہم قرآن
 ہے تاکہ زندہ دل لوگ اس سے ڈرے جاوین اور منکروں پر حجت قائم ہو
 پس چونکہ خلاف اور بد عملی کی وجہ سے لوگ مُردہ دل ہو گئے ہیں اسلئے
 نہ تو کوئی اسکو نصیحت سمجھتا ہے نہ کوئی عام فہم اور صاف صاف خیال کرتا
 ہے بلکہ اپنے اوپر حجت الہی قائم کر رہے ہیں۔ افسوس اون مولویوں پر
 جو علمیت کا دعویٰ کریں اور قرآن کی ایسی عبرتناک آیات سے عمداً
 غافل بنے رہیں بلکہ اسکے معنی کو غیر ضروری اور مہمل سمجھ کر محض تلاوت
 کرتے رہیں۔

وَاَنْزَلْنٰا فِیْہَا اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ لِّعَلَّہُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ۔ اور ہم نے اس میں

صاف صاف آیتیں اوتاری ہیں تاکہ وہ سمجھیں اور نصیحت پکڑیں۔
اس آیت شریفہ میں اول تمام یہود و ساوس کی تردید ہی جو قرآن کو
منکمل اور مجمل تھا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسکا بمعنی بڑھنا ہی
ٹھیک ہے یہ کیا کفر اور کیا بُہتان ہے۔

وَكَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُ رَبِّكَ وَأَنْتَ كَرِيمٌ
لَعَلَّكُمْ يَتَّقُونَ۔ اَوْ یُحْدِثُ لَكُمْ ذِكْرًا اور ایسا ہی
ہے اسکو عربی زبان کا قرآن اُتار رہا ہے اور اس میں طرح طرح کے دلائل
میں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں۔ یا انکے ذریعہ سے ان کے دلوں
میں غور و فکر پیدا ہو۔ اے ہنوس جو کتاب خوف و ڈر اور غور و فکر
پیدا کرنے کی واسطے نازل ہوئی اور سیکو انتہا درجہ کی غفلت اور جہالت کا
ذریعہ بنالیا۔ کیا یہی ایمان داری اور اسلام ہے کہ صحیح آیات قرآنی کی
ایسی سخت مخالفت کی جاوے۔

مَا أَتَتْكُمْ عَلَيْكَ الْفُتْنَانِ لِيُتَشَفَّيَا إِلَّا تَذَكُّرٌ لِّمَنْ يَخْشَى
ہے تجھے قرآن اس واسطے نازل نہیں کیا کہ تو مشقت اوٹھاوے بلکہ ہر
خدا ترس کی واسطے یہ ایک نصیحت ہے۔

مولویو۔ بزرگو۔ سنو! قرآن کا یہی حق نہیں ہے کہ اندھے طور پر اس کے
حفظ کرنے میں مشقت اوٹھائی جاوے بلکہ یہ ایک نصیحت ہے
جبکہ مفتاح القرآن نے یہ ثابت کر دیا کہ قرآن مجید کا با معنی بڑھنا
مادری زبان کی کتابوں سے بھی آسان تر ہے اور خود قرآن کریم
بار بار شد و مد کے ساتھ اسکی آسانی کی شہادت دیتا ہے پھر
ذاتی مشاہدہ اور قرآنی آیات کی کیون عمدہ تکذیب کرتے اور اسکی

خلافت پر رہے ہوئے ہو۔ کیون اسکے باسمنی پڑنے کا رواج نہیں دیتے جو صکر
 البیہ وقت میں جبکہ فضل ازدی سے منقول القرآن صبی ایک کلید باتہ آگئی ہو
 وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا
 ہننے اس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا ہے تاکہ وہ سمجھیں مگر اون کو نفرت
 ہی نفرت زیادہ ہوتی ہے۔ عبرت! عبرت!! عبرت!!!
 کن لوگوں کی شان میں یہ آیت ہے اور مسلمانان حال پر کیسی صادق
 آتی ہے۔

يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ تمکو اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو
 کیا امت اور کیا ربوبیت ہے کہ جس ذکر و فکر کی سخت ضرورت ہے
 او سکوکس کس پیڑا میں اور کس شفقت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔
 وَأَنْتُمْ لَا تَتَذَكَّرُونَ۔ ہننے تجھ پر نصیحت اتاری ہے تاکہ جو کچھ
 لوگوں کے واسطے اوتار اگیا ہے تو اون سے بیان کر دے اور تاکہ وہ
 خود بھی غور و فکر کریں۔

فَاذْكُرُوا الْقَصَصَ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ۔ پس تو قصہ بیان کر تاکہ وہ فکر کریں
 تمام قصبات و آئی عبرتناک واقعات میں جن پر غور و فکر کرنا اور نصیحت پکڑنا
 ہر شبہ کا فرض ہے پس کیسے حق ہیں وہ لوگ جو ان واقعی قصوں کو
 فضول خیال کر کے قرآن پر معترض ہوتے ہیں اور کیسے نادان و بیفہم
 ہیں وہ لوگ جنہوں نے صحیح واقعات قرآنی کے ساتھ بہت کچھ جھوٹ
 ملا کر تمام قرآن کو فسانہ عجائب بنا دیا ہے بجا سے عبرت اور نصیحت پر
 دلچسپ لغویات اور ہزلیات کا اکھاڑہ ثابت کرنا چاہا ہے اور اس قرآنی

جگا اوٹھایا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ دو گروہوں میں کونسے گروہ کو ٹھہرنیکی رت اپنی
 یاد ہے۔ ہم انکا قصہ ٹھیک ٹھیک بیان کرتے ہیں کہ وہ چند جوان تھے جو
 اپنے پروردگار پر ایمان لائے اور ہم انکو زیادہ ہدایت دیتے گئے اور ہم نے
 انکے دلوں کو قائم کر دیا کہ جب اوٹھ کھڑے ہوئے اور بول اوٹھے کہ ہمارا
 پروردگار تو وہی ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار ہے ہم تو اسکے سوا کسی
 دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اگر ہم ایسا کریں تو بہت ہی بیجا بات ہے ہر گز
 انکی تعداد اور مدت قیام کا اختلاف جو عام طور پر زبان زد خلائق تھا بیان
 فرمایا ہے کہ بعض تو کہتے ہیں کہ وہ تین تھے اور جو تھا انکا کتا ہے۔ بعض
 کہتے ہیں پانچ تھے۔ چھٹا انکا کتا ہے۔ یہ سب غیب کی باتوں میں انگل
 کے ٹکے چلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں سات تھے اور آٹھواں کتا ہے۔
 ان تمام اختلافات کا قرآن کریم محض سیدہ جواب دیتا ہے۔ اے پیغمبر!
 کہہ دے کہ انکی گنتی کو میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے۔ انکو تو تھوڑے
 ہی لوگ جانتے ہیں۔ پھر حکم ہے کہ اے پیغمبر! اصحاب کہف کے بارہمیں
 ظاہر باتوں سے زائد بحث مت کر اور انہیں سے کسی شخص سے اصحاب کہف
 کی بابت سوال بھی مت کر۔ پھر مدت قیام کی بابت لوگوں کا قول فرمایا ہے
 کہ اپنے غار میں تین سو تو برس سے اس کے بعد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیام کو اسد بہتر جانتا
 ہے۔ الغرض مدت قیام اور تعداد کے تعین سے حاصل بھی کیا ہے انکے قصہ سے
 محض سیدہ جتنا ناظر تھا کہ وہ چند با ایمان جوان تھے جنکو دینا نے ہر طرح
 تنگ کرنا چاہا مگر وہ اپنے ایمان پر قائم رہے اور ایک لقمہ دوق میدان میں
 ایک غار کے اندر جا چھپے۔ یہی ایمان داری کی شناخت ہے کہ انسان
 دنیا کے خوف سے اپنے دین کو ترک نہ کر دے، مگر اسوقت مسلمانوں

کی حالت یہ ہو کہ دین کی ذرا بھی پرواہ نہیں دنیا کی خاطر جو چاہیں سو کریں
 ہزار ہا مثالیں ایمان داری کی قرآن مجید نے بیان کی ہیں مگر تمام عمل اور ان کے
 عین خلاف ہیں یہی وجہ ہے کہ اوسکا با معنی پڑھنا چھوڑ دیا گیا ہے جو
 عربی دان ہیں وہ عمداً مضمون پر نظر نہیں رکھتے بلکہ بت پرستوں کے
 طور پر اوسکے اوراق یا الفاظ کو پڑھتے ہیں یا محض خوش الحانی یا شیطانی
 کا مذاق رہ گیا ہے کیا عجیب ماجرا ہے جس قدر زیادہ تکرار اور شد و مد کے
 ساتھ ذکر و فکر اور تدبر و تفقہ کا حکم ہے اوسی قدر اوسکے خلاف بیعتی
 بے غوری بے سمجھی اور غفلت کو کام میں لارہے ہیں اس سے بڑھ کر اور
 کیا بے غوری ہو سکتی ہے کہ اسکا با معنی پڑھنا متروک ہو گیا حالانکہ بار بار
 قرآن مجید فرماتا ہے **ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** اللہ تعالیٰ تمکو
 یہ حکم کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ پھر فرماتا ہے **ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ**
تَتَذَكَّرُونَ۔ اللہ تمکو یہ حکم کرتا ہے تاکہ تم نصیحت کیو۔ پھر فرماتا ہے
ذَلِكُمْ وَصَّكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ اللہ تمکو یہ حکم کرتا ہے تاکہ تم متقی بنو۔
 پھر فرماتا ہے۔ **قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُفْقَهُونَ**۔ تحقیق ہم نے
 اوس قوم کے واسطے آیات صاف صاف بیان کر دی ہے جو سوچتے اور
 سمجھتے ہیں۔ **وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ**۔ اور
 اللہ اپنی آیتوں کو صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ وہ سمجھیں۔ **لَعَلَّكَ**
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ اسبطرچ اللہ اپنی آیتیں
 بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔ پس جو سننے والا ہے وہ سن سکتا ہے۔
 جو دیکھنے والا ہے وہ دیکھ سکتا ہے۔ جو سمجھنے والا ہے وہ سمجھ سکتا ہے
 مگر بہر اسن نہیں سکتا۔ اندھا دیکھ نہیں سکتا۔ اور بھیل سمجھ نہیں سکتا۔

اے بھائیو! بزرگو! غور کرو کہ آپ کی حالت اون لوگوں میں سے ہے
یا نہیں جکی نسبت قرآن مجید بار بار فرماتا ہے۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ
يَذَكَّرُونَ۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ
میں خیال کرتا ہوں کہ صاحب عقل۔ صاحب فکر۔ صاحب ذکر اور صاحب تنقہ
بہت ہی کم ہونگے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ۔ پھر
غور کرو کیا آپ اون لوگوں میں سے ہیں جنکی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ۔ لَعَلَّكُمْ يَعْقِلُونَ۔ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ لَعَلَّكُمْ تَتَقَوَّنَ
مجھے اس میں بھی منفی جواب نظر آتا ہے کیونکہ اگر یہ لوگ صاحب فکر و عقل ذکر
و تقویٰ ہو سکتے تو قرآن مجید نے اس بارہ میں کچھ ذکر نہیں لگایا تو ضرور ہوجاتا
مگر وہ روز بروز اوڑھے قدم پیچھے ہٹے جا رہے ہیں۔ قرآن کی نسرل ایسی
دور دراز کر دی ہے اور ایسے ایسے مشکلات اور سکی تعلیم و تفہیم میں قایم
کر دیئے ہیں کہ اوسکا پڑھنا محالات سے ہو گیا ہے۔ منقول القرآن نے
فضل انبوی سے تمام بیودہ سدر راہون کو دور کر کے قرآنی تعلیم کو نہایت
آسان کر دیا مگر غفلت اور خلافت نبوی نے مسلمانوں کی سمجھ پر پردے
ڈال رکھے ہیں کہ وہ اس آسمانی امداد سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔
الہدایہ کیسا مشکل کام ہو گیا ہے کہ مسلمانوں کو قرآن با معنی پڑھنے
کی طرف جھپکایا جاوے۔ جس میں اس آسمانی نور کی طرف کچھ ایمان
ہے وہ آئے در نہ رب العالمین غنی و حمید ہے اوسکی ذات قدوس
ہے۔ کوئی حاجت اوسکو نہیں یہ محض اوسکی رحمت ہی جو اس کامل
ہدایت کی طرف استغذ کرار اور ایسے شد و مد کے ساتھ وہ اپنی بندوں
کو بلاتا ہے ایک اور ہر ایہ میں قرآن کریم فرماتا ہے قَدْ جَاءَكُمْ

بَصَائِرٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ مَرْغَىٰ فَهِيَ الْفَاحِشَةُ تَحْتِيقُ تَبَارَكَ رَبُّ
کی طرف سے روحانی آنکھیں آگئی ہیں پس جو دیکھے اپنے نفس کا بھلا کرنا ہے
اور جو اندھا رہے اپنے نفس پر وبال ڈالتا ہے۔

عزور کو کس طرح سے قرآن مجید فرماتا ہے کہ یہ کتاب رُوحانی آنکھیں ہیں
یہ کتاب ذکر فکر تفقہ۔ تدبیر۔ تعقل اور تبصر کے واسطے ہو اسکا یہ مدعا ہے کہ
تم میں ذکر۔ فکر اور اصلاح کی عادات پیدا ہوں۔ پھر کیا آپ نے اسکو
ایسا ہی سمجھ کر اسکے مطابق عمل کیا ہے یا سراسر غلط فہمیوں و آئیاؤ کو
الْبَصَائِرِ

۴۔ عالم کا ہر ایک ائمہ نصیحتوں کی کتاب اور خدا انسان کا نفس غیرتوں کا
و فرسے قرآن مجید اور تمام نصیحتوں اور غیرتوں کی یاد دہانی سے بھرا
ہو ہے ہر لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے وَفِي الْأَرْضِ
آيَاتٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَفِي الْإِنْسَانِ أَعْلَامٌ لِّمَن يَنصُرُونَ۔ زمین میں اہل یقین
کے واسطے نشانات ہیں اور تمہارے نفسوں میں بھی کیا پس نہیں دیکھتے ہو۔
لَا فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَخْلَافٍ إِلَّا لِيَذْكُرُوا لَآيَاتِ الْكَتَابِ
الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّكَ
تخفیک آسمانوں اور زمین کی مخلوقات اور شب و روز کے اخلاف میں اصل دانش کے
واسطے نشانات ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے
اور آسمانوں اور زمین کے پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب
تو نے یہ باطل پیدا نہیں کیا۔ تو پاک ہے پس بکو دوزخ کے عذاب سے بچا۔
مخلوقات عالم میں غور و فکر کرنے سے جو جو سبق ملتے ہیں ان کی

تشریحات سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ ایک اور جگہ پر فرماتا ہو۔ وہی
 ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا جس میں سے کچھ تمہارے پینے کے کام آیا
 اور کچھ درخون کی حیات کا موجب بننا ہی جو تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو
 اُس پانی سے خدا تمہارے واسطے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگو اور
 ہر طرح کے بھل پیدا کرتا ہے جو لوگ سمجھ کو کام میں لاتے ہیں ان کے واسطے
 اس میں قدرت خدا کی آیات ہیں اور اس نے رات اور دن اور سورج اور
 چاند کو تمہارے واسطے قاعدوں کا پابند کر رکھا ہے اور ستارے بھی اسی
 کے حکم سے پابند احکام میں عاقلاؤں کے واسطے اس میں بہت نشانات
 ہیں اور جو چیزیں تمہارے واسطے زمین میں پیدا کر رکھی ہیں اور ان کی
 مختلف رنگتیں ہیں اس میں اہل ذکر کے واسطے آیات ہیں۔ اسی طرح
 قدرت کے نظارے سے بیان کر کے قرآن مجید ذکر و فکر اور تدبر و تفہیم کی
 طرف توجہ دلانا ہے اور فرماتا ہے کہ اہل عقل اور اہل فکر کے واسطے اس میں
 ہزارا سبق ہیں پر جو اندھا ہو کر دنیا میں بھرے اور نہ کچھ نظر نہیں آ سکتا
 اور جو عقل و فکر کو دور کر کے قرآن مجید حفظ کرے اور نہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا
 اپنی نسبت قرآن کریم بار بار فرماتا ہے اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ
 اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ وَاَمَّا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْبَشَرِ
 تَذَكُّرًا لِّلْعَالَمِيْنَ تُوذِّعُ فِيْهِ هُدًى وَرَحْمَةٌ وَهُوَ عَظَمَةُ
 رُوحَانِیْ اَرْکَمِیْنَ۔ قرآن۔ تہول فصل۔ میزان۔ تفصیل کل شیء ورحمۃ
 مگر کوئی ایک نہیں سنتا۔ اور ایک نہیں مانتا۔ جس لکیر بڑے گئے بس
 او سیکے ہوئے نہ کوئی سمجھ نہ پڑھتا اور نہ سمجھتا جانتا ہے۔ نہ کوئی سمجھ
 کھول کر دیکھتا اور نہ دیکھتا جانتا ہے اور نہ کوئی اس کی صدا کو سنتا اور

اور نہ سننا چاہتا ہی نہ کوئی اسکو نوروہایت اور رحمت و شفاماتا اور نہ مانتا چاہتا ہے۔ مان بمعنی پڑھنے، بخیر اور بُرے، سمجھ رہنے کو سب گوارا کرنے میں غفلت اور بد عملیوں نے مسلمانوں کو کچھ ایسا قرآن سے دُور اور متنفر کر دیا ہے کہ اسکے مطالب و مضامین کو وہ سُن ہی نہیں سکتے۔ قرآن ہزار کہا کرے اوس کے مطلب سے بچنے کا یہ عجیب رستہ نکالا ہے کہ با معنی پڑھنا اور پڑھانا قطعاً متروک کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ذکر و فکر کی آئین بہت سی مثنیٰ اب تبشیری اور تفسیری آیات بھی سُنو جن میں باعمل اور باایمان لوگوں کے واسطے قطعی اور یقینی اور واقعی بشارات ہیں اور بد عمل اور بے ایمان لوگوں کے واسطے قطعی اور یقینی اور واقعی خوف اور عبرت ہے وَکُوْنُہُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰتَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْہُمْ مِنْ ذِکْرِ لَہُمْ لَا کُلُوْا مِنْ فَوْقِہُمْ وَرَمٰنْ تَحْتَہُمْ اَرْجُلُہُمْ اور اگر یہ لوگ تورات اور انجیل اور اُن صحیفوں کو جو ان کے پروردگار کی طرف سے انکی طرف نازل ہوئے قائم رکھتے تو ضرور ہم اُن کو ایسی برکت دیتے کہ ان کے اوپر رزق برسا اور پاؤں کے تلے سے اوبلتا اور فراغت سے کھاتے۔ دیکھو یورپ نے اس الہی قانون سے کیسا فیض حاصل کیا تورات و انجیل اور دیگر صحیفوں کو قائم کیا اور اسکے اجر میں اُن کس فراغت کے ساتھ بسر اوقات کر رہے ہیں۔ واقعی اوپر سے بھی رزق برس رہا ہی اور پاؤں کے نیچے سے بھی اوبل رہا ہے مگر مسلمانوں نے اپنی کتاب کو چھوڑ دیا اور قطعاً چھوڑ دیا اسلئے پامال کر دیئے گئے اور ایسے طریق پر پامال کئے گئے کہ جا بجا مسلمانوں کے ملک اہل یورپ کے ماتحت یا اونچے مقابلہ میں ہست کر دیئے گئے تاکہ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت اپنا

اور اسکی سزا یا داتی ہو مگر بمعنی اور عقل کے ساتھ پڑھنے کی ایسی شراہ ہے کہ نہ تو عربی والوں کو کچھ سمجھتی ہے اور نہ غیر عربی دانوں کو۔ قرآن تو سبھی کچھ سمجھاتا ہے مگر کوئی سمجھنے بھی۔ اس پر طرفہ یہ ہے کہ جو قرآن میں عقل کو درک دے اور اسکو کافر کہنے کو طیارہ بن اور قرآن معقلوں کی نسبت فرماتا ہے لَٰنَ شَرَّ اَٰلَآءِ اَبْرَحٰنَ اللّٰهُ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ؕ اللہ کے نزدیک شریر ترین حیوانات وہ گونگے بہرے ہیں جو عقل کو کام میں نہیں لاتے پھر فرماتا ہے وَ یَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلٰی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ اور اللہ شرک کی گندگی اور نین لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں نہیں لاتے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں شرکانہ خیالات اور عادات بہت زور سے پھیلتی جاتی ہیں۔ الہی قانون کا ہر ایک لفظ اہل ہے۔ جبکہ مسلمانوں نے قرآن مجید کو سمجھنا اور سپر غور کرنا اور محسوس میں عقل خرچ کرنا ترک کر دیا تو پھر ضرور تھا کہ وہ شرک کی گندگی میں ڈالے جاتے چنانچہ ذکر و فکر چھوڑنے کی وجہ سے ہزار ناقص قسم کے شرکوں میں مبتلا ہو گئے۔ ساتھ ہی عقلیں ایسی ماری گئیں کہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اور قرآنی قاعدہ کے مطابق عقل خرچ نہ کرنے کی وجہ سے شریر ترین حیوانات بن گئے۔ عقل اور دین اس طرح خراب ہوئے۔ دنیا بھی قرآنی غفلت کی وجہ سے اس قانون ربانی کے مطابق خراب ہو گئی جو فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضٰلٰکًا وَخٰشِرَۃً یَّوْمَ الْیَقِیْمَةِ اَعْمٰی اور جس نے میری نصیحتوں سے منہ پھیرا۔ پس تحقیق اس کے واسطے گزراں تنگ ہے۔ اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اور ٹھاوین گے۔ اے مسلمانو! کچھ قرآن کو سمجھو۔ اسکی قدر کرو اور مانو ورنہ لاپرواہی کے نتائج بہت کچھ

دیکھ چکے اور دن بدن دیکھ رہے ہو اب انجام کو خود سوچ لو۔ ایک اور
 قانون الہی جو دنیاوی تباہی کے متعلق ہے سُن لو وَلَا ذَا اَرْدْنَا اَنْ مَّهْلِكًا
 قَسِيْرَةً اَمْ زَاْمِنًا فَيَمَّا فَنَفْسُكُمْ فِيْهَا فَاَنْتُمْ عَلٰى مَا الْقَوْلُ فَاَمَّا مَكْرُهَا
 تَكْدِمِيْنًا اور جب ہم کئی قانون کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تب اس کے آئندہ حال کو گونا گویا حکم
 پہنچے ہیں پس وہ اس میں فرمانی کرتے ہیں پھر وہ سبھی حکم عذاب کی سخت ہو جاتی ہے تب ہم اس میں سستی کو بر کرتے
 کرتے ہیں قرآن کریم اس مسئلہ کی تفصیلات سے بھرا ہوا ہے کہ احکام الہی کی
 متابعت انسانی اصلاح اور بہبودی کا موجب ہوتی ہے برعکس کے نافرمانی
 اور مخالفت خرابی اور تباہی کا موجب بن جاتی ہے تاریخ عالم اور موجودہ حالات اس
 مسئلہ کی صداقت کے گواہ ہیں۔ جس قوم نے اپنی آسمانی کتاب کو چھوڑا
 اور اسکی مخالفت کی وہ ضرور ذلیل اور تباہ کر دی گئی۔ خواہ موجودہ قوموں میں
 نظر دوڑا کر دیکھو یا گذشتہ تاریخوں پر تو یہی ثابت ہوگا۔ اس مسئلہ کو انشاء
 ہم ایک علیحدہ رسالہ میں قدرے مفصل بیان کرینگے اور اس کے نشانات
 حالات سابقہ موجودہ انسان سے دکھلائیں گے کیونکہ قرآن مجید کی کوئی
 آیت ایسی نہیں جسکا واقعی ثبوت ہر زمانہ کی حالت میں نہ ہو۔ بلکہ اسکی تمام
 آیات زمین کے حالات اور نفس انسان کے اندر ہر وقت موجود ہیں۔
 وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تَبْصُرُوْنَ۔ زمین
 میں اہل یقین کے واسطے نشانات ہیں اور تمہارے نفسوں میں بھی کیا پس نہیں دیکھتے ہو
 (۳) اپنے نفس اور زمانہ کے حالات کو سوچنا اور خدا کا ذکر کرنا تزکیہ نفس
 اور ترقیات روحانی کے واسطے ضروری ہیں اسکے بغیر انسان حیوانوں سے
 برتر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ لَآ اَشْرَ الدَّوَآبِّ
 عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ تحقیق

اللہ کے نزدیک شریر ترین حیوانات وہ گونگے اور بہرے بین جو اپنی عقلوں کو کام میں نہیں لاتے پھر فرماتا ہے **وَيَجْعَلُ الرَّجُلَ عَلَىٰ الرَّجُلٍ كَآلَ يَعْقُلُونَ**۔ اور اللہ شرک کی نجاست اور لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل کو کام میں نہیں لاتے۔ پھر تمام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے **قَدْ كُفِّرُوكَ وَأَذْكُرْ كُفْرَ بِي وَأَشْكُرْ وَلِيَّيْ وَلَا تَكْفُرْ فَوْنَهُ** تم جھکو یا کرو مین نہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور کفر مت کرو۔ اب ہم حالات انسانی پر نظر ڈال کر دیکھتے ہیں کہ وہ عقل کو کام میں نہ لانے کے سبب سے شریر ترین حیوانات بن جاتا اور شرک کی غلاطت میں دھس جاتا ہے یا نہیں۔

یہ تو ہم ذرات ملاحظہ کر لے ہیں کہ کوئی دنیاوی کام عقل کے بغیر اچھا نہیں کسی فن اور کسی صیغہ میں دیکھلو جو شخص سوچ بچار کے ساتھ کام کرتا ہے وہ اپنے کام میں ہمیشہ نیکنام رہتا اور جتنی کرتا ہے جو عقل کے ساتھ کام کرتا ہے وہ ہمیشہ بدنام رہتا اور معمولی کام بھی اچھی طرح نہیں کر سکتا ہے۔ ایک دانشمند اور ہوشیار کہلاتا ہے **دو پتھر ابرہیم قتل اور جھول**۔ ایک شہرت پاتا اور دوسرا ذات و بڑائی اوٹھاتا ہے۔ جن قوموں میں سوچنے سمجھنے کی عادت ہوتی ہے وہ سجد ترقیات کرتی اور غلبہ پاتی ہیں۔ برعکس ان کے عقل تو میں محدود اور مغلوب رہتی ہیں۔ فی الحقیقت تمام تہذیب اور ترقی عقل کی بدولت ہے۔ تمام معلومات اور ایجادیں اور تمام علوم و فنون عقل خرچ کرنے کا نتیجہ ہیں۔ دین میں بھی کوئی بد عقل آدمی ترقی نہیں کر سکتا بلکہ رسم پرست اور مشرک بن جاتا ہے۔ فی الحقیقت تمام شرک جھیلی کا نتیجہ ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے **وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ**۔ جو اللہ کی ساتھ دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس کے پاس

اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ پھر فرماتا ہے - وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ قَوْلِ
 إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَكْفُرُونَ - مذہب ابراہیم سے کون مستغفر ہوتا ہے مگر وہی
 شخص جس نے اپنے نفس کو معقل بنالیا ہو۔ ایک اور جگہ یہ فرماتا ہے وَقَالُوا
 كُنْ يَدُكَ حُلًّا لِّلْجَنَّةِ ۚ لَّا مَصْرُوعٌ كَانَ هُوَ ذَا أَوْ نَصَارَى تِلْكَ أَمَاتُهُمْ
 قُلْ هَآؤُنَا بُنْيَانُ كُنُوزِكُمْ صَادِقِينَ ۚ اور اونکا قول ہے کہ جنت
 میں کوئی شخص سوا سے یہود یا نصاریٰ کے ہرگز داخل نہیں ہوگا یہ اونکی بیہوشی
 آرزوئیں ہیں۔ کہہ اپنے دلائل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اسے طر جبر جا بجا
 قرآن کریم مشرکوں کو معقل ثابت کرتا اور انکے بیہودہ خیالات اور
 تعصبات پر دلائل طلب فرماتا ہے گویا کہ شرک اور تعصب سر اسر معقلی کا
 نتیجہ ہیں اور واقعی ہے بھی یوں ہی۔ ورنہ عقل سلیم کب مان سکتی ہے
 کہ درخت یا پہاڑ یا دریا یا سمندر یا چاند یا سورج یا ستارہ یا انسان
 خدا یا شریک خدا ہیں۔ کیسے ان مخلوقات کو حی و قیوم قادر و خالق۔ حاضر
 و ناظر۔ رب العالمین۔ رحمن و رحیم اور عجیب الدعوات مانا جاسکتا ہے
 کیسے کسی انسان کی نسبت یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ وہ قادر مطلق یا
 اوسکا شریک ہی۔ پراسوس جسقدر دینی معاملات میں انسان نے عقل کو
 معطل اور بیکار بنایا ہے۔ دنیاوی معاملات میں اوسکا ہزارواں حصہ بھی
 نہیں بناتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب میں شرک اور تعصب اس کثرت سے
 بھیلے ہیں کہ دعائیت اور سچ کو قریب قریب نابود کر دیتا ہے۔ حیوانات
 اپنی اپنی فطرتی عقل پر قائم ہیں اور اسی کے مطابق کھانے پیتے۔ چلتے
 پھرتے اور سوتے جاگتے ہیں۔ لیکن معقل انسان اپنی فطرت کو بگاڑ کر
 بیہودہ چیزیں مثلاً شراب۔ ایفون۔ پہنگ۔ چرس۔ تماکو وغیرہ کھانے

پہنچے بگماتا طرح طرح کے یہودہ شغل مثل راگ ناچ مرغنا دی بیڑ بازی وغیرہ
 ایجاد کر کے فطرتی ضرورتوں سے دُور جا پڑتا اور نہر یا قسم کی یہودہ عادتیں
 اختیار کر لیتا ہے۔ جھوٹے۔ فریب چوری۔ زنا اور ہر قسم کی بدی اور ظلم کا
 عادی ہو جاتا ہے۔ طرح طرح کی شرارتیں کرتا اور دوسروں کے واسطے
 بد عملی کا نمونہ بن کر سینکڑوں کو بگاڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معتقل انسان کو
 شریر ترین حیوانات فرمایا گیا ہے۔ کوئی حیوان اس قدر شرارت نہیں بھیل سکتا
 جس قدر کہ ایک معتقل انسان بھیلتا ہے کیا ہی سبب ہے۔ اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ
 عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ ہزار ہا قسم کے واپسائیت نسل
 یہودہ عادات اور خطرناک شرارتیں ہیں جو معتقل انسانوں نے خلاف
 فطرت چل کر ایجاد کی ہیں مگر حیوانوں میں سے کسی نے ایک بھی شغل یا
 عادت و شرارت اپنی فطرت کے خلاف ایجاد نہیں کی۔ مختلف
 قوموں میں اگر مذہبی تعصبات اور بے عقلی کی مثالیں تلاش کجاوین
 تو دفتر کے دفتر ختم ہو جاوین۔ فی زمانہ یہ کیسی خطرناک بے عقلی ہے
 کہ قرآن مجید کو بامعنی پڑھنا اور اس پر غور فکر کرنا ایک ناجائز بات خیال
 کی جاتی ہے۔ مین قریباً ڈیڑھ سال سے تحریری اور تقریری طور پر برابر
 کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں میں قرآن مجید بامعنی پڑھنے کا رواج ہو جائے
 اور منفتح القرآن میں صاف طور پر ثابت بھی کر چکا ہوں کہ قرآن مجید
 کا بامعنی پڑھنا ایسا آسان ہے جیسا کہ مادری زبان میں کسی کتاب کا
 پڑھ لینا بلکہ اوس سے بھی آسان تر اور تجربتاً دکھلا چکا ہوں مگر ابھی تک
 عام طور پر لوگوں کو قرآن مجید کی طرف وہی متفر اور وہی منہایت اور
 وہی ضد ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص کا ذکر سناتا ہوں جو صاحبِ علم

اور خیال خود پکا دیندار ہے۔ سینے اوس سے پوچھا میر صاحب کیا آپ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے ہیں جواب دیا کہ ہاں کبھی کبھی۔ پھر مینے کہا مآثر ترجمہ بلا ترجمہ کہہ کہ بلا ترجمہ۔ پھر مینے پوچھا کہ کبھی ترجمہ بھی پڑھ لیتے ہو کہا کہ کبھی نہیں۔ مینے پوچھا کہ آپ ترجمہ کیوں نہیں پڑھتے۔ جواب دیا کہ ترجمہ دیکھنے میں ایمان جائز کا اندیشہ ہے کیونکہ اکثر مسائل ایسے ہوتے ہیں جو لفظی ترجمہ کے خلاف ہوتے ہیں اسلئے ممکن ہے کہ ترجمہ پڑھتے وقت اہل مسائل میں شبہ واقع ہو کر انسان کا فوہو جاے۔ پھر مینے ایک طویل تقریر میں اونکو سمجھایا کہ قرآن مجید بار بار فرماتا ہے کہ میرا کلام شک شبہ سے پاک ہے میرا بیان صاف صاف اور مفصل ہے۔ مینے کسی دینی ضرورت کو فرو گزاشت نہیں کیا۔ جب کچھ وہ بار بار فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تاکہ تم سمجھو۔ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ تاکہ تم غور و فکر کرو لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ وَلَيَذَكِّرُنَا آيَاتِهِمْ وَلَيَذَكِّرُنَا اُولَآئِكَ لَبَّآبُ تاکہ اسکی آیتوں پر تدبر کریں اور تاکہ اہل دانش نصیحت پکڑیں۔ جبکہ قرآن مجید بار بار اور بڑے شد و مد کے ساتھ یہ ظاہر فرماتا ہے کہ قرآن سے ہی غور ہے کہ لوگ اس میں غور و فکر کریں تدبر کریں عقل کو اس کے سمجھنے میں خرچ کریں اور اس سے نصیحت پکڑیں تو پھر آپ کیوں تدبر و تفکر و تذکر و تعقل فی القرآن سے بھاگتے ہیں۔ میرے تمام تقریر کا ایک مختصر سایہ جواب دیا کہ جو لوگ اس میں تدبر و تفکر کے قابل تھے وہ کر چکے اب ہم کس قابل ہیں۔ مینے جواب دیا کہ تدبر و تفکر کے واسطے کوئی خصوصیت کا حکم نہیں ہے کہ فلاں فلاں قسم کے اشخاص تو اس میں تدبر و تفکر کریں اور فلاں فلاں قسم کے نہیں اگر ہے تو آپ قرآن سے ثابت کریں ورنہ قرآنی

احکام کو اپنی عقل سے محدود و مخصوص کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اسکا جواب دیا کہ تو
و نظر تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اس قابل ہوں جبکہ قرآن مجید کا بیان مجل
اور مہمل ہے اور مشابہات اس میں موجود ہیں اور ہن کسی بات کا اس
بتہ گستاہی نہیں تو پھر ہم کیسے اسکو سمجھیں۔ میں نے جواب دیا کہ پھر میں نے
پڑھنا اور اسکا نام تلاوت رکھنا آپ نے کہاں سے جائز سمجھ لیا
کیونکہ قرآن مجید اور ان لوگوں کی تعریف فرماتا ہے جو یَتْلُوهُ حَتَّى تَلَوت
کے مصداق ہیں اور بار بار فرماتا ہے کہ قرآن تو اور کچھ شے نہیں محض
نصیحت ہی نصیحت ہے یہ تو تمام عالم کے واسطے محض نصیحت ہی نصیحت
ہے یہ تو بشر کے واسطے نصیحت ہی نصیحت ہے یہ تو جہانوں کے واسطے
محض نصیحت ہی نصیحت ہے۔ یہ تو سوائے نصیحت کے اور کچھ ہے ہی
نہیں چنانچہ بار بار فرماتا ہے **هٰذَا هُوَ الذِّكْرُ الَّذِي لِلْبَشَرِ - اِنْ هُوَ**
لَا يَذْكُرُ اِلَّا لِلْعَالَمِيْنَ - مَنْ هُوَ الذِّكْرُ الَّذِي لِلْعَالَمِيْنَ - اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ
فَمَنْ شَاءَ ذَكِّرْهُ - پھر جبکہ نصیحت ہی نصیحت ہے اور سمجھنے کی چیز ہے۔
تو کیا وجہ کہ بے سمجھے کو جائز سمجھتے اور سمجھنے کو ناجائز قرار دیتے ہو ایسی صریح
آیات کے خلاف کچھ جھٹکانا کیسے جائز ہو سکتی ہیں۔ جواب دیا کہ ہماری
کم لیاقتی اور قرآنی مشکلات کی وجہ سے۔ میں نے جواب دیا کہ قرآن مجید
بار بار یہی فرماتا ہے **وَلَقَدْ كَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ**
اور تحقیق ہن قرآن کو سمجھنے کے واسطے آسان کر دیا ہے پس کوئی ہے جو
سمجھنا چاہے۔ تو کیا آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جھوٹا ہے
جواب دیا **نَعُوْا فِرَافِلَهُ فَمَنْ اَكْمَرَ** بات یہ کہ علما کے واسطے یہ آسان ہے
عوام کے واسطے نہیں۔ میں نے کہا کہ علما کی اس میں کہاں تخصیص ہے بلکہ

قرآن تو اسکو تذکرۃ للعالمین فرماتا ہے آپ ایسی تحریفات معنوی کیوں
 کرتے جاتے ہیں جواب دیا کہ اس میں ہکو تو کسی بات کا پتہ نہیں لگتا
 ہم اسکو کیسے آسان سمجھیں مینے پوچھا تو پھر آپ کے نزدیک اللہ کریم کا
 اسکو آسان فرمانا واقعی طور پر غلط ہے اسکا آپ نے جواب دیا کیا تمام
 علمائے دین جنہوں نے قرآن مجید سمیٹنے پڑھنے کا رواج دیا غلطی تھے
 مینے کہا کہ علمائے دین کا ہرگز یہ کام نہیں بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور
 بدکاری کا نتیجہ ہے جبکہ غفلت اور فسق و فجور زیادہ ہوتا گیا اوسی قدر
 رسم پرستی بڑھتی اور قرآن مجید کا سمجھنا متروک ہو گیا اور اگر بالفرض کسی
 شخص کا قول بھی اسکے معنی کے خلاف ہو تو ہم اسکو عالم نہیں کہہ سکتے
 بلکہ وہ جمال الکتاب ہے۔ اسی بے سمجھی کی وجہ سے یہودی علماء کا نام
 قرآن مجید اسطرچر ظاہر فرماتا ہے مَثْنُ الَّذِينَ حَمَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ
 لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْجِمَارِ تَتْبَعُ الْآسْفَارَ اے خفیع جن لوگوں سے توریت
 اٹھوائی گئی پھر اونہوں نے اسکو نہ اٹھایا وہ اوس گدھے کی مثال ہیں
 جو کتابین اٹھائے پھرتا ہے۔ اسی مضمون کو سعدی علیہ الرحمۃ نے اسطرچر
 بیان فرمایا ہے نہ محقق بود نہ دانشمند نہ چارپا سے بروکتا بے چند
 یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآن کے سمجھنے کی طرف ذرا بھی خیال نہیں
 بلکہ سمیٹنے پڑھنے کو کافی سمجھ لیتے ہیں یہ کلیۃ قاعدہ ہے جس بات کی طرف
 انسان شوق اور توجہ کی نظر سے نہ دیکھے وہ اسکو کبھی سمجھ نہیں سکتا۔
 اور ہمیشہ کی لا پرواہی سے اسکے سمجھنے کا خیال بھی جاتا رہتا ہے
 اسی طرح جو نہ کہ مسلمانوں کو عام طور پر قرآن کے سمجھنے کا شوق نہ رہا
 اور نہ توجہ رہی اسلئے رفتہ رفتہ مغایرت اور نفرت زیادہ ہوتی چلی گئی

اور آپ وہ زمانہ آگیا کہ علما لوگ بھی مطالعہ کے وقت محض ایک و پار
 پھیر لینے سے غرض رکھتے ہیں معنوں کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ ایک
 مولوی صاحب کے ساتھ میں مدت سے اسی مسئلہ پر بحث کرتا رہتا ہوں
 کہ آپ قرآن مجید کی بامعنی تلاوت کیا کریں اور رکوع کو بامعنی پڑھایا کریں
 ہمیشہ قرآنی آیات اس مضمون پر مسئلہ قائل معقول بھی ہوتے اور رادہ بھی
 ظاہر کرتے ہیں مگر ہمیشہ کی رسم کو آج تک ترک نہیں کر سکے جب فارغ التحصیل
 مولوی یہ نمونہ پیش کر رہے ہیں تو عوام کا یہ حال۔ ایسے علما بہت ہی
 شاذ ہیں جن کو قرآن مجید کے معنی سے مذاق ہو اور فی الحقیقت وہی لوگ
 لفظ عالم کے مستحق ہیں۔ اس تمام تقریر کے بعد میر صاحب نے پھر وہی
 جواب دیا کہ مشکلات مجملات اور مبہات کا کیا علاج کیا جاوے۔ سینے
 کہا میر صاحب سنو۔ کہ یہ کیسا غصہ ہے آپ قرآن کو مشکلات اور مجملات
 اور مبہات کا مجموعہ خیال فرماتے ہیں۔ قرآن تو اسکا نام تفصیل ہے
 وَرَحْمَةً - تَبَيَّنَا لَكَ الْكُلَّ شَيْءٍ وَهَذَا وَهَذَا لَوْ رَفَعْتَهُ - فَرَفَأْنَا - مَبْنًى
 كِتَابٌ فَفَصَّلْ اور قَوْلُ فَصَّلْ رکھتا ہے آپ ان تمام آیات کے خلاف اسکو
 مجمل اور مبہم بتاتے ہیں۔ قرآن نے کسی جگہ بھی اپنی نسبت مشکل یا مجمل
 یا مبہم ہونا ظاہر نہیں فرمایا آپ عجیب مومن ہو کہ اسقدر قرآنی آیات سنکر
 بھی اسکو مہمل ہی بتاتے چلے جاتے ہو۔ ہاں اسکے سمجھنے کو اسطے ایمان
 مشیت الہی اور عادت غور و فکر ضروری ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہو جیسا کہ
 نور سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو آنکھیں کھول کر دیکھے جو آنکھیں
 بند کرتا ہے وہ خواہ کیسی ہی تیز روشنی میں کھڑا ہو کچھ بھی نہیں دیکھ سکتا
 قرآن ایک نور بین یعنی صاف روشنی ہے مگر آنکھیں کھول کر دیکھنا بھی ضروری ہے

ورنہ ایسا نو کچھ کام نہیں دیکھتا۔ پانچہ قرآن کریم بار بار فرماتا ہے قَدْ فَضَّلْنَا
 الْآلِیْتَ لِقَوْمٍ یَذَّكَّرُونَ۔ قَدْ فَضَّلْنَا الْآلِیْتَ لِقَوْمٍ یَذَّكَّرُونَ۔ ایک
 جگہ یہ فرماتا ہے قَدْ جَاءَكُمْ بِصَیْرٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَ
 مَن عَمِی فَعَلِیْهَا۔ اس کے بعد میر صاحب نے کہا کہ قرآن خود اپنی نسبت فرماتا ہے
 فِیْهِ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ وَاُخْرٰی مُتَشٰبِهٰتٌ اور آپ کہتی ہیں
 کہ یہ محل اور بہم نہیں ہے سینے جواب دیا کہ مشابہات کے معنی محل اور بہم
 نہیں ہوتے بلکہ مشابہ اس لفظ یا آیت کو کہتے ہیں جس کے کئی معنی ہو سکیں
 یا جس کے معنی کی نسبت قطعی اطمینان نہ ہو سکے بلکہ شبہات باقی رہ جا دیں
 اس لئے ایسی آیات پر بحث کرنا غیر ضروری اور غیر مناسب ہے۔ محکمات کو
 قرآن مجید اُمُّ الْکِتَابِ فرماتا ہے یعنی قرآن کی ماں۔ گویا کہ تمام بائیں
 محکمات کے ہی بیٹ سے نکلتی ہیں پس جاسیے جن آیات میں ہمیں
 شبہ رہ جاوے اور انکی نسبت محکمات سے فیصلہ کر لیا کریں اور اولیٰ تو کو
 کچھ کر فضول جھگڑوں میں نہ پھنسا کریں بلکہ حوالہ بخدا کر کے خاموش ہو جایا
 کریں اگر ان کے معانی کی طرف سچی طلب ہمارے دل میں ہے تو اللہ تعالیٰ
 خود انکشاف اور اطمینان پیدا کر سکتا ہے چنانچہ وہ خود وعدہ فرماتا ہے
 اِنَّ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنُخْذِلَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو لوگ ہمارے راستوں
 میں کوشش کرتے ہیں ہم ضرور اپنے راستے دکھاتے ہیں۔ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ
 وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ۔ اللہ سے ڈرو۔ اور اللہ تمہیں تعلیم کرے گا۔ اللّٰهُ وَلِیُّ
 الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی التُّوْحِیْدِ۔ اللہ مومنوں کا رفیق
 ہے اور انکو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے۔
 لے میر صاحب مشابہات کے۔ یعنی نہیں ہیں کہ تمام قرآن مجید مشکل۔ محکم۔

مہم اور مہل ہے بلکہ اُن آیات میں اسرار میں جکوا لکڑا سِخُونِ فی الْعِلْمِ
 خوب سمجھتے ہیں کہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ یہی لوگ لفظ عالم کے
 مستحق اور انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور یہی علماء ہیں جو انبیاء
 بنی اسرائیل کے مشابہ ہیں۔ میری اس تقریر کو سنکر میرا صاحب ہنس پڑے
 اور کہنے لگے کہ جہنم تو کوئی عالم ایسا نہیں دیکھا جسکو خود اللہ تعالیٰ سمجھاتا
 ہو یا اسکو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لایا تا ہو یا خود اسکی ہدایت
 کرتا ہو بلکہ جبکہ کوئی سیکھتا ہے وہ دوسروں سے سیکھتا ہے
 اُبّ مین حیران تھا کہ مسلمانوں کی عقلیں دینی معاملات میں کیسی ماری گئی
 مینے کہا میرا صاحب کیا آپ کلام الہی کو لغو اور قابلِ مہنسی مانتے ہو۔
 مینے تو آپ کو جو کچھ سنا یا ہے وہ کلام الہی سے سنا یا ہے اور محض
 لفظی ترجمہ بیش کیا ہے اپنی طرف کوئی تعلیل یا تشریح نہیں کی آپ
 تو بڑے پتے دیندار نمازی پرہیزگار مشہور ہیں۔ کسی ہندو کی دکان
 کا دودھ گھی۔ بورہ۔ سٹائی وغیرہ چیزوں کو نہیں کھاتے پیتے نہ بیچ
 بھی ہر وقت مانتے ہیں ہے۔ قطع وضع ملائی طریق پر ہے۔ نمازوں
 کے بھی پابند ہو مگر افسوس کہ کلام الہی کی آپ ذرہ بھر قدر نہیں کرتے
 سیدھے سیدھے ترجمہ کو جھٹلاتے اور اسکی مہنسی اور اڑاتے ہو آپ
 خود بھی کسی قدر عربی جانتے ہو۔ جو آیات مینے سنا ئی ہیں انکا خود
 ہی ترجمہ کر دو پھر دیکھو صاف طور پر وہی مطلب ہے یا کچھ اور۔ اسکے
 جواب میں کہا کہ اگر سیدھے ترجموں سے صاف مطلب برآمد ہو تو
 پھر لوگ قرآن کو۔ مینے کیوں پڑھا کرین بس قرآن کا سمجھنا اور سمجھانا
 اماموں پر ختم ہو چکا اُبّ کون ہے جو اسکو سمجھے۔ پس اب تو یہی چاہئے

کہ معنوں کا خیال ہی نہ کریں پس تلاوت کر لیا کریں اور اگر کسی کو معنی کا شوق ہو تو تفسیر حسینی یا تفسیر جلالین پڑھ لیا کرے قرآن کے لفظوں میں کیا رکھا ہے تب ہی تو یقیناً بار بار کہتا ہوں کہ قرآن کے لفظوں سے کچھ مطلب برا نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ معنی میں اسکی تشریح ساتھ نہ ہو۔ قرآن میں نماز روزہ حج اور زکوٰۃ کا تو پتہ نہیں جو اسلام کے اعلیٰ ارکان میں بھلا آپ ہی قرآن سے انکی تشریح کر دیجئے۔ آپ کو قرآنی کاملیت اور قرآنی صفائی کا بڑا دعویٰ ہے۔ میں نے انکو وہ احکام سنانے جو قرآن مجید میں نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کے متعلق ہیں اور پھر بتلایا کہ چونکہ یہ عملی باتیں ہیں اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر ان تمام امور کو تلقین فرمایا ہے اور یہ عین دانائی و حکمت ہے کہ عملی بات عمل سے سکھائی جاوے اور نظری بات عملی طور پر۔ اسپر میر صاحب خوب ہنسے اور پکار کر بولے کہ بس اتباع رسول کی تو ضرورت ہوئی۔ میں نے جواب دیا کہ یہ میں نے کہا تھا کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں یقیناً تو یہی ثابت کرتا آ رہا ہوں کہ قرآن سمجھ کر پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن سراسر نصیحت ہے اسکو سمجھنا چاہیے اس میں تمام دینی علوم اور ضروریات کامل طور پر جمع ہیں اور رب العالمین نے اسکو سمجھنے کے واسطے بہت آسان بنا دیا ہے اور یہ جو کچھ میں نے کہا قرآنی الفاظ سے کہا ہے اپنی طرف سے کچھ بھی کم و بیش نہیں کیا نہ کوئی تحریف لفظی یا معنوی کی ہے سیدھے سیدھے لفظی ترجمہ سے جو ظاہر ہوا وہی پیش کیا آپ کیا مجھ پر ہنستے ہیں یہ تمام ہنسی آپکی کلام الہی پر ہے۔ سلسلہ تعامل ایک علیحدہ سلسلہ ہے جو زمانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لگاتار مسلسل چلا آیا ہے آخر کار میر صاحب

یہ بول وٹھے کہ یُن تو بکا مسلمان ہوں جب طرے تمام مسلمان اور مولوی لوگ
کہہ رہے ہیں اسی طرح سے یُن کرتا ہوں آپ کے نئے نئے مسئلے میں کبھی نہیں
مان سکتا بس اب معاف فرمائیں اسپر سینے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
تعب ہے قرآنی آیات کو آپ نے نئے نئے مسئلے اور میرے ذاتی افترا
بتلا دیئے خیر اب یُن بھی زیادہ نہیں بولتا لکھو دیکھو قرآنی دین
مسلمانو! یہ ایک قصہ نہیں بلکہ جس کسی صاحب سے یُن یہ ذکر کرتا ہوں
کہ آپ قرآن مجید با ترجمہ پڑھا کریں تو وہ اسی قسم کی واپیات حجتیں پیش
پہلو شنی کرتے ہیں جو فی الحقیقت قرآن مجید کا استخفاف اور استہزاء ہے
ہائے افسوس۔ بتیقن کیا حال کر دیا جس قرآن کو وہ آسمانی کتاب مانتے
اور ظاہر بہت کچھ عزت کرتے ہیں اس کے معنوں کی طرف سے ایسی
لا پرواہی مخایرت نفرت اور ضد ہے۔ یہ ایک نہایت ہی خطرناک
شرک اور کفر ہے جسکے باعث سے قوم کی قوم تباہ ہوتی جلی جا رہی اور
قُلَیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ کا مصداق بن گئی ہے۔ مومن کی تو اللہ کریم یہ
علامات بیان فرماتا ہے کہ جب آیات الہی سے اونکو سمجھایا جاوے تو
اون کے دل منور اور اون کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور
وہ اونکی اطاعت کیواسطے سربسجود ہو جائیں اور کسی قسم کا تکبر ظاہر نہ کریں
لَا تَمَّایَعُوْا مِنْ یَّائِتِنَا الَّذِیْنَ لَا ذَکْرَ لَہُمْ وَاِہَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا
بِحَمْدِ رَبِّہُمْ وَہُمْ لَا یُسَبِّحُوْنَ ذَکْرَ ہَامِیْ آیتوں پر تو بس وہی لوگ
ایمان لاتے ہیں کہ جب اونکو ان آیتوں سے سمجھایا جاوے تو سجدہ میں گر پڑتے
اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرنے لگتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے
پھر فرماتا ہے وَمَنْ ذَکَّرَ یَا یَّتِ رَبِّہٖ نَشْرًا عَرَضَ غُھَارًا تَاَمِنَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ
 آیتوں سے نصیحت کیجائے اور وہ اون سے منہ پھیر لے۔ بیشک ہم ایسے
 مجرموں سے بدلہ لیکر رہیں گے۔ پھر یہ کیسا ایمان ہے کہ قرآن مجید کی صحیح
 آیات سے صاف صاف طور پر بار بار سمجھایا جاتا ہے کہ قرآن مجید کو سمجھ کر
 با معنی پڑھا کرو، سرغور و فکر کیا کرو مگر ماننا تو دیکھنا اس کے الفاظ کو متکبرانہ طور پر خفیفاً و فضولاً
 سمجھتے اور عمداً خلاف تشریحات کرنے اور بے معنی تمثیلات پیش کر نیکو
 آمادہ ہو جاتے ہیں اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوبٍ اَقْفَالٌهَا
 کیا قرآن پر تدبیر ہی نہیں کرتے یا دلون پر قفل لگ گئے ہیں۔ اگر غور کیا
 جائے تو شق ثانی والی حالت معلوم ہوتی ہے کہ عمداً غور و فکر متروک
 نہیں ہوا بلکہ لعنت الہی کی وجہ سے دلون پر قفل لگ گئے ہیں۔

اے مسلمانو! سخت عبرت کا مقام ہے اپنی حالتوں پر خوب
 غور کرو۔ اپنے اپنے نفسوں کو خوب ٹٹو لو کہ کتنا تک وہ قرآن مجید
 کے شایق اور مطیع ہیں۔ اور کہاں تک اس سے مغایر متصرف اور مخالف
 ہیں۔ پس تمام مغایرت۔ نفرت اور مخالفت کو دور کر کے سچے شوق
 اور اخلاص کے ساتھ اس کی طرف جھک جاؤ۔ اپنے رب کے کلام کو
 کسی طرح سے ناقص یا مجمل یا مبہم یا مبہل خیال مت کرو۔ قرآن
 مردوں کو زندہ کرنے والا۔ رُوحوں میں جان ڈالنے والا اور تمام
 رُوحانی امراض کو دور کرنے والا ہے۔ یہ سراسر رحمت اور شفا
 ہے۔ کامل ہدایت اور نور ہے۔ مگر یاد رکھو وَلَا يَزِيدُ الْظَّالِمِينَ
 إِلَّا خَسَارًا مگر یہ قرآن بدکاروں کو نقصان ہی نقصان زیادہ پہنچاتا
 ہے۔ اپنی ہر قسم کی بدکاری اور غفلت سے دور ہو کر اس کو پکڑو۔

اسکا بیان مومنون۔ خدا ترسون اور سمجھنے والوں کے واسطے صاف
 صاف اور روشن ہے۔ پس اپنے خدا پر اور اس کے کلام پر کسی
 قسم کی بدظنی مت کرو بلکہ اون لوگوں میں سے ہو جاؤ جو کلام ربانی
 کی خاص عزت کرتے اور رب العالمین کو بخل اور ابہام سے پاک
 صاف سمجھتے ہیں اور جنکی حالت یہ ہے کہ آیات الہی کے آگے
 سرسجود ہو جاتے یعنی اپنی تمام جسمانی اور روحانی طاقتوں کے
 ساتھ اسکی کامل اطاعت کے واسطے جھک جاتے ہیں اپنے رب
 کی حمد و ثنا کرتے اور اپنے عقائد اور اعمال سے اسکی تسبیح و تقدیس
 ظاہر کرتے ہیں وہی رب جسے عالم میں ہر ایک شے کی پرورش
 اور بقا کے نوع کا سامان کامل طور پر جتیا کر کے اپنا نام رب العالمین
 رکھا اور ہر قرآن کریم ہر قسم کا روحانی رزق جتیا کر کے اس کا نام
 تذکرہ لاحالین رکھا ہے۔ (باقی آئندہ ان شاء اللہ الکریم)

اطلاع

پہلے سال کا سلسلہ اس رسالہ پر ختم ہوتا ہے۔ آئندہ کا پرچہ ان شاء
 اللہ الکریم یکم جنوری سنہ ۱۳۸۵ سے شروع کیا جاوے گا۔ ناظرین دسمبر
 ۱۳۸۴ء کو ہمارے واسطے تعظیم کا مہینہ تصور فرماویں۔ ایسا
 کرنے میں ہمارا سلسلہ انگریزی سال کے مطابق ہو جائیگا۔ گذشتہ
 سال کے بارہ رسالے ایک جلد میں جمع کر کے مجلد کر دیے گئے
 ہیں اور قیمت کل رسالوں کی مع جلد اور محصول اک دور رس

رکھی گئی ہے فہرست مضامین حسب ذیل ہے۔

رسالہ اول - دلائل برہستی باری تعالیٰ - صفحہ ۱ سے صفحہ ۲۸ تک

رسالہ دوم - وہ اسمائے الہی جو انسان کی فطرتی ضروریات اور سچی خواہشات کے متعلق ہیں صفحہ ۲۹ سے صفحہ ۵۶ تک -

رسالہ سویم - بقایاے سابقہ اور وہ اسمائے الہی جو نظام عالم کے متعلق ہیں صفحہ ۵ سے صفحہ ۸۴ تک -

رسالہ چہارم - بقایاے سابقہ - مسئلہ تقدیر پر لطیف بحث صفحہ ۸۵ سے صفحہ ۱۱۲ تک

رسالہ پنجم - وہ اسمائے الہی جو حکومت انسانی اور اصلاح نفس و رفع انسانی کے متعلق ہیں صفحہ ۱۱۳ سے صفحہ ۱۴۰ تک -

رسالہ ششم - وہ اسمائے الہی جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے متعلق ہیں و بقیہ تفسیر سورہ الحمد صفحہ ۱۴۱ سے صفحہ ۱۶۸ تک -

رسالہ ہفتم - بقیہ تفسیر سورہ الحمد - کلمات الحمد شریف کا عمل اور انکے نتائج صفحہ ۱۶۹ سے صفحہ ۱۹۶ تک -

رسالہ ہشتم - حفظ صحت اور عبادات پر قرآنی تعلیم - آخرین قرآنی خصائیل پر ایک نظم صفحہ ۱۹ سے صفحہ ۲۲۲ تک -

رسالہ نہم - معاشرت پر قرآنی تعلیم - صفحہ ۲۲۵ سے صفحہ ۲۵۲ تک

رسالہ دہم - غفلت پر قرآنی تعلیم - صفحہ ۲۵۳ سے صفحہ ۲۸۰ تک

رسالہ یازدہم - ایضاً - ایضاً اور اسکا علاج صفحہ ۲۸۱ سے صفحہ ۳۰۸ تک

رسالہ دوازدہم - ذکر و فکر پر قرآنی تعلیم - صفحہ ۳۰۹ سے صفحہ ۳۳۶ تک

ان بارہ رسالوں کا مجموعہ جلد منیجر صاحب مطبع عزیز می مقام تراوڑی

ضلع کرنال سے مل سکتا ہے قیمت مع محصول ڈاک دو روپے

طرف ہو جاتی ہیں اگر کوئی دوسرا میدان میں گانے کو کھڑا ہو جائے تو اس کے گرد بھی ہجوم ہو جاتا
 ہے یا جو دیکھ دھوپ میں کہڑے ہونا پڑے اور دھکے پر دھکے لگیں مگر قرآنی وعظون پر کسی حکم
 ایسے خلوص و جوش کا اظہار نہیں ہوتا۔ لاطریوں کے ہزاروں شرکیہا بیتاؤں کے
 لاکھوں خریدار میلوں و تماشوں کے کروڑوں مشتاق گرافوس قرآنی وعظون کے مشتاق
 اور قرآنی تذکروں کے خریدار دسیوں بھی نہیں بیکار بیٹھے یا پڑے نہ سنایا آوارہ بھرتے نہ یاد
 وات محققہ بنانا۔ اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن قرآنی وعظون میں تھوڑی سی بیٹھ جانا فید کی بصیرت
 زیادہ ہے۔ انجالات۔ فرغرات۔ زلیات۔ قصد جات۔ ناول غزلیات کے بغیر وقت
 گزرتا لیکن قرآنی رسائل کا مطالعہ میں رکھنا شاق ہے۔ افسوس کہ عام تباہی اور خرابی کی باتوں کا
 تو مذاق رہ گیا اور اصل فلاح اور کامیابی کے شغلوں سے نفرت ہو گئی ان تمام فسادات کا
 علاج سو ہے اس کے اور کچھ نہیں کہ جو قرآن سے ملنے پر قرآنی آداب اور قرآنی مضامین کا
 بہت تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ وہی قرآن میں ہے۔ لہذا وہی قرآن میں ہے۔ لہذا وہی قرآن میں ہے۔
 اسی کی عزت اور اشاعت میں قرآنی آداب و مضامین کا مطالعہ ضروری ہے۔ قرآن و عقیقہ مضامین
 کثرت سے رائج اور نشین ہو سکتے ہیں۔ قرآن و عقیقہ کی عزت اور اشاعت میں قرآنی آداب و مضامین کا
 و نشین کیا جا رہا ہے۔ یہ اللہ کریم کا بڑا فضل ہے کہ اس نے قرآن و عقیقہ کے مضامین میں قرآن و عقیقہ
 انکلواد یا جسکو مولیٰ و روحان شخص ایک ہی میں دو قسم گنہ روزانہ محنت سے یاد کر سکتا
 ہے پھر اس کے بعد قرآن مجید کو با ترجمہ یا سالی پڑھ سکتا ہے یا تمام مسلمانوں پر جو ن کو چاہیے کہ
 شروع میں یہ لے پڑھ کر قرآن مجید یا ترجمہ پڑھیں یا مازان دوسو نمبر داخل ہوں۔ محمد با ترجمہ
 پڑھنے کے بعد اردو فارسی اور عربی بہت آسان ہو کر ٹپل کا امتحان بجای چہاں کچھ پڑھیں
 پاس ہو سکتا ہے پھر تداقرآن مجید یا ترجمہ آئے میں ج دینی و دنیاوی برکات میں لوگ کوئی حد و
 حساب نہیں ہو سکتا و ما علیکم الا البلاغ قرآن مضامین کی اشاعت و تعلیم کو سطر تذکرہ القرآن
 جاری ہو گیا ہے اس کی امداد و اشاعت ہی بہت ضروری ہے و ما تو فیہ فی القرآن باللہ العلی العظیم والسلام

عجیب و غریب تمام تعلیم یافتہ کی واسطے بہت ضروری و مفید کتاب

(۱) مفید عام معین الحکیم یہ ایک کتاب دویہ علاج و ہر مرض و درد کا نام
انگریزی اردو فارسی الہامی لغات کی ترتیب درج کیا گیا جس میں دوا کا حال معلوم کرنا
لغات کے طور پر بیان کیا اور دیکھ لو خواہ اسماء اکملہ اور زبانیں انگریزی عربی یا انگریزی میں کسی مرض کو
پر علاج کر سکتے ہو ایک از کم خاص نسخہ و علاج کی جانچ پڑتال و قابل انظار مرض میں جب جاہل کمال حاصل کر سکتے
ہر مرض کے علاج میں انگریزی میں یونانی نسخہ جات اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں جس کے گہری میں اس کے احوال اور
ادویہ کی طرف خاص توجہ کی ہو تاکہ اس کے سے شہرہ میں علاج بہت ہو سکے۔ ہر نیم فی علم کیلئے یہ کتاب
صحت میں فتن جانفزا اور بام مصیبت میں نفس ٹکسا ہوگی اس کے تہ میں خلاق اور دوا کی ہر مرض کا
علاج نہایت ہی دلچسپ و معقول طور درج کیا گیا تاکہ ایسی جامع مفید اور قابل اعتبار کتاب ہو کہ اس کی نظر نہایت
اور حال کی کتاب میں نہیں کی جاتی یہ کتاب میں ہر چیز کی قیمت و ہر دوا کی قیمت ہر دوا کی قیمت ہر دوا کی قیمت
کتاب و طبیبان عرب علم و دست سفارہ کر دہر تصدیق و اگر ان سے ہندوان منہر و عہدہ داران تصدیق و ہر دوا کی قیمت
(۲) سارہ اعضا مخصوصہ ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
وغیرہ کا علاج جماع کو ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
کیلئے متعلق ہیں ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
(۳) مفید النساء و البصیرا اس کتاب میں تمام انسانی فتن و درد کا علاج ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
کی دانائی اور دوا ہیات رسوں کی پابندی کو حاملہ اور نہ حاملہ ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
عالمیکہ کی طرح ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
دو ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
میں ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت
نوٹ تاجران کشین کی ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت

فہرست و بطریق تہذیب و تکرار القرآن کے سارہ اعضا یا جانفزا ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت و ہر دوا کی قیمت

بیشک اگر لے ہوں گے اس سال سے دھنکنا اور اسکی شاعت کرنا اور ہر وجہ ہو گا

وَمِنْ أَعْرَاضٍ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لِي مَعْنِيَةً جَسَدًا وَخَشَعَةً لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ عَمِّي

(میرزا جعفر میرزا نے ذکر سے منع کیا ہے مگر میں نے اپنے لیے ایک جسم اور خاشعگی کے لیے ایک دن میں اس کا وعدہ کیا ہے)

جلد نمبر تذکرۃ القرآن سنہ ۱۹ جون

یہ ایک ماہوار سی سالہ ہر جواغراض ذیل پر چھپکر شایع ہوتا ہے
 اول۔ قرآنی مضامین اور مسائل کو ماہوار سی سالہ نئی صورتیں شایع کرنا۔ قرآن کریم کو
 تمام بنی نوع کی واسطہ کامل دینا اور حقیقی خیر خواہ ثابت کرنا۔ اور ایسی تجاویز و تدبیر
 پیش کرنی جس سے قرآنی علوم کا رواج ہو۔

دویم۔ قرآن کی کاملیت و فضیلت کو تمام اقوام پر ظاہر کرنا اور اس میں ہر ضد و تعصب کے
 دور کر نیکی کو شش کرنا۔ جس نے مذاہب کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر ہمدردی اور
 ہمت بازی کو کھو دیا اور تمام قوم کو بالعموم حقیقی صلاحیت و سعادت سے محروم کر دیا
 اور خداوند عالم کی سچی پرستش کے بجائے اونکو رسومات کا پرستار بنا دیا ہے
 سوم۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت شائستگی اور علم کے ساتھ قرآن مجید سے
 دینا۔ ضد و تعصب کی رو سے کسی قوم یا کسی بشر کی دل آزاری نہ کرنا۔ بلکہ سچی ہمدردی
 اور سچی خیر خواہی کے طور پر احسن طریق سے تمام بد اخلاقی۔ بد دینی۔ اور با ایمانی
 کے دور کر نیکی کو شش کرنا۔

چہام۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا کرنا

اس سالہ کی قیمت سالانہ مع محصول ڈال دو روپیہ ہر جو پیشگی آئی چاہے

مطبع عمر نیری تراوڑی ضلع کرنا ملک پنجاب طبع شد

جن صاحبان کو نہایت ملکہ و شہادت ہے وہ اس سے بہت سہولت سے اس کو حاصل کر سکتے ہیں

عربی اور تمام تعلیم یافتوں کی واسطی نہایت ضروری و مفید کتابیں

۱۔ صحیح تذکرۃ القرآن ۹۹ جلد حبیب غفرلہ مضامین پر نہایت ہی عجیب و غریب بحث ہے اور دلائل پرستی باری تعالیٰ (۱۶) اسمائی بذریعہ نبی کی حقیقت اور کئی اعمال اور خواص (۱۷) مسئلہ تقدیر (۱۸) دعا کی حقیقت اور افادات الہی کا ذکر (۱۹)۔ کون لوگ غضب الہی کا بچہ ہیں اور کون گمراہ ہیں (۲۰) معاشرت یعنی مرد و عورت کو باہمی تعلقات کس طرح برہوتے ہیں (۲۱) اسلامی حفظ صحت (۲۲) غفلت کے خطرناک نتائج اور اونکا کال علاج (۲۳) ذکر و فکر کی حقیقت۔ اور کئی نتائج اور اوقاف قوتوں کو زایل کرنے کی حراہیاں مثبت مع حصول دُعا کے دور و پیہ

۲۔ مفتاح القرآن اسکو معمولی اردو خوان الیہ مہینہ میں یاد کر کے پانچ روزہ لغتوں اور ایک لاکھ سو گز پانچ سو بیسوں پر ایسا حاوی اور صرف دس سو میں ایسا شاق ہو جائے گی کہ قرآن مجید باری تعالیٰ پر تہہ نہ سکتا ہو۔ چھوٹے بچے بھی اسکو چار پانچ مہینہ میں یاد کر کے قرآن مجید باطنی پڑھ سکیں اور بیرونی پڑھ سکیں برابر مدت میں غم کر سکیں ہیں۔ پس تمام بچوں کو جانوں اور پورے حواس کو جائے کہ اسکو ضرور پڑھیں۔ پھر تمام عمر قرآن مجید کی تائید و تلووت کرتے رہیں۔ ایسی عجیب خداوندی خدمت کی طرف غفلت نہ کریں اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ محض چند ماہ کی معمولی محنت سے قرآن مجید باری تعالیٰ تمام مسلمانوں کو جائے کہ اب بچہ چلے یعنی قرآن مجید پڑھنا چھوڑ دیں اور اس قاعدہ کو بڑا کر باری تعالیٰ پر تہہ نہ کر سکیں۔ کیونکہ اگر کوئی بچہ پڑھنا چھوڑ دے تو خدا کو چلنا سخت ناوافی ہے اگر ایسا ہی کرے گی تو انشاء اللہ العزیز قرآنی آیتوں اور قصصوں کو ایسا رواج ہو جائے گا کہ تمام مہاسنات غزلیں گزیرے شہر اور چھوٹے قصبے جنہوں نے ہمارے دین اور دنیا کو برباد کر رکھا ہے گلیتہ ہوا۔ ہو جائیں گے اس قاعدہ سے اردو و فارسی کے ہزار ائمہ آجائیں گے جس سے ہر درجہ کی تعلیم میں بھی بڑی مدد ملے گی اور مدال کا امتحان بجائے چھ سال کو چار سال میں پانچ سو بیس لاکھ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۳۔ مفتاح العرب اسکے ذریعہ سے معمولی اردو خوان تمام صرف و نحو عرب پر دو مہینہ میں ایسا حاوی اور شاق ہو جائے گی کہ نیز ان مشتبہ صرف میر۔ دستور البندی حصول الہی۔ بجز یہ آیت انھو کے

تذکرۃ القرآن ماہ جون ۱۹۰۰

جلد نمبر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَحْمَدُهُ وَتُصَلِّ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

تقوٰی

اِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا
تَحْقِيقِ اللّٰہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے
وَالَّذِينَ هُمْ عَحْسَنُوْنَ
جو ستمی ہیں اور جو محسن ہیں

کانپتے رہو اور گناہ نہ کرو ۱۔ اپنے بستر پر پڑے ہوے اپنے ہی دلوں میں
سچ کرو ۲۔ {زبور ۱۱} خداوند کا خوف پاک ہے کہ اُسکو ابد تک پائیدار
۳۔ {زبور ۱۹} وہ کونسا انسان ہے جو خداوند سے ڈرتا ہے وہ اُسکو
ہر راہ جو اُسکو پسند ہے بتلاو لگاتار اُس کا جی چین سے رہیگا لا اور اُسکی
نسل زمین کی وارث ہوگی ۴۔ خداوند کا بھیدا اُس پاس ہے جو اُس سے
ڈرتا ہے۔ ۵۔ وہ اُسکو اپنے عہد کی شناسائی عنایت کریگا۔ {زبور ۲۵}

ساری زمین خداوند سے ڈرتی رہے اور جہان کی ساری آبادی اُس کا خوف ماننے لگے کہ اُس نے کھا اور وہ ہو گیا ۱۱ {زبور ۳۳}

شُبَّارک ہے وہ آدمی جس کا بھروسہ اُس پر ہے۔ اے اُس کے مقدس لوگو خداوند سے ڈرو ۱۲ کیونکہ جو اُس سے ڈرتے ہیں اُنہیں کچھ کمی نہیں۔ شیرینی کے بچے حاجتمند ہوتے اور بھوکے رہتے ہیں پر جو خداوند کے طالب ہیں اُنھیں کسی نعمت کی کمی نہیں {زبور ۳۴}

۱۔ تقویٰ ہے ایک فطرتی امر ہے جو ہر ایک انسان کے اندر بدی کے وقت ظاہر ہوتا ہے متواتر کشیدوں اور بدکاریوں کے ساتھ یہ خوف زائل ہو جاتا اور خدا پرستی و نیکو کاری کے ساتھ بڑھتا ہے۔

چنانچہ یہ عام مشاہدہ کی باتیں ہیں کہ جو مجرم انسان نے پہلے کبھی نہیں کیا جب اول بار اُس کے کرنے کا ارادہ کرے تو طح طرح سے اُس کا توجہ اُسکو ڈراتا اور سمجھاتا ہے۔ بار بار وہی ارادہ کرنے سے یہ خوف کم ہوتا جاتا ہے تا کہ آخر کار ارتکاب کر بیٹھتا ہے کچھ مدت تک وہ خوف باقی رہتا مگر بار بار کے ارتکاب سے مطلق زایل ہو جاتا ہے یہی تقویٰ ہے جو ہر ایک انسان کو شروع میں چوری چاری قتل لوٹ اور ہر قسم کی بدی سے بچاتا ہے اسی تقویٰ کا طفیل ہے کہ کروڑ ہائے انسان جرایم پیشہ بننے سے بچے ہوئے ہیں ہاں جو اس اندرونی واعظ کی مخالفت بار بار کرتے اور باغی بننے لگتے وہ ضرور جرایم پیشہ بن جاتے ہیں۔ قرآن مجید فرماتا ہے وَنَفْسٌ مَّا سَوَّاهَا فَالْتَمَسْ لَهَا فُجُورًا وَتَقْوًا ۚ قَدْ أَفْلَحَ مَن ذَكَرَهَا وَقَدْ خَلَّ

من دسہا۔ قسم ہے نفس کی اور اُس ذات کی جس نے اُسکو ایسا دیتا
کیا پھر اُس کے اندر فحور اور تقویٰ کا علم والا تحقیق جس نے اُس کو
پاک کیا وہ فلاح یافتہ ہوا اور جس نے اُسے ناپاک کیا وہ میرا ہوا۔

۲۔ تفقہات پر تمام ہدایت اور انسانی کامیابیوں کا دار و مدار ہے کیونکہ
جو متقی ہے اُسی کے واسطے نصیحت کا کرہ ہوتی اور وہی اُسپر چلتا ہے
جو خدا سے ڈرتا ہے وہی نصیحت کی بات کو سنتا اور قبول کر سکتا ہے مگر جو
بیباک ہے وہ لاپرواہ متکبر اور سرکش بنا رہتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا
ہے اِنَّا لَنَذْكُرُهُ لِّلْمُتَّقِينَ تحقیق قرآن متقیوں کے واسطے ضرور مذکور ہے
یعنی اس سے متقی لوگ ضرور توبہ اور نصیحت پذیر ہوتے ہیں۔ ان ہوا لا
ذکو وقرآن مبیں ۱؎ لیسند من کان حیا وحق القول علی
الکافرین ۲؎ یہ تو محض ایک نصیحت اور صاف صاف بیان کرنے والا
قرآن ہے تاکہ وہ شخص جو زندہ ہے غیر تروہ ہو اور کافروں پر حجت پوری
ہو کر عذاب کا حکم حق ہو جائے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی
نصیحت کیسی ہی صاف اور دونوں میں مکر کرنے والی ہو وہ اُسی کے دلائل
اثر کرتی ہے جو متقی ہے مگر بدکار اور سرکش کے واسطے قطع محبت سے زیادہ
کوئی کام نہیں دیتی۔ خدا کی عیب جو اپنے ہر ایک مسئلہ کو طبع طبع پیراؤں
اور تمثیلات سے صاف کرتا اور ہر ایک حقیقت کو کامل روشنی تک پہنچاتا
چاہتا ہے اور الفاظ میں اس مسئلہ کو اس طرح بیان فرماتا ہے اللہ نزل حسن

الحديث كتاباً متشابهاً مثاني تقشعر منه جلود الذين يخشون
 ربهم ثم تلين جلودهم وقلوبهم إلى ذكر الله - اللہ نے احسن حد
 کی کتاب اتاری ہے جسکی باتیں ایک دوسرے سے مشابہ اور بار بار دہرائی
 گئی ہیں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اُن کی جلدوں کا رُواں کھڑا
 ہو جاتا ہے پھر انکی جلدیں اور قلوب نرم ہو کر ذرا بھی کیطرت مایل ہو جاتے
 ہیں پھر جو سادق ہے وہ خود بخود ریا فریب مبالغہ اور افترا سے پاک مانا
 جاتا ہے۔ اسی طرح جو کافر اور کفر پرستی کو قبول کر لیتا ہے چنانچہ
 کافروں کی ریت تانے لگتی ہے واللہی جاء بالصدق وصدقنا
 اولئک ہم المذنبون۔ جو حق لانا اور سچ کی نصیحتیں کرتا ہے یہی لوگ توبہ پزیر

سچے سچے سیدھا کچھ نہیں ہے	ان کی باتوں میں کھانا کچھ نہیں ہے
تسبیحہ میں کچھ نہیں ہے جو بھولے ہوئے	جو بھولے ہوئے میں کچھ نہیں ہے
ہر آدمی کے گیت و ترانے کی بات	ہر آدمی کے گیت و ترانے کی بات
سمجھ لے نہیں سمجھیں کچھ دین الہی	سمجھ لے نہیں سمجھیں کچھ دین الہی
سمجھ لے کہ ہو چکی روح مردار	سمجھ لے کہ ہو چکی روح مردار

انسان خود کی ساری تکلیف ظالم اور غلیظ القلب کیوں ہو جب تک اُس میں کوئی
 شے ایمان اور حیات روحانی کا باقی ہے اُس وقت تک ذکر قرآن اُس میں کیسے
 ڈال دیتا اور جسم کے ذرہ ذرہ کو بلا دیتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ فاسد
 غصہ است یا اعصاب جب تک اُن کا کوئی ریشہ بھی اصلی لختہ ہو اُس وقت تک
 سنجی اُن میں حرکت پیدا کر سکتی ہے اسطرح پر جب تک انسان میں کوئی بھی

رگ دین و ایمان کی باقی ہے اُس وقت تک، قرآن کا ذکر اُسکو حرکت دیکھتا
 ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید فرماتا ہے وَلَوْ اَنْزَلْنَاهُ عَلٰى
 جَبَلٍ لَّرَاٰ عَيْتُهُ خَا شِعًا مُّصَدِّقًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقُلْتَ الْاَمَثَل
 نَضربہا للناس لعلہم یذکرۡون۔ -
 کیا حجر کیا جماؤ اور کیا حیوان سب کے سب اپنے اپنے اسلام پر قائم ہیں
 چنانچہ ہر اک شے اور ہر ایک حیوان اپنی اپنی فطرت کے تقاضاؤں اور
 قاعدوں پر قائم ہے کوئی حکم الہی سے باہر نہیں ہی اُنکا اسلام ہے ایسا
 پہاڑوں پر اُدیکھتے ہیں نہایت سخت ہیں مگر حکم خدا سے ذرہ برابر یا ہر نہیں
 پس جو تعلیم اور قانون انسان کے واسطے قرآن مجید پیش کرتا ہے اگر وہی
 پہاڑوں پر اُتاراجاتا تو وہ خوف خدا سے ہر وقت لرزے ہوئے نظر آئے کیونکہ
 پورے فرماں بردار میں اور قرآنی تعلیم کا لب لباب بھی یہی ہے کہ اس کا
 محکم رب عالم کے جاہ و جلال سے ہر وقت ہر اسان و ترسان رہے پڑے
 انسان تو نہایت ہی سخت اور پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے جو قرآن
 کے ہوتے ہوئے بالکل خوف نہیں کھاتا ذرہ بھر نہیں کانپتا بلکہ میاں
 زندگی بسر کر رہا ہے یہ تمثیلات غور و فکر کے واسطے ہیں پرست ہی کم ہیں
 جو سمجھتے ہیں کیسے مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 انکی ہدایت حمایت اور مغفرت کے وعدہ فرماتا ہے اُن کے رزق، عزت اور
 مشکلات کا کفیل بنتا ہے۔ چنانچہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّا اللّٰهُمَّ الذِّیْنَ
 وَالَّذِیْنَ ہُمْ عٰسُوْنَ۔ تحقیق اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تبتی اور

محسن ہیں، مَا تَنْذِرُ مِنَ الذِّكْرِ وَخَشِيَ الرَّحْمَنَ الْعَلِيمَ ۝
 فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ۝ (اے محمد) تیرے سمجھانے سے وہی
 سمجھ سکتا ہے جو نصیحت پر عمل کرے اور درپردہ رحمن سے ڈرتا ہو۔ پس
 ایسے شخص کو مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری سنا دے۔ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرْآنِ
 آمَنُوا وَاتَّقَوْا الْفِتْنَةَ عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٌ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَكْرَهْتُمْ
 كَے لوگ خدا کو ان کی دین کی اختیار کرتے تو ہم انہی پر کتوں کے دروازے آسمانوں
 سے اور زمین سے کھول دیتے۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ اللہ سے ڈرو
 تاکہ تم نفع پاؤ۔ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ تحقیق آخر نفع کے واسطے ہے
 هَذَا بَيَانُ النَّاسِ وَهَدًى لِمَنْ وَعَدَ اللَّهُ الْمُتَّقِينَ۔ یہ قرآن لوگوں
 کے واسطے ایک بیان اور خدا ترسوں کے واسطے ہدایت نصیحت ہے۔
 پس اسے پاک بند و خدا سے ڈرو اسی سے خدا کی رحمت ملے گی اسی سے
 خدا کی نصیحتیں تمہارے دلوں میں گھر کرے گی اسی سے آسمانی اور زمینی برکتوں
 کے دروازے تمہارے کھلیں گے اسی سے تمہاری تمام مشکلات حل ہوں گی
 اسی سے تمہارے تمام خوف دور ہو گئے اسی سے تمہاری عزت و دولت
 دنیا میں بڑھیں گی اور اسی سے آخرت میں۔ اسی سے خداوند عالم تمہارا حامی
 و مددگار و نگہبان بن جائیگا اسی سے تم خدا کے پیارے اور ولی اللہ بنو گے اسی
 سے تمہاری نسلیں زمین میں پھیلنے لگیں عروج پائیں گی اور زمین کی وارث بنیں گی
 یہاں تک شہریوں کی نسلیں تمہارے مقابلہ پر ذلیل و خوار اور ہلاک ہو جائیں گی
 اسی سے تم خدا کی برکات اور امتیازی آیات حاصل کرو گے اسی سے

تمہاری بہشتی زندگی اس دنیا میں شروع ہو کر تابدیگی یہی وعدے
 اور فرمان تمام آسمانی کتب کے ہیں یہی تواریخ و انجیل کے اور یہی فرقان و قرآن مجید
 کے وعدوں اور فرمانوں کی نسبت کچھ تو سن چکے کچھ اور سن لو۔ ومن یتق
 اللہ یجعل لہ من امرہ دیناراً جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اپنے حکم سے اس کے
 واسطے ہر بات میں آسانی کر دیتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و رزقاً
 من حیث لا یحتسب جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے واسطے مخلصی
 کے راستے بنا دیتا اور ایسے ایسے طریق سے رزق پہنچاتا ہے کہ وہ گناہ سے
 کر سکتا۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ یجعل لکم ذریراً و یمکن لکم
 سبلکم و ینصرکم و ینقلکم من اللہ ذوالفضل العظیم اے مومنو اگر تم
 اللہ سے ڈرتے رہو وہ تمہارے دشمنوں کو فرقان پیدا کرے گا تمہاری بدیوں کو دور کرے گا
 اور تمہارے اور تمہارے گناہوں کو بخشید گا کیونکہ اللہ بڑے فضل والا ہے
 فرقان کے معنی ہیں علیحدگی۔ امتیاز اور فیصلہ۔ پس آیت شریف کا یہ مطلب
 ہوا کہ اے مومنو اگر تم متقی بنو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ذات میں ایسے ایسے
 نشانات برکتیں اور کرامتیں رکھ دے گا جو تم کو اور لوگوں سے علیحدہ کر دے گا ایسے
 اور تم صاف، طور پر خاصان خدا نظر آؤ گے اور نیز تم میں نیکی بدی کے امتیاز کے
 واسطے قوت فیصلہ پیدا ہو جائیگی گویا کہ جیسے قرآن مجید تمام کہتا ہے سماوی
 میں بالاتر اور حق و باطل میں صاف جدائی کرنے والا ہے ویسے ہی تم بھی
 ہو جاؤ گے تمہاری کرامتیں تم کو اوروں سے علیحدہ کر دیں گی اور تمہاری قوت
 فیصلہ تمام حق و باطل میں صاف امتیاز کرے گی اور تم دیکھو گے کہ اللہ کریم کے

کتنے بڑے فضل و کرم ہیں ان اللہ يحب المتقين۔ تحقیق اللہ متقیوں سے محبت کرتا ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون الذین امنو وکانو یتقون۔ آگاہ ہو کہ اولیاء اللہ کونہ تو کچھ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غمناک ہوتے ہیں وہ وہی تو ہیں جو خدا کو مانتے اور اُس سے ڈرتے ہیں۔ و لمن خاف مقام ربہ جنتان۔ جو اپنے رب کے جلال سے ڈرتا ہے اُس کے واسطے وہ بہشت ہیں۔ واما من خاف مقام ربہ و نھى النفس عن الھوائے فان الجنة ھى الماویء۔ پس جو شخص اپنے رب کے جلال سے ڈرتا اور اپنے نفس کو ہواؤ ہیوس سے روکتا ہے اُس کا دارالقرار جنت ہے من خشنہ الرحمن بالغیب و جاء بقلب منیب۔ ن ادخلوھا یسلم ذلک یوم الخلود مھم ما یشاقون فیھا ولدینا مزید جو درپردہ رحمن سے ڈرتا اور توبہ کرنے والے دل کے ساتھ حاضر ہوتا اُسکی نسبت کہا جائیگا کہ اُسکو سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل کرو یہ ہمیشگی کا دن ہے اُن کے واسطے یہاں پر جو کچھ چاہیں حاضر ہے اور ہمارے پاس اور بڑھکر ہے یعنی وہ نعمتیں اور راحتیں موجود ہیں جنکا وہ خیال نہیں کر سکتے۔

۳۔ تقویٰ ہی ایک ایسا محافظ ہے جو انسان کو بد ارادوں اور بے عملیوں کے وقت فوراً متنبہ کر دیتا اور ضلالت سے بچا لیتا ہے۔

جب انسان علیحدہ گی یا خود مختاری کے وقت کوئی بُرا ارادہ کرتا اور اُسکی تکمیل کے واسطے تدابیر سوچتا ہے اُسوقت کونسا اتالیق یا اُستاد ہے جو انسان

ڈرا سمجھا کر بدی سے بچا سکے۔ ایسی حالتیں سوائے خوف الہی کے اور کوئی واعظ یا محافظ نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک بد عادت عموماً اس طرح پر قائم ہوتی ہے کہ شروع میں خفیہ طور پر اس کا ارادہ ہوتا مگر نور قلب اُسکو دھمکاتا اور منع کرتا ہے۔ بد تعلیموں اور بد صحبتوں سے یہ ارادہ بار بار اٹھتا اور نور قلب کا مقابلہ کرتا ہے ہوتے ہوئے نیم دلی اور کمزوری کی تدبیر شروع ہو جاتی ہیں اس کشمکش میں نور قلب کمزور ہوتا جاتا اور مبرا ارادہ زور پکڑتا جاتا ہے حتہ کہ اُسکی تکمیل میں کچھ تدبیر کر بیٹھتا ہے مگر پہلی تدبیر کے بعد عموماً انسان بکھپتا تا تو یہ کرتا ہے۔ بری صحبتیں اور نفسانی جذبات پھر شیطاں بنا اس کی طبیعت کو بغاوت کی طریحا بنائے یہاں تک کہ آخر کار نور قلب کے ساتھ سرکشی کر بیٹھتا اور گناہ کا مرتکب ہوتا ہے مگر بہت سے خطرات پیش آتے ہیں ایک دفعہ کے ارتکاب کے بعد سخت ندامت ہوتی اور خوف غالب ہوتا ہے خوش نصیب ہے وہ جو اب بھی سنبھل جائے اور آئندہ کو باز آجائے۔ ایک دفعہ کی بغاوت آئندہ کے واسطے اندرونی خوف اور فہمائش کو اس قدر کمزور کر دیتی ہے اور اصلاح پر آنا مشکل ہو جاتا ہے اسبطرح جب دوبارہ وہی فعل کر بیٹھتا ہے تب یہ نور قلب اور بھی ناقص ہو جاتا ہے آخر کار خوف اور حیا کی جگہ بلعیاں اور حیائی غالب ہو جاتی ہیں جو تمام بد کاریوں کی بنیاد ہیں۔

متقی لوگوں میں فطری خوف و حیا اس قدر زور پر ہوتی ہیں کہ ارادہ کے ساتھ انکا دل تھر تھرا نا شروع ہو جاتا اور ارتکاب سے بچ جاتے ہیں اس اندرونی

طاقت کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے ان الذین اتقوا اذ مسہم طائفت
من الشیطان تذکر واذا ذہم مبصرون۔ تحقیق جو لوگ خدا سے
ڈرتے ہیں جب انکو شیطان و سوسہ چھوٹا ہے تب وہ تنبیہ ہو جاتے اور نور
دیکھنے لگتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو شیطان و سوسہ کے ماس
کے ساتھ ہی آگاہ ہو جائیں اور بد ارادہ سے باز آجائیں یہی لوگ ہیں جو ہر
قسم کی شرارت سے بچ سکتے اور اللہ کی خاص رحمت کے نیچے آجاتے ہیں یہ
خدا کے واسطے اور خدا ان کے واسطے ہو جاتا ہے۔

۴۔ ہدی سے فطرتی تقویٰ زائل ہو جاتا اور نیکی سے ترقی پکڑتا ہے جگہ
قرآن مجید فرماتا ہے۔ ذالکمر و صلکم بہ لعکم تنقیون اللہ تعالیٰ انکو
اس قرآن سے نصیحتیں کرتا ہے تاکہ تم متقی بنے رہو یا بنجاؤ یعنی اس قرآن
کی تعلیم سے تین قسم کے نتائج پیدا ہوتے ہیں اول تو جن لوگوں میں تقویٰ
باقی ہے انکو اس پر قائم رکھتا ہے اور ترقیات غیر محد و مخبثات ہے دوم جن
لوگوں میں یہ روح زایل ہو چکی انکو از سر نو زندہ کر کے خدا ترس بناتا ہے یہ
جو لوگ شدت کفر اور طغیاں سے بالکل مراد ہو چکے انہیں جس حجت قطع کرنا
ہے جیسا کہ بارش سے موجودہ نباتات پرورش پاتے اور ڈرتے ہیں اور
جو تخم خشک ہو کر مردہ کی مثال ہو گئے تھے وہ زندہ ہو جاتے ہیں پھر وہ بھی
پرورش پاکر ترقی کرتے ہیں پر جو تخم مردار ہو کر فاسد ہو چکے انکو بارش سے کچھ
فائدہ نہیں ہوتا۔

۵۔ تقویٰ کی کمی بیشی پر ہی انسان کی حقیقی شرافت و نجابت کا حساب ہے

کیونکہ یہی انسان کو ہر قسم کی شرارت اور بدی سے محفوظ رکھتا اور پاک دین و
 عمدہ اخلاق حاصل کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ شرارت سے بچنے اور نیک بننے
 کا نام ہی شرافت ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے یا ایہا الناس انا
 خالقکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا
 انما الکرہم عند اللہ القتلکم اے لوگو مجھے شکوہ مرد و عورت سے پیدا
 کیا اور آپس کی شناخت کی واسطے تمھاری قوم اور خاندان بنائے۔ مگر اللہ کے
 حضور کے ہم ہیں سے شریف تر وہی ہے جو زیادہ متقی ہے پس قومیت یا
 خاندان کا فخر کرنا اور اعمال اور اخلاق پر نفل رکھنا سراسر حرق اور عورت میں
 راسخ ہے اس میں یہ وہ خیال کی تردید قرآن مجید کی دلائل کے ساتھ فرماتا
 اهل قریۃ کیسی انسان کی پیدائش اپنی خواہش یا کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ
 محض ربّانی صلاح ہے جس میں اسکو شیخی مارے گا کوئی حق نہیں چنانچہ انا
 میں یہ دلیل موجود ہے ویم ہر ایک انسان کی پیدائش ایک مرد و عورت
 سے ہی ہوتی ہے اور اگر انتہا تک یہ سلسلہ بچاؤ تو ایک ہی آدم اور عورت
 کی نسل ثابت ہو گئے پھر اپنے خاندان کو آدم سے علیحدہ کرنا کیسا بے دلیل
 خیال ہے چنانچہ من ذکر وانثی میں یہ دلیل موجود ہے پھر علیحدہ علیحدہ
 قوم اور خاندان ہونے سے آپس کی شناخت کے واسطے ایک اتیا پیدا
 ہوا ہے اور یہ بھی خدا کا فعل ہے کیونکہ کسی شخص کی نسل کا استقدر بڑھانا اور
 اسکو یہ عزت حاصل ہونا کہ دنیا میں اس کے نام سے ایک قوم قائم ہو جائے
 خداوند عالم کے ہی ہاتھ میں ہے چنانچہ یہ دلیل وجعلنکم شعوباً وقبلاً

لتعداد فوا میں موجود ہے پس قومیت اور خاندان سے محض شناخت کی آسانی ہوتی ہے حقیقی شرافت و نجابت کو اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اپنے اپنے اعمال و اخلاق پر منحصر ہے چنانچہ یہ تشریح مفصل ذیل الفاظ پر کے زور اور کامل وضاحت کے ساتھ موجود ہے انما الکرماء عند اللہ اتقوا یہی مسئلہ عام تجربہ اور مشاہدہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک قوم اور خاندان میں نیک اور بد پیدا ہوتے رہتے ہیں کسی قوم کے ساتھ یہ خصوصیت نہیں کہ اس میں سب کے سب خدا ترس نیک اخلاق لوگ پیدا ہوں اور دوسرے میں بیباک بد چلن لوگ۔ ایک طرف ان قوموں میں جو عالی اور شریف کہلاتی ہیں بعض لوگ پرلے درجہ کے بدکار فاسق فاجر ظالم چور اور ڈاکو پیدا ہو جاتے ہیں اور دوسری طرف ان قوموں میں جو کم درجہ کے اور ذلیل شمار ہوتی ہیں نہایت نیک طینت اور صالح لوگ پیدا ہوتے ہیں الغرض حقیقی شرافت و نجابت ظاہر انظر میں بھی کسی قوم یا خاندان کی نسبت مخصوص نہیں ہے۔

۴۔ "لَقَوْلِهِ تَمَامَ عِبَادَاتِ الْوَحْدِ" ہے مثلاً ایک شخص نماز کے واسطے جا رہا ہے مگر خدا کا خوف ساتھ نہیں تو ضرور ہے راستہ میں بد نظری کے موقع پیش آئیں یا دلیلیں برسے و سوسہ پیدا ہوں یا نیت بدی کی راغب یا ترکب ہو۔ سوائے خوف خدا کے وہ کوئی طاقت ہے جو اس قسم کی لغزشوں سے اسکو بچاے اگر خوف خدا ساتھ نہیں تو ضرور ہے کہ نماز کے وقت بھی شرارت کے خیال اسکو محو کھیں اور واپسی کے وقت بھی وہی شیطانی ساتھ چمٹے رہیں اس طرح نماز کا جو مقصود ہے یعنی فحش اور نہایت سے بچانا

سطلق مفقور ہے فی الحقیقت جب تک خدا کا خوف ساتھ نہیں اسوقت تک
 انسان شیطانی وساوس ارادوں اور فعلوں سے کسیرح پرہیز نہیں سکتا۔
 اسکی دعا اور توبہیں عجز و نیاز پیدا ہو سکتے ہیں نہ اس کے ذکر و فکر میں خلوص
 اور گرمی ظاہر ہو سکتی ہے اور نہ اسکی نظر اپنے گناہوں اور خداوند عالم کے جاہ و
 جلال پر قائم رہ سکتی ہے۔ تمثیلات کے طور پر قرآن مجید حج قربانی اور لباس کے
 بیان میں تقویٰ کی حقیقت بیان فرماتا ہے و تزود و افان غیو الزاد التقویٰ
 و اتقون یا اولی الالباب۔ { حج کے واسطے } زاد راہ لو میں تحقیق تقویٰ
 بہتر زاد راہ ہے اور اسے ارباب و دانش مجھ سے ڈرتے رہو۔ اس آیت میں زاد
 راہ لینے کا حکم فرما کر یہ تشریح فرمادی ہے کہ بہتر زاد راہ تقویٰ ہے یعنی اگر تقویٰ ساتھ
 ہے تو سمجھ لو کہ بہتر زاد راہ تمہارے ساتھ ہے کیونکہ اول تو تقویٰ کے رزق و عطا
 کا کفیل خود رب العالمین ہو جاتا ہے و یم جب تقویٰ ساتھ نہیں تو سمجھ لو کہ
 حج کے واسطے جو بہتر سامان تھا وہی موجود نہیں پھر اہل دانش کو مخاطب کر کے
 اور تاکید دی حکم فرمایا ہے کہ تم مجھ سے ڈرتے رہو گویا حج کی تمام حکمت اور دانائی
 اسی ایک بات پر منحصر ہے کہ انسان تقویٰ سے سائنہ لیا حج کے واسطے چلے
 چونکہ اصل حقیقت کا سمجھنا دانیوں کا کام ہوتا ہے اسلئے حج کی اصل حقیقت
 سمجھانے کے لئے مخاطب ہی اہل دانش کو فرمایا ہے پھر قربانی کے بیان میں
 ارشاد ہے لن ینال الله لحوھا ۱۰ وما وھا ولكن ینالہ التقویٰ
 منکم۔ اللہ تک قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ تم میں سے
 تقویٰ کی روح اس تک پہنچتی ہے گویا کہ قربانیاں بذات خود انسان کو خدا تک

نمائش اور ریاکاری پر قربان ہو رہا ہے۔ اسل یہ مال حرام بجائے حرام۔
 بیدنیوں کی کمائی جو عموماً حرام ہوتی ہے اسبوجہ سے فضول رسموں اور وسایا
 عادتوں میں صرف ہوتی ہے اور یوں ہی برباد ہو جاتی ہے متقی لوگوں کی
 کمائی نیک ہوتی ہے اسبوجہ سے نیک اور مفید کاموں میں خرچ ہوتی ہے
 بجا۔ متقی کے واسطے خداوند عالم خود معلم بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے
 و اتقوا اللہ ط و یعلمکم اللہ۔ اللہ سے ڈرو اور اللہ تمہیں تعلیم دیگا۔ یہ تعلیم
 تین طرح پر ہوتی ہے اول تو اسطرح کہ چھتہ در کوئی انسان زیادہ خدا ترس بننا ہے
 اس کا قلب پاک اور نور فراست صاف اور روشن ہوتا جاتا ہے اسطرح ہر وہ
 طاقت جنہ کی اور ہی میں تمیز کرتی ہے تیز اور درست ہوتی جاتی اور عبادات
 و معاملات میں اس کا ذہنی قیاس صحیح ہوتا جاتا ہے۔ اس فطرتی روشنی
 پر بعض لوگوں کو اسقدر اعتماد ہوتا ہے کہ اسی کو یقینی اور کافی سمجھ کر الہام
 کو بیچ اور غیر ضروری سمجھنے لگتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں تعلیمات ربانی کا
 پہلا زینہ یہی اندرونی نور اور صفائی قلبی ہے مگر یہ اکیلا اسقدر بتلا سکتا ہے
 کہ ایسا ہونا چاہئے یہ یقین پیدا نہیں کر سکتا کہ ایسا ہے دوسرے
 الفاظ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام اندرونی تفہیمات جو خدا اور عاقبت کے
 متعلق عبد صالح کے اندر پیدا ہوں وہ ظن اور قیاس کا درجہ رکھتی ہیں جب تک
 ان کے ساتھ واقعات شامل نہیں تب تک یقینی نہیں ہو سکتی دوم سطح
 پر کہ متقی انسان کو اسکی خطاؤں اور غلطیوں پر ساتھ کے ساتھ متنبہ ہوتی رہتی
 ہے اور ہر بلا کی نسبت وہ صاف طور پر دیکھتا ہے کہ بعض عیوب کو دور کرنے

اور بعض کمالات آنکی جگہ پیدا کرنا اس کا مقصود ہے مثلاً جب ایک متقی انسان خدا پرستی میں مستی کرتا تعمیل احکام الہی میں غافل ہوتا یا کوئی گناہ کر مٹھینتا ہو تو اس غفلت یا گناہ کے مطابق کچھ مصیبت اُس پر آتی ہے۔ اگر کثرتِ دولت کی وجہ سے استغناء پیدا ہوا ہے تو مال کا نقصان ہوتا اگر اولاد کی فرط محبت میں خدا سے غافل ہوا ہے تو اولاد میں بیماری یا موت یا میرا ہی کے مصائب سامنے آتی ہیں اگر کھانے پینے کی ہوسوں میں اپنے رب سے بدست ہوا ہے تو بھوکھ یا بیماری کی بلائیں پیش آتی ہیں الغرض ہر ایک بلا ایک قسم کی تنبیہ ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے اُس کے پیارے بندوں کو ہوتی ہے جو بعض عیبوں کے دور ہوئے اور بعض کمالات حاصل ہونے کا موجب ہوتی ہے چنانچہ قرآن مجید اپنے مومن بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ لَبِثْتُمْ فِي الْحُفُوفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ فَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قَفْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُصْتَدُونَ۔ اور البتہ ہم کچھ خوف اور محبوبہ سے اور مال و جان اور پچھلوں کی کمی سے تمھاری اصلاح اور تکمیل کریں گے اور اس پیغمبر اُن صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو جو مصیبت پڑے پر انا للہ والیہ راجعون کہتے ہیں کہ یہی لوگ میں جبرائیل کے رب کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں پس جو لوگ ابتلاؤں کے وقت صبر کرتے خدا بہنرار ہو کر دنیا سے راستہ نہیں چھوڑتے بلکہ لایق شاگردوں کی طرح اُس

حقیقی استاد کی سزاؤں کو برداشت کرتے اور آگے کو زیادہ ہوشیار اور
 محتسب بن جاتے ہیں وہ اپنے صبر کے صلہ میں رب العالمین کی رحمت کے
 نیچے آ جاتے ہیں اور حقیقت میں یہی لوگ خوش نصیب اور مستحق ہدایت
 ہیں ہوشیار و پست روز استاد کی تنبیہ سے بیزار ہو کر بھاگ جاتا اور سرکشی اور
 کرمیتا ہے کہ کبھی ان نتائج کو نہیں چھوچھکتا جتنا ایک سعید صبر کرنے والا
 شاگرد چھینتا ہے غفلتوں خطاؤں اور گناہوں پر ساتھ کے ساتھ تادیب اور
 تنبیہ ہونے سے بہت سے مسائل جو قیاسی اور ظنی ہوتے تھے اب واقعات
 کی صورت میں پیش آتے جاسکتے ہیں اور یقین بڑھتا جاتا ہے تب خدا اور
 اس کی معرفت گناہ اور اس کی سزائیگی اور اس کی جزایہ تمام حقایق واقعات
 کے رنگ میں مشاہدہ ہو جاتے ہیں سویم اس طرح پر کہ غیبی آوازیں کان
 میں پڑتی یا تحریر ہیں اور دیگر نظارہ نظر آتے یا مانگہ بزرگوں کی صورت میں
 ہر کچھ بتلا سکتے ہیں ان حالتوں کو الہام کشف کہتے ہیں یہی خداوند عالم
 کی عجب معیت ہدایت نصرت اور رحمت کے مظہر ہوتے ہیں جو ایک
 ضعیف البنیان انسان غیر محدود طاقتوں اور قوتوں والا بنا دیتے ہیں
 پھر وہی آنکھیں جو دیواریں سے گزر نہیں کر سکتی پھاڑوں کے پیچھے نہ کچھ
 آتی ہیں یہی کان جو مولیٰ کلام کو ایک خاص فاصلہ سے زیادہ نہیں سن
 سکتے ہزاروں لاکھوں کوسوں سے سننے لگتے ہیں یہی جسم انسان جو ایک حد
 زیادہ طاقت نہیں رکھتا اور ایک خاص رفتار سے زیادہ چلا سکتا نہیں
 لا انتہا طاقتوں والا ہو جاتا اور غیر متعین رفتار سے چلنے لگتا ہے وہی

انسان جو غیب پر کچھ دسترس نہیں رکھتا اب اسکو مرییات کی طرح دیکھتا ہے مگر یہ حالت دائمی اور اختیاری نہیں ہوتی خاص خاص فیوض ربانی کے وقت اس کا ظہور ہوتا ہے تب وہ منشوں میں ملکوت السملی والا صفت کی سیر کر سکتا اور سکندوں میں ایسی ایسی سیر کرنا ہے جو اور ملین برہوں میں نصیب نہوسکیں۔ الہامی اور کشفی نظارہ اور تعلیمیں ایسی یقینی اور پیدا ز شکاک ہوتی ہیں جیسی کہ ظاہری آنکھوں سے دیکھی جہولی یا کانوں سے سنی جہولی اور یہ کامل یقین الہامی باتوں پر اسی طریق سے پیدا ہوتا ہے جہول سے کفایہ ہی نظر اور شنوائی کی باتوں پر۔ پس یہی نظارہ ہیں جو مرییات میں کامل یقین اور معرفت کا موجب بنتے ہیں اس سے پہلے جو کچھ ہے وہ عامی اور فنی ہے جس کے فہم میں ہزار ہا شجاعت اور غلط فہمیوں کا احتمال رہتا ہے۔ تمام قرآن مجید ان الہامی اور کشفی عجائبات اور نظاروں کی تفصیلات اور تمثیلات سے بھرا ہوا ہے انشاء اللہ کریم اس ضمن کو کسی اور موقع پر علیحدہ رسالہ میں بیان کریں گے وما توفیقی الا باللہ العزیز الحکیم۔

۸۔ ہر اک انسان کے واسطے متقی بننا فرض ہے قرآن مجید اس حکم کو بڑی تکرار اور طرح طرح کے پیراؤں میں فرماتا ہے۔ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ اللہ سے ڈرو تاکہ تم نجات پاؤ۔ یعنی خدا ترسی ان تمام اصلاحوں اور ترقیات کی بنیاد ہے جو موجب نجات ہوتی ہیں۔ پھر دوسرے پیرایہ میں اس طرح پرفرماتا ہے۔ واتقوا اللہ التي اعدت للكافرين۔

اِس آگ سے ڈرو جو کافروں کو واسطے تیار کی گئی ہے پھر فرماتا ہے وَاَعَاوَنُوا عَلَی الْاِیْمٰ
 وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ نِیلِ اور خدا ترسی کے
 امور میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو مگر گناہ اور بغاوت پر ایک دوسرے کے
 معاون مت بنو۔ وَاَنْقُوْا لِلّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ اللہ سے ڈرو جو تحقیق
 اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ چونکہ یہاں خوفِ ظاہری سے خدا ترستی
 کی آئی ہے اِس لئے قرآن مجید فرماتا ہے فَلَا تَحْشَوْا النَّاسَ وَاحْشَوْنَ۔
 لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھے ہی ڈرو۔ چونکہ عموماً بُری باتوں کی کثرت ہے اسی
 وجہ سے انسان بُرائی کی طرف زیادہ مائل ہو جاتا ہے۔ عام عادات رسومات
 خیالات تعلیمیں صحبتیں اور طریق خراب اور ناجائز ہوتے ہیں ناقص العقل
 اَوْضِعِیْفَ الْاِیْمَانِ کثرت دیکھ کر اُن کی طرف مائل ہو جاتے ہیں پھر کچھ نہیں سمجھتے
 اور دیوانوں کی طرح اُن کے پیچھے ہولیتے ہیں۔ یہی جنوں اور بیہودہ میلان ہے
 جو غمی کے موقعوں پر ناجائز موقعہ و ماتم کا موجب بنتا شاید ہی کے موقعوں پر
 ناچ تماشہ اور منہیات کا باعث ہوتا۔ سادہ لوح انسانوں کو حقہ چرٹ پان تھک
 بھنگ۔ چرس۔ افیون۔ سکھنے اور دھتورہ کا عادی بنا دیتا۔ لباس اور
 مکانات کو ریاکاری اور بیہودہ نمائش کا اکھاڑہ بنا دیتا طاش شطرنج مرغبازی
 اور دیگر بربطیات کو رواج دیتا بیہودہ بکواس غزالی اور ترنم کی گرم بازاری کرتا ہے
 تمام عیب اور گناہ اسی کو رانہ اطاعت سے پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو کُڑ
 نخواستہ اور معقول و منقول کا دیوانہ اور قرآن سے متفراسی بھیڑ جالے بنایا۔ یہود
 کو عیسائیوں کا دشمن اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا دشمن اور اسی طرح تمام مذاہب

کو ایک دو بے کا دشمن اسی بیہودہ نعمانی نے کر دیا۔
 تدرانی تراجم کا رواج اسی نے
 دو کیا اور بے معنی پرست کا رواج اسی نے قائم کیا۔ بچوں جو انوکھ اور بڑبڑاتے
 مذاق اور لغو اور افترا پسند اسی احمقانہ چال نے بنایا ہر ایک کی فطرتی عقل اور
 مذاہب کو یہی حماقت بگاڑتی ہے خداوند کریم کی وحدت و عظمت کی بجائے
 شرک و کفریات یہی رسم پرستی بھرتی ہے اپنے فلسفیانہ طریق پر قرآن مجید
 اس احمقانہ پرستش کی ترویج پر فرماتا ہے۔ قل لا یبایع الحنبلیث
 والطیب ولولعجبک کثرت الحنبلیث ج فاقولوا للہ یا اولی الالباب
 لعلمکم فضلہون ۵ یہ کہو کہ حنبلیث اور طیب برابر نہیں ہوتے اگرچہ نباشت کی
 کثرت تجھ کو اچھی معلوم ہو پس اسے اہل دانش لوگو خدا سے ڈرو تاکہ تم فلاح
 پاؤ۔ پہلا قول ایک توجہ طلب دلیل ہے کہ کثرت و قنات ایک علیحدہ امر
 ہے جو حنبلیث ہے وہ حنبلیث ہے خواہ وہ کیسے قدر کثیر کیوں نہ ہو اور جو طیب
 ہے وہ طیب ہے خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔ کثرت و باؤ میں نہیں آنا چاہئے
 خواہ وہ کثرت کیسی ہی دلکش معلوم ہو بلکہ اسے سمجھنے والے لوگو خدا سے ہی ڈرو
 دنیاوی کثرت اور رواج خداوند عالم کی عظمت و جلال کے مقابلہ میں نیا حقیقت
 رکھتا ہے یہ سراسر حرق اور جہالت کا کام ہے کہ انسان دنیا کے خوف سے خدا
 کو چھوڑ دے اور اس کے احکام کا کچھ خیال نہ کرے اس بشر کا ایمان خدا پر
 کہہا نکمنا ایمان ہے جو خدا کو دنیا کی برابر بھی نہیں سمجھتا بلکہ نئی الحقیقت وہ
 شرک اور بے ایمان ہے اسید واسطے اگر نجات چاہتے ہو تو خوب سوچو

اور سمجھ لو کہ نجات کا راستہ سوائے خوف خدا کے اور کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا سے بے خوف اور لاپرواہ ہو کر انسان مخالف راستوں میں پڑ جاتا اورین سے محروم رہ جاتا ہے پھر اس مسئلہ کو اور الفاظ میں قرآن مجید اس طرح پر بیان فرماتا ہے: **فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ**۔ اگر تم مومن ہو تو سمجھ لو کہ اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اُس سے خوف کیا جائے پس اگر خدا کو مانتے ہو تو اس بات کو بھی ساتھ ہی مانو کہ اُس کا خوف اور اُسکی اطاعت سب سے مقدم ہے جو عملاً ایسا ظاہر نہیں کرتا وہ فی الحقیقت شرک اور بے ایمان ہے پھر دوسرے الفاظ میں اس مسئلہ کو یاد دلانا ہے: **وَيُحْذِرُكُمْ اللّٰهُ فُسْطًا طَوَالِحِ اللّٰهُ مَعْصِيْنَ**۔ اللہ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے کیونکہ اللہ کی طرف سب کی بازگشت ہے۔

۹۔ خدا سے نہ ڈرنا حماقت اور غوث کی ویل ہے خلقت کا خوف ریاچہ اور بدی کی طرف لیجاتا ہے۔ پر خدا کا خوف صفائی رستی اور نیکی کی طرف رسم و رواج کا خوف مشرک و احمق بناتا ہے پر خدا کا خوف موصود و ناشمنہ حکام کا خوف خوشامد بیوفائی اور حرامخوری کی طرف مائل کرتا ہے مگر خدا کا خوف صدق و وفا اور نمک حلائی کی طرف۔ برادری اور شہداری کا خوف رسم پرست اور زیاں کار بناتا ہے۔ پر خدا کا خوف خدا پرست اور صلاح کار۔ پھر کیسی نادانی اور جہالت ہے کہ رسم و رواج سے ڈریں مخلوق سے ڈریں حکام اور برادری سے ڈریں پر خدا سے غافل اور بے خوف بنے رہیں۔ بدیہی نظر میں یہ سراسر نادانی کی بات ہے کہ خالق کے مقابلہ پر اُسکی مخلوق کا خوف کیا جائے رب العالمین

کے احکام کے مقابلہ پر رسم و رواج کو مانا جائے احکم الحاکمین کے مقابلہ پر دنیاوی حکام کا خوف کیا جاوے۔ اسے انسان کیا تیرے نزدیک اس رب العالمین کی کچھ حقیقت نہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے جس کے رزق کو چاہے کم کر دے اور جس کے رزق کو چاہے زیادہ کر دے جس کو چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذیل کر دے جس کے حکموں میں کوئی مغل نہیں سکتا جو چاہے تو ایک دم میں زمین اور پہاڑوں کی گرد بنا کر ادا کر دے۔

تو کہ بندہ ناتواں چیز کیا ہو	جو خالق سے بخوف ایسا ہو
جو ہے مالک ملک و خالق عالم	قدیر اور عزیز اور رزاق عالم
جو چاہے تو ایک دم میں نابود کرے	و کھوں سے ترے گھر کو اور ذکر و بھر
جو چاہے تجھے سخت بیمار کرے	تو انگریز سے یکدم میں نادر کرے
کھڑے کھیت و باغات بار و خشک	زمانہ کو خشکی کے دکھ سے رلا دے
زمین اور پہاڑوں کو تھر تھر ملا دے	مناجات عالی و دھڑا دھڑا دے
و باؤں سے آدم پہ لاو ستبا ہی	ہزاروں کو یکدم میں کر دیو را ہی
نہیں اُسکی پرواہ کچھ بھی سمجھتا	خداوند عالم کو یوں ہی سمجھتا
بھلا کیا خدا کتر انسان کو ہے	کہ بخوف و بفکر حمان سے ہے

الغرض خدا سے نہ ڈرنا نہ پہلو سے حماقت و رعوت میں داخل ہے قرآن مجید اس حق کی تشریح اپنے فلسفیانہ طریق سے بہت مقامات پر فرماتا ہے ذیل میں تمثیل کے طور پر چند مقامات درج کئے جاتے ہیں افا من اهل القرۃ ان یا تئیسہم باسنا بیاتاً و ہم ناٹمون ۵ افا من اهل القرۃ

ان یاتئہم باسنا ضحیٰ وہم یلعبون ۝ افا منول مکرو اللہ ج فراویا
 من سکر اللہ لا القوم الخاسرون کیا ان بستیوں کے لوگ اس بات
 سے نڈر ہو گئے کہ انہیں ہمارا عذاب راتوں رات آپڑے اور وہ سوئے پڑے
 ہوں یا ان بستیوں کے رہنے والے اس سے نڈر ہیں کہ انہیں ہمارا عذاب دن
 میں آپڑے اور وہ لبو و لعب میں مشغول ہوں تو کیا اللہ کے نامعلوم نعلاب
 سے نڈر ہو گئے سو (یا ورکھو) کہ اللہ کے نامساوم نعلابوں سے وہی لوگ نڈر
 ہوتے ہیں جو برباد ہونے والے ہیں انما یخشی اللہ من عبادہ العلمی
 اللہ سے تو بس یہی لوگ ڈرتے ہیں جو اُس کے بندوں میں سے اہل علم ہیں
 مثال کے طور پر ایک احمق و شکبر کے بیان میں قرآن مجید فرماتا ہے ۔ واذا
 قیل لا اتق اللہ اخذنا العزۃ بالاضۃ فحسبہ جنہم ولبس المہاد
 جب اُسکو کہا جاوے کہ خدا سے ڈر رعزت اُسکو پکار کر گناہ کی طرف مایل کرتی
 ہے پس اُس کے واسطے جنہم کافی ہے اور وہ بہت براٹھ کا نام ہے پھر ایک
 اور مقام پر فرماتا ہے افا من الذین مکروا للشیات ان یخسف اللہ
 بہم الارض او یاتئہم العذاب من حیث لا یشرعون ۝ او
 یاخذ ہم فی قلبہم فما ہم بمعین ۝ او یأخذہم علی ثنون
 فان ربکم لوروف الرحیم ۝ تو کیا جو لوگ ہدی کے منصوبہ باند بنے ہیں انہیں
 اس بات کا خوف نہیں کہ خدا انکو زمین میں سے مارے یا جدھر سے انکو ٹھہر
 بھی نہ ہو عذاب اُنپر نازل ہو یا اُنکے چلتے پھرتے خدا اُنکو کھٹکے لی حالت میں
 پکڑے مگر اصل یہ ہے کہ تمہارا رب بڑی شفقت و رحمت والا ہے ۔ (یہی

وجہ سے کہ سخت بیباکی کی حالتیں بھی لوگوں پر کوئی عذاب اچانک
 نازل نہیں ہوتا ایک اور مقام پر فرماتا ہے ۱۰ انتم من فی السما
 ان یخسف بکم الارض فاذا ہی تمورہ ۱۱ ام انتم من فی السما
 ان یرسل علیکم حاسباً فستعلمون کیف کان نذیرہ کیا تم اُسکے
 غضب سے نہیں ڈرتے کہ کہیں زمین میں نگوں دھساوے اور پھر وہ پڑے جھکے
 مارے یا خدا جو آسمان میں ہے تم اُس کے غضب سے نہیں ڈرتے کہ کہیں
 تم پر پتھر برسائے تو خنقرب تم معلوم کرو گے کہ ہمارا ڈرانا کیا تھا۔ الغرض
 خدا سے نہ ڈرنا پر سے وجہ کے حماقت و عنوت اور ہمیشہ کے واسطے برباد
 ہو جانے کی علامت ہے۔ ہماری بیباکی اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی
 سخت عذاب ناگھانی طور پر ان میں یا راستہ میں ہم پر آ پڑے زمین بھٹ جائے
 اور پتھر یا لوگ اُسمیں برس جائیں یا آسمان کے پتھر برس کر آسمان بھٹ جائے
 کریں مگر خدا کا علم اور رحم ہماری پناہ ہے وہی بکلی بچا رہا ہے ورنہ ہمارے
 اعمال ایسے نہیں کہ ہم ایک دم کے واسطے امن سے زندہ چھوڑ دے جاویں۔
 ۱۰۔ شہریروں کے درمیان سونوں کو بھی خوف نہیں رہنا چاہئے بلکہ بہت
 ڈرنا چاہئے جب تک ہم اپنے جان و مال کو غفلت و غیبت میں صرف نہ کریں
 اور تبلیغ احکام کا بار جو بیچ بے ایمانوں اور بے دینیوں کے درمیان ہم
 عین فرض ہے سبکدوش نہ ہو جائیں اسوقت تک کہ عذاب الہی سے بری نہیں
 ہو سکتے۔ ایسی حالتوں میں جب عذاب الہی نازل ہوتا ہے تو چن چن کر ڈرنا
 کو نہیں پکڑنا بیچ میں بہت سے شست اور غافل سوس بھی پکڑے جاتے ہیں

چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **وَ اتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ۚ وَ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ**۔ فتنہ سے ڈرو جو تم میں سے شرابیوں کو چھن چھن کر نہیں پکڑے گا اور اس بات کو جانتے رہو کہ تحقیق اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

۱۱۔ جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ سخت جھگڑا و فساد ہی اور شرک اور دین دُنیا میں برباد ہو جاتا ہے۔ یہ سکہ اوپر کے بیانات سے صاف ہو چکا ہے کہ تمام نیکی اور دینداری کی بنیاد خدا ترسی ہے اور تمام بدی اور بیدینی کی بنیاد اُس کی خلاف ہے۔ پہنچ ڈرتا ہے وہ ہر طرح سے اپنی اصلاح کرتا اور فساد سے بچتا ہو اُسکی آنکھیں روشن اور عقل صاف و صحیح ہو جاتی ہے ہر طرح کے ظلم و فساد سے اُسکی روح کا پتی اور دور رہتی ہے برعکس اُسکے جو بیباک ہے وہ ہمیشہ بدی اور فساد کی طرف مایل رہتا اُس کی آنکھیں اندھی اور عقل خراب رہتی ہے ہر طرح کی شرارت اُسکو اچھی معلوم ہوتی ہے اس طرح پر اُس کا دین برباد ہو جاتا اور ظلم و شرارت کی وجہ سے دنیا میں جلد تر زلیل و خوار یا نیست نابود ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے **اَفَاَمَنُوْا مَعَ اللّٰهِ وَمَا يٰۤاٰمَنُ مَعَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ** کیا اللہ کے نامعلوم فعلوں سے نڈر ہو گئے اور اللہ کے نامعلوم فعلوں سے وہی لوگ نڈر رہتے ہیں جو برباد ہونے والے ہیں شرک بھی اُس وقت تک انسان کو اچھا معلوم ہوتا ہے جب تک خدا کی طرف سے بیخوفی ہے بلکہ شرک میں مبتلا ہوا اس امر کی دلیل ہے کہ خدا کی عظمت و ہدایت اُس کے اندر کچھ نہیں تبھی ایک انسان یا حیوان یا پتھر یا جانور سورج یا ستارہ کو خدا جانتا اور اُس کے

اگے جھکتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے قال یقوموا عبدوا اللہ ما لکم من الاغیر ط افلا تلتقون ہ (ہود علیہ السلام نے) کہا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمھارے واسطے اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پس کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ہو (جو اللہ کے شریک ٹھہراتے ہو) واذا قیل اتق اللہ اخذت العزۃ بالاضم فحسبہ جہنم ط ولینس المہاد جب اُس کو کہا جائے کہ اللہ سے ڈرتے اُس کو رحمت کھینچ کر گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے پس ایسے شخص کے واسطے جہنم کافی ہے اور وہ بہت بڑا ٹھکانا ہے ۔

گناہوں سے جو ہو جاتا ہی باوجود	خدا کا خوف ہر ایک میں ہے وجود
شرارت سے ہے ہو جاتا فنا یہ	نکو کا جس سے پاتا ہے جلا یہ
گناہوں پر ہی کرتا ہے فریاد	کلام حق دلاتا ہے است یاد
سدا ہوتا ہے جس سے خوف عقبہ	ہر اک فطرت میں ہے موجود تقو
اسی سے ٹھیک ہو دیں بگڑا عوا	سدا ہرے ہیں اسی سے کار و اعمال
ترقیات روحانی انسان	دست پہا ایمانی انسان
بنا ان کی ہے بس خوف خدا پر	سراسر شمع ہیں اتقا ہے پر
ترقی اور اصلاح اور نجات	اسی پر منحصر ہے سب شرافت
مودب ہے یہی فعل جلی میں	محافظ ہے یہی فعل خفی میں
محبت اور ہدایت کبریا کی	میسر اس سے ہو قربت خدا کی
کہ پکڑے زور اس سے دیں ایسا	اسی سے دور ہوں دس شیطاں

مے انسان کو اس کے صاف فرائض
 اسی کا تذکرہ ہے سارا قرآن
 سمجھتا ہے وہی جہیں بقا
 حیاتِ طیبہ ہے نام اس کا
 بقا جہیں ہو روحِ اقدس کو
 اگر باقی نہیں ہے اتنا کچھ
 وہ رہتا ہے سدا مروت و بدکار
 بیاں قرآن ہے صالح اور شقی کو
 صداقت سے کشش ہے متقی کو
 خدا ترسوں پر ہے رحمتِ خدا کی
 خدا سے جو کوئی ڈرتا ہے غیب
 تو کیوں بخوف ہے اتنا خدا سے
 کہ جس کے ہاتھ میں ہے برق و عزت
 ایسی سلطنت کون و مکان میں
 کوئی اسکو نہیں ہے روک سکتا
 قدیر مطلق و مختار ہے وہ
 اشارے سے پہاڑوں کو ہلاتے
 زمیں کو چاہے گرد لہاں بنا دے
 بہت بد بخت ہیں ڈرتے نہیں جو

جلا پائے اسی سے نورِ ایمان
 اسی کا ہے بیانِ صاف فرائض
 اسی پر منحصر خوف و میا ہے
 درستی عمل ہے کام اس کا
 وہی ہے چاہتا ذکرِ خدا کو
 اشر کرتا نہیں ذکرِ خدا کچھ
 نہیں رہتے صلاحیت کے آثار
 ہدایت اور نصیحتِ متقی کو
 مگر خدا اور منفرد ہے شقی کو
 ولاؤ قربت و نصرتِ خدا کی
 وہی بس جنتی ہو و سگے لاریب
 نہیں ڈرتا ہے کیوں اسکی بلا سے
 حیات و موت اور آمان و آفت
 ایسی ملکیت ہر دو جہاں میں
 نہ کوئی اسکو ہرگز ٹوک سکتا
 عزیز و قاہر و جبار ہے وہ
 اگر چاہے تو یکدم میں اولاد
 شہریروں ظالموں کو بچہ دہسا دے
 خدا کا خوف کچھ کرتے نہیں جو

تمام اعمال کی ہے جان تقویٰ	بدی نیکی کی ہے میزان تقویٰ
لباس ظاہری ہے سترویزیت	مگر بہر ہے اس سے خوفِ خشیت
حقیقی سترویزیت اتقا ہے	حجابِ بھائی اتقا ہے
معلم خود خدا ہے متقی کا	سپر رب العلا ہے متقی کا
خدا کا خوف ہے بنیادِ حکمت	یہی ہے چشمہٴ اسرارِ رحمت
عجب ناداں ہیں جو ڈرتے ہیں	خدا کا خوف کچھ کرتے نہیں ہیں
غمرارت میں وہ رہتے ہیں گرفتار	انہیں سے بنتے ہیں کفار و فجار
وہی ہوتے ہیں بس مزدورِ احمق	سدا رہتے ہیں وہ جہاں مطلق
وہی ہوتے ہیں جھگڑا و فساد	جنہوں نے باطنی خشیت گنوا دی
جہاں میں جس قدر صدق و صفاء	پناہ کی فقط خوفِ خدا ہے
عبادت اور توبہ کی یہ جاں ہے	سعادت کا یہی کامل نشان ہے
ہدایت کی پناہ ہے روحِ تقویٰ	حیاتِ اولیا ہے روحِ تقویٰ
رفیقِ ازلیا ہے روحِ تقویٰ	انہیں اصفیا ہے روحِ تقویٰ
یہی صیقل ہے بس رنگِ دل کا	یہی مشرق ہے سب انوارِ دل کا
خدا کا خوف مفتاحِ چناں ہے	یہی مفتاحِ اسرارِ نہاں ہے
نہیں کچھ حج و قربانی سے ہوتا	نہ حاصل جب تک ہوا اس سے ہوتا
نازین بھی نہ ہوگی بار آور	نہ روکیں جب تک وہ فحش و منکر
زکوٰۃ و صوم و بیع و نوافل	بنائے ہیں نہ ہو سکتی غافل
غرض خوفِ خدا راہِ چناں ہے	یہی بنِ حق اسرارِ نہاں ہے

شرح طمان۔ اور مراح الارواح۔ وغیرہ سے دوسالین نہیں ہوتا جو صاحب نقل القرآن کو بعد کچھ روز
چاہیں۔ وہ ایک مہینہ میں ہی ختم کر سکتے ہیں اگر بعد کسی دوسری کتاب صرفی یا نحو کی ضرورت نہیں رہتی
۴۷ مفید عالم۔ عرف معین المیکہ۔ یہ ایک نعت ادویہ و علاجی ہر مرض اور دوا کا نام۔

انگریزی۔ ارو۔ فارسی۔ عربی زبان میں نعت کی ترتیب بدرج کیا گیا ہو جس مرض یا دوا کا حال معلوم
کرنا ہو تو فوراً نعت کو طور پر پڑھیں گا اور دیکھ لو خواہ اس کا نام آگے اور زبان میں آتا ہو یا فارسی۔ یا
عربی۔ یا انگریزی میں اس کی مدد سے خود کامل طور پر علاج کر سکتے ہو یا کم از کم کسی خاص نسخہ و صاحب کی
جانچ پڑتال۔ اور قابل اخفا امراض میں جب چاہو کامل راجع حاصل کر سکتے ہو ہر مرض کو دیکھیں۔ انگریزی
ہیونانی نسخہ جات جو اعلیٰ درجہ پر قابل اعتبار ہیں درج کئے گئے ہیں۔ پہلے اصول اور دوسری ادویہ کی طرف
خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ اس کی مدد سے شہر و دیہات میں علاج ملا وقت ہو سکے۔ ہر قسم دوزی علم کے لئے یہ کتاب
حالات صحت میں فتن خائفہ۔ اور ایام مصیبت میں ہوس و غلہ ساز ہوگی اس کو تمتہ میں اطلاق اور روحانی امراض
کا علاج نہایت ہی دلچسپ اور معقول طور پر درج کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی جامع اور مفید۔ اور قابل اعتبار
کتاب ہے کہ اس کی فہم زمانہ سابق و حال کی کتابوں میں نہیں کہی جاتی یہ کتاب تین جلدوں میں ہے
میت فی جلد پہلے کل میت ہر سہ جلدوں۔ کیا نڈروں۔ طالب علموں۔ اور غریب علم دوست شخص کو
بیشتر تصدیق و اکثر دوں۔ ہیڈا شروں۔ اور غرض عہدہ داروں کی نصف میت پر دیا جاسکتی ہے۔

۵۔ سالکۃ اعضا مخصوصہ۔ اس میں تمام امراض مخصوصہ مثلاً انشک۔ سوزاک و جریان۔ نامر و سی۔
مضرات خلق۔ عقر۔ سرعت انزال۔ احتلام۔ عسرت اظٹ۔ استقاء وغیرہ کا علاج۔ جماع کے قواعد
اور آداب۔ اور بہت سے ضروری مضامین نعت کی ترتیب بدرج کی گئی ہیں۔ نیز تمام ادویہ جو ان کو
اعضا کی تسلیق میں درج ہیں زمانہ موجودہ کی تمام خرابیوں اور مسائد کا اس میں کل علاج کی ترتیب
۶۔ مفید النساء والصبیان۔ اس رسالہ میں تمام ناگہانی دیکھوں۔ اور درد و نسا علاج ہے
جو عورتوں کی بجزری درد یا دیکھی ناوانی۔ اور دیہات سے کوئی پابندی سے حاملہ۔ اور زچہ اور نوزائیدہ
بچہ کو مہار سے ملک میں دباؤ عالمگیر کی طرح ہلاک کر رہی ہے۔ میت ۳

کے منتخب مضامین کا مطالعہ اس کتاب میں مفید علم کی طرح تمام ہر فن لغت کی ترتیب پر درج
کئے جا کر ہر ایک مرض کی تعریف۔ اسباب۔ کیفیت۔ علامات۔ امتحان اور تشخیص درج کئے گئے ہیں
طب۔ جراحی۔ امراض قبلہ۔ امراض العین۔ امراض النسوان۔ امراض الصبيان۔ امراض السنین وغیرہ
میں سے کوئی مرض منتخب نہیں رہا۔ تاہم یہ کتاب کامل طور سے حاوی اور جامع ہے۔ یہ کتاب
مفید عام کے ساتھ ملکہ ڈاکٹری۔ یونانی کا ایسا کامل کتب خانہ بناتا ہے کہ بھر کسی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی
اگرچہ پہلے سے اس کتاب کی نسبت سہارا دھن مقدار تھا کہ ہر ایک مرض کی تعریف اور تشخیص درج
کی جاوے مگر نظر ثانی اسباب و علامات و امتحان و کیفیت کا بھی مختصر مگر کامل ہاں شامل کر دیا گیا ہے
یا وجود زیادتی حجم کے نظر آتا وہ عام نیت دی دور پیہ آٹھ آنہ ہے

۱۸۱۸ء استھاد توارثی۔ یہ اشتہاری پرچہ ہے جو ایک ہزار مامور خیرین کے ذریعہ القرآن کے ساتھ
مامور شایع ہو کر گیا بشرح اندراج فی ماہ چار چہ فی صفحہ فی سہ ماہی ملت فی صفحہ فی ششماہی
امین۔ وہ اودنی سال سے روپیہ فی صفحہ ہوگی۔ جو صاحبان اپنی بل شدہ اشتہارات یا رسائل بڑاں
اودنیہ یا دیگر ذریعہ اشاعت کی واسطے ارسال فرمیں وہ بشرح ذیل شایع کئے جاسکتے ہیں
فوزن ۳ ماشہ فی عدد چار روپیہ مامور۔ ۳ ماشہ سے زیادہ ایک ٹولہ تک ملے روپیہ مامور۔

ایک ٹولہ سے زیادہ فی تولہ یا دو کی کسر سے ملے روپیہ مامور۔ شاجروں کے لئے اپنی اپنی اشاعت
کا یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔ اجرت اشتہار خواست کو ساتھ آتی جائے۔ ورنہ عدم قیام
نوٹ۔ تمام درجہ ہیں۔ بنام فتح محمد خان منجیر تذکرہ القرآن مقام تراوڑی ضلع کرنال آئی سٹیٹ

المکتہ
خاکسار فتح محمد خان منجیر تذکرہ القرآن مقام تراوڑی ضلع کرنال۔ صوبہ پنجاب

— رت

۲۹۷۶/۸

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔
